کلیات میر تقی

اس مجموعہ میں ساتوں دیوان اور مثنویات شعلۂ شوق و دریای عشق
و قصیدہ نامہ و بیان کدخدائی نواب آصف الدولہ و مثنوی در بیان مرغبازان
و ہولی و ساقی نامہ و مثنوی معاملات عشق و اژدر نامہ و مثنوی تنبیہ الجہال و مثنوی
در ہجو نااہل و مثنوی ہجو عاقل و مثنوی در ہجو خانۂ خود بسبب شدت بارش و مثنوی
در تعریف سگ و گربہ بخانۂ فقیر و مثنوی در مذمت یاران و مثنوی در ہجو اکول و مرثیہ خروس
و مثنوی جوش عشق و مثنوی اعجاز عشق و مثنوی خواب و خیال وغیرہ درج ہیں

بار دوم

ماہ مارچ ۱۸۷۴ عیسوی

مطبع نامی منشی نولکشور میں مقام لکھنؤ طبع ہوا

بعون صناع بیچون مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

ساتوں دیوان فصاحت نشان بلاغت عنوان مشعر مضامین محاورات بے نظیر اعنی

کلیات میر تقی

من کلام بلبل گلستان سرائی گلشن ہندوستان استاد الشعرا میر تقی صاحب میر رشک صائب غیرت ظہیر

مطبع نامی [illegible] نولکشور [illegible] الطبع بہ بن بطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد در منقبت وغیرہ

جب سے خورشید ہوا ہے چمن افروز حمل
رنگ گل جھمکی ہے ہر پات ہری کی اوجھل

وقت وہ ہے کہ زبس شوق سے چشم بلبل
خوبی دلکش گل دیکھنے کو ہوا احول

جوش گل یہ ہے جہاں تک کرے ہے کام نظر
لالہ و نرگس و گل سے ہیں بھرے دشت و جبل

لطف روئیدگی مست یہ کچھ ہے کہ میں شیشے ہوں
سبزہ غلطاں ہے لب جو پہ کہ خواب مخمل

چشم رکھتا ہے تو چل فیض ہوا کو ٹک دیکھ
نرگس اوگتی ہے جہاں بوئی تھی دہقاں نے بصل

سیر کر تازگی و خرمی و شادابی
خشک بھی شاخ نے اب سبز نکالی کونپل

خون خمیازہ کش عاشقی و غنچۂ گل
دونوں نکلے ہیں تہ خاک سے اب دست بغل

بہت ہر زرہ خوان ہنگامہ ہی میر توبہی | وظیفہ ترا کیا یہہ ذکر بتان ہے
ہوا مرکز خاطر ہر او ستمپرور آجا | فراغت کا عرصہ سہی یک زمان ہے
سن اے ہمنشین شخص غالب کی خاطر | یہ مطلع کہ مطلب سی جو توامان ہے

مطلع ثالث

قلم چل ابھی چلتی تیری زبان ہے | کہ یہہ بات کہنے کی فرصت کہان ہے
ولیکن تجاوز نہو وے ادب سے | کہ ممدوح اب شاہ ہندوستان ہے
دماغ اب نہین ہے جو تمہید کیجے | کہ کل رات ہے اور یہہ داستان ہے
بھتشی تیری کہنے یہہ دل چاہتا ہے | تری شکر نعمت مین قاصر زبان ہے
ترا عہد یکسر خوشی ہے جو ہے سب | گنہگار سا ایک غم جو شان ہے
تری یان ہر سب راستی و درستی | مگر با صدق سچ کا یہ خاندان ہے
تری زیارت کبھی صدق آتا ہے جسکی | ترا جبہہ سا آستان آستان ہے
لکھی کیا شہا کوئی ہمت کو تیری | جہان صبح اس خوان پر یہ نان ہے
زیادہ ہو یہہ وسعت رزق تیری | کہ مشرق سی تا مغرب دستارخوان ہے
کرے ہمسری کیا وہ خورشید او یہ | فلک پاس کیا ہے یہی ایک نان ہے
تری ہاتھ کی ریزش جود آگے | خجالت سی یہہ ابر قطرہ زنان ہے

جو سیدا نمین جنگ کی ہو یہ اشہب | تو گھوڑا نہ کہیو کہ ہیل دمان ہے
لگی گر کہین ٹاپ طبق زمین پہ | فلک صدمی سے آنسو سلا مکان ہے
دعا پر کرون ختم اب یہ قصیدہ | کہانتک کہون تو جنین ہی عیان ہے
رہے وقت ایسا ہی روز جزا تک | کہ جو دوست تیرا ہی تو شادمان ہے
تری عمر ہو میری طول امل سے | کرم کا سا سہ رشتہ اک تیری ہان ہے

قصیدہ در مدح آصف الدولہ بہادر

رات کو مطلق نہ تھی یاں جی کی تاب | آشنا ہوتا نہ تھا آنکھوں سے خواب
کوفتا تھا سوز غم سے آگ مین | دل جگر سکتے تھے دونون جون کباب
ہر زمان تھی ساتھ اپنی گفتگو | کیا کرون شعر اور مین دونون خراب
تھام کر سینے جنون کا ادھر | بیٹھے بیٹھے کھینچئے کب تک عذاب
جا لگے کس کے در او پر کون سے | ملیے کس سے کون مانگا ہی بایب
اے جوانی آئی تھی تیری تلک | امتحان مین آگئی سب شیخ و شاب
ناگہان مجھ سے لگا کہنے سروش | رہگذر سے لطف کی کر کر خطاب
ہے کریم اب بھی وزیر ابن وزیر | آصف الدولہ فلک قدر و جناب
آسمان زینہ ہی جس کا آستان | ناز کر طالع پہ جو ہو باریاب

گرد اس لشکر کی گر ہو دے بلند
پھر زمین و آسمان مین ہے حجاب

جا دے دشمن جون سگ پا سوختہ
وقت گرگ و میش کے منہ پر نقاب

داوری و منصفی سے دلبران
چھوڑ دین عشاق پر کرنا عتاب

رفع بدعت چاہے تو پھر کیا مجال
اٹھ سکے جو نغمۂ چنگ و رباب

منع جو ہو وے تو پھر قدرت ہے کیا
جو گلے سے شیشے کے اوترے شراب

بحر کیا ہے جو کرے تہ سے سوال
کوہ نزدے حلم کا کیا دے جواب

خوبیان ہین خوبیان سر تا قدم
تب کیا صانع نے تجکو انتخاب

لطف طبع صاحب مجلس کہون
یا لکھون پاکیزہ اس صحبت کا داب

نکلی مستعمل نہایت در تہ شب
چاندنی کی جاے بچھتی ماہتاب

گر نہو ممدوح علم ظاہری
پر نہین ہوتی ہے بہرہ راے صواب

جو کہے تو چاہیے وہ لکھ رکھین
حرف ہر یک تیرے منہ کا ہے کتاب

کر دعا پر میر اب ختم سخن
تو کہے جو کچھ کرے حق مستجاب

زیر دست اسکے رہین گردن کشان
تا قیامت وہ رہے مالک رقاب

دوست اسکے جوش زن جیسے محیط
خاک بر سر مدعی جیسے سراب

قصائد تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھا مستعار حسن سے اوس کے جو نور تھا
خورشید میں بھی اوس ہی کا ذرہ ظہور تھا

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا

پہنچا جو آپ کو تو میں پہنچا خدا کے تئیں
معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس میں رات ایک ترے پرتوے بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بے حضور تھا

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
اوس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا

ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے سپہر
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

چشم طمع کو سی لی ہاں تو کہ جیتی جی	سرمہ ہوی ہین بسکہ الم سی مری عظام
ای طبع اتنی ہرزہ درائی جرس کی طرز	اس گفتگو کا فائدہ کہہ حاصل کلام
یعنی امیر شاہ نجف کی صفت پر آ	وہ شاہ جس پہ ساری کمالات ہین تمام
وہ شاہ ہی کہ بعد نبی کی وہی ہی پہر	وہ شاہ ہی کہ حق ہی وہی اولین امام
گر چاہی دل گرفت جہان مین نہو کوئی	کردی یہ تنگ غنچۂ پیکان کو ابتسام
ورنہ شگفتگی یہ بلائی عظیم ہی	چہوڑی نہ زخم سینۂ عاشق تک التیام

مطلع ثانی

شاہا تری گدا کا ہی مشہور احتشام	شاہان سرفراز سب اوسکی ہین پای نام

قطعہ

ہو اسپ پر سوار کری عزم جنگ گر	میدان کارزار مین ادنی ترا غلام
جولان کری جدہر کو ہر اوسطرف خاک	اوڑ جای خاک اودہر کی جدہر کو پہیری لگام
پامال اسقدر ہون کہ معلوم بہی نہون	افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام

قطعہ

شمشیر اسکی خرمن اعدا کی ہی جو برق	آوی گر اسکی ہاتھ مین یک لحظہ بی نیام
ہل جای اور ٹک صف اعدا کی اور کو	ای سر مین پہیر تو مد نظر تک بدن تمام

مطلع ثالث

رسام کہینچ خفت اگر چاہے ارتسام
عصفور کس شمار مین پر تیری عدل سی
گنتی نہین ہی باز شکاری کی اعتصام
تو ہی کہ جلوۂ ذات خدا سے ہی ربط خاص
تو ہی کہ ساری خلق پہ تیرا ہی فیض عام
تو ہی کہ تیری مہر کی سایہ مین روز حشر
محفوظ آفتاب قیامت سی ہون انام

قطعہ

یعنی کہ دیکھون حضرت دہلی کی جا نواح ‎ ‎ معلوم ہی سوا کی تری حاصل کلام

ہرگز نہو حلال عدو پہ تری خوشی ‎ ‎ ہووی تمام تیرے محبون پہ غم حرام

قصیدہ در مدح امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

فلک کی جور و جفانی کیا ہی مجکو شکار ‎ ‎ ہزار کوس پہ ہی جا کی اک تپیدن وار

خراب کوہ و بیابان بیکسی ہون مین ‎ ‎ برنگ صورت جرس ہر طرف ہی میر اگزار

بغیر خوردن خون کب نہار ٹوٹی ہی ‎ ‎ سوا کی گریۂ صبح اب کہان ہی آب خمار

لگین نہ داغ سو کیون ہیکل میری سینہ پہ ‎ ‎ نگ نہین نظر آتا بجز رخ دلدار

سو وہ بھی دیکھنا ملتا نہین ہی گھر بیٹھی ‎ ‎ نگر ہون ہند مین رسوا کی کوچہ و بازار

سوا کی نالۂ جان سوز کون ہی دلسوز ‎ ‎ بغیر آہ سحرگاہ کون ہے غمخوار

جنون مین جیب سی خوش آ یا لباس عریانی ‎ ‎ نہین ہی دامن صحرا مین تب سی مجکو قرار

ہمیشہ ساتھ ہی دامن سوار لڑکون کی ‎ ‎ نگر کہ خاک وہ فاسی بنا ہی میر اغبار

عجب ہی مجکو جو تو دیکھنی نہین آتا ‎ ‎ رہا ہون ایک تری انکھڑیون کا مین بیمار

ہوا ہون جو فلک سی نیش ہی زار و نزار ‎ ‎ پہونچیو یا خلف الصدق حیدر کرار

شما غلام کو تیری یہ زور بازو سے ‎ ‎ کہ وقت جنگ جو لیکر کمان کو ہو وے سوار

قصیده

بنر د مصری شیرین یکینهٔ خسرو — بگرم جوشی فرہاد و تیشۂ کہسار

بعشق و دیر بطوف حرم بسعی تمام — بلوح مشہد عاشق بسوز شمع مزار

بآب و رنگ گلستان به بیکسی اسیر — که اسکو کنج قفس ہی رہی ہی باد بہار

بساغر مے گلگون به توبهٔ سنگین — بدلنوازی ساقی بابر دریا بار

بدستگیری چاک و به بیقراری جیب — بسینه کاوی دشنه بزخم دامن دار

بحیرت رخ جانان بچشم واماندہ — بسعی باطل ناخن بعقدهٔ دل کار

به قلقل و به سبو و بلغزش بردم — بهستی مے شاب و بخاطر ہشیار

به بوج گوئی بیتابی و به بی خوابی — بکم زبانی صبر و بدیدہ بیدار

بدیر و برہمن و کفر و با صنم گوئی — بشیخ و مسجد و تسبیح و رشتهٔ زنار

بسیل خانه خراب و بوادی مجنون — بجرگه جرگه غزالان بدیدهٔ خونبار

بجوشش خوشه سرشک بدار ست مژه — بقطره قطره شراب و بجام دست بیار

بضعف جسم نزار و بطاقت سرکش — بجان عاشق مسکین که یار پر ہو نثار

بخاک عاشق نالان و مان که باد صبا — نہیں دکھاتی اسے بعد مرگ کوچہ یار

باضطراب چراغ و بدستمنی نسیم — بخاطر دل آخر کو اوس سے ہی بیزار

بدور گردی رنگ قبول و یاس دعا — باعتزاز اجابت بحلقهٔ اذکار

تو مر جائیگا یون تو رکتے ہی رکتے | کہ اندوہ و غم آفت ناگہان ہے
غزل لطف کر میر صاحب کی کوئی | کہ اونکی زبان بیچ سحر بیان ہے
کہا مین نے مطلع غزل کا یہ سنکر | کہ ہر طرف سے جسکی تو موزوان ہے

مطلع ثانی

ترے ہاتھ جبتک کہ تیر و کمان ہے | شکار زبون کی بھی خاطر نشان ہے
کہے تجھ شکل مثالی ہون انکے | مرا جسم اس لطف سے ناتوان ہے
تری اور آئے سادہ رو بعد میرے | مرا نامہ نوشتہ ہر استخوان ہے
نہ پوچھ اس طلسمات عالم کی صنعت | کہ اس آشکارا مین کیا کیا نہان ہے
خوشا مرگ بلبل کہ سائے مین گل کے | کہین مشت پر ہے کہین آشیان ہے
لگی ہے نہ اب عطروان اسکے منہ کو | نہ اس بوئے خوش ساتھ گل کا دہان ہے
غرور و خرابات چل شیخ دیکھین | جو تر سا بچہ تو سو پیر مغان ہے
نکلتے خانوادے تھے یان کیسے کیسے | خرابا ہی ہے جب تلک یہ جہان ہے
دم امتحان سیر ہم کیا کرینگے | ہماری گرہ مین تو اک نیم جان ہے
چلی ہے طبع مشتاق وصف بتان پر | کہ غم انکا دل مین مرے میہمان ہے
یہی شغل ہین خوب پیش فقیران | کہ ذکر خدا ہے کہ وصف بتان ہے

اسکا منہ دیکھ رہا ہون سو وہی دیکھون ہون
نقش کا سا ہی سما میری بھی حیرانی کا

بت پرستی کو تو اسلام نہین کہتے ہین
معتقد کون ہی میر ایسی مسلمانی کا

جامہ مستی عشق اپنا مگر کم گھیر تھا
دامن تر کا مری دریا ہی کا سا پھیلا تھا

دیر مین کعبی گیا مین خانقہ سی اب کی بار
راہ سی میخانی کی اوس راہ مین کچھ پھیر تھا

بلبلون نی کیا گل افشان میر کا مرقد کیا
دور سی آیا نظر تو پھولونکا اک ڈھیر تھا

اس عہد مین الہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اون نی مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدہ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا

کب تک تظلم آہ بھلا مرگ کی تئین
کچھ پیش آیا واقعہ رحمت کو کیا ہوا

اسکی گلی میں ایسی گئے دل سے ہمنشین
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا

بخشش نی مجکو ابر کرم کا کیا خجل
ای چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف
ای کشتہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیی کہ حال نہایت کو کیا ہوا

۱۵

کام ہوے ہین سارے ضائع ہر ساعت کی سماجت سی — استغنا کی چوگنی اون نے جون جون مین ابرام کیا

ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی — سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجھکو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا — جمال یار نے منہ اوسکا خوب لال کیا

فلک نے آہ تری رہ مین ہمکو پیدا کر — برنگ سبزہ نورستہ پایمال کیا

رہی تھی دم کی کشاکش گلے مین کچھ باقی — سو اوسکی تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا

رہی آنکھین نہین کھلتین ضعف سے ہمدم — نہ کہہ کہ نیند مین ہے تو یہ کیا خیال کیا

بہار رفتہ پھر آئی ترے تماشے کو — چمن کو مین قدم نے ترے نہال کیا

جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف — کسو نے حشر کو ہمسے اگر سوال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سنا نہین تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

دیکھیگا جو تجھ رو کو سو حیران رہیگا — وابستہ تری مو کا پریشان رہیگا

وعدہ تو کیا اوس سے دم صبح کا لیکن — اوس دم تئین مجھ مین اگر جان رہیگا

منعم نے بنا ظلم کی رکھ گھر تو بنایا — پر آپ کوئی رات ہی مہمان رہیگا

بیہوش مے عشق ہون کیا میرا بھروسا
آیا جو بخود صبح تو مین شام نہ آیا

دیکھا نہ اوسے دور سے بھی منتظرون نے
وہ رشک مہ عید لب بام نہ آیا

سو بار بیابان مین گیا محمل لیلی
مجنون کی طرف ناقہ کوئی گام نہ آیا

۱۶

اس رنگ سے جھمکے ہے پلک پر کہ کہے تو
ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا

کل سیر کیا ہم نے سمندر کو بھی جا کر
تھا دست نگر پنجۂ مژگان کی تری کا

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

منہ تکا ہی کرے ہے جس تس کا
حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

تھے برے مغبچوں کے تیور لیک
شیخ میخانے سے بھلا کھسکا

داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب
ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا

بحر کم ظرف ہے بسان حباب
کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا

فیض اے ابر چشم تر سے اٹھا
آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کس کو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

وہ اک روش سے کھولے ہوئے بال ہو گیا
سنبل چمن کا مفت میں پامال ہو گیا

اولجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اس کے عشق میں
دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

۱۷

نابلد ہو کے رہ عشق مین جو نہچو تو کہین
اہرہ خضر کو یان کہتے ہین گمراہ سُنا

کوئی ان طورون سے گذری ہی ترے غم مین مرے
گاہ تو نے نہ سنا حال مرا گاہ سُنا

خواب غفلت مین ہین یان سب تو عبث جاگا میر
بے خبر دیکھا انھین مین جنھین آگاہ سُنا

جب بنون سے ہمین توسل تھا
اپنی زنجیر پا ہی کا غل تھا

بستر اتھا چمن مین جون بلبل
نالہ سرمایۂ توکل تھا

یک نگہ کو وفا نہ کی گویا
موسم گل صفیر بلبل تھا

اون نے پہچان کر ہمین مارا
منہ نکرنا ادھر تجاہل تھا

شہر مین جو نظر پڑا اوسکا
کشتۂ ناز یا تغافل تھا

اب تو دلکو نہ تاب ہی نہ قرار
یاد ایام جب تحمل تھا

جا پھنسا دام زلف مین آخر
دل نہایت ہی بے تامل تھا

یون گئی قد کی خم ہوئے جیسے
عمر ایک رہرو سر پل تھا

خوب دریافت جو کیا ہمنے
وقت خوش میر نکہت گل تھا

آگے جمال یار کی معذور ہو گیا
گل اک چمن مین دیدۂ بے نور ہو گیا

تھی عشق کی وہ ابتدا جو موج سی اوٹھتی کبھو
آب دیدۂ ترکو جو تم دیکھو تو ہی گرداب سا

بھکی جو ہم مست آگئی سو یار مسجد سی اوٹھا
واعظ کو ماری خوف کی کل لگ گیا جلاب سا

رکھہ ہاتھہ دل پر میر کی دریافت کر کیا حال ہی
رہتا ہی اکثر یہ جوان کچہ اندنون بیتاب سا

مر رہتی جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا
نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا

پیدا ہی کہ پنہان تھی آتش نفسی میری
مین ضبط نکرتا تو سب شہر جل جاتا

مین گریۂ خونی کو روکی ہی رہا ورنہ
یک دم مین زمانی کا یان رنگ بدل جاتا

بن پوچھی کرم سی وہ جو بخش ندیتا تو
پرسش مین ہماری ہی ان حشر کا دن جاتا

استادہ جہا نمین تھا میدان محبت مین
وان رستم اگر آتا تو دیکھہ کی ٹل جاتا

وہ سیر کا وادی کی مائل نہوا ورنہ
آنکھونکو غزالون کی پاؤن تلی مل جاتا

بیتاب و توان یعنی مین کاہیکو تلف ہوتا
یاقوتی ترے لب کی ملتی تو سنبھل جاتا

اوس سیم بدنکو تھی کب تاب تعب اتنی
وہ چاندنی مین شب کی ہوتا تو پگھل جاتا

مارا گیا تب گذرا بوسی ترے لب کے
کیا میر بھی لڑکا تھا باتونمین بہل جاتا

سنیو جب وہ کبھو سوار ہوا
تا بروح الامین شکار ہوا

۱۹

کیا اعتبار یان کا پھر اوسکو خوار دیکھا
جسنے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہون کے شعلے جس جا اوٹھتے تھے میر ہر شب
وان جاکے صبح دیکھا مشت غبار پایا
مارا زمین مین گاڑا تب اوسکو صبر آیا
اس دل نے ہمکو آخر یون خاک مین ملایا

[illegible]

آخر کو مر گئی ہین اوسکی ہی جستجو مین	جی کی تئین بھی کھویا لیکن وسی نہ پایا
لگتی نہین ہی ... اودھر مین سب طبیب حیران	اک روگ مین پھنسایا جی کو کہان لگایا
کھینچ اوسکی منھ کو جی مین ڈرا یہان تو	بارے وہ شوخ اپنی خاطر مین کچھ نہ لایا
ہونا تھا مجلس آرا اگر غیر کا تجھے تو	مانند شمع مجکو کاہے کو تیئن جلایا

تھی یہ کہان کی یاری آئینہ رو کہ تو نی
دیکھا جو میر کو تو بے ہیچ منھ بنایا

شکوہ کرون مین کبتک اوس اپنی مہربان کا	القصہ رفتہ رفتہ دشمن ہوا ہی جانکا
گرنی لی یہ رنگ آیا قید قفس سی شاید	خون ہوگیا جگر مین اب داغ گلستان کا
لی جھاڑ و ٹوکرا ہی آتا ہی صبح ہوتے	جاروب کش مگر ہی خورشید اوسکی بانکا
دی آگ رنگ گل نی وان ای صبا چمن کو	یان ہم جلی قفس مین سن حال آشیان کا
ہر صبح میری سر پر اک حادثہ نیا ہی	پیوند ہو زمین کا شیوہ اس آسمان کا

قطعہ

ان صید افگنون کا کیا ہو شکار کوئی	ہوتا نہین ہی آخر کام انکی امتحان کا
تب تو مجھو کیا تھا تیرون سی صید اپنا	اب کرتی ہین نشانہ ہر میری استخوان کا
فتراک جسکا اکثر لوہو مین تر رہی ہی	وہ قصد کب کری ہی اس صید ناتوان کا

سودا کی ہو تو رکھی بازار عشق مین پا
سر مفت بیچتی ہین یہ کچھ چلن ہی وان کا
سو گالی ایک چشمک اتنا سلوک تو ہی
اوباش خانہ جنگ اس خوش چشم بد زبان کا

قطعہ

یاروئی یار رولا یا ری تو یون نہین گذری
کیا ذکر ہم صفیران یاران شادمان کا

[illegible]

سینے کے قابل ہے دل صد پارہ اوس تصویر کا — جسکو ہر ٹکڑے میں ہو پیوستہ پیکان تیر کا

سب کھلا باغ جہاں الا یہ حیران و خفا — جسکو دل سمجھے تھے ہم سو غنچہ تھا تصویر کا

بو کے خون سے جی رکا جاتا ہے اے باد بہار — ہو گیا ہے چاک دل شاید کسو دلگیر کا

کیونکے نقاشی ازل نے نقش ابرو کا کیا — کام ہے اک تیرے منہ پر کھینچنا شمشیر کا

رہگذر سیل حوادث کا ہے بے بنیاد دہر — اس خرابی میں نکرنا قصد تم تعمیر کا

بس طبیب اوٹھ جا مری بالین سے مت دے درد سر — کام جان آخر ہوا اب فائدہ تدبیر کا

نالہ کش ہین عہد پیری میں بھی تیرے در پہ ہم — قد خم گشتہ ہمارا حلقہ ہے زنجیر کا

جو ترے کوچے میں آیا پھر وہیں گاڑا اوسے — تشنہ خون ہے تو ہمون سی خاک دامنگیر کا

خون سے میری ہوئی یکدم خوشی تجکو ولیک — مفت میں جاتا رہا جی ایک بے تقصیر کا

لخت دل سے جو چھڑی بھونکی گو ہے آہ نے — فائدہ کچھ ہے جگر اس آہ بے تاثیر کا

گو پر مجنون سے نجاوینگی کہیں ہم بے نوا — عیب ہے ہم میں جو چھوڑیں سیرا ہے پیر کا

کسطرح سے مانئے یارو کہ یہ عاشق نہیں
رنگ اوڑا جاتا ہے ٹک چہرا تو دیکھو میر کا

شب درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا — آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا

کثرت میں درد و غم کی نہ نکلی کوئی طپش — کوچہ جگر کے زخم کا شاید کہ تنگ تھا

قطعہ

یون سنا جاہی کہ کرتا ہی سفر کا عزم	ساتھ اب بیگانہ وضعون کی ہمارا آشنا
شعر صائب کا مناسب ہے ہماری اور سی	سامنے اوسکے پڑہی گر یہ کوئی حیا آشنا
تا بجان باہم ہیم و تا بمنزل دیگران	فرق باشد جان ما از آشنا نا آشنا

رانج ہی تابان علیہ الرحمان کا پھاتی پہ میر
ہو نجات اوسکو بچارا ہمسے بھی تھا آشنا

گلکو محبوب ہم قیاس کیا	فرق نکلا بہت جو پاس کیا
دل نی ہمکو مثال آئینہ	ایک عالم کا روشناس کیا
کچہ نہین سوجھتا ہمین وسن نیز	شوق نی ہمکو بی حواس کیا
عشق مین ہم ہوئے نہ دیوانی	قیس کی آبرو کا پاس کیا
دورسی چرخ کی نکل نہ سکی	ضعف نی ہمکو مور طاس کیا
صبح تک شمع سرکو دہنتی رہی	کیا پتنگی نی التماس کیا

ایسی وحشی کہان ہین اے خوبان
میر کو تم عبث اداس کیا

مفت آبروی زاہد علامہ لے گیا	اک مغبچہ اوتار کے عمامہ لے گیا

سیکڑون طرحین نکالین یار کی آنے کی لیک	عذر ہی جا ہی چلا اوسکی دل دخواہ کا
گر کوئی پیر مغان مجکو کرے تو دیکھے پھر	میکدہ ساری کا سارا ہی جو صرف اللہ کا
کاش تیری غم رسیدون کو بلادین حشر مین	ظلم ہی اک خلق پر آشوب اونکی آہ کا
جو سنا ہشیار اس میخانہ مین تھا بیخبر	شوق ہی باقی رہا ہمکو دل آگاہ کا
باندہ مت رندی کا تار اے ناقباحت فہم شیخ	اس سے پایا جاے ہی سر رشتہ جیکی چاہ کا
شیخ مت کر ذکر ہر ساعت قیامت کا کہ ہی	عرصۂ محشر نمونہ اوسکی بازی گاہ کا
شہر مین کس منہ سے آوی سامنے تیرے کہ شوخ	چھائیون سی بہر رہا ہی سارا چہرا ماہ کا

سر فرو لاتی نہین ہمت مری ہر ایک کے پاس
ہون گدائے آستانہ میر حضرت شاہ کا

ایسی گلی اک شہر اسلام نہین رکھتا	جس کوچے مین وہ بت صبح و شام نہین رکھتا
آزار ندے اپنے کانون کو تئین اے گل	آغاز مری غم کا انجام نہین رکھتا
ناکامی صد حسرت خوش لگتی نہین ورنہ	اب جی سے گذر جانا کچہ کام نہین رکھتا
ہو خشک تو بہتر ہی وہ ہاتھ بہاران مین	مانند نے نرگس جو جام نہین رکھتا
جون اوسکی ہم آغوشی بیتاب نہین ایسے	مدت سی بغل مین دل آرام نہین رکھتا
مین ڈاڑہی تری واعظ مسجد ہی مین منڈواتا	پر کیا کرون ساتھ اپنے حجام نہین رکھتا

دل سے مت جا کہ حیف اسکا وقت | جو کوئی اوس مکان سے نکلا
اوسکی شیرین لبی کی حسرت مین | شعر یانی ہو شان سے نکلا

نامرادی کی رسم میر سے ہی
طور یہہ اس جوان سے نکلا

گرمی سے مین تو آتش غم کی پگھل گیا | راتون کو روتے روتے ہی جون شمع گل گیا
ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر | تیوری چڑہائی تونی کہ یان جی نکل گیا
گرمیِ عشق مانع نشو و نما ہوئی | مین وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
مستی مین چھوڑ دیر کو کعبہ چلا تھا مین | لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا
ساقی نشے مین تجھسے لنڈہا شیشہ شراب | چل اب کہ دخت تاک کا جوبن تو ڈہل گیا
ہر ذرہ خاک تیری گلی کی ہے بیقرار | یان کون سا ستمزدہ ماٹی مین مل گیا

عریان تنی کی شوخی سے دیوانگی مین میر
مجنون کی دشت خار کا دامن بھی چل گیا

سنا ہے حال ترے کشتگان بیچارو نکا | ہوا نہ گور گڑہا اون ستم کے مارو نکا
ہزار رنگ کھلے گل چمن کی ہین شاہد | کہ روزگار کی سر خون ہے ہزارو نکا
ملا ہے خاک مین کس کس طرح کا عالم یان | نکل کی شہر سے ٹک سیر کر مزارو نکا

تلوار مارتا تو تمھین کھیل ہو گیا ~~~ جاتا رہے نہ جان کسو بیگناہ کا

بدنام و خوار و زار و نزار و شکستہ حال ~~~ احوال کچھ نہ پوچھیے اس روسیاہ کا

ظالم زمین سے لوٹتا دامن اوٹھاکے چل ~~~ ہوگا کمین میں ہاتھ کسو دادخواہ کا

اے تاج شہ نہ سر کو فرو لاؤن تیرے پاس ~~~ ہے معتقد فقیر نمد کی کلاہ کا

بیمار تو نہووے اے جب تلک کہ میر ~~~ سونے نہ دیگا شور تری آہ آہ کا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا ~~~ جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

ہر قدم پر تھی اوسکی منزل لیک ~~~ سر سے سودای جستجو نہ گیا

سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان ~~~ لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا

دل مین کتنے مسودے تھے ولے ~~~ ایک پیش اوسکے روبرو نہ گیا

سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے ~~~ دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

گل و بلبل بہار مین دیکھا ~~~ ایک تجھکو ہزار مین دیکھا

جل گیا دل سفید ہین آنکھیں ~~~ یہ تو کچھ انتظار مین دیکھا

آبلے کا بھی ہونا دامنگیر ~~~ تیرے کوچے کے خار مین دیکھا

رہے خیال تنک ہم بھی روسیاہون کا
لگا ہو خون بہت گرچہ بیگناہون کا

نہین ستارے یہ سوراخ پڑ گئے ہین تمام
فلک حریف ہوا تھا ہماری آہون کا

گلی مین اسکی پھٹے کپڑون پر مری مت جا
لباس فقر ہی وان فخر بادشاہون کا

تمام زلف کے کوچے ہین مارپیچ اوسکے
تجھی کو آوے کرنا چلنا ایسی راہون کا

اہے جو خوبی سے دالی تجھے قیامت مین
تو حرف کن نے کیا گوش زد خواہون کا

تمام عمر رہین خاک زیر پا اوسکے
جو زور کچھ چلے ہم عجز دستگاہون کا

کہان سے تہ کرین پیدا یہ ناظمان حال
کہ پیچ باقی ہے کام ان جلاہون کا

حساب کا ہیکا روز شمار مین مجھسے
شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہون کا

تری جو آنکھین ہین تلوار کی تلی بھی دہر
فریب خوردہ ہے تو میر کن نگاہون کا

اسکا خرام دیکھکے جایا نہ جائیگا
اے کبک پھر بحال بھی آیا نہ جائیگا

ہم کشتگان عشق ہین ابرو و چشم یار
سر سے ہماری تیغ کا سایہ نہ جائیگا

ہم رہروان راہ فنا ہین برنگ عمر
جاوینگے ایسے کھوج بھی پایا نہ جائیگا

پھوڑا سا ساری رات جو پکتا رہیگا دل
تو صبح تک تو ہاتھ لگایا نہ جائیگا

اپنے شہید ناز سے بس ہاتھ اٹھا کہ ہم
دیوان حشر مین اسے لایا نہ جائیگا

[illegible]

اب سعی کر سپہر کہ میری مُرادگی
مت رنجہ کر کسیکو کہ اپنے تو اعتقاد
میں صید ناتوان بھی تجھے کیا کرونگا یاں
کیا کیا دعائیں مانگی ہیں خلوت میں شیخ یوں
وہ فکر کر کہ چاک جگر پاوے التیام

اسکا مزاج مہر پہ آیا تو کیا ہوا
دل ڈھا کے گھر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا
ظالم اک اور تیر لگایا تو کیا ہوا
ظاہر جہان سے ہاتھ اوٹھایا تو کیا ہوا
ناصح جو تو نے جامہ سلایا تو کیا ہوا

جیتے تو میر اون نے مجھے داغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

گرچہ سردار مزون کا ہے امیری کا مزا
ایک آزادی تلک چکھہ نمک مرغ کباب

چھوڑ لذات کی تئیں لُو تو فقیری کا مزا
تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہے اسیری کا مزا

ہمتو گمراہ جوانی کے مزون پر ہیں میر
حضرت خضر کو ارزانی ہو یہ پیری کا مزا

دل جو تھا اک آبلہ پھوٹا گیا
طائر رنگ حنا کی سی طرح
میں نہ کہتا تھا کہ منہ کر دل کی اور
دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے

رات کو سینہ بہت کوٹا گیا
دل تنا اسکے ہاتھ سے چھوٹا گیا
اب کہاں وہ آئینہ ٹوٹا گیا
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

اس کہنہ خرابے میں آبادی نہ کر منعم
یک شہر نہیں یاں جو صحرا نہوا ہو گا
آنکھوں سے تری ہم کو ہے چشم کہ اب ہووے
جو فتنہ کہ دنیا میں برپا نہوا ہو گا
جز مرتبۂ کل کو حاصل کرے ہے آخر
یک قطرہ نہ دیکھا جو دریا نہوا ہو گا
صد نشتر مژگاں کے لگنے سے نہ نکلا خون
آگے تجھے میر ایسا سودا نہوا ہو گا

عالم میں کوئی دل کا طلبگار نہ پایا
اس جنس کا یاں ہم نے خریدار نہ پایا
حق ڈھونڈنے کا آپ کو آتا نہیں ورنہ
عالم ہے سبھی یار کہاں یار نہ پایا
[illegible]
[illegible]
مجلس میں [illegible]

دشمنی ہم سے کی زمانے نے
کہ جفا کار تجھ سا یار کیا

یہ توہم کا کارخانہ ہے
یان وہی ہے جو اعتبار کیا

ایک ناوک نے اسکی مژگان کے
طائر سدرہ تک شکار کیا

صد رگ جان کو تاب دے باہم
تیرے زلفون کا ایک تار کیا

سو داغ ہی سینے میں ہر اک شخص کی تجھ سی
کس دل کی ترا تیر نگہ پار نپایا

مربوط ہین تجھ سی بھی نا کس و نا اہل
اس باغ مین ہمنی گل بیخار نپایا

دم ابھی جنون مجھ مین نہ محسوس تھا یعنی
جامہ مین مرے یارون نے اک تار نپایا

آئینہ بھی حیرت سے محبت کی ہوئی ہم
پر سیر ہو اوس شخص کا دیدار نپایا

وہ کھینچکے شمشیر ستم رہ گیا جو میر
خون ریزی کا یان کوئی سزاوار نپایا

کیا مری آنسے یہ تو اے بت مغرور گیا
کبھی اس راہ سے نکلا تو تجھے گھور گیا

لگیا صبح کی نزدیک مجھی خواب اے داغ
آنکھ اوس وقت کھلی قافلہ جب دور گیا

گور سے نالے نہین اوٹھتی تو نہ اگتی ہی
جی گیا پر نہ ہمارا سر پر شور گیا

چشم خون بستہ سی کل رات لہو پھر ٹپکا
ہنسے جاتا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

ناتوان ہم ہین کہ ہین خاک کی گلی کی اسکے
اب تو بیطاقتی سے دل کا بھی مقدور گیا

لے کہیں منہ پہ نقاب اپنے کہ اے غیرت صبح
شمع کی چہرۂ رخشان سے تو اب نور گیا

نالہ میر نہین رات سے سنتے ہم لوگ
کیا ترے کوچہ سے اے شوخ وہ رنجور گیا

خواہ مجھسے لڑ گیا اب خواہ مجھسے مل گیا
کیا کہوں اے ہمنشین مین تجھ سے حاصل دل گیا

قطعہ

قطعہ

دیدن کتنی کہ آنکھیں دریا سی بہتیاں تھیں
سوکھا پڑا ہے اب تو مدت سی یہ دوآبا

باہم ہوا کرین ہین دن رات نیچے اوپر
یہ نرم شانے لوٹتی ہین مخمل زرد خابا

ان صحبتوں مین آخر جانین ہی جاتیاں ہین
نے عشق کو ہے صرفہ نے حسن کو محابا

ہرچند ناتوان ہین پر آگیا جو جی مین
دینگی ملا زمین سی تیرا فلک قلابا

منہ دیکھو تو قیامت اوسکا اکثر دکھائی دیکر
خورشید سے رہا ہے اک روز آشنا با

اب شہر ہر طرف سی میدان ہوگیا ہے
پھیلا تھا اس طرح کا کاہیکو یان خرابا

دل تفتگی کی اپنی ہجران مین شرح کیا دون
چھاتی تو میر سیری جلکر ہوئی ہے تابا

دکھ اب فراق کا ہمسی سہا نہین جاتا
پھر اس پہ ظلم یہ ہے کچھ کہا نہین جاتا

ہوئی ہے اتنی تری عکس لطف کی حیران
کہ موج بحر سے مطلق بہا نہین جاتا

نہین گذرتی گھڑی کوئی مجھ بغیر آہ کہ
کہ جس مین غم سے ترے جی ڈہا نہین جاتا

ستم کچھ آج گلی مین تری نہین مجھ پر
کب آکے خون مین یان نہا نہین جاتا

خراب مجھکو لیا اضطراب دل نے میر
کہ ٹک بھی اوس کنی اوس بن رہا نہین جاتا

سمجھے تھے میر ہم کہ یہ ناسور کم ہوا
پھر اندنون مین دیدۂ خونبار نم ہوا

نمود کر کے وہین بحر غم مین بیٹھ گیا
کہے تو میر بھی اک بلبلا تھا پانی کا

ہوا مین سجدہ مین پہ نقش میرا بار رہا
اوس آستان پہ مری خاک سے غبار رہا

جنون مین بکی مجھو اپنے دل کا غم ہی یہ حسرت
خبر لی جب کہ نہ جامے مین ایک تار رہا

بشر ہے تو وہ پہ کہلا جب سے اوسکا دام زلف
سر رہ اوسکی فرشتے ہی کا شکار رہا

کبھو نہ آنکھو نمین آیا وہ شوخ خواب کیطرح
تمام عمر ہمین اوسکا انتظار رہا

شراب عیش میسر ہوئی جسے یکشب
پھر اوسکو روز قیامت تلک خمار رہا

قطعہ

تبان کو عشق نے بے اختیار کر ڈالا
وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا

وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پھوڑا تھا
وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا

تمام عمر گئی اوس پہ ہاتھ رکھتے ہین
وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا

ستم مین غم مین سرانجام اوسکا کیا کہیے
ہزارون حسرتین تہین تسپہ جیکو بار رہا

بہا تو خون ہو آنکھونکی راہ سے نکلا
رہا جو سینہ سوزان مین داغدار رہا

سو اوسکو ہم سے فراموش کار یون لے گئے
کہ اوس سے قطرۂ خون بھی نہ یادگار رہا

گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر

آج رہتی نہین خامہ کی زبان رکھیو معاف
حرف کا طول بھی جو میر گھٹایا نہ گیا

گلی مین اسکی سے جو ہوا آئی تو آیا نہ گیا
ہمکو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا

آہ جو نکلی مری منہ سے تو افلاک کی پاس
اسکی آشوب کی عہدے سے بر آیا نہ گیا

گل نی ہر چند کہا باغ مین رہ پر اوس بن
جی جو اچٹا تو کسی طرح لگایا نہ گیا

سر نشین نہ ہو مئیخانہ ہون مین کیا جاؤن
رسم مسجد کے تلین شیخ کہ آیا نہ گیا

حیف دی جنکی وہ اسوقت مین نکلا جسوقت
ان کنی حال اشارون سے بتایا نہ گیا

خطر راہ محبت کہین جو حرف سنے
جس سے اوس طرف لو قاصد سے چلایا نہ گیا

خوف آشوب سے غوغاے قیامت کے لیے
خون خوابیدہ عشاق جگایا نہ گیا

میر مت عذر گریبان کی پھٹے رہنے کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ادھر آ کر شکار افگن ہمارا
مشبک کر گیا ہے تن ہمارا

گریبان سے رہا کوتہ تو پھر ہے
ہمارے ہاتھ مین دامن ہمارا

گئے جون شمع اس مجلس مین جلتے
سو ہون یہ حال ہے روشن ہمارا

بلا جس چشم کو کہتے ہین مردم
وہ ہے عین بلا مسکن ہمارا

۱۵۱

اس شرم وحیا سے آہ نکلین
ہوان پہ بھی تم کو منظور ہے ہمارا
نا طاقتی کرین تو تم بھی معاف رکھیو
کیا کیجے کہ دل بھی مجبور ہے ہمارا
ہین مشت خاک لیکن جو کچھ ہین میر ہم ہین
مقدور سے زیادہ مقدور ہے ہمارا

اگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا — کہ پیراہن میں سو جا گہہ رفو تھا
کہیں کیا بال تیرے کھل گئے تھے — کہ جھونکا باؤ کا کچھ مشک بو تھا

نہ دیکھا میر آوارہ کو لیکن
غبار اک ناتوان سا کو بکو تھا

راہ دور عشق میں روتا ہے کیا — آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
قافلے میں صبح کے اک شور ہے — یعنی غافل ہم چلے سوتا ہے کیا
سبز ہوتی ہی نہیں یہ سرزمین — تخم خواہش دل میں تو بوتا ہے کیا
یہ نشان عشق ہیں جاتے نہیں — داغ چھاتی کے عبث دھوتا ہے کیا

غیرت یوسف ہے یہ وقت عزیز
میر اس کو رائگاں کھوتا ہے کیا

رونا تک اک تما تو غم بیکران سہا — دس دن رہے جہان میں ہم سو بلا دلا
پہلو میں اک گرہ سی تہ خاک ساتھ ہے — شاید کہ مر گئے پہ بھی خاطر میں کچھ رہا
آنکھوں نے راز داری محبت کی خوب کی — آنسو جو آتے آتے رہے تو لہو بہا
آئی تھی ایک امید پہ تیری گلی میں ہم — سو آہ اس طرح سے چلے لوہو میں نہا

کس کس طرح سے میر نے کاٹا ہے عمر کو

لکنت تری زبان کی ہی سحر جس سی شوخ	یک حرف نیم گفتہ سے دل ہا اتر گیا

بی شرم محض ہی وہ گنہگار جن نی میر
ابر کرم کے سامنی داماں تر کیا

ناکسی سی پاس میری یار کا آن گیا	بس گیا میں جان سے اب وہ سنے جانا گیا
کچھ نہ دیکھا پھر بجز یک شعلہ پر پیچ و تاب	شمع تک ہمنی تو دیکھا تھا کہ پروانا گیا
ایک ہی چشمک تھی فرصت اے حباب	دیدۂ تر ساتھ اس مجلس سی پیمانا گیا
گل کھلی صد رنگ تو کیا بی پری بی اسی نسیم	مدتیں گذریں کہ وہ گلزار کا جانا گیا

دور تجھسے میر نی ایسا تعب کھینچا کہ شوخ
کل جو میں دیکھا اوسی مطلق نہ پہچانا گیا

ہاتھ سی تیری اگر میں ناتوان مارا گیا	سب کہیں گی یہ کہ کیا اک جان مارا گیا
اک نگہ سی بیش کچھ نقصان نہ آیا اسکی تیئں	اور میں بیچارہ تو اسی مہربان مارا گیا
وصل و ہجران بی جو دو منزل ہیں راہ عشق کی	دل غریب ان میں خدا جانی کہاں مارا گیا
دل نی سر کھینچا دیار عشق میں ای بوالہوس	وہ سراپا آرزو آخر جوان مارا گیا

کب نیاز عشق ناز حسن سی کھینچی ہی ہاتھ
آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

قطعہ

غافل نہ رہیو ہرگز نادان داغ دل سی — بھڑکیگا جب یہہ شعلہ تب گہر جلا رہیگا

مرنی پہ اپنی مت جا سالک طلب مین اسکی — گو سر کو کہو رہیگا پر اسکو پا رہیگا

عمر عزیز ساری دل ہی کی غم مین گزری — بیمار عاشقی یہہ کس دن بہلا رہیگا

دیدار کا تو وعدہ محشر مین دیکہ کر کی — بیمار غم مین تیری تب تک تو کیا رہیگا

کیا ہی جو اوٹھہ گیا ہی پر بستۂ وفا ہی — قید حیات مین ہے تو میر آ رہیگا

جو یہہ دل ہی تو کیا سرانجام ہوگا — تہ خاک بہی خاک آرام ہوگا

مرا جی تو آنکہون مین آیا یہہ سنتی — کہ دیدار بہی ایک دن عام ہوگا

نہ ہوگا وہ دیکہا جسی کبک تو نی — وہ اک باغ کا سرو اندام ہوگا

نہ نکلا کر اتنا بہی بی پردہ گہر سے — بہت اسمین ظالم تو بدنام ہوگا

ہزارونکی یان لگ گئین چہت سی آنکہین — تو ای ماہ کس شب لب بام ہوگا

جگر چاک ناکامی دنیا ہی آخر — نہین آتے جو میر کچہ کام ہوگا

خواب مین تو نظر جمال پڑا — پہر مری جی ہی کی خیال پڑا

وہ نہانی لگا تو سایۂ زلف — بحر مین تو کہی کہ جال پڑا

٣٥

بارہا گور دل جھکا لایا | اب کی شرط وفا بجا لایا
قدر رکھتی نہ تھی متاع دل | سارے عالم میں میں دکھا لایا
دل کہ یک قطرہ خون نہیں ہے بیش | ایک عالم کے سر بلا لایا
سب پہ جس بار نے گرانی کی | اوسکو یہ ناتوان اوٹھا لایا
دل مجھے اوس گلی میں لیجا کر | اور بھی خاک میں ملا لایا
ابتدا ہی میں مر گئے سب یار | عشق کی کون انتہا لایا

اب تو جاتے ہیں بتکدے سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

کیا عجب پل میں اگر ترک ہو دے سا [illegible] | ہو جو زخمی کسو کے ابروں مژگان کا
اوٹھتی پلکوں کی گری پڑتی ہے [illegible] آنسو | ڈوالے الا ہی مری آنکھوں نے [illegible] کا
جلوہ ماہ تہ ابر تنک بھول گیا | ان نے سوتے میں ڈپٹے سے جو منہ ڈھانکا
لسو لگتا ہے پلکنی جو پلک [illegible] ہون | ابتو یہ رنگ ہے اس [illegible] اشک افشانکا
او منھ گیا ایک تو اک مرنے کو آبیٹھے ہے | قاعدہ ہے یہی مدت سے ہماری یا [illegible] کا
کار اسلام ہے مشکل تری خال [illegible] | رہزن دین ہے کوئی دزد کوئی ایمان کا

چارہ عشق بجز مرگ نہیں کچھ ای میر

دکانین حسن کی آگی تیری تختہ ہوئی ہونگی
معیشت ہم فقیرونکی سی اخوان زمان سے کر
خیال اس بیوفا کا ہمنشین اتنا نہین اچھا
قیامت کر کی اب تعبیر جسکو کہتی ہی خلقت
عجب کیا ہی ہلاک عشق مین فرہاد و مجنونکی
نہو کیون غیرت گلزار وہ کوچہ خدا جانی
بہت ہمسائی اس گلشن کی زنجیری رہا ہونگی
نہین جز عرش جا گہہ راہ مین لیتی کو دم اسکی

جو تو بازار مین ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا
کوئی گالی بھی دی تو کہہ بھلا جاتی بھلا ہوگا
گمان کہتی ہی ہم بھی یہ کہ ہم سی آشنا ہوگا
وہ اوس کوچی مین اک آشوب سا شاید ہوا ہوگا
محبت رسگ ہی کوئی کہ اس سے جیا ہوگا
لہو اوس خاک پر کن کن عزیزونکا گرا ہوگا
کبھو تمنی بھی میرا شور نالون کا سنا ہوگا
قفس سی تن کی مرغ روح میرا جب رہا ہوگا

کہین ہین میر کو مارا گیا شب اوسکی کوچی مین
کہین وحشت مین شاید یہ بھی اٹھ گیا ہوگا

بیان نام یار کس کا ورو زبان نپایا
وضع کشیدہ اوسکی کہتی ہین داغ سب جبے
پایا نہ یون کہ کریی اوسکی طرف اشارہ
یہ دل کہ خون ہووی بر بنا تہا او گناہ
فتنے کے گرچہ باعث آفاق مین ہوئی تہی

پر مطلقا کہین ہم اوسکا نشان نپایا
نیتوتا کسیو ہی ہم وہ ابرو کمان نپایا
یون تو جہان مین ہمنے اسکو کہان نپایا
وہ کونسی جگہہ تہی اوسکو جہان نپایا
لیکن کمر کو اسکی ہم درمیان نپایا

۳۶

سپند گو ہون نوبت سینے کی مدبرن کین — اوہ تابت بھی نہ نکلا مہیہ کہ ہیان یکجا

تیراکو چہ ہے ستمگار وہ کافر جا کہ — کہ جہان مارے گئے کتنے مسلمان یکجا

سر سے باندہا ہی کفن عشق مین تیرے یعنے — جمع ہمنے ہی کیا ہے سر و سامان یکجا

کیونکہ پڑتی ہے ترے پانو نسیم سحری — اوسکے کوچے مین ہے صد گنج شہیدان یکجا

تو بھی رونے کو بلا دل ہی ہمارا بھی بھرا — ہو جی لے ابر بیابان مین گریان یکجا

بیٹھکر میر جہان خوب نرو یا ہوئے
ایسا کوچہ نہین ہے تیرا ہی جانان یکجا

فلک کا منہ نہین اس فتنے کے اوٹھانے کا — ستم شریک ترا تا زہے زمانے کا

ہمارے ضعف کی حالت سے دل تو کہیئے — کہین خیال نہین میان بحال آنے کا

تری سے راہ مین مل رہی گئے سبھی آخر — سفر تو ہم کو ہے دبیش ہی جانے کا

بسان شمع جو مجلس سے ہم گئے تو گئے — سراغ کیجو نہ پھر تو نشان پانی کا

چمن مین دیکھ نہین سکتی تک کہ چہہتا ہے — جگر مین برق کا کانٹا ہے ممہ آشیانی کا

تک آ تو تا سر بالین نہ کر تعلل کیا — تجھے بھی شوخ یہی وقت ہے بہانی کا

قطعہ

سر اپنا او نے ترا ہاتھ جسنے دیکھا زخم — شہید ہون میتری تیغ کی لگانے کا

۳۷

کیونکر نہ شکوہ تھے ہم لیکن حضور تیرے
کار شکایت اپنا گفتار تک نہ پہنچا

سبزہ چشم غم رسیدہ پانی جوانی کو تی
وقت اخیر اوسکی بہیا تک پہنچا

یہہ بخت سبز دیکیو باغ زمانہ مین سے
پژمردہ گل ہی اپنی دستار تک نہ پہنچا

قطعہ

مستوری خوبروی دلون مین ہو دین
خوبی کا کام کسکی انتہا تک نہ پہنچا

یوسف سی لیکے تا گل پہر گل سی لیکے تا شمع
یہہ حسن کسکو لیکر بازار تک نہ پہنچا

افسوس میر سے جو ہو نہ شہید آتے
پہر کام ان کا اوسکی تلوار تک نہ پہنچا

اسکا خیال چشم سے شب خواب لے گیا
قسمی کہ عشق جی سے مری تاب لے گیا

کن نیندون اب تو سوتی ہی ای چشم گریہ ناک
مژگان تو کہول شہر کو سیلاب لے گیا

آوے جو مصطبع مین تو سن لو کہ راہ سے
واعظ کو ایک جام مئے ناب لے گیا

نے دل رہا بجا ہے نہ صبر و حواس و ہوش
آیا جو سیل عشق سب اسباب لے گیا

میرے حضور شمع نے گریہ جو سر کیا
رویا مین اسقدر کہ مجھے آب لے گیا

احوال اس شکار زبون کا ہی جای رحم
جس ناتوان کو مفت نہ قصاب لے گیا

منہہ کی جھلک سے یار کے بیہوش ہو گئی

دشمن ہے کدورت سے مرے سامنے ہوگا
ناموس مجھے صافیِ طینت کی ہے ورنہ

تلوار اسکی لڑنے کو مرے کیجو حوالا
رستم نے مرے تیغ کا حملہ نہ سنبھالا

دیکھی ہی نہیں دیدۂ پر خشم سے وہ میر
میرے ہی نصیبوں میں تھا یہ زہر کا پیالا

پل میں جہان کو دیکھتے میرے ڈبو چکا
افسوس میرے مردمِ دیدہ آشنا کو اب
لگتی نہیں پلک سے پلک انتظار میں
یک چشمک پیالہ ہے ساقی بہارِ عمر
ممکن نہیں کہ گل کرے ویسی شگفتگی
پایا نہ دل بہایا ہوا سیلِ اشک کا

اک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان رو چکا
پچھتانا یوں ہی سا ہے جو ہونا تھا ہو چکا
آنکھیں اگر یہی ہیں تو بھر نیند سو چکا
جھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا
اس سرزمیں میں تخمِ محبت میں بو چکا
میں نخچۂ مژہ سے سمندر بلو چکا

ہر صبح ساودئے سے یہ کہتا ہے آسمان
دی جامِ خون میر کو گر منہ وہ دھو چکا

دیر و حرم سے گزرے اب دل ہے گھر ہمارا
پلکوں سے تیری ہمکو کیا چشم داشت یہ تھی
دنیا و دیں کی جانب میلان ہو تو کہئے

ہے ختم اس آبلے پر سیر و سفر ہمارا
ان ہمجیوں نے مانا باہم جگر ہمارا
کیا جانتے کہ اس میں منزل ہے کدھر ہمارا

چوری میں دل کے وہ ہنر کر گیا — دیکھتے ہی آنکھوں میں گھر کر گیا

دیر میں ہیں خاک لب سے رہا — عمر کو اس طور بسر کر گیا

دل نہیں ہے منزل سینہ میں اب — یہاں سے وہ بیچارہ سفر کر گیا

حیف جو وہ نسخہ دل کے اوپر — سرسری سے ایک نظر کر گیا

کس کو میرے حال سے تھی آگہی — نالۂ شب سبکو خبر کر گیا

کو نہ چلا تا مژہ تیر نگاہ — اپنے جگر سے تو گذر کر گیا

مجلس آفاق میں پروانہ سان
میر بھی شام اپنی سحر کر گیا

وہاں وہ تو گھر سے اپنے پیکر شراب نکلا — یہاں شرم سے عرق میں ڈوب آفتاب نکلا

آیا جو واقعی میں درپیش عالم مرگ — یہ جاگنا ہمارا دیکھا تو خواب نکلا

دیکھا جو اوس پڑے سے گلشن میں ہم تو آخر — گل کا وہ روے خندان چشم پر آب نکلا

پردے ہی میں چلا جا خورشید تو ہے بہتر — اک حشر ہے جو گھر سے وہ بے حجاب نکلا

کچھ دیر ہی لگی نہ دل کو تو تیر سے — اس صید ناتوان کا کیا ہی شتاب نکلا

ہر حرف غم نے میرے مجلس کے تئیں رلایا — گویا غبار دل کا پڑھتا کتاب نکلا

رو دی عرق فشان کو بس ہو چکیہ گرم مت — اس گل میں کیا رہیگا جب کا گلاب نکلا

ایسی بست بی مصر سے ملتا ہی کوی بھی
دل میر کو بھاری تیا جو تجھ سے لگایا

دل تہ زمیہ غبار اکثر تھا
کچھہ مزاج اندنون مکدر تھا

اورسپتا یہ کیا تو تھا لیکن
رات دن ہم تھی او بستر تھا

ہمنشین ہی تم جہان سی گذری
ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا

دل لگی گیہ قدر کرستی ہیو تم
یہہ ہمارا کبھی نازپرور تھا

بعد ایک عمر جو ہوا معلوم
دل اوس آئینہ رو کا پتھر تھا

بار سجدہ ادا کیا تہ تیغ
کب سے یہ بوجھہ میری سر پہ تھا

کیون نہ ابر سیہ سفید ہوا
جب تلک عہد دیدۂ تر تھا

اب خرابا ہوا جہان آباد
ورنہ ہر یک قدم پہ یان گھر تھا

قطعہ

بے زری کا نکر گلہ غافل
رہ تسلی کہ یون مقدر تھا

اتنے منعم جہان مین گذرے
وقت رحلت کے کس کنے تھا

صاحب جاہ و شوکت و اقبال
اک ازان جملہ اب سکندر تھا

تھی یہہ سب کائنات زیر نگین
ساتھہ مور و ملخ سا لشکر تھا

دہوپ مین جلتی ہین غربت وطنونکی ہمارے
صد گلستان تہ یک بال تہی وسکی حب تک
حیف سمجہا ہے نہ وہ قاتل ناوان ورنہ
عشق کا جذب ہوا باعث سودو ورنہ
نرم تر موم سے بہی ہمکو کوتی دیتی قضا

تیرے کوچے مین مگر سایۂ دیوار نہ تہا
طائر جان قفس تن کا گرفتار نہ تہا
ہم گنہ مارنے قابل یہ گنہگار نہ تہا
یوسف مصر زلیخا کا خریدار نہ تہا
سنگ چہاتی کا تو یہ دل ہمین کار نہ تہا

رات حیران ہون کچہہ چپ ہی مجہی لگ گئی میر
درد پنہان تہی بہت پہ لب اظہار نہ تہا

جی اپنا مین نے تیرے لئی خوار ہو دیا
بی طاقتی سکون نہین کتی ہے ہمنشین
ای ابر اس چمن مین نہوگا گل امید

آخر کو جستجو نے تری مجہکو کہو دیا
رونے نے ہر گہڑی کی مجہی تو ڈبو دیا
یان تخم یاس اشک کو مین سہکے بو دیا

پوچہا جو مین نے درد محبت سی میر کو
رکہہ ہاتہ اون نے دل پہ پلک اپنی رو دیا

خط منہہ پہ آتی جانان خوبی پہ جان لگا
سارے رئیس اعضا ہین معرض تلف مین
پائی پر آبلہ سی مین گم گشتہ گیا ہون

ناچار ہما شقون کو رخصت کے یان دلگا
یہ عشق لی مہا کسکو امان دیگا
ہر خار بادیہ کا میرا نشان دیگا

کہلا نشی مین جو بگڑی کا پیچ اوسکی میر
سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا

کیا ان تھی وہی کہ یان بھی دل آرمیدہ تھا
روا آشیان طائر رنگ پریدہ تھا

قاصد جو وان سی آیا تو شرمندہ مین ہوا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

اک وقت ہمکو تھا سر گریہ کہ دشت مین
جو خار خشک تھا سو وہ طوفان رسیدہ تھا

جس صید گاہ عشق مین یارونکا جی گیا
مرگ اوس شکار گہ کا شکار رمیدہ تھا

مت پوچھہ کسطرح سی کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

حاصل نپوچھہ گلشن مشہد کا بوالہوس
یان پہل ہر اک درخت کا حلق بریدہ تھا

دل بیقرار گریۂ خونین تھا رات میر
آیا نظر تو بسمل در خون طپیدہ تھا

کثرت داغ سی دل رشک گلستان نہوا
میرا دلخواہ جو کچھہ تھا وہ کبھو یان نہوا

جی تو ایسے کئے صدقے کئے تجھہ پر لیکن
حیف یہ ہی کہ تنک تو بھی پشیمان نہوا

آدمین کب کی کہ سرمایہ دو زخ نہوئے
کون سا اشک مرا منبع طوفان نہوا

قطعہ

گو تو جہسے زمانی کی جہان مین مجکو
جاہ و ثروت کا میسر سر و سامان نہوا

۴۳

سر زمین ہند میں ایسا ہوا کہ میر

یہ ریختہ لکہا ہوا تیرا دکن گیا

لخت جگر تو اپنی یک لخت رو چکا تہا
اشک فقط کا جہمکا انکہونسی لگ رہا تہا

دامن میں آج دیکہا پہر لخت میں لے آیا
ٹکڑا کوئی جگر کا پلکون میں رہ گیا تہا

اس قید جیب سے میں چہوٹا جنونکی دولت
ورنہ گلا یہ میرا جون طوق میں پہنسا تہا

مشت نمک کی خاطر اس واسطی ہون حیران
کل زخم دل نہایت دل کو مرے لگا تہا

اے گرد باد مت دے ہر آن عرض وحشت
میں بہی کسو زمانی اس کام میں بلا تہا

میں کچہہ کہی سنا ہے عالم سے میں نے کیا
پر تونے یہ نجانا لے بے وفا کیا تہا

روتی ہے شمع اتنا ہر شب کہ کچہہ نہ پوچہو
میں سوز دل کو اپنی مجلس میں کیا کہا تہا

[illegible]

قطعہ

سر مار کر ہوا تہا میں خاک اس گلی میں
سینے پہ مجکو اسکا مذکور نقش پا تہا

سو غیرت تیرہ سے یون پامال کی صبا نے
اس دن کی واسطی میں کیا خاک میں ملا تہا

قطعہ

یہ سرگذشت میری افسانہ جو ہوئی ہے
مذکور اسکا اسکی کوچہ میں جا بجا تہا

سنکر کسی سے وہ بہی کہنے لگا تہا کچہہ
بیدرد کتنی ایدا تان اسکو کیا ہوا

[illegible]

... اس ملک میں شور و وداع ... کا

یہیں یک حسن تجھ ... شان ... / یہ مجلس جب سے بری اٹھ جا نہیں ... صحبت کا

جہاں جلوہ سے آوے محبوب کے تئیں سر لباس سے / نظر پیدا کر اول پھر تماشا دیکھیے قدرت کا

ہو ... رشتہ مجنون کے / سوی ... رہا ہوتا نہیں ... الفت کا

... گل کی ... / ... اگر وہ تھا ایک جرات کا

لگا ... غنیمت ہے / نہایت تنگ ہے ... فرصت کا

خرابی دل کی ... میں / ... آبادی بھی یاں تھی کہ ویرانہ تھا مدت کا

نگاہ مست ... / ... زہد و طاعت کا

تمام ... میر ... / پلک سے ... صحرای محبت کا

جو اس شور سے میر روتا رہے گا / تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں / جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح / تو کب تک مرے منہ کو دھوتا رہے گا

بس اے گریہ آنکھیں تری کیا نہیں ہیں / کہاں تک جہاں کو ڈبوتا رہے گا

مرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا ہے / جرس کے بھی جو ہوش کھوتا رہے گا

۴۵

[illegible]

مرا رنگ اوڑ گیا جسوقت سنگ محتسب لاگے
لعل سے گر پڑا مینا و ساغر چور ہو ہو کا

مرا وعدہ ہی پہونچا تری آنیکے وعدی تک
ہوا مین موت سی بیچارا ہا ای شوخ تو ہی کا

کف جانان سو کیا امکان ہای میر کوئی ہو
اچنبا ہی جو اوسکی ہاتہہ سو رنگ حنا چہوٹا

سرقع او ٹہا تھا رخ سی مرے بدگمان کا
دیکیا تو اور رنگ ہے سارے جہان کا

مت مانیو کہ ہوگا یہ بیدرد اہل دین
گذرا وے شیخ پہن کے جامہ قرآن کا

خوبی کو اوسکے چہرے کی کیا پہنچے آفتاب
ہی اسمین اوسمین فرق زمین آسمان کا

البتہ ہے وہ جو ہووی خریدار گلرخان
اس سودی مین صریح ہی نقصان جانکا

کیہہ اور لگا تو ہین ہو رقیب اوسکی روبرو
دشمن ہین میری جان کے یہ جی ہی تان کا

تسکین اوسکی تب ہوئی جب چپ مجہی لگی
مت پوچہہ کچہہ سلوک مری بدزبان کا

قطعہ

یان بلبل اور گل پہ تو عبرت سی آنکہہ کہول
گلگشت سرسری نہین اس گلستان کا

گل یادگار چہرہ خوبان ہی بیخبر
مرغ چمن نشان ہی کسو خوش زبان کا

تو ہر سو ہین کہی ہی ملو لگا مین میر سے
یان کچہہ کا کچہہ ہے حال ابہی اوس جوان کا

قطعه

ہو گیا دل مرا تبرک حبیب | درد سنے قطعهٔ پیام کیا
دلّی کی کج کلاه لڑکون نے | کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہین آتا | ٹوپی والون نے قتل عام کیا

عشق خوبان کو میر مین اپنا
قبله و کعبه و امام کیا

رات پیاسا تھا میرے لوہو کا | ہون دوانه تری سگ کو کا
شعله آه جون توں اب مجکو | فکر ہے اپنی ہر بن مو کا
ہے مرے یار کی مسون کا شک | کشته ہون سبزهٔ لب جو کا
بوسه دینا مجھے نکر موقوف | ہے وظیفه یہی دعا گو کا
شور قلقل کی ہوتی تھی مانع | ریش قاضی پہ رات مین تھوکا
عطر آگین ہے باد صبح مگر | کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا
اک دو ہون تو سحر چشم کہون | کارخانه ہے وان تو جادو کا

قطعه

میر ہر چند مین سنے چاہا لیکن | نہ چھپا عشق طفل بدخو کا

کہان تھا تو اس طور آنے سے میرے
گریبان سے تب ہاتھ اوٹھایا تھا مینے

گلی مین تری کل تماشا ہوا تھا
مرے اور دامان صحرا ہوا تھا

زہی طالع اے میر ان نے یہ پوچھا
کہان تھا تو اب تک تجھے کیا ہوا تھا

آہ کی مین دل حیران و خفا کو سونپا
تیری کوچی مین مری خاک نہ پامال ہوئی

مین نے یہ غنچہ تصویر صبا کو سونپا
تھا وہ بیدرد مجھی جن نے وفا کو سونپا

اب تو جاتا ہون ... کو تو تجھا نے سے
جانے پھر سیجیو ای میر خدا کو سونپا

گلہ نہیں ہے ہمین اپنی جان گدازی کا
جگر یہ زخم ہے اوسکی زبان درازی کا

سمند ناز نے اوسکی جہان کیا پامال
وہی ہی اب بھی اوسے شوق ترک تازیکا

ستم ہین قہر ہین لونڈی شراب خانے کی
اوتار لیتے ہین عمامہ سرفرازی کا

الٹ پلٹ مری آہ سحر کی کیا ہی ظلم
اگر خیال تمہین ہووے نیزہ بازی کا

بتاؤنہے کوئی آن تم نے کیا کہو یا
نہین ہے تمکو سلیقہ زمانہ سازی کا

خدا کہ کام تو سونپے ہین مینے سب لیکن
رہی ہی خوف مجھے وان کی بی نیازیکا

چلو ہو راہ موافق کہے مخالف کی
طریق چھوڑ دیا ہمنے دل نوازیکا

سب گئی ہوش و صبر و تاب و تواں — دل سے اک داغ ہی جدا نہوا

ظلم و جور و جفا ستم بیداد — عشق میں تیرے ہم پہ کیا نہوا

ہم تو ناکام ہی جہاں میں رہے — یاں کبھو اپنا مدعا نہوا

میر افسوس وہ کہ جو کوئی
اوسکے دروازے کا گدا نہوا

یار عجب طرح نگہ کر گیا — دیکھنا وہ دل میں جگہ کر گیا

تنگ قبائی کا سماں یار کی — پیرہن غنچہ کو تہ کر گیا

جانا ہے اس بزم سے آیا تو کیا — کوئی گھڑی گو کہ تو رہ کر گیا

وصف خط و خال میں خوباں کے میر
نامۂ اعمال سیہ کر گیا

آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا — اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

سمجھی نہ باد صبح کہ آکر اوٹھا دیا — اوس فتنۂ زمانہ کو ناحق جگا دیا

پوشیدہ راز عشق چلا جائے تھا سو آج — بے طاقتی نے دل کی وہ پردہ اوٹھا دیا

اس موج خیز دہر میں ہمکو قضا نے آہ — پانی کی بلبلے کی طرح سے مٹا دیا

تھی آگ اوسکی تیغ کو ہمکو سو عشق نے — دونوں کو معرکے میں گلے سے ملا دیا

اون نے تو تیغ کھینچی تھی پر جی چلا کے میر
ہمنے بھی ایک دم میں تماشا دکھا دیا

ردیف بای موحده

رکھتا ہے ہمسے وعدہ ملنے کا یار ہر شب
سو جاتے ہیں و لیکن بخت کنار ہر شب

اب وہ نہین کہ آنکھین تہین آب روز و شب | ٹپکا کرے ہی آنکھونسی خون ناب روز و شب

اک وقت رونیکا تھا ہمین بھی خیال سا | آتی تھی آنکھونسی چلی سیلاب روز و شب

اوسکے لئیے نہ پھرتی تھی ہم خاک چھانتے | رہتا تھا پاس وہ در نایاب روز و شب

قدرت تو دیکھہ عشق کی مجھسی ضعیف کو | رکھتا ہی شاد بی خور و بی خواب روز و شب

سجدہ اوس آستان کا نہین ہونی نصیب | رگڑا ہی سر میانہٴ محراب روز و شب

اب رسم ربط اوٹھہ ہی گئی ورنہ پیشتر | بیٹھی ہی رہتی تھی بہم احباب روز و شب

دل کسکو رود موسی لگایا ہی میر نی
پاتی ہین اوس جوان کو بیتاب روز و شب

رویا کیے ہین غم سی تری ہم تمام شب | پڑتی رہی ہی آنکھ سے شبنم تمام شب

رکنی سی دل کی آج بچا ہون تو اب چلا | جاتی ہی ہین رہا ہی مرا دم تمام شب

یہ اتصال اشک جگر سوز کا کہان | روتی ہی یون تو شمع بھی کم کم تمام شب

قطعہ

گذرا ہی کسے جہان ہین خوشی سی تمام روز | کسکی کٹی زمانی مین بی غم تمام شب

شکوہ عبث ہی میر کہ کٹتی ہین سارے دن
یا دل کا حال رہتا ہی درہم تمام شب

آئی کنعان سے باد مصر ولے	نہ گئے تا بکلبۂ یعقوب
بن عصا شیخ یک قدم نہ رکھے	راہ چلتا نہیں یہ خر بے چوب
اس سے عشق میں نے چھوڑا تھا	تو بھی کہنے لگا بڑا کیا خوب
پی ہو مے تو لہو پیا ہوں میں	محتسب آنکھوں پر ہے کچھ آشوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

ردیف تا

روز نہ ملوں یار سے پا شب ہی ملاقات	کیا فکر کروں میں کہ کسو ڈھب ہو ملاقات
نے بخت کی یاری ہے نہ کچھ جذب ہے کامل	وہ آپھی ملے تو ملے ہے جب ہو ملاقات
دوری میں کروں نالہ و فریاد کہاں تک	یکبار تو داد اس شوخ سے یارب ہو ملاقات
جاتی ہے غشی بھی کبھو آتی ہیں بخود بھی	کچھ لطف اٹھے بارے اگر اب ہو ملاقات

وحشت ہے بہت میر کو مل آئیے چلکر
کیا جانیے پھر یاں سے گئے کب ہو ملاقات

سب ہوئے نادم پئے تدبیر ہو جانان سمیت	تیر تو نکلا مرے سینے سے لیکن جان سمیت
تنگ ہو جاویگا عرصہ خفتگان خاک پر	گر ہمیں یہ زیر زمین سوئیا دل نالان سمیت

پر زلفوں میں منہ چھپا کے پوچھا
اب ہوئیگی میر کس قدر رات

جاتا ہے نہیں جیسے یہ آزار محبت — مایوس ہوں میں بھی کہ ہوں بیمار محبت
امکان نہیں جیتے جی ہو قید سے آزاد — مرجایئے تبھی چھوٹے گرفتار محبت
تقصیر نہ خوباں کی نہ جلاد کا کچھ جرم — تھا دشمن جانی مرا اقرار محبت
ہر جنس کے خواہاں ملے بازار جہاں میں — لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
اس راز کو رکھ جی ہی میں تا جی تجھے درکار — زنہار جو کرتا ہو تو اظہار محبت
ہر نقش قدم پر ترے سر جیسے ہیں عاشق — یک سمت سر تو کریں تو بازار محبت
کچھ مست ہیں ہم دیدۂ پرخوں سے جگر کے — آیا ہی ہو ساغر سرشار محبت
بیکار مزہ عشق میں تو روئے سے ہرگز — یہ گریہ بھی ہے آب رخ کار محبت

مجھ سا بھی ہو مجنوں سے یہ کب ہے فی الفعل
ہرگز نہیں دیکھی میر سزاوار محبت

جی میں ہی یاد رخ و زلف سیہ فام بہت — رونا آتا ہے مجھے ہر سحر و شام بہت
دست صیاد تلک بھی میں نہ پہنچا جیتا — بے قراری نے لیا مجھ کو تہ دام بہت
ایک دو چشمک ادھر گردش ساغر کہ مدام — سر چڑھی رہتی ہے یہ گردش ایام بہت

داستہ ہو لی دل کو تقصیر و نگہی بھی تو | کھلتی نہیں گرہ یہ کسو کی دعا سے آج

جیتے ہیں اختیار نہیں ورنہ ہمنشین | ہم جانتے ہیں موت تو اپنی خدا سے آج

ساقی ٹک ایک موسم گل کی طرف تو دیکھ | ٹپکا پڑے ہے رنگ چمن میں ہوا سے آج

تھا جی میں اس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر
پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج

ردیف جیم فارسی

کاش اٹھیں ہم بھی گنہگاروں کے بیچ | ہوں جو رحمت کے سزاواروں کے بیچ

جی سدا ان ابروؤں ہی میں رہا | کی بسر ہم عمر تلواروں کے بیچ

چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر | منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ

ہیں عناصر کی یہ صورت بازیاں | شعبدے کیا کیا ہیں ان چاروں کے بیچ

جب سے لے نکلا ہے تو یہ جنس حسن | پڑ گئی ہے دھوم بازاروں کے بیچ

عاشقی و بیکسی و رفتگی | جی رہا کب ایسے آزاروں کے بیچ

جو سرشک اوس ماہ بن جھمکے ہے شب | وہ چمک کاہے کو ہے تاروں کے بیچ

اوس کی آتش ناک رخساروں بغیر | لوٹیے یوں کب تک انگاروں کے بیچ

بیٹھنا غیروں میں کب ہے ننگ یار | پھول گل ہوتی ہے ہیں خاروں کے بیچ

قطعہ

قطعہ

ساتھ ہوا کن کیسی کے عالم ہستی کی سیج
عرش پر پھر ہم نمدپوشان الفت کا ہی سیج

باز خواہ خون ہے میکشوا ہی تا تی کی سیج
آج دولت کا ساہی یان فقر کی ہستی کی سیج

ہم سیہ کارون کا ہنسا وہ ہی میخانی کی اور
آ گئے ہین میر مسجد مین چلے مستی کی سیج

ردیف دال مہملہ

ردیف حای حطی

ہونے لگا گذار غم یار سے طرح
رہنے لگا ہے دل کو اب آزار کی طرح

اب یہ طرح نہین ہے کہ ہم غم دیے ہوون شاد
کہنے لگا ہے منہ سے ستمگار کی طرح

جان بر تمہارے ہاتھ سے ہوگا نہ اب کوئی
رکھنے لگے ہو ہاتھ مین تلوار کی طرح

فتنہ اوٹھیگا ورنہ نکل گھر سے تو شتاب
بیٹھے ہین آ کے طالب دیدار کی طرح

لوہو مین شور بور ہے دامان و جیب میر
پھرا ہے آج دیدہ خونبار کی طرح

خاطر کرے ہے جمع وہ ہر بار ایک طرح
کرتا ہے چرخ مجھسے نئی یار ایک طرح

میں او رقیس و کوہ کن اب جو زبان ہین
مارے گئے ہین سب یہ گنہگار ایک طرح

منظور اوسکو پردے مین ہین بے حجابیان
کس سے ہوا دوچار وہ عیار ایک طرح

سب طرح کی اپنی نظر مین تہین کیا کہین
ہم بھی ہو گئے ہین گرفتار ایک طرح

۵۵

نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد
آخر کار کیا کہا قاصد

کوئی پہونچا نہ خط مرا اوس تک
میری طالع ہین نارسا قاصد

سرنوشت زبون سی زیر ہو خاک
راہ کھوئی نکر تو جا قاصد

گر پڑا خط تو تجہپہ حرف نہین
یہ بھی میرا ہی تہا لکہا قاصد

یہ تو رونا ہمیشہ ہی مجہکو
بہیر کبہو نہیر کبہو ہہلا قاصد

اب غرض خامشی ہی بہتر ہی
کیا کہون تجہسی ماجرا قاصد

شب کتابت کی وقت گریہ سی
جو لکہا خط سو بہہ گیا قاصد

کہنہ قصہ لکہا کرون تا کی
بہیجا کب تک کرون نیا قاصد

ہی طلسمات اوسکا کوچہ تو
جو گیا سو وہین رہا قاصد

یاد پڑ ہی برات جسکا جواب
اوسکو گذری ہی ہین سالہا قاصد

نامہ بہیر کوا اوڑاتا ہے
کاغذ باد کر گیا قاصد

ہون رنگبذ یہی تری ہر نقش پا ہی شاہد
اوڑتی ہی خاک میری باد صبا ہی شاہد

طوف حرم مین بہی مین بہولا ہی تجہکو ای بت
آنا تہا یاد تو ہی میرا خدا ہے شاہد

شرمندہ اثر کچہ باطن مرا نہین ہے
وقت سحر ہے شاہد دست دعا ہی شاہد

ردیف دال مہملہ

مونداّنکھین سفر عدم کا کر
بس ہے دیکھا نہ عالم ایجاد

فکر تعمیر مین نہ رہ منعم
زندگانی کی کچھ بھی ہے بنیاد

خاک بھی سر پہ ڈالنے کو نہین
کس خرابی مین ہم ہوے آباد

سنتے ہو ٹک سنو کہ پھر مجھ بعد
نہ سنوگے یہ نالہ و فریاد

لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم
خاک کس دل جلے کی دی برباد

بھولا جا ہے غم بتان مین جی
غرض آتا ہے پھر خدا ہی یاد

ترے قید قفس کا کیا شکوہ
نالے اپنے سے اپنی سی فریاد

ہر طرف ہین اسیر ہم آواز
باغ ہے گھر ترا تو اے صیاد

ہم کو مرنا یہ ہے کہ کب ہوین
اپنی قید حیات سے آزاد

ایسا وہ شوخ ہے کہ اوٹھتی صبح
جانا سو جائے اوسکی ہے معتاد

نہین صورت پذیر نقش اوسکا
یون ہی تصدیع کھینچے ہے بہزاد

قطعہ

خوب ہے خاک سے بزرگون کی
چاہنا تو مرے تئین امداد

نامرادی ہو جس پہ پروانہ
وہ جلاتا پھرے چراغ مراد

یہ مروت کہان کی ہے اے میر
تو ہی مجھ دل جلے کو کر ارشاد

مین منع میر تجھکو کرتا نہ تہا ہمیشہ
کہولی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر

نہو ہرزہ درا اتنا خموشی ای جرس بہتر
نہیں اس قافلے مین اہل دل ضبط نفس بہتر

نہونا ہی بھلا تہا سامنے اوس چشم گریان کی
نظر آ ابر تر آ بھی نہ آویگا برس بہتر

سدا ہو خار خار باغبان گل کا جہان تا ہم
سمجہا ہے عندلیب اوس باغ سے کنج قفس بہتر

بڑا ہی امتحان لیکن نہ سمجہے تو تو کیا کریے
شہادت گاہ مین پہچل سب اپنی بلہوس بہتر

سیہ کردونگا گلشن دود دل سے باغبان مین بھی
جلا آتش مین میری آشیان کی خار و خس بہتر

کیا داغون سے رشک باغ ای صد آفرین الفت
یہ مسکیہ ہمکو بھی ویسا ہی تہا درکار بس بہتر

قدم تیری جہوکر تھے جیسی اب وہ ہاتھ ہی ہے
مرد حق مین ہونا ہی تہا یان تک دسترس بہتر

عبث پیچھے پڑے ہو مجھ سے میر مین صحرا کو جاتا ہون
خرابی ہے یہ دل رکھا ہے جو تو نے تو بس بہتر

آشوب بکہ چشم تری سر رہی ہین جوڑ
پلکونکی صف سے بہہ گئین منہ کو موڑ موڑ

لاکھون جتن کیے نہوا ضبط گریہ لیک
سنتے ہی نام آنکھ سے آنسو گرے کروڑ

زخم درون سے میری نہ تک بے خبر رہو
اب ضبط گریہ سے ہے ادھر ہی کو سب نچوڑ

گرمی سے برشکال کی پروا ہے کیا ہمین
برسون رہی ہے جانکی گرنی کی یان مروڑ

گداز عاشقی کا میر کے سب کر آیا تھا
جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہو گئی گھل کر

کر رحم ٹک کبتلک ستم مجھ پر جفا کار اسقدر
بھاگی مری صورت سے وے جا شقمین اوسکی شکل کی
منزل پہونچنا اک طرف ذی صبر ہو ئی سکون
ہو جاوی ہر دل میں تنراور گذر کر ئی وفا
جز کشمکش ہووے سے تو کیا عالم سے ہمکو فائدہ

اک سینہ خنجر سے کڑون یکجان کو آزار اسقدر
میں اوسکا خواہان یان فلک وہ مجھسے بیزار اسقدر
یکسر قدم میں آ بلے بھر راہ پر خار اسقدر
کر رحم ٹک اسنے اور پست ہو گل آزار اسقدر
یہ بی فضا ہی اک قفس ہم ہیں گرفتار اسقدر

قطعہ

عید اور بغل گیری تری عید اور ہمسے بھاگنا
ہم یار یون یون غمزدی خوش ہوئیں اغیار اسقدر

طاقت نہیں ہے بانکی کہتا تہا نعرہ ریز
کیا جانتا تہا میر ہو جاویگا بیمار اسقدر

قیامت تہا سماں اوس خشمگین پہ
کہ تلوارین چلین ابرو کی چین پر
نہ دیکھا آخر اوس آئینہ رو کو
نظر سے بھی نگاہ واپسین پر
گئے دن عجز و نالے کے کہ اب ہے
دماغ نالہ چرخ ہفتمین پر
ہوا ہے ہاتھہ گلدستہ ہمارا
کہ داغ خون بہت ہی آستین پر

ہر صبح لگ چلی تو ہے تو نسیم	او سینہ ست نا تنک ہشیار
شوخ نے شانے ہزار نکلینگے	ہو گیا اوسکی زلف کا اک تار

قطعہ

واجب القتل اسقدر تو ہوں	کہ مجھے دیکھکر کہے ہر بار
یہ تو آیا نہ سامنے میر کے	لاؤ میری میان سپر تلوار

قطعہ

آ زیارت کو قبر عاشق پر	اک طرح کا ہے یان بھی جوش بہار
نکلی ہے میری خاک سے نرگس	یعنے ابتک ہی حسرت دیدار

قطعہ

میر صاحب زمانہ نازک ہے	دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار
سہل سی زندگی پہ کام کریں	اپنے اوپر نہ کیجیے دشوار
چار دن کا ہے مجملہ یہ سب	سب سے رکھیے سلوک ہی ناچار
کوئی ایسا گناہ اور نہیں	یہ کہ کیجیے ستم کسی پر یار

قطعہ

وان جہان خاک کی برابر ہے	قدر بہت آسمان ظلم شعار

یارب رہ طلب مین کوئی کبتلک پھرے
تسکین دے کہ بیٹھ رہون پاؤن گاڑ کر

منظور ہو نہ پاس ہمارا تو حیف ہے
آئے ہین آج در سے ہم تجھکو تاڑ کر

غالب کہ دیوے قوت دل اس ضعیف کو
تنکے کو جو دکھاوے ہے پلکین پہاڑ کر

نکلینگے کام دل کے کچھ اہل ریش سے
کچھ ڈھیٹ ہو کے چلین ہین یے آگے اکھاڑ کر

اس فن کے پہلوانون سے کشتی رہی ہے میر
بہتون کو ہمنے زیر کیا ہے پچھاڑ کر

مرتے ہین تیری نرگس بیمار دیکھکر
جاتے ہین جی سے کسقدر آزار دیکھکر

افسوس ہے کہ منتظر اک عمر تک رہے
پھر مر گئے ترے تئین یکبار دیکھکر

ناخواندہ خط شوق لگے چاک کرنے تو
قاصد تو کہیو ٹک کہ جفاکار دیکھکر

کوئی جو دم رہا ہے سو آنکھون مین ہے پھر آ
کر یو ٹک ایک وعدۂ دیدار دیکھکر

دیکھین جدھر ہے پردہ رنگ پری پیش چشم ہے
حیران رہ گئے ہین یہ اسرار دیکھکر

جاتا ہے آسمان لئے کوچہ سے یار کے
آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھکر

تیرے خرام ناز پہ جاتے ہین جی چلے
رکھ ٹک قدم زمین پہ ستمگار دیکھکر

طالع کی چشم پوشی کی یان تک کہ ہمنشین
چھپتا ہے مجھکو دور سے اب یار دیکھکر

جی مین تھا اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر

قطعہ

ایکونکی کمان کھینچی ایکون کو دار کھینچا	اسرار عاشقی کا یحپا کہ یار کھلکر
طاعت کوئی کرو ہے جب ابر جھوم آ وے	گر ہو سکے تو زاہد اسوقت مین گنہ کر

کیون تو نے آخر آخر اسوقت منہ دکھایا
دی جان میر نے جو حسرت سے اک نگہ کر

شیخی کا اب کمال ہے کچھہ اور	حال ہے اور قال ہے کچھہ اور
وعدے برسون کے کتنے دیکھے ہین	دم مین عاشق کا حال ہے کچھہ اور
سهل مت بوجھ یہ طلسم جہان	ہر جگہہ یان خیال ہے کچھہ اور
تو رگ جان سمجھتی ہو گی نسیم	اوسکے گیسو کا بال ہے کچھہ اور
نہ ملین گو کہ ہجر مین مر جائین	عاشقون کا وصال ہے کچھہ اور
کوزہ پشتی ہے شیخ کی مت جا	اوسپہ بھی احتمال ہے کچھہ اور
اسمین اوسمین بڑی تفاوت ہے	کبک کی چال ڈھال ہے کچھہ اور

میر تلوار چلتی ہے تو چلے
خوش خرامونکی چال ہے کچھہ اور

جو دل اپنا ہوا تھا زخمی چور	ضبط گریہ سے پڑ گئے ناسور
صبح اوس سر دمہر کی آگے	قرص خورشید ہو گیا کافور

مست خاک نہی ہو پامال ہر جوان سپہ ہوا — سر کو کھینچے گا فلک تک یہ غبار آخر کار

چشم وا دیکھو کر آہوں پامال نہیں کبھو نرگس — آنکھوں سے جاتی رہیگی یہ بہار آخر کار

اول کار محبت تو بہت سہل ہے میر
ہمی سو جاتا ہے دل صبر و قرار آخر کار

خط میں ہو گیا مہمان پسینے پہ — ہوتی گویا جراحت ہیں سینے پہ

کوئی ہوتا ہے دل طپش سے بڑا — ایک دم ہم کے لہو نہ سینے پہ

دل ہی میر شکستہ ابھی ہیں — سنگ باران ہے آبگینے پر

چاک سینے سے کہاں سے گئے ٹانکے — کیا رفو کم ہوا ہے سینے پہ

جبہ زلف سے کیا ہوں آزردہ
میر اس یار دل کے سینے پہ

ہم بھی پھرتے ہیں یک چشم لیکر — دستۂ داغ و فوج غم لیکر

دست کش نالہ پیش رو گریہ — آہ چلتی ہے یاں علم لیکر

مری اک ماندگی کا وقفہ ہے — یعنی آگے چلینگے دم لیکر

اوسکی او جرکہ دل سے تمنا دریک — غم دوری چلے ہیں ہم لیکر

بارہا صید گہ سے اوسکے گئے — داغ یاس آہو حسرم لیکر

جیسے دعا کی باعث ہنگامہ ہی رہے
کہتے نہ تھے کہ جان سی جاتی رہینگے ہم
گم گو جو ہم ہوئی تو ستم کچھ نہو گیا
ہم وے ہین جنکے خون سی تری راہ سب ہے گل
تا گشتہ وفا مجھے جانے تمام خلق
ناز و عتاب و خشم کہانتک اوٹھائیے

پر گھر ستے در پہ آئیے نہ تم بات مان کر
اچھا نہیں ہے آ رہ ہین امتحان کر
اچھی نہیں یہ بات ست اتنی زبان کر
ست کر خراب ہمکو تو اورون مین بیان کر
تربت ہے میری خون سے میری نشان کر
یارب کبہو تو ہمپہ ادھر سے مہربان کر

افسانی یاد حسن کی سنین میر کب تلک
چل اب کہ سو رہین منہ پہ دوپٹہ تان کر

آزار دیکھی گیا کیا ان پلکون سے اٹک کر
سرو و تدرو دونون پھر آپ مین نہ آئے
کب آنکھہ کہول دیکھا تیری تئین سرہانے
حاصل بجز کدورت اس خاکدان سے کیا ہے
یہ مشت خاک یعنی انسان ہی ہر وشش
دل کام چاہتا ہی اب وسکی گیسوؤن سے
ٹک منہ سے وسکو دی شب شب قمر سرک گیا

جی ٹکیئے ہین کانٹے دل مین کہٹک کہٹک کر
گلزار مین چلا تھا وہ شوخ ٹک اٹک کر
ناچار مر گئے ہم سر کو پٹک پٹک کر
خوش وہ کہ اوٹھہ گئے ہین داماں جھٹک جھٹک کر
ورنہ اوٹھائی کن نے اس آسمان کی لٹک کر
وان مر گئے ہین کتنی برسون اٹک اٹک کر
جاتی رہی نظر سی مہتاب سی چھٹک کر

مرگیا میں پہ مرے باقی ہیں آثار ہنوز	تر ہیں سب سر کے لہو سے در و دیوار ہنوز
دل بھی پہونچی نہ جہان تیر پرانی کیا جسے	ہی سے جاتی ہی نہیں حسرت دیدار ہنوز
یہ گئی عمر ہوئے ابر بہاری گو ولے	لہو برسا رہے ہیں دیدۂ خونبار ہنوز
بر نہ لیجائیو پوچھوں ہون تجھی سے یہ طبیب	بہ ہوا کوئی بھی اس درد کا بیمار ہنوز
بار ہا ہیں جھکی تلوار تری چال پہ شوخ	تو نہیں چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز
ایکدن بال فشان ٹک ہو تو خوش ہو کر	ہیں غم و رنگ اسیری میں گرفتار ہنوز
کوئی تو آبلہ پا دشت جنون سے گزرا	ڈوبا ہی جاتا ہے لہو میں سر خار ہنوز
منتظر قتل کی وعدہ کا ہون اپنے یعنی	جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
اڑ گئی خاک ہو کتنی ہی تری کوچے سے	باز آتی نہیں پہ تیری ہوا دار ہنوز

قطعہ

ایک بھی زخم کی جا جسکے نہو تن پہ نہیں	کوئی دیتا ہی سنا دیسی کو آزار ہنوز
ٹک تو انصاف کرا ہے دشمن جان عاشق	میان سے نکلی پڑی ہے تری تلوار ہنوز

قطعہ

میر کو ضعف میں میں دیکھ کہا کچھ کہیے	ہے تجھے کوئی گھڑی قوت گفتار ہنوز
ابھی اک دم میں تن جلتی ہے رہ جاتی ہے	درد دل کیوں نہیں کرتا ہے تو اظہار ہنوز

[illegible]

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بہلا
احوال دل بہت ہی مجہی فرصت ایک نفس

کیونکی نکلا جای بحر غم سی مجہ بیدل کی پاس
ہی پریشان دشت مین کس کا غبار ناتوان
گرم ہوگا حشر کو ہنگامہ دعوی بہت
دور اس سی جون ہلا دل پر بلا ہی مضطرب
بوی خون آتی ہی باد صبح گاہی سی مجہی

آگی ڈوبی جاتی ہی کشتی مری ساحل کی پاس
گرد کچہ گستاخ آتی ہی چلی محمل کی پاس
کاشکی مجہکو نہ لی جاوین نئے مر قاتل کی پاس
اسطرح تڑپا نہین جاتا کسو بسمل کی پاس
نکلی ہی بیدرد شاید ہو کسی گہایل کی پاس

آہ نالی مت کیا کر اس قدر بیتاب ہو
ای ستمکش میر ظالم ہی جگر بہی دلکی پاس

مرگیا مین ملا نہ یار افسوس
ہم تو ملتے تھے جب ایا ہا ہا
یون گنواتا ہی دل کوئی مجہکو
قتل گر تو ہمین کرے گا خوشی
رخصت سیر باغ تک نہو سکے
خوب بد عہد تو نہ مل لیکن

ہای افسوس صد ہزار افسوس
نرہا وہ بہی روزگار افسوس
یہی آتا ہے بار بار افسوس
یہ توقع تہی تجہ سے یار افسوس
یون ہی جاتی رہی بہار افسوس
میری تیرے تہا یہ قرار افسوس

قطعہ

٦٥

کل ہم نے سیر باغ مین دل ہاتہ سے دیا
اک سادہ گل فروش کا آکر سبد بدوش
جاتا رہا نگاہ سے جون موسم بہار
آج اوس بغیر داغ جگر ہین سیاہ پوش

قطعہ

شب اس دل گرفتہ کو وا کر بزور می

[illegible]

شیخ ہو دشمن زن رقاص پہ	کیون نہ انقاص کا ہی بجا انقاص
سال مین ہر بہاری تجھسی اکبار ہی نہیں قفص	چشم نم دیدہ سے عاشق کی سدا جاری ہی قفص
سب سے آئینہ نمط رکھتی ہین خوبان اختلاط	ہوتی ہین یوہی ہر یک سی کتنی پریشان اختلاط
تنگ آیا ہون نہین شک تنگ پوشی سے تری	اس تن نازک سے یہ جامی کو جیسان اختلاط
غیر مجھکو جو کہتی ہین محظوظ	تجھ سی ملتی ہین رہتی ہین محظوظ
سب پہ روشن ہی کہ شب مجلس مین جب آتی ہی شمع	اوسن بہ ہو کسی کو بیٹھا دیکھہ جل جاتی ہی شمع
شیخ سچ خوب ہی بہشت کا باغ	جا بینگی گر وفا کرے گا داغ
ہم اور تیری گلی سی سفر دروغ دروغ	کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ دروغ
تم اور ہمسی محبت تمہین خلاف خلاف	ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ
غلط غلط رہین تمسے ہم تنک غافل	تم اور پوچھو ہماری خبر دروغ دروغ
فروغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کی	شب فراق کو کب ہی سحر دروغ دروغ

کسو کی کہنی سے مت بدگمان ہو میر سے تو
وہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

ردیف فا

آجکل کا ہیکو تبہاری ہو گستاخی معاف	راستی یہ ہی کہ وعدی ہین تمہارے سب خلاف

٦٦

نہ سمجھا گیا ابر کیا دیکھ کر	ہوا تھاری چشم ترکیطرف
ٹپکتا ہے پلکوں سے خون متصل	نہین دیکھتے ہم جگر کیطرف
مناسب نہین حال عاشق سے صبر	رکھے ہے یہ دارو ضرر کیطرف
کسی منزل دلکش دہر مین	نہین میل خاطر سفر کیطرف

رگ جان کب آتی ہے آنکھوں نہین میر
گئی ہین مزاج اوس کمر کی طرف

ردیف قاف

درد سے جور سے بلا ہے عشق	شیخ کیا جانے تو کہ کیا ہے عشق
تو نہ ہووے تو نظم کل اوٹھ جائے	سچی ہین شاعران خدا ہے عشق

ردیف کاف تازی

بے چین مجھکو چاہتا ہر دم ہے زیر خاک	چھاتی پہ بعد مرگ بھی دل جم ہے زیر خاک
آسودگی جو چاہے تو مرنے پہ دل کو رکھ	آشفتگی طبع بہت کم ہے زیر خاک
تنہا تو اپنی گور مین رہنے پہ بعد مرگ	مت اضطراب کر تو کہ عالم ہے زیر خاک
رویا تھا نزع مین مین کسی یاد کر بہت	ابتک مری ہر ایک مژہ نم ہے زیر خاک
کیا آسمان پہ کھینچے کوئی میر آپ کو	جانا جہان سے سب کو مسلّم ہے زیر خاک

[illegible]

خط آئی ہی یہی دن ہو سیہ نمسی ہمارا | جاتا نہین اندہیرا یہ سرکار سے ابتک
نکلا تہا کہین وہ گل نازک شب ہی مین | سو کوفت نہین جاتی ہو رخسار سے ابتک

دیکھا تہا کہین سایہ ترے قد کا چمن مین
ہین میر جی آوارہ یہ دیوار سے ابتک

مے نہ گم کردہ چمن زمزمہ پرواز ہی ایک | جسکے لے دام سی تا گوش گل آواز گئی
کچہ ہوا ہی مرغ قفس لطف نجا دیکاو | نوحہ یا نالہ ہر ایک بات کا انداز ہی ایک
ناتوانی سی نہین بال فشانی کا دماغ | ورنہ تا باغ قفس سی مری پرواز ہی ایک
گوش کو ہوش کی ٹک کہول کی سن شور جہان | سبکی آواز کی پردہ مین سخن ساز ہی ایک

جا ہی جس شکل سی تمثال صفت دسمین در آ
عالم آئینی کے مانند در باز ہی ایک

بالین پہ میری آویگا تو گہر سی جب تلک | گر جاؤنگا سفر ہی مین دنیا سی تب تلک
آتا دن اور دل ہی طپش کرتی کا شکین | یہ جہلہ شام ہی ہو آج شب تلک
نقاش کیونکہ کہینچ سکیگا تو شبیہ یار | کہینچیگا جو سخن ایک ناز ہی اوسکا مین ابتک
شب کو نہ اور قصہ مری جان کا دراز | القصہ اب کہا کرون تجہ سی مین کب تلک
باقی یہ داستان ہو اور کل کی رات ہے | گر جان میری میر نہ آ پہونچی لب تلک

جسر آئی ہے سو بی دور سو یان ... نزدیک
... دور ... نزدیک
... مر ہی رہ ... نزدیک
... جان اب ... نزدیک

۶۸

[illegible]

قطعہ

[illegible]

ردیف کاف فارسی

کبھی دردِ جدائی ہی جو اس شب — تو آتا ہے جگر مژگان کے اوپر تک
دکھائی دینگے ہم میت کی رنگون — اگر رہ جائینگے جیتے سحر تک

کہان پھر شور شیون جب گیا میر
یہ ہنگامہ ہی اوس ہی نوحہ گر تک

دست و پا مارے وقتِ بسمل تک — ہاتھ پہونچا نہ پاے قاتل تک
کعبہ پہونچا تو کیا ہوا اے شیخ — سعی کر ٹک پہنچ کسی دل تک
درپئے محمل اوسکے جیسے جرس — مین بہی نالان ہون ساتھ منزل تک
بجھ گئے ہم چراغ سے باہر — کہیو اے باد شمع محفل تک

نگیا میر اپنی کشتی سے
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

جاتی ہین لٹی خرابی کو سیل آسمان تلک — طوفان ہے میرے اشکِ ندامت سے بام تلک
شاید کہ دیوے رخصتِ گلشن ہون بیقرار — میرے قفس کو اے تو چلیو باغبان تلک
قیدِ قفس سے چھوٹ کی دیکھا جلا ہوا — پہونچی نہو تی کاشکے ہم آشیان تلک
اتنا ہون ناتوان کہ دردِ دل سے اب گلہ — آتا ہے ایک عمر مین میری زبان تلک
مین ترکِ عشق کرکے ہوا گوشہ گیر میر — ہوتا پہرون خراب جہان مین کہان تلک

ردیف لام

مقدور تک شراب سے رکھہ آنکھ ہو نہ رنگ
یہ دیکھہ سینہ داغ سے رشک چمن ہے یان
بلبل ہزار جی سے خریدار اوسکی ہے
نکلا ہے ایسی خاک سے کس سادہ رو کی آہ
بارے سرشک سرخ کی داغون سے رنگ کو
اے عندلیب صلح کرین جنگ ہو چکی

یہ چشمک پیالہ ہے ساقی ہواے گل
بلبل ستم ہوا نہ جو تو نے بھی کھاے گل
اے گلفروش گر یہ سمجھہ کر بہاے گل
قابل درود بھیجنے کی ہے صفاے گل
بستر پڑا ہے سوتے تھے بھی ہم بچھاے گل
لے آگر زبان دراز تو سب کچھہ سواے گل

گلچین سمجھہ کے چیو کہ گلشن مین میر کے
لخت جگر پڑے ہین نہین برگہاے گل

گل کی جفا بھی جانی دیکھی وفاے بلبل
کر سیر جذب الفت گلچین نے کل چمن مین
کھٹکے ہین خار ہو کر ہر شب ال چمن مین
یکرنگیونکی راہین طے کر کے مر گیا ہے
آئی بہار و گلشن گل سے بھرا ہے لیکن
پیغام لے غرض بھی سنتے نہین ہین خوبان
یہ دل خراش نالے ہر شب کے میر تیرے

یکمشت پر پڑے ہین گلشن مین جاے بلبل
توڑا تھا شاخ گل کو نکلی صداے بلبل
اتنی لب و دہن پر یہ نالہاے بلبل
گل مین رنگین نہین ہے ہین نقش پاے بلبل
ہر گوشہ چمن مین خالی ہے جاے بلبل
پہونچی نہ گوش گل تک آخر دعاے بلبل
کردینگے بے نمک ہی شور نواے بلبل

بشر مایہ ہے مین ہم سخن کہ دو دینگے کل	جب گلا و حشتی ہی عالم کو ڈبو دینگی کل
آج آوارہ ہوای بال اسیران قفس	یہ گل و باغ و خیابان نہو وینگی کل

وعدۂ وصل رہا ہے شب آئندہ پہ میر
بخت خوابیدہ جو ٹک جاگتی سو دینگے کل

مندا ہے اختلاط کا بازار آج کل	لگتا نہیں ہے دل کا خریدار آج کل
اس مہلت دو روزہ مین خطرے ہزار ہیں	اچھا ہے رہ سکو جو خبردار آج کل
اوباشوں ہے گی کہ تجھو پانی لگے ہین روز	مارا پڑیگا کوئی طلبگار آج کل
ملنے کی رات داخل ایام کیا نہیں	برسوں ہوی کہان تئیں اے یار آجکل
گلزار ہو رہی ہے مرے دم سے کوئی پلک	اک رنگ پر ہے دیدۂ خونبار آج کل
تا شام اپنا کام کھنچے کیونکہ دیکھیے	پڑتی نہیں ہے جبکو جفا کار آج کل
کعبے تلک تو سنتے ہین ویرانہ و خراب	آباد ہے سو خانۂ خمار آج کل
ٹھوکر دلون کو لگنی لگی ہے خرام مین	لاویگی اک بلا تری رفتار آج کل
ایسا ہے مغبچون مین جو آتا ہے شیخ جی	تو جا رہے ہین جبہ و دستار آج کل
حیران مین ہے حال کی تدبیر مین نہین	ہر اک کو شہر مین ہے یہ آزار آج کل
اچھا نہین ہے میر کا احوال اندنون	غالب کہ ہو چکیگا یہ بیمار آج کل

گر شکستہ سیر ابھی لطف بھی نہیں ہے — ایک آدہ رات کو تو یان بھی سحر کرو تم

تھی چشم درشت مجھکو بھی دلبران سے — دل کو مرے اوڑا کر آنکھو نہیں گہر کرو تم

اوس بزم خوش کی محرم نا آشنا ہین سارے — کسکو کہون کہ وان تک میری خبر کرو تم

ہے پیچدار از بس راہ وصال و ہجران — ان دو ہی منزلون مین برسون سفر کرو تم

یہ ظلم ہے تو ہم بھی اس زندگی سے گزرے — سوگند ہے تمہین اب جو درگذر کرو تم

رو کر سخن کہان تک غیرونکی اور آخر — ہم بھی تو آدمی ہین ٹک منہ ادہر کرو تم

قطعہ

ہو عاشقو نمین اوسکی تو آؤ میر صاحب — گردن کو اپنی موسے باریک تر کرو تم

کیا لطف ہے وگرنہ جسدم وہ تیغ کھینچے — سینہ سپر کرین ہم قطع نظر کرو تم

جانا کہ شغل رکھتے ہو تیر و کمان سے تم — پر مل چلا کرو بھی کسو خستہ جان سے تم

ہم اپنی چال کہتے کبھی رہتے یا نہیں — ہٹا گے مین پانون دیکر کو آگے کہان سے تم

اب دیکھتے ہین خوب تو وہ بات ہی نہین — کیا کیا وگرنہ کہتے تھے اپنی زبان سے تم

تنکی بھی تم ٹھہر کہیں دیکھتے ہین تنک — چشم وفا رکھو نہ خسان جہان سے تم

جاؤ نہ دل سے منظر تن مین ہے جا یہی — پچھتاؤ گے اوٹھو گے اگر اس مکان سے تم

کب آگی کوئی مرتا تھا کسی پر
تعارف کیا رہا اہل چمن سے

جہاں میں رکھ گئے رسم وفا ہم
ہوئے اک عمر کے پیچھے رہا ہم

ہوا جسکے لیے اوسکو نہ دیکھا
نہ سمجھے میر کا کچھ مدعا ہم

اگر راہ میں اوسکے رکھا ہی گام
دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی
مجھے دیکھ منہ پر پریشان کی زلف
سر شام سے رہتی ہین ہمنشین

گئے گذرے خضر علیہ السلام
سخن یان ہوا ختم حاصل کلام
غرض یہ کہ جاتو ہوئی اب شام
ہمین شوق اوس ماہ کا ہی تمام

قطعہ

قیامت ہی یان چشم و دل سی رہی
نہ دیکھے جہان کوئی آنکھوں کی اور

چلے بس تو وان جاکے کریے قیام
نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہان میر زیر و زبر ہو گیا
خرامان ہوا تھا وہ محشر تمام

گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
کام کیا آتے ہین گے معلومات

لیک لگ چلنے مین بلا ہین ہم
یہ تو سمجھے ہو نہ کہ کیا ہین ہم

ردیف نون

بیکلی بیخودی کچھ آج نہیں — ایک مدت سے وہ مزاج نہیں

زرد اگریہ ہی تو مجھے بس ہے — اب دوا کی کچھ احتیاج نہیں

ہمنے اپنی سی بہت لیکن — مرض عشق کا علاج نہیں

شہر خوبی کو خوب دیکھا میر
جنس دل کا کہیں رواج نہیں

وحشت میں ہون بلا گر اودھر آجاؤن — مجنون کی خبریں سب ہیں خیال میں لاؤن

ہنسکر کبھو بلایا تو برسون تک رولایا — اوسکی ستم ظریفی کسکے تئیں دکھاؤن

فریادی ہون تو ٹکڑے ہو ہو مری زباں سے — نالی کو بلبلوں کی خاطر میں بھی نہ لاؤن

پوچھو نہ دل کے غم کو ایسا نہو دیاران — مانند روضہ خوان کے مجلس کے تئیں رولاؤن

یکدم تو چونک بھی پڑ شور و فغان سے میرے — اے بخت خفتہ کبتک تیرے تئیں جگاؤن

از خویش رفتہ ہر دم فکر وصال میں ہون — کتنا میں کھویا جاؤن یارب کہ تجکو پاؤن

عریان تنی کی شوخی وحشت میں کیا بلا تھی — تہ گرد کی نہ بیٹھی تا تن کے تئیں چھپاؤن

اگلے خلوص نے میرے مطلق اثر نہ بخشا — قاصد کے بدلے اب کی جادو مگر چلاؤن

دل تفتگی نے مارا مجھکو کہان مزہ دی — اک قطرہ آب تا میں اس آگ کو بجھاؤن

قطعه

عیش و خوشی ہی شیب مین ہو گو یہ کہان	لذت جو ہی جوانی کی رنج و عتاب مین
دین عمر خضر موسم پیری مین تو نہ لی	مرتا ہی اس سی خوب ہی عہد شباب مین

قطعه

آ نکلے تھے جو حضرت میر اس طرف کہین	مین نی کیا سوال یہ اونکی جناب مین
حضرت سنو تو مین بہی تعلق کرون کہین	فرمانی لاگی کہ یہ اوسکی جواب مین

تو جان لیک تجہسی بہی آئی جو کل یہان
ہین آج صرف خاک جہان خراب مین

بی روی و زلف یار ہی روزِ سی کام یان	دامن ہی مثہ یہ ابر نمط صبح و شام یان
آوازہ ہی جہان مین ہمارا سنا کرو	عنقا کی طور زیست ہی ہی نام یان
وصف دہن سی اسکی نہ آگی قلم چلے	یعنی کیا ہی خامہ نی ختم کلام یان
غالب یہ ہی کہ موسم خط وان قریب ہی	آنی لگا ہی متصل اوسکا پیام یان
مت کہا فریب عجز عزیزان حال کا	پنہان کیے ہین خاک مین یہ دین نی دام یان
کوئی ہوا نہ دست بسر شہر حسن مین	شاید نہین ہی رسم جواب سلام یان
ناکام رہنی ہی کا تمہین غم ہی آج میر	بہتون کی کام ہو گئی ہین کل تمام یان

کیسو قاصد جو وہ چھوڑ ہمین کیا کرتی ہین | جان ایمان و محبت کو دعا کرتے ہین

عشق آتش بھی جو دیوے تو نہ دم ماریں ہم | شمع تصویر ہین خاموش جلا کرتے ہین

جائے ہے جی نہ مرض دل تو نہین اسکا علاج | اپنے مقدور تلک ہم تو دوا کرتی ہین

اوسکے کوچے مین نہ کر شور قیامت کا ذکر | شیخ یان ایسی تو ہنگامی ہوا کرتی ہین

بے بسی سے تو تری بزم مین ہم بہرے بنی | نیک و بد کوئی کہے بیٹھے سنا کرتی ہین

رخصت جنبش لب عشق کی حیرت سی نہین | مدتین گذری کہ ہم چپ ہی رہا کرتی ہین

تو پری شیشے سے نازک ہے نکر دعوی مہر | دل ہین پتھر کے انہون کی جو وفا کرتی ہین

تجھ سے لگ جا کی یہ بیداں جا رہین ہمکو حیف | دیدہ و دل نے نجانا کہ دغا کرتی ہین

فرصت خواب نہین ذکر بتان مین ہمکو | رات دن راحم کہانی سی کہا کرتی ہین

مجلس حال مین موزون حرکت شیخ کی دیکھ | غیر شرعی بھی دم رقص مزا کرتی ہین

یہ زمانہ نہین ایسا کہ کوئی زیست کرے | چاہتے ہین جو برا اپنا بھلا کرتی ہین

محض ناکارہ بھی مت جان ہمین تو کہ کہین | ایسی ناکام بھی بیکار پھرا کرتے ہین

تجھ بن اس جان مصیبت زدہ غمدیدہ پہ ہم | کچہ نہین کرتی تو افسوس کیا کرتی ہین

کیا کہین میر جی ہم تم سے معاش اپنی غرض
غم کو کھایا کرتی ہین لوہو پیا کرتے ہین

۱۴۷

[illegible marginal verses]

من سوختہ بھی ... کو طاقت و آرام و قرار و خواب ...
باری یہ غنیمت ہے ... اتنا ہی مجھے علم ہے ...
معلوم نہین خوب ... تیا گرم سخن کل ...
جوں شمع سر شام سے تا صبح جلا ہوں

[illegible marginal verses]

جو اوسکو ادر کو جا نا سانے تو ہم بہی ضعیف
ہزار سجدے ہر اک گام سر براہ کرین

ہوا ہی میکدہ یہ ہی تو فوت وقت ہی ظلم
نماز چہوڑدین اب کوئی دن گناہ کرین

ہمیشہ کون تکلف ہی خوب ردیون کا
گذار ناز سی ایدہر بہی گاہ گاہ کرین

گراو ٹہینگے اسی حال سی تو کہیو تو
جو روز حشر تجہی کو نہ عذر خواہ کرین

ہر ہی بلا مین ستم کشتہ محبت ہم
جو تیغ برسی تو سر کو نہ کچہ پناہ کرین

اگرچہ سہل ہین پر دیدنی ہین ہم بہی میر
ادہر کو یار تامل سے گر نگاہ کرین

راضی ہون گو کہ بعد از صد سال و ماہ دیکہون
اکثر نہین تو تجہکو مین گاہ گاہ دیکہون

جی انتظار کش ہی آنکہو نمین رہگذر پر
آجا نظر کہ کبتک مین تیری راہ دیکہون

آنکہین جو کہل رہی ہین مرنے کے بعد میری
حسرت یہ تہی کہ اوسکو مین اک نگاہ دیکہون

یہ دل وہ جا ہی جسمین دیکہا تہا تجہکو بستی
کن آنکہو نسے اب اجڑا اس گہر کو آہ دیکہون

دیکہون تو چاند اب کا گذری ہی مجہکو کیسا
دل ہی کہ تیری منہ پر نہ مہر و ماہ دیکہون

چشم و دل و جگر یہ سارے ہوئی پریشان
کس کس کی تیری غم مین حالت تباہ دیکہون

آنکہین تو نے دی ہین ای جرم بخش عالم
کیا تیری رحمت آگی اپنی گناہ دیکہون

قطعہ

ماتم کدہ ہون زمین یہ خرمن تو کیا عجب | ہوتا ہی نیل چرخ کی اس سبز کشت مین

سرمست ہم ہین آنکھونکی دیکھی سی یار کی | کب یہ نشہ ہی دختر رز تجہ بہشت مین

نامی کو چاک کرکہ کرے نامہ بر کو قتل

کیا یہ لکہا تہا میر مری سرنوشت مین

درد واندوہ مین ٹھہرا جو رہا مین ہی ہون | رنگ رو جسکی کبھی منہ نہ چڑہا مین ہی ہون

بد کہا مین نی رقیبونکو تو تقصیر ہوئی | کیون اسی بخشو بھی بہلا سب بدکہا مین ہی ہون

اپنی کوچہ مین فغان جسکی سنو ہو ہر رات | وہ جگر سوختہ و سینہ جلا مین ہی ہون

خار کو جن نی لڑی موتی کی کر دکہلایا | اس بیابان مین وہ آبلہ پا مین ہی ہون

لطف آنیکا ہی کیا بس نہین اب تاب جفا | اتنا عالم ہی مین جا کو نہ کیا مین ہی ہون

قطعہ

اس ادا کو تو ٹک اک سیر کر انصاف کرو | وہ برا ہی کہا بہلا دوستو یا مین ہی ہون

مین یہ کہتا تہا کہ دل جن نی لیا کون ہی وہ | یکبیک بول اوٹہا اسطرف آ مین ہی ہون

جب کہا مین نی کہ تو ہی ہی تو پھر کہنی لگا | کیا کریگا تو مرا دیکہو تو جا مین ہی ہون

سنتے ہی ہنس کی ٹک اک سوچ کیا تو ہی تہا | جن نی شب رو کی سب احوال کہا مین ہی ہون

میر آوارہ عالم جو سنا ہی تو نی | خاک آلودہ وہ ای باد صبا مین ہی ہون

کہان کی شمع و پروانہ گئے مر | بہت آتش بجان تھے اس چمن مین
کہان عاجز سخن قادر سخن ہون | ہمین ہی شبہہ یارون کے سخن مین

گداز عشق مین یہ بہی گیا میر
یہی دہوکا سا ہے اب پیرہن مین

جنکے لیے اپنی تو یون جان نکلتی ہین | اس راہ مین وی جیسے انجان نکلتی ہین
کیا تیر ستم اوسکی سینے مین بہی ٹوٹی تہی | جس زخم کو چیرون ہون پیکان نکلتی ہین
مت سہل ہمین جانو پہرتا ہی فلک برسون | تب خاک کی پردی سی انسان نکلتی ہین
کسکا ہی قماش ایسا گودڑ بہری ہین سارے | دیکہو نہ جو لوگون کی دیوان نکلتی ہین

قطعہ

گہ لوہو ٹپکتا ہی گہ لخت دل آنکہون سی | یا ٹکڑی جگر ہی کی ہر آن نکلتی ہین
کریی تو گلہ کس سی جیسی تہی ہمین خواہش | اب ویسی ہی یہ اپنی ارمان نکلتی ہین

قطعہ

جا گہ سی بہی جاتی ہو منہ سی بہی خشن ہوکر | وی حرف نہین ہین جو شایان نکلتی ہین
سو کاہیکو اپنی تو جوگی کی سی پہیری ہی | برسون مین کبہو ایدہر ہم آن نکلتی ہین

ان آئینہ رویونکی کیا میر بہی عاشق ہین

گرتا ہے ابر دعوی دریا دلی عبث
دامن نہین مرا تو مری آستین نہین
آگے تو لعل تو خط خوبان کی دم نہ مار
ہرچند ای مسیح وی باتین رہین نہین
یہ درد وا دسا کہ کیا کرون دلنشین کہ آہ
کہتا ہون جسطرح سی کہی ہی نہین نہین

هنگامۂ قیامت تازہ نہین جو ہوگا ۔۔۔ ہم اس طرح کے کتنے آشوب کر چکے ہین
رنگ پریدہ قاصد بازِ سحر کبوتر ۔۔۔ کس کس کے ہم حوالے مکتوب کر چکے ہین
تنکا نہین رہا ہی کیا اب نثار کیجے ۔۔۔ آگے ہی ہم تو گھر کو جاروب کر چکے ہین

کیا جانیے کیا ہے اے میر وجہ ضد کی
سو بار ہم تو اوسکو محجوب کر چکے ہین

جو حیدری نہین وسے ایمان ہی نہین ۔۔۔ ہو گو شریف مکہ مسلمان ہی نہین
وہ ترک صید پیشہ مرا قصد کیا کرے ۔۔۔ دبلی ہی سے تن مین مری جان ہی نہین
خال و خط ایسے فتنے لگا ہین یہ آفتین ۔۔۔ کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
ہین جز و خاک ہم تو غبار ضعیف سے ۔۔۔ سر کھینچنے کا ہم کنی سامان ہی نہین
دیکھی ہو جسنے صورتِ دلکش وہ ایک آن ۔۔۔ پھر صبر اوس سے ہو سکے امکان ہی نہین
خورشید و ماہ و گل سبھی اودہر رہے ہین دیکھ ۔۔۔ اوس چہرے کا اک آئینہ حیران ہی نہین
یکسان ہے تیرے آگے جو دل اور آرسی ۔۔۔ کیا خوب و زشت کی تجھے پہچان ہی نہین
سجدہ اوس آستان کا نہ جسکی ہوا نصیب ۔۔۔ وہ اپنے اعتقاد مین انسان ہی نہین

کیا تجھکو بھی جنون تھا کہ جامے مین تیرے میر
سب کچھ بجا ہے ایک گریبان ہی نہین

کچھ کچھ کہوں گا روز یہ کہتا تھا دل میں میں	آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہیں
سو کل ملا مجھے وہ بیابان کی سمت کو	جاتا تھا اضطراب زدہ سا اُدھر کہیں
تک چل کے میں برنگ صبا یہ اوس سے کہا	کای خانہ خراب ترا بھی ہے گھر کہیں
آشفتہ جا بجا جو پھرے ہے تو دشت میں	جاگہ نہیں ہے شہر میں تجھکو مگر کہیں
خون بستہ ہی کہوں مژہ پوچھتا ہی گر	رکھ ٹک تو اپنے حال کو مد نظر کہیں
آسودگی سے جنس کو کرتا ہی کون سوخت	جاتی ہی نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہیں
موتی سے تیرے اشک ہیں غلطاں کسو طرف	یاقوت کے سے ٹکڑے ہیں لخت جگر کہیں
تاکے یہ دشت گردی کب تک یہ خستگی	اس زندگی سے کچھ تجھے حاصل بھی ہی مر کہیں
کہنے لگا وہ ہو کے پرآشفتہ یکبیک	مسکن کرے ہے دہر میں مجھسا بشر کہیں
آوارہ گو نکا ننگ ہے سننا نصیحتیں	مت کہیو ایسی بات تو بار دگر کہیں
تعیین جا کو بھول گیا ہوں پہ ہے یاد	کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہیں
بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اٹھا	کرتا ہی جای باش کوئی رہگذر کہیں

کتنی ہی آئے لیکے سر پر خیال میر
ایسے گئے کہ کچھ نہیں اونکا اثر کہیں

اب کچھ ہمارے حال پہ تم کو نظر نہیں	یعنی تمہارے ہمسے وہ آنکھیں نہیں رہیں

نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ میں
دل اوس ستم کر کی لیے مستعار لایا ہون

پہر اختیار رہا آگے ترا یہ ہی مجبور
کہ دل کو تجہ تئیں بے اختیار لایا ہون

یہ جی جو میری ہے گلے کا ہی ہار تو ہی لے
تری گلے کے لیے مین یہ ہار لایا ہون

چلا نہ اوٹھکے وہیں چپکے چپکے پہر تو میر
ابہی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون

جفائیں دیکھ لیاں بیوفائیاں دیکھیں
بہلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

تری گلی سے سدا اے کشندہ عالم
ہزاروں آتی ہوئی چارپائیاں دیکھیں

گیا نظر سے جو وہ گرم طفل آتش باز
ہم اپنے چہرے پہ اوڑتی ہوائیاں دیکھیں

ترے وصال کے ہم شوق میں ہو آوارہ
عزیز و دوست سبہوں کی جدائیاں دیکھیں

ہمیشہ مائل آئینہ ہے تجہے یا یا
جو دیکھیں ہم نے بہی تو خود نمائیاں دیکھیں

شہانہ کہل جواہر تہے خاک پا جنکی
اونہیں کی آنکھوں میں پہرتے سلائیاں دیکھیں

نہی نہ اپنی تو اوس جنگجو سے ہرگز میر
لڑائیں جب سے ہم آنکھیں لڑائیاں دیکھیں

خوش قدان جب سوار ہوتے ہیں
سرو قمری شکار ہوتے ہیں

تیرے بالوں کے وصف میں میرے
شعر سب پیچدار ہوتے ہیں

ریزۂ الماس پاش ہی شست نمک ہی گیا ترا
جو مین اپنی ایسی زخم سینہ کو مرہم کرون

گرچہ کس گنتی مین ہون پر ایکدم مجہ تک تو آ
یاد رہون یا دہر کیتک شمار دم کرون

بس بہت سودا ہوا مین اب نہین مقدور کچہ
وہ طرح ڈہونڈہون جس مین بلا تجہسو کم کرون

کودہوان ونہی لگا دل سو مری پیچ و تاب
میر اسکی قطع ربط زلف خم در خم کرون

کیا مین نے رو کر فشار گریبان
رگ ابر تہا تار تار گریبان

کہین مست چالاک ناخن نہ لاگے
کہ سینہ ہو قرب و جوار گریبان

نشان اشک خونی کر اڑتی چلے ہین
خزان ہو چلی ہے بہار گریبان

جنون تیری منت ہی مجہ پر کہ تونے
نرکہا مرے سر پہ بار گریبان

زیارت کرون دل سی خستہ جگر کی
کہان ہوگی یارب مزار گریبان

کہین جاے یہ دور دامن بہی جلدی
کہ آخر ہوا روزگار گریبان

پہرون میر عریان نہ دامن کا غم ہو
نہ باقی رہے خار خار گریبان

بارہا وعدون کی راتین آگئیان
طالعون نے صبح کر دکہلائیان

عشق مین اندائین سب سے پائیان
رہ گئی آنسو تو آنکہین آئیان

چل چمن مین یہ بہی اک کوئی روش
تا زتا کی چند بی پروائیان

شوق قامت مین ترے اے نونہال
گل کی شاخین لیتی ہین انگڑائیان

پاس جسکو بہی نہین ہے میرا ب
دور پہونچی ہین مری رسوائیان

کام عبث ہی تری آستانہ بوسی کا
مسیح و خضر بھی وان کم ہی بار پاتی ہیں

قطعہ

تڑپ ہی قیس کو دلمیں تمہ زمیں اس سے
غزال وحشت نشاں منزل بسر آئی ہیں
وگرنہ خالی ہوئی گھٹی ہی محبت میں
سیکھا ہی اونہیں وحشت عجب اوڑ گئی ہیں

لایا ہی مرا شوق تجھی پردی سے باہر
میں ورنہ وہی خلوتی راز نہاں ہوں

جلوہ ہی مجھی سے لب دریای سخن پر
صد رنگ مری موج ہی میں طبع رواں ہوں

پنجہ ہی مرا پنجۂ خورشید میں ہر صبح
میں شانہ صفت سایہ رو زلف بتاں ہوں

دیکھا ہی مجھی جن نی سو دیوانہ ہی میرا
میں باعث آشفتگی طبع جہاں ہوں

تکلیف نکر آہ مجھی جنبش لب کی
میں صد سخن آغشتہ بخون زیر زباں ہوں

ہوں زرد غم تازہ نہالان چمن سے
اس باغ خزاں دیدہ میں میں برگ خزاں ہوں

رکھتی ہی مجھی خواہش دل بسکہ پریشاں
در پی نہوا اس وقت خدا جانی کہاں ہوں

اک وہم نہیں بیش مری ہستی موہوم
اس پر بھی تری خاطر نازک پہ گراں ہوں

خوش باشی و تنزیہ و تقدس تھی مجھی میر
اسباب پڑی یوں کہ کئی روز یہاں ہوں

اب آنکھوں میں خوں دمبدم دیکھتی ہیں
نہ پوچھو جو کچھ رنگ ہم دیکھتی ہیں

جو بے اختیاری یہی ہے تو قاصد
ہمیں آکے اوسکے قدم دیکھتی ہیں

لگے داغ رہتا ہی دل گہ جگر خون
ان آنکھوں نسی کیا کیا ستم دیکھتی ہیں

اگر جان آنکھوں میں اوس بن ہی یہ ہم
ابھی اور بھی کوئی دم دیکھتی ہیں

لکھیں حال کیا اوسکو حیرت سی ہمتو
گہی کاغذ و گہ قلم دیکھتی ہیں

قطعہ

اے عدم ہو نیوالو تم تو چلو
ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں

ایک کہتا ہو نہیں تو منہ پہ رقیب
تیری پشتی سے سوستاتے ہیں

دیدہ و دل شتاب گم ہوں میر
سر پہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں

آتا ہے دل میں حال بد اپنا بھلا کہوں
پھر آپ ہی آپ سوچ کے کہتا ہوں کیا کہوں

پروانہ پھر نہ شمع کی خاطر جلا کرے
گر بزم میں یہ اپنا ترا ماجرا کہوں

مت کر خرام سر پہ اوٹھا لے گا خلق کو
بیٹھا اگر گلی میں ترا نقش پا کہوں

دل اور دیدہ باعث ایذا و نور عین
کس کے تئیں برا کہوں کس کو بھلا کہوں

آوے سموم جائے صبا باغ سے سدا
گر شمہ اپنے سوز جگر کا میں جا کہوں

جاتا ہوں میر دشت جنوں کو میں اب کہ
مجنوں کہیں ملے تو مری بھی دعا کہوں

مرے آگے نہ شاعر نام پاویں
قیامت کو نگر عرصے میں آویں

بدی سب سمجھے تجھے وہم و گمان سے
کہاں تک ورہم اب دل جلاویں

مزاج اپنا غیور از بس پڑا ہے
ترے غم میں کسے خاطر میں لاویں

پھری ہے شیخ مجلس ہی میں رقصان
ادھر آ نکلے تو ہم بھی نچاویں

۸۵

[illegible]

گالی سوا مجہسی سخن مت کیا کرو	اچھی لگی ہین مجکو تری بدزبانیان
غیرون ہی کی سخن سیطرف گوش یا ہے	اوس حرف ناشنو نی ہماری تمامیان
یہ بیقراریان نہ کبہو اونی دیکھیان	جان کاہیان ہماری بہت سہل جانیان

مارا مجہی بہی سانکہ غیرو نین اونی میر
کیا خاک مین ملائین مری جانفشانیان

تا ہو سکی نہ خرقہ طامات کی تئین	حسن قبول کیا ہو مناجات کی تئین
کیفیتین اوٹہی ہین یہ کب خانقاہ مین	بدنام کر رکہا ہی خرابات کی تئین
اور یہ خرام ناز سی خوبان کی ہمنشین	ٹہوکر سی یہ اوٹہاتی ہین آفات کی تئین
ہم جانتی ہین یا کہ دل آشنا زدہ	کہیئی سو کس سی عشق کی حالات کی تئین
خوبی کو اوسکی ساعد سیمین کی دیکھکر	صورت گرون نی کہینچ رکہا ہاتہ کی تئین
اتنی بہی حرف ناشنوی غیر کی لیی	رکھہ کان ٹک سنا بہی کرو بات کی تئین
سید ہو یا چمار ہو اسجا وفا ہی شرط	کب عاشقی مین پوچھتی ہین ذات کی تئین
آخر کی ای سلوک ہم اب تیری دیکہہ کر	کرتی ہین یاد پہلی ملاقات کی تئین

آنکہون نی میر صاحب و قبلہ ورم کیا
حضرت ملکا کیا نکرو رات کی تئین

[illegible]

شکوہ کروں ہوں بخت کا اتنے غضب ہوئے بتان	ہم کو خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
نالے کیا نہ کر سنا نوحے مری پہ عندلیب	بات مین بات عیب ہے مین نے تجھے کہا نہین
چشم سفید و اشک سرخ آہ دل حزین ہے یان	شیشہ نہین ہے مے نہین ابر نہین ہوا نہین
ایک فقط ہے سادگی تس پہ بلاے جان ہے تو	عشوہ کرشمہ کچھ نہین آن نہین ادا نہین
آب و ہواے ملک عشق تجربہ کی ہے مین بہت	کر کے دواے درد دل کوئی بھی پھر جیا نہین
ہووے زمانہ کچھ سے کچھ چھوٹے ہے دل لگا مرا	شوخ کسی بھی آن مین تجھ سے تو مین جدا نہین

ناز بتان اوٹھا چکا دیر کو میر ترک کر
کعبے مین جا کے بیٹھ میان تیرے مگر خدا نہین

تجھ عشق مین تو مرنے کو تیار بہت ہین	یہ جرم ہے تو ایسے گنہگار بہت ہین
اس زخم کو مین ریزۂ الماس سے چیرا	دل پر ابھی جراحت نوکار بہت ہین
کچھ انکھڑیان ہین آنکھین نہین اک بلا کہ بس	دل زینہار دیکھ خبردار بہت ہین
بیگانہ خو رقیب سے وسواس کچھ نہ کر	فرماوے اک زبان سے تو ہم یار بہت ہین

کوئی تو زمزمہ کرے میرا سا دلخراش
یون تو قفس مین اور گرفتار بہت ہین

خوبرو سب کی جان ہوتے ہین	آرزوے جہان ہوتے ہین

قطعہ

وہ گنہگار ہمین ہین کہ جنہین کہتے ہین	عاشق زار چمن مرغ گرفتار چمن
خون ٹپکا ہی پڑا نوک سی ہر یک کی ہنوز	کس ستمدیدہ کی مژگان ہین یہ خار چمن
باغبان ہمسی خشونت سی نہ پیش آ کہ کبھی	عاقبت نالہ کشان ہمہی تو ہین درکار چمن
کم نہین ہی دل پرداغ بہی مرغ اسیر	گل ہین کیا ہی جو ہوا ہی تو طلبگار چمن
گل کی ایسی تو بڑی دھوم نہین کہ نسیم	سرو ہی ہو گئی وان گرمی بازار چمن

کیا جزا ٹھہرتی ہی دیکہی کل حشر کو میر
داغ ہر ایک مری دل پہ ہی خوندار چمن

بزم مین جو ترا ظہور نہین	شمع روشن کے منہ پہ نور نہین
کتنی باتین بنا کی لاؤن ایک	یاد رہتی تری حضور نہین

قطعہ

فکر مت کر ہمارے جینے کا	تیرے نزدیک کچھ یہ دور نہین
پہر جیینگے جو تجہ سا ہی جان بخش	ایسا جینا ہمین ضرور نہین

عام ہی یار کی تجلی میر
خاص موسی و کوہ طور نہین

دامن پہ تیری گرد کا کیونکر اثر نہین	ہم دل جلونکی خاک جہان مین کدہر نہین

عجب ہوتی ہین شاعر بھی مین اس فرقے کا عاشق ہون
کہ بے دھڑک بھری مجلس میں اسرار کہتے ہین

مزے او نکی اوڑالیکن نہ سمجھین تو بہتر ہے
کہ خوبان بھی بہت اپنے تئین عیار کہتے ہین

سگ کو میر ہین لیکن شیر حق کا ہون کہ سب کو سب
نبی کا خویش و بھائی حیدر کرار کہتے ہین

ایک پرواز کو بھی رخصت صیاد نہین
ورنہ یہ کنج قفس بیضۂ فولاد نہین

شیخ عزلت تو تہ خاک بھی پہنچیگی بہم
مفت ہے سیر کہ یہ عالم ایجاد نہین

داد لی چھوڑونہین صیاد سے اپنی لیکن
ضعف سے میرے تئین طاقت فریاد نہین

کیون ہے معذور بھی کہیو تو سمجہ دلمین شیخ
یہ قدح خوار مرے قابل ارشاد نہین

کیا کہون میر فراموش کیا اون نے تجہے
مین تو تقریب بھی کی پر تو اوسے یاد نہین

آجائین ہم نظر جو کوئی دم بہت ہے یان
مہلت ہمین بسان شرر کم بہت ہے یان

یک لحظہ سینہ کوبی سے فرصت ہمین نہین
یعنی کہ دل کے جانے کا ماتم بہت ہے یان

حاصل ہے کیا سوا ترائی کے دہر مین
اوٹھ آسمان تلے سے کہ شبنم بہت ہے یان

مائل بغیر ہونا تجہ ابرو کا عیب ہے
تھی زور یہ کمان و لے خم بہت ہے یان

ہم رہروان راہ فنا دیر رہ سکے
وقفہ بسان صبح کوئی دم بہت ہے یان

۸۹

مجلس مین تیری ہمکو کب غیر خوش لگی ہی — ہم بیچ اپنی اوسکی دیوار کھینچتے ہین

بیطاقتی نے ہمکو چارون طرف سے کہویا — تصدیع گھر مین بیٹھے ناچار کھینچتے ہین

منصور کی حقیقت تمنی سنی ہی ہوگی — حق جو کہے ہی اوسکو یان دار کھینچتے ہین

شکوہ کرون تو کس سے کیا شیخ و کیا برہمن — ناز اوس بلای جان کے سب یار کھینچتے ہین

ناوک سے میر اوسکے دل بستگی تھی مجھکو
پیکان جگر سے میرے دشوار کھینچتے ہین

سمجھا تھا شیخ اپنی تو سود و زیان کو مین — مانا کیا خدا کیطرح ان بتان کو مین

لاوین اوسی بہی بعد مری میری لاش پہ — پہر کچھ رکہا ہی اپنی ہر اک مہربان سے مین

گردش فلک کی کیا ہی جو دور قدح مین ہے — دیتا رہونگا چرخ مدام آسمان کو مین

جی جاوے تو قبول ترا غم نہ جائیو — رکھتا نہیں عزیز ہون اس میہمان کو مین

عاشق ہی یا مریض ہی پوچھو تو میر سے
پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین

کر نالہ کشی کب تئین اوقات گذارین — فریاد کرین کس سے کہان جا کے پکارین

ہر دم کا بگڑنا تو کچھ اب چھوٹا ہی اوس — شاید کسی ناکام کا بہی کام سنوارین

دلمین جو کبہو جوش غم اوٹھتا ہی تو تا دیر — آنکھون سے چلی جاتی ہین دریا کی سے دہارین

قطعه

بڑا کہنا بھی میرا خوش نہ آیا اوسکو تو ورنہ
مری اوستاد کو فردوس اعلیٰ مین ملی جا گہہ
نگاہ چشم پر خشم بتان پر مت نظر کہنا
شراب خون ہن یون سی دل لبریز رہتا ہے

تسلی یہ دل ناشاد ہوتا ایک گالی مین
پڑہا یا کچہ نہ غیر از عشق مجھکو خرد سالی مین
ملا ہی زہر اب دل اس شراب پرتگالی مین
بھری ہین سنگریزی مین نے اس مینا ئی خالی مین

خلاف ان او رخوبان کی سدا یہ جی مین رہتا ہی
یہی تو میر اک خوبی ہی معشوق خیالی مین

آہ اور اشک ہی سدا ہی یہان
جس جگہہ ہو زمین تفتہ سمجھ
گو کدورت سے وہ نہ ہووے رو
رند مفلس جگر مین آہ نہین

روز برسات کے ہوا ہی یہان
کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یہان
آرسی کیطرح صفا ہے یہان
جان محزون ہی اور کیا ہی یہان

قطعه

کیسے کیسے مکان ہین ستھرے
اک سسکتا ہی ایک مرتا ہے
صد تمنا شہید ہین یک جا
دیدنی ہی غرض یہ صحبت شوخ

ایک از ان جملہ کربلا ہی یہان
ہر طرف ظلم ہو رہا ہی یہان
سینہ کوبی ہی تعزیا ہی یہان
روز و شب طرفہ ماجرا ہی یہان

نہین جیتے جی تو ممکن ہمین تجہ بغیر سونا
مگر آکہ مرکے کیجے تہ خاک خواب تجہ بن

[illegible]

کبتک اس تنگنا مین کھینچیے رنج
یان سے یارب ہی تو نکال ہمین

ترک سبزان شہر کریے اب
بس بہت کر چکے نہال ہمین

وجہ کیا ہے کہ میر منہ پہ ترے
نظر آتا ہے کچہ ملال ہمین

نہ کیونکہ شیخ توکل کو اختیار کرین
زمانہ ہووے مساعد تو روزگار کرین

گیا وہ زمزمۂ صبح فصل گل بلبل
دعا نہ پہونچے چمن تک ہم اب ہزار کرین

تمام صید سر تیر جمع ہین لیکن
نصیب اوسکے کہ جسکو ترا شکار کرین

تسلی تو ہو دل بیقرار خوبان سے
یہ کاش ملنے نہ ملنے کا کچہ قرار کرین

ہمین تو نزع مین شرمندہ آکی تم نے کیا
رہا ہے ایک رمق جی سو کیا نثار کرین

رہی سہی بہی گئی عمر تیرے پیچھے یار
یہ کہہ کہ آکہ ترا کب تک انتظار کرین

کرین ہین حادثے ہر روز وار آخر تو
سنان آہ دل شب کی ہم بہی پار کرین

یہ قتل غیر ہے کیا کام ہمنشینان آج
جو دشمنی نکرے وہ تو اوسکو یار کرین

ہوا ہون خاک رہ اسواسطے کہ خوبان میر
گزار گور پہ میری بہی ایک بار کرین

یہ غلط کہ مین پیا ہو قدح شراب تجہ بن
نہ گلا سے میرے اوترا کبہو قطرہ آب تجہ بن

[illegible]

کہان تک یہ تکلیف مالایطاق | ہوئی مدتون نازبرداریان
خط و کاکل و زلف و انداز ناز | ہوئین دام رہ صد گرفتاریان
کیا درد و غم نے مجھے ناامید | کہ مجنون کو بھی تھین بیماریان
تری آشنائی سے ہی حد ہوئی | بہت کی تھین دنیا مین ہم یاریان

نہ بھائی ہماری تو قدرت نہین
کھنچین میر تجھ سے ہی یہ خواریان

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین | وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
مثل عنقا مجھے تم دور سے سن لو ورنہ | ننگ ہستی ہون مری جائے بجز نام نہین
خطر راہ وفا بلکہ بہت دور کھنچا | عمر گذری کہ ہم نامہ و پیغام نہین
رازپوشی محبت کے تئین چاہیے ضبط | سو تو بیتابی دل بن مجھے آرام نہین

بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے
کچھ تو ہے میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

کیا ظلم کیا تعدی کیا جور کیا جفائین | اس چرخ نے کیان ہین ہم سے بہت ادائین
دیکھا کہان وہ نسخہ اک روگ مین بسا ہا | جی پھر کبھی نہ پہنچا بہتیری کی دوائین
اک رنگ گل کی رہتا یان عمر بن نہین کیا ہے | اس گلشن جہان مین ہین مختلف ہوائین

٩٣

کرون کیون کہ انکار عشق کہ ہین | یہ رونا بھلا کیا ہی گر کچھ نہین

کمر اوسکی رشک رگ جان ہی میر
غرض اوس سی باریک تر کچھ نہین

نالۂ قید قفس سی چھوٹ اب یکدم نہین | گوش گل سی لگتی تھی جا کی سو وہ سم نہین
ہم پہ کھینچی تیغ تو غیرون کو لگ گئی | دیکھا اگر ہو وینگی اسکے درمیان تو ہم نہین

بت برہمن کو کوئی نامحرم نہین اللہ کا
ہی حرم مین شیخ لیکن میر وہ محرم نہین

تری ابرو و تیغ تیز تو ہمدم ہین یہ دونون | ہوئی ہین دل جگر بھی سامنی رستم ہین یہ دونون
نہ کچھ کاغذ مین ہی تہ نی قلم کو درد نالون کا | لکھون کیا عشق کی حالات نامحرم ہین یہ دونون
لہو آنکھون سی بہتی وقت رکھ لیتا ہون ہاتھون کو | جراحت ہین اگر دی دونون تیغ مرہم ہین یہ دونون
کسی چشم پہ دریا کو دیا اوپر نظر رکھیئے | ہماری دیدۂ نمدیدہ کیا کچھ کم ہین یہ دونون
لب جانبخش اوسکی مار ہی رکھتی ہین عاشق کو | اگرچہ آبحیوان ہین ولیکن سم ہین یہ دونون
نہین ابرو ہی مائل جہک رہی ہی تیغ بھی کچھ | ہماری کشتۂ خون مین متفق باہم ہین یہ دونون
کھلے سینہ کو داغ غیر ٹھہرتی ہین کچھ آنسو | چمن مین مہر درزی کی گل و شبنم ہین یہ دونون
کبھی دل رکتی لگتا ہی جگر گاہی تڑپ جاتا ہی | غم ہجران نہین جاتی کی ہمارے جم ہین یہ دونون

جگر تو بھی چھوڑا کہ آتش غم سی جلا گر وہ سوختہ اب ہین دونون
سو جگر اور دل کبھی کباب ہین دونون
جیسے مست شراب ہین دونون
پاؤن مین وہ نشہ پڑتی ہین
اب تو سرمست خواب ہین دونون
[illegible] سب آگ ایک سب ہی [illegible]
دیدہ و دل عذاب ہین دونون

[illegible] لطف نقاب دی رخسار ہین دونون
لب پیچین آفت ہی یہ دل تو تیغ ہی ہین دونون
[illegible]

ردیف واو

[illegible]

٩٥

ہوا کی ابر مین گرمی نہین جو تو نہو ساقی
دم افسردہ کردی منجمد رشحات باران کو

جلبین ہین کسکی مژگان آنسونکی گر جوشی سی
اس آب چشم کی جوشش نی آتش دی نیستانکو

غرور ناز سی آنکھین نکھولین اوس جفاجو نی
ملا پاؤن تلی جبتک نہ چشم صد غزالان کو

نہ سی چشم طمع خوان فلک پر خام دستی سی
کہ جام خون دیا ہی ہر سحر اپنی مہمان کو

لیو نا واقف شادی اگر ہم بزم عشرت مین
دہان زخم دل سمجھی جو دیکھا روی خندانکو

نہین بیگ روان مجنونکی لکی بیقراری نی
کیا ہی مضطرب ہر ذرۂ گرد بیابان کو

کسیکی واسطی رسوائی عالم ہو بیجا ہی مین رکھہ
کہ مارا جاوی جو ظاہر کری اس راز پنہانکو

گری چھتی ہی بجلی ہی تبہی سی خرمن گل پر
تنک اک ہنس سی رو دی پر کہ دیکھی تیری گریانکو

غرور ناز قاتل کو لیی جاتا ہی کوئی پوچھی
چلا تو سونپ کر کسکی تئین اس صید بیجانکو

وہ تخم سوختہ تھی ہم کہ سرسبزی نکی حاصل
ملا یا خاک مین دانہ نمط حسرت سی دہقانکو

ہوا ہون غنچۂ پژمردہ آخر فصل کا تجھ بن
ندی بر باد حسرت کشتۂ سرو گریبان کو

غم و اندوہ بیتابی الم بیطاقتی حرمان
کہون ای ہمنشین تا چند غم ہائی فراوان کو

بہت روئی جو ہم یہ آستین رکھہ منہ پہ ای بجلی
نہ چشم کم سی دیکھہ اس یادگار چشم گریانکو

مزاج اس وقت ہی اک مطلع تازہ پہ یہ مائل
کہ دی فکر سخن فرصت نہین ہرگز سخندان کو

بیہوشی سو آتی ہی تجھے اوسکی گلی مین
گر ہو سکے اے میر تو اوس راہ نجا تو

خط لکھکر کوئی سادہ نہ اسکو ملول ہو
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو

چاہون تو بھر کے کوئی اٹھا لون ابھی تمہین
کیسے ہی بھاری ہو مرے آگے تو پھول ہو

سرمہ جو نور بخشی ہی آنکھونکو خلق کی
شاید کہ راہ یار کی ہی خاک دھول ہو

جاوین نثار ہونیکو ہم کس بساط پر
اک نیم جان رکھین ہین سو وہ جب قبول ہو

ہم ان کنوئین لگ نہین پڑتے ہین صبح و شام
ورنہ دعا کرین تو جو چاہین حصول ہو

دل لیکے لونڈے دلی کے کب کا پچا گئے
اب انسے کھائی پی ہوئی شی کیا وصول ہو

ناکام اس لیے ہو کہ چاہو ہو سب کچھ آج
تم بھی تو میر صاحب قبلہ عجول ہو

کہتے ہوا اتحاد ہی ہم کو
ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو

شوق ہی شوق ہے نہین معلوم
اوسسے کیا دل نہاد ہے ہم کو

خط سے نکلے ہے بیوفائی حسن
اسقدر تو سواد ہے ہم کو

آہ کس ڈھب سے روئیے کم کم
شوق حد سے زیادہ ہے ہم کو

شیخ و پیر مغانکی خدمت مین
دل سے اک اعتقاد ہے ہم کو

۹۶

[illegible]

۹۷

کبتک گرہ رہی کا سینی مین دلگی مانند — ای اشک شوق یکدم رخسار پر روان ہو

ہم دور ماندگان کی منزل رسان مگر اب — یا ہو صدا جرس کی یا گرد کاروان ہو

مسند نشین ہو گر عرصہ ہی تنگ ورنہ — آسودہ وہ کسو کا خاک آستان ہو

تا چند کوچہ گردی جیسے صبا زمین پر — ای آہ صبحگاہی آشوب آسمان ہو

گر ذوق سیر ہی تو آوارہ اس چمن مین — مانند عندلیب گم کردہ آشیان ہو

یہ جان تو کہ ہی ایک آوارہ دشت دل — خاک چمن کی اوپر برگ خزان جہان ہو

کیا ہی حباب سان ہائی دیکھہ اپنی آنکہون — گر پیرہن مین میری میرا تجھی گمان ہو

از خویش رفتہ ہر دم رہتی ہین ہم جو اون نی — کہتی ہین لوگ اکثر اسوقت تم کہان ہو

تہہ سو توڑ ڈالون آئینی کو ابہی مین — گر روی خوبصورت تیرا نہ درمیان ہو

اوس تیغ زن سی کہیو قاصد مری طرف سی — ابتک بہی نیم جان ہون گر قصد امتحان ہو

ہمسایہ اوس چمن کی کتنی شکستہ پا ہین — اتنی لیے کہ شاید اک بار گلفشان ہو

میر اوسکو جان کر تو ہر شبہ بلیورہ پر

صحرا مین جو نمد مو بیٹھا کوئی جوان ہو

گرچہ کب دیکھتے ہو پر دیکھو — آرزو ہی کہ تم ادہر دیکھو

عشق کیا کیا ہمین دکھاتا ہی — آہ تم بہی تو اک نظر دیکھو

[illegible]

گر ساتھ لے گیا تو دل مضطرب تو میر
آرام کر چکا ترے مشت غبار کو

اچھی لگی ہے تجھ بن گل گشت باغ کسکو
صحبت رکھے گلون سے اتنا دماغ کسکو

یہ سوز داغ دل پہ گر بھی جلے بجا ہے
اچھا لگے ہے اپنا گھر بے چراغ کسکو

صد چشم داغ و آہ بین دل پر مرے ہیں ہونہ
دکھلا رہا ہے لالہ تو اپنا داغ کسکو

گلچین عیش ہوتے ہم بھی چمن مین جا کر
آہ و فغان سے اپنی لیکن فراغ کسکو

اوسکی بلا سے جو ہم اے میر گم بھی ہووین
ہمسے غریب کا ہو فکر سراغ کسکو

دن گذرتا ہے مجھے فکر ہی مین تا کیا ہو
رات جاتی ہے اسی غم مین کہ فردا کیا ہو

سب ہین دیدار کے مشتاق پر ایسی غافل
حشر برپا ہو کہ فتنہ اوٹھ آیا کیا ہو

خاک حسرت زدگان پر تو گذر بیدردا
ان ستم کشتون سے اب عرض تمنا کیا ہو

گر بہشت آوے تو آنکھون مین مری پھیکی لگے
جنے دیکھا ہو تجھے محو تماشا کیا ہو

شوق جاتا ہے ہمین یار کے کوچے کو لیے
جائے معلوم ہو کیا جانیے اوس جا کیا ہو

ایک رونا ہے نہین آہ و غم و نالہ و درد
ہجر مین زندگی کرنے کے تئین کیا کیا ہو

خاک مین لوٹون کہ لوہو مین نہاؤن مین میر

٩٨

نزدیک سوز سینے کی رکھہ اپنے قلب کو	وہ دل ہی کیمیا ہی جو گرم گداز ہو
ہی فرق ہی مین خیر نکر آرزوی وصل	ل بیٹھے جو اوسے تو شکوہ دراز ہو
جون تو نکلی اوسکی چاہ کا پردا کیا ہی مین	ای چشم گریہ ناک نہ افشای راز ہو
جون چشم بسملی نہ مندی آوی گی نظر	جو آنکھہ میری خونی کی چہرہ پہ باز ہو

ہمسے نہ غیر عجز کبہو کچہ بنا نہ **میر**
خوش حال وہ فقیر کہ جو بے نیاز ہو

نالہ اگر مرا سبب شور و شر نہو	پہر مر بہی جائی تو کسو کو خبر نہو
دل پہ ہوا سو آہ کے صدمی سی ہو چکا	ڈرتا ہون یہ کہ اب کہین ٹکڑی جگر نہو
برچہی سی پار عرش کی گذری نہ عاقبت	آہ سحر مین میری کہانتک اثر نہو
سمجہا ہون تیری آنکھہ چہپانی سی خوش نگاہ	مد نظر یہ ہے کہ کسیکی نظر نہو

قطعہ

کہنچے ہی دلکو زلف سی گاہی نگہہ سی گاہ	حیران نہووی کوئی تو اس طرز پر نہو
سو دلسی بہی نہ کام چلی اوسکی عشق میں	اک دل رکہون مین تو کدہر ہو کدہر نہو

قطعہ

جس راہ ہو کی آج مین پہونچا ہون تجہ تلک	کافر کا بہی گذار الٰہی ادہر نہو

99

وہی جانے جو حیا کشتہ وفا رکھتا ہو | اور رسوائی کا اندیشہ جدا رکھتا ہو

کام لے یار سے جو جذب رسا رکھتا ہو | یا کوئی آئینہ سا دست دعا رکھتا ہو

عشق کو نفع نہ بیتابی کرے ہے نہ شکیب | کرے تدبیر جو یہ درد دوا رکھتا ہو

میں نے آئینہ صفت ورنہ کیا بند عرض | اوسکو مشکل ہے جو آنکھوں میں حیا رکھتا ہو

ہائے اس زخمی شمشیر محبت کا جگر | درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو

اوسے تشبیہ تو دیتے ہیں یہ شاعر لیک | سیب کچہ اوس ذقن آکے جو مزا رکھتا ہو

آوے ہے پہلے قدم سر ہی کا جانا درپیش | دیکھتا ہو جو رہ عشق میں پا رکھتا ہو

ایسے تو حال کے کہنے سے بھلی خاموشی | کہئے اوسسے جو کوئی اپنا کہا رکھتا ہو

کیا کرے وصل سے مایوس دل آزردہ جو | زخم ہے یار کا چھاتی لگا رکھتا ہو

قطعہ

کب تلک اسکے اسیران بلا خانہ خراب | ظلم کی تازہ جو ہر روز بنا رکھتا ہو

ایکدم کھولکے زلفوں کی کمندوں کی تہیں | مدتوں تک دل عاشق کو لگا رکھتا ہو

گل ہو مہتاب ہو آئینہ ہو خورشید ہو میر
اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

مت بیچ کچھ اپنی باتیں کہتی تو تمکو ندامت ہو | قد قامت یہ کچھ ہے تمہارا لیکن پھر قیامت ہو

100

[illegible]

سایۂ گل مین لب جو پہ گلابی رکھو
ہاتھ مین جام کو تو آپ کو بدنام کرو

آہ تا چند رہو خانقہ و مسجد مین
ایک تو صبح گلستان مین بھی شام کرو

رات تو ساری گئی سنتے پریشان گوئی
میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

کون کہتا ہے نہ غیرون پہ تم امداد کرو
ہم فراموش ہوونکو بھی کبھو یاد کرو

ہین یہان جیسے وفا پیشہ نہ بیداد کرو
نہ کرو ایسا کہ پھر میری تئین یاد کرو

ایسے ہم پیشیہ کہان ہوتے ہین اے غمزدگان
مرگ مجنون پہ کڑھو ماتم فرہاد کرو

اے اسیران تہِ دام نہ تڑپو اتنا
تا نہ بدنام کہین جنگل صیاد کرو

گو کہ حیرانئ دیدار ہی ای آہ سرشک
کوئی روشن کرو آنکھین کوئی دلشاد کرو

کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہے کو بھولے
آخر کار محبت کو ٹک اک یاد کرو

اول عشق ہی مین میر جی تم رونے لگے
خاک ابھی منہ کو ملو نالہ و فریاد کرو

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیون نہو
آئینہ ہو تو قابل دیدار کیون نہو

عالم تمام اوسکا گرفتار کیون نہو
وہ ناز پیشہ ایک ہے عیار کیون نہو

مستغنیانہ تو جو کرے ہی ہے سکوت
عاشق کو فکر عاقبت کار کیون نہو

[illegible]

صورت تو تیری صفحہ خاطر پہ نقش ہے
ظاہر میں اب ہزار تو مستور کیون نہو

صافی شست سی ہی غرض نشتر تیرے
سینہ کسو کا خانۂ زنبور کیون نہو

مجنون جو دشت گرد تھا ہم شہر گرد ہین
آوارگی ہماری بھی مذکور کیون نہو

تلوار کھینچتا ہے وہ اکثر نشے کی بیچ
زخمی ہوا اسکے ہاتھ کا ہو چور کیون نہو

خالی نہین بغل کوئی حلوان سے مرے
افسانہ عشق کا ہے یہ مشہور کیون نہو

ہمکو تو یہ قبول ہوا عشق مین کہ میر
پاس اسکے جب گیا تو کہا دور کیون نہو

ہر دم وہ شوخ دست بشمشیر کیون نہو
کچھ ہنسنے کی ہے ایسی ہی تقصیر کیون نہو

اتنو جگر کو جن نے بلا کا ہدف کیا
انداز اس نگاہ کا پھر تیر کیون نہو

جاتا تو ہے کہیں کو تو ای کاروان مصر
کنعان کی بھی طرف کو یہ شبگیر کیون نہو

حیران ہین اسقدر کہ اگر اب کے جائیے
پھر منہ تد انہو دیکھیے تصویر کیون نہو

تو نے تو رفتہ رفتہ کیا ہمکو تنگ خلق
وحشت دلا کہان تئین زنجیر کیون نہو

ہون گل کسو شگفتہ طبیعت کا ہم نشان
غنچہ بھی کوئی خاطر دلگیر کیون نہو

ہو دست ہزار وحشت اسی تو بھی یار رہی
اغیار تیرے ساتھ جو ہون میر کیون نہو

قید حیات قید کوئی سخت ہی کہ روز
مر رہتے ہین گے اسکی گرفتار ایک دو

کس بیکسی اسکو ہووی نظریان ہر ایک شب
جی دے رہین اسکی چشم کے بیمار ایک دو

تو تو دو چار ہوگی گیا یک کا یان ہنوز
گذرین ہین اپنی جان سے ناچار ایک دو

ابروے تیغ زن کی تمہاری کیا چلی
کردی ہی جس کا لاگتی ہے دار ایک دو

تک چشم مین بھی سرمی کا دنبالہ کھینچئے
اس مست کی بھی ہاتھ مین تلوار ایک دو

کیا کیا عزیز دوست ملی میر خاک مین
کچھ اس گلی مین ہم ہی نہین خوار ایک دو

حال دل میر کا ای اہل وفا مت پوچھو
اس ستم کشتہ پہ جو گذری جفا مت پوچھو

صبح سی اور ہی پاتا ہون اوسی شام کو
کام کرتی ہی جو کچھ میری دعا مت پوچھو

استخوان تک بھی مری اوسکی گلی کی سگ نے
جس خرابی سے مین ان اٹھا مت پوچھو

ہوش و صبر و خرد و دین و حواس و اوسان
اوسکے آنے مین کیا کیا لگیا مت پوچھو

اشتہا لک کی محبت نے کہ در پیشت ہے
شوق دل کیا کہون کس طور جلا مت پوچھو

وقت قتل آرزو دی دل جو لگی پوچھنے
مین اشارت کی او وہ سر ہلانے کہا مت پوچھو

خواہ مارا انہین نے میر کو خواہ آپ موا
جانے دو یارو جو ہونا تھا ہوا مت پوچھو

لب پہ شیون مژہ پر خون نگہ میں اک یاس | دن گیا ہجر کا جس رنگ سے شب مت پوچھو

میر صاحب تئیں یہ طرز ہوا اسکی تو کون
موجب آزردگی کا وجہ غضب مت پوچھو

ردیف ہای ہوز

فرصت نہیں تنک بھی کہیں اضطراب کو | کیا آفت آ گئی مرے اس دل کی تاب کو
میری ہی چشم تر کی کرامات ہے سبب | پھرتا تھا ورنہ ابر تو محتاج آب کو
گذری ہے شب خیال میں خوبان کی جاگتے | آنکھیں لگا کی اونسی میں تیں سون میون خواب کو
خط آ گیا پہ اوسکا تغافل نہ کم ہوا | قاصد مرا خراب پھرے ہے جواب کو
تیور میں جب سے دیکھے ہیں ساقی خمار کی | پیتا ہوں لہو کی آنکھوں سے جام شراب کو
اب تو نقاب منہ پہ لے ظالم کہ شب ہوئی | شرمندہ سارے دن تو کیا آفتاب کو

کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
سمجھاؤں کبتک اس دل خانہ خراب کو

کیا ہے اگر بدنامی و حالت تباہی ہی نہو | عشق کیسا جسمیں اتنی روسیاہی ہی نہو
لطف کیا آزردہ ہو کر آپ سے ملنے کے بیچ | ٹک تری جانب سے جبتک عذرخواہی ہی نہو
چاہتا ہے جی کہ ہم تو ایک جا تنہا ملیں | تازہ بیجا ہی نہو ویسے کم نگاہی ہی نہو
مجمع ترکان ہے کوئی دیکھیو جا کر کہیں | جس کا میں کشتہ ہوا وہ سپاہی ہی نہو

تری کوچے مین یکسر عاشقونکی خاطر گا ہین
جو تو گھر تے کبھو نکلے تو رکھیو پانو آہستہ

مرے آگے نہین ہنستا تو اک صلح کرتا ہون
بھلا مین وون و وریا تبسم کر تو یک رستہ

تعجب ہے مجھے یہہ سرو کو آزاد کہتے ہین
سراپا دل کی صورت جسکی ہو وہ یا ہو وا بستہ

تری گلگشت کی خاطر بنا ہی باغ نو گل ہی
پرطاؤس سینہ سے ہے تمامی دست گلدستہ

قطعہ

بجا ہے گر فلک پر فخر سی پھینکے کلاہ اپنی
کہی جو اس زمین مین میر یک مصراع برجستہ

ہم مین مجبور رجح ماجرا ہے یہہ
وہ نمک چھڑکے ہے مزا ہے یہہ

آگ تھی ابتدا ے عشق مین ہم
اب جو ہین خاک انتہا ہے یہہ

بود تو دم نمود شبنم ہے
ایک دو دم مین پھر ہوا ہی یہہ

شکر او سکی جفا کا ہو نہ سکا
دل سے اپنے ہمین گلا ہے یہہ

شور سے اپنے حشر ہی پر وہ
یون نہین جانتا کہ کیا ہے یہہ

بس ہوا ناز ہو چکا اغماض
ہر گھڑی ہمسے کیا ادا ہے یہہ

نعشین اوٹھتی ہین آج یارونکی
آن بیٹھو تو خوشنما ہے یہہ

دیکھ بیدم مجھے لگا کہنے
ہے تو مردا سا پر بلا ہے یہہ

مین تو چپ ہون وہ ہونٹہ چا[illegible]
کیا کہون ریختے کی جا ہے یہہ

قطعه

نام مین خستہ و آوارہ بدنام مری
طرفہ صحبت ہے کہ سنتا نہیں تو ایکدم مری
حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ دوست
درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
چشم نمناک و دل پر جگر صد پارہ
تجھکو بھی نگرہ فی سے زمانی کی کہ یان

ایک عالم نے غرض مجھکو اہا کیا کیا کچھہ
واسطے تیرے سنا مین نے سنا کیا کیا کچھہ
مرگیا مین پہ مری جی مین رہا کیا کیا کچھہ
آہ عالم سے مرے ساتھہ چلا کیا کیا کچھہ
دولت عشق سے ہم پاس بھی تھا کیا کیا کچھہ
خاک گن گن کی ہوئی صرف بتا کیا کیا کچھہ

قطعه

قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق
پر کہون کیا ستم شوق کی انپی تاثیر

مضطرب ہوکے اوسی دن نے لکھا کیا کیا کچھہ
ہر سر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھہ

ایک محروم چلی میر ہمین عالم سے
ورنہ عالم کو زمانی نے دیا کیا کیا کچھہ

جی چاہے مل کسو سے یا سب سے تو جدا رہ
کل سب نے تکلفی مین لطف اوس بدن کا دیکھا
عاشق غیور جی ودی ورا اوس طرف نہ دیکھے

پر ہو سکے تو پیارے ٹک دل کا آشنا رہ
نکلا نہ پر قبا سے ای گل بس اب ہمارا رہ
وہ آنکھہ جو چھپا کے تو تو بھی ٹک کنچا رہ

کیا کنے نہ رہیں تم نے بچائیں | اچھا رہا بایا اے مہربان آہ
گذری ہے ویکھیں کیونکر ہماری | اس بیوفا سے نے رسم نے راہ

قطعہ

تھی خواہش دل رکھنا حمایل | گردن میں اسکے ہر گاہ و بیگاہ
اس پر کہ تھا وہ شہ رگ سے اقرب | ہرگز نہ پہنچا یہ دست کوتاہ

قطعہ

ہے ما سوا کیا جو میر کہتے | آگاہ ساری ملسے ہیں آگاہ
جلوے ہیں اوسکے شانیں ہیں اوسکے | کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ

ظاہر کہ باطن اول کہ آخر
اللہ اللہ اللہ اللہ

جو ہوشیار ہو سو آج ہو شراب وہ | زمین میکدہ یکدست ہیگی آب زدہ
بنی یہ کیونکی ملی تو ہی یا ہمیں سمجھیں | ہم اضطراب زدہ اور تو حجاب زدہ
کرے ہے جسکو ملامت جہان میں ہی ہوں | اجل رسیدہ جفا دیدہ اضطراب زدہ
جدا ہوئے سے تری زلف میں نکہیں جی | پناہ لیتے ہیں سایہ کی آفتاب زدہ

لگا نہ ایک بھی میر اوسکی بیت ابرو کو

بیکلی اسکی نہ ظاہر تھی جو تو اے بلبل
دم کش میر ہوئی اس لب و گفتار کے ساتھ

کہتے ہین اڑ بھی گئی جل کی پر پروانہ
کچھ سنی سوختگان تم خبر پروانہ

سعی آتنی یہ ضروری ہی ادہی بزم سلگ
ای جگر تفتگی بی اثر پروانہ

کس گنہ کا ہی پس از مرگ یہ عذر جانسوز
پاؤن پر شمع کے ہاتے ہین سر پروانہ

آپ پر آگ مین ای شمع سہی ہے تو سمجھ
کس قدر داغ ہوا تھا جگر پروانہ

بزم دنیا کی تو دلسوزی سنی ہوگی میر
کسطرح شام ہوی یان سحر پروانہ

ردیف یای تحتانی

دل کو تسکین نہین اشک دمادم سی بھی
اس زمانی مین گئی ہے برکت غم سی بھی

ہمنشین کیا کہون اس رشک مہ تابان بن
صبح عید اپنی ہے بدتر شب ماتم سی بھی

کاش ای جان المناک نکل جاوی تو
اتبو دیکھا نہین جاتا یہ ستم ہم سی بھی

آخر کار محبت مین نہ نکلا کچھ کام
سینہ چاک و دل پژمردہ غم سی بھی

آہ ہر غیر سے تا چند کہون جیکی بات
عشق کا راز تو کہتے نہین محرم سی بھی

دور تری کوچی سی میرا ای غیرت فردوس
کام گذرا ہے مرا گریہ آدم سی بھی

چھوٹنا کب ہے اسیر خوش زبان
جیتے جی اپنی رہائی ہو چکی

آگے ہو مسجد کی نکلی اسکی راہ
شیخ سے اب پارسائی ہو چکی

درمیان ایسا نہین اب آئینہ
میرے اسکے اب صفائی ہو چکی

ایک بوسہ مانگتے لڑنے لگے
اتنے ہی مین آشنائی ہو چکی

بیچ مین ہم ہین سو تو لطف کیا
رحم کر اب بیوفائی ہو چکی

آج پھر تھا بیحمیتی میر وان
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی

گلگشت کی ہوس تھی سو تو بگیر آئے
آئی جو ہم چمن مین ہو کر اسیر آئے

فرصت مین یکنفس کے کیا درد دل سنگو
آئے تو ہم ولیکن وقت اخیر آئے

دلی مین اب کی آکر ان یارون کو نہ پایا
کچھ وے گئے شتابی کچھ ہم بھی دیر آئے

کیا خوبی اس چمن کی موقوف ہے کسو پر
گل گر گئے عدم کو گو ہم نظیر آئے

شکوہ نہین جو اسکو پروا نہو ہماری
دروازے جسکے ہم سے کتنے فقیر آئے

عمر دراز کیونکہ مختار خضر ہے یان
ایک آدہ دن مین ہم تو تنگ آ کے سیر آئے

نزدیک تھی قفس مین پرواز روح اپنی
غنچے ہو گلبنون پر جیسے ہم ہی سیر آئے

یون بیٹھے بیٹھے ناگہ گردن لگی ہلانے
سر شیخ جی کی گویا مجلس مین پیر آئے

کہان تیہ قامت دلکش کہان پاکیزگی ایسے
ملے ہین ہم بہت گلزار کی نازک نہالون سے

ہدف اسکا ہوئی مدت ہوئی تیغ نگہ تیری
کہتا نکلی ہی لخت دل ما تیرون کے بہالون سے

ہوا پیرانہ سر عاشق ہو زاہد مضحکہ سب کا
کسی سالی مین ملتا ہی کوئی بہی خوردسالون سے

رگ گل کو تی کہتا ہی کوئی ای میر مو اسکو
کمر اس شوخ کی ہرگز نہین ان خوش خیالون سے

کسی جی سی چہوٹی تیون کی جفا سے
یہی بات ہم چاہتے تہی خدا سے

وہ اپنی ہی خوبی سے ہتا ہے نازان
مرو یا جیو کوئی اسکی بلا سے

کوئی ہمسے کہلتے ہین بند اس قبا کی
یہ عقدے کہلینگے کسو کی دعا سے

پشیمان توبہ سے ہوگا عدم مین
کہ غافل چلا شیخ لطف ہوا سے

نہ کہی مری خاک بہی اس گلی مین
کدورت مجہے ہے نہایت صبا سے

جگر سوئی تر گا کہنچا چاہی ہے لیکہ
مگر دیدۂ تر ہین لوہو کے پیاسے

اگر چشم ہے تو وہی عین حق ہے
تعصب تجہے ہے عجب ما سوا سے

طبیب سبک عقل ہرگز نہ سمجھا
ہوا اور رنج عشق آہ و نا دوا سے

تک اے مدعی چشم انصاف وا کر
کہ بیٹہے ہین یہ قافلے کس ادا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف حکایت

شکست و شو کا اوسکی پانی جمع ہو کو بنا
اور رستہ ہو فی کی جیتے ہیں سے ستاری کو بنا

رہ گئے سوتی کر تونے بکاروان جاتا رہا
ہم تو صیل اس رہ کی خوابیدہ میں ہاری رہ گئے

یہ چشم آئینہ دار رو تھی کسو کی
نظر اس طرف بھی کبھو تھی کسو کی

سحر پا ہی گل بیخودی ہمکو آتی
کہ اوس مست پیمان میں بو تھی کسو کی

یہ سر گشتہ جبتک رہا اس چمن میں
ہر نک صبا جستجو تھی کسو کی

نہ ٹھہری ٹک اک جان بر لب رسیدہ
ہمیں مدعا گفتگو تھی کسو کی

جلایا شب اک شعلہ دل نے ہم کو
کہ اوس تند سر کش میں خو تھی کسو کی

نہ تھے تجھسے نا وک میانان گلشن
محبت تو کم ہی سے موتی کسو کی

دم مرگ دشوار دی جان او نی
مگر میر کو آرزو تھی کسو کی

کس طور ہمیں کوئی فریبندہ لبھائے
آخر ہیں تری آنکھوں کے دیکھنے والے

سو ظلم او ٹھاتی تو کبھو دور سے دیکھا
ہرگز نہوا یہہ کہ ہمیں پاس بلالے

اس شوخ کی سر تیز پلک ہیں کہ وہ کانٹا
گڑ جاتی اگر آنکھ میں سر دل سے نکالے

عشق آنکھہ ہے جو یار کو اپنی دم رفتن
کرتی نہیں غیرت سے خدا کی بھی حوالے

جہان سے تو رخت اقامت کو باندہ
کہا مین نے کب یہہ کہ تو ماہ ہے

نہ شرمندہ کر اپنے منہ سے مجھے
یہہ منزل نہین بے خبر راہ ہے

یہہ وہ کاروان گاہ دل کش ہے میر
کہ پھر یان سے حشر ہی ہمراہ ہے

وہ جب ہین تیری سے باغ مین گل کے
بو گئی کچہ دماغ مین گل کے

جا ہی روغن و باکر سے ہی عشق
خون بلبل چراغ مین گل کے

دل تسلی نہین صبا ورنہ
جلوہ سب ہین سینے داغ مین گل کے

اس حدیقے سے کے عیش پرست جا
می نہین ہی ایاغ مین گل کے

سیر کر میر اس چمن کی شتاب
ہی خزان بھی سراغ مین گل کے

عشق مین نے خوف و خطر چاہیے
جان کے دینے کو جگر چاہیے

قابل آغوش ستم دیدگان
اشک سا پاکیزہ گھر چاہیے

حال یہہ پہنچا ہے کہ اب ضعف سے
اوٹھتے پلک ایک پہر چاہیے

کم ہے شناسائے زر داغ دل
اوسکے پرکھنے کو نظر چاہیے

عشق کے آثار ہے اے بو الہوس
داغ بدل دست بسر چاہیے

گرنہ ہر وقت کا نہیں سب ہے ہیچ
دل میں کوئی غم نہانی ہے

خاک تھی موج زن جہا نہیں اور
ہمکو وہ ہو کا یہ تہا کہ پانی ہے

ہم قفس زاد قیدی ہین ورنہ
تا چمن ایک پر فشانی ہے

اوسکی شمشیر تیز سے ہمدم
مر رہینگے جو زندگانی ہے

غم و رنج و الم نکو یان سے لیے
سب تمہاری ہی مہربانی ہے

یان ہوئی میر تم برابر خاک
وان وہی نازِ سر گرانی ہے

قیامت ہین یہ چپان جامی وا لے
گلون مین سب جنکے خاطر خریدی ہو آئے

وہ کالا چور ہے خالِ رُخِ یار
کہ سو آنکھون مین دل ہو تو چرا لے

نہین اوٹھتا دلِ محزون کا ماتم
خدا ہی اس مصیبت سے نکالے

کہان تک دور بیٹھے بیٹھے کہتے
کبھو تو پاس ہمکو بھی بلا لے

دلا بازی نکر اون گیسوون سے
نہین آسان کھلا نی سانپ کا لے

طپش نے دل جگر کی مار ڈالا
بغل مین دشمن اپنی ہمنے پالے

مگر بو ہی گل آتے کاش یکچند
ابھی زخم جگر سارے ہین آ لے

کسے قید قفس مین یاد گل کی
پڑے ہین اب تو جینے ہی کے لالے

تازگی کو عشق میں کیا دخل ہے ہی ہوا ہو کہ — بیان صعوبت کھینچنے کو جی میں طاقت چاہیے

تنگ مست ہوا ابتدای عاشقی میں اسقدر
خیریت ہے میر صاحب دل سلامت چاہیے

بی یار شہر دل کا ویران ہو رہا ہے — دکھلائی دی جہاں تک میدان ہو رہا ہے
اس منزل جہاں کی باشندہ ہی رفتنی ہین — ہر یک کی ہان سفر کا سامان ہو رہا ہے
اچھا لگا ہے شاید آنکھوں میں یار اپنی — آئینہ دیکھ کر کچھ حیران ہو رہا ہے
گل دیکھ کر چمن میں تجھکو کھلا ہی جاتا ہے — یعنے ہزار جی سے قربان ہو رہا ہے
حال زبون اپنا پوشیدہ کچھ نہ تھا تو — سنتا نہ تھا کہ یہ صید بیجان ہو رہا ہے
ظالم ادھر کی سدھ لی جو شمع جھکا ہے — ایک آدھ دم کا عاشق مہمان ہو رہا ہے
قربان گہ محبت وہ جا ہے جسمیں ہرسو — دشوار جان دینا آسان ہو رہا ہے

ہر شب گلی میں اوسکی روتی تو رہتی ہم تو
اک روز میر صاحب طوفان ہو رہا ہے

او میری زبان پہ آئی — یہ بلا آسمان پر آئی
عالم جان سے تو نہین آیا — ایک آفت جہان پر آئی
میری آفت ہے پھر نہ تھا گویا — یہ بلا جس جہان پہ آئی

جیتے ہیں جب تلک ہم انکھیں ہی جا لڑتیاں ہیں — [illegible] رکھینگے

اب چاند بھی لگا ہے تیری سی جلوے کرنے — شبہا میں چاندنی میں تجھکو چھپا رکھینگے

مژگان و چشم و ابرو سب ہیں ستم کو مائل — ان آفتوں سے دل ہم کینکر بچا رکھینگے

دیوان میر صاحب ہر ایک کے ہی بغل میں

دو چار شعر انکے ہم بھی لکھا رکھینگے

تجھ سے دو چار ہوگا جو کوئی راہ جاتے — پھر عمر چاہئیگی اوسکو بحال آتے

گر دل کی بیقراری ہوتی بھی جواب ہے — تو ہم ستم رسیدہ کا ہیکو جینے پاتے

وے دن گئی کہ اوٹھ کر جاتی تھی اوس گلی تک — اب سعی چاہئی ہے بالین سے سر اوٹھاتے

کب تھی ہمیں تمہارے ضعف یہ کہ پڑیں — پھر زیر تیغ اسکی ہم تا نہ سر جھکاتے

گر جانتے کہ یون ہی برباد جائینگے تو — کاہیکو خاک میں ہم اپنے تئیں ملاتے

شاید کہ خون دلکا پہونچا ہے وقت آخر — تھم جاتے ہیں کچھ آنسو تو ٹکڑے دل کے آتے

اس سمت کو پلٹتی تیری نگہ تو ساقی — حال خراب مجلس ہم شیخ کو دکہاتے

جی ہو نہ یاد لدی سے بہتر تھا صدمہ اب — ای کاش جان دیتے ہم بھی نہ دل لگاتے

شب کوتہ اور قصہ انکا دراز ورنہ

احوال میر صاحب ہم تجھکو سب سناتے

نصیب سے اب یار ہوا چاہیے | ملتجی ناچار ہوا چاہیے

جیسے تئیں ہونا ہوں وہ سب میں ہے | کسکے طلب گار ہوا چاہیے

تا کہ وہ حلک ان کے پڑے پیچھ | اسلئے بیمار ہوا چاہیے

زلف کسی کی ہو کہ ہو خال خط | دل کو گرفتار ہوا چاہیے

تیغ بلند اوسکی ہوئی بوالہوس | مرنے کو طیار ہوا چاہیے

مصطبہ بیخودی سے یہ جہان | [illegible] خبردار ہوا چاہیے

مول سے بازار کا ہستی کے یہ | دل کے خریدار ہوا چاہیے

کچھ نہیں خورشید صفت سے کشتی | سایۂ دیوار ہوا چاہیے

کر نہ تعلق کہ یہ منزل نہیں | آہ سبکبار ہوا چاہیے

گو منفری کا سب شانی ظاہر ہیں ہمیں
عاقبت [illegible] ہوا چاہیے

یاں سرکشاں جو صاحب تاج ولوا ہوئے | پامال ہو گئے تو نہ جانا کہ کیا ہوئے

دیکھے نہ ایک چشمک گل بھی چمن میں آہ | ہم آخر بہار قفس سے رہا ہوئے

پچھتاؤ گے بہت جو گئے ہم جہاں سے | آدم کی قدر ہوتی ہے ظاہر جدا ہوئے

تجھ بن دماغ صحبت اہل چمن نہ تھا | گل وا ہوئے ہزار ولے ہم نہ وا ہوئے

کہاں ہیں آدمی عالم میں پیدا | خدائی صدقے کی انسان پر سے

تفنگ اوسکی چلی آواز پر ایک
گئی ہے میر گولی کان پر سے

خوب ہے اے ابر یک شب آؤ باہم روئیے | پر نہ اتنا بھی کہ ڈوبے شہر کم کم روئیے
وقت خوش دیکھا نہ اک دم سے زیادہ دہر میں | خندۂ صبح چمن پر مثل شبنم روئیے
شادی و غم میں جہاں کی ایک سے دس کا ہے فرق | عید کے دن ہنسئے تو دس دن محرم روئیے
دیکھا ماتم خانۂ عالم کو ہم مانند ابر | ہر جگہ پر جی میں یوں آیا و مادم روئیے
ہو جدا فردوس سے پینے لگی ہے یار کے | مدتوں تک کھینچیئے غم مثل آدم روئیے
اب ہے یوں کریے میسر آدمی جب کہسا ہے | وادیٔ مجنوں پہ جا اے ابر اک دم روئیے

عشق میں تقریب یہ کو نہیں درکار ہے
ایک مدت صبر ہی کا کیجئے ماتم روئیے

نیلا نہیں سپہر تجھے اشتباہ ہے | دود جگر سے میرے یہ چھت سیاہ ہے
ابر و بہار بادہ سبھو نہیں ہے اتفاق | ساقی ہو تو بھی مل چلے تو واہ واہ ہے
سرمے سے ایسی آنکھیں تمہاری نہیں لگیں | احوال پر ہمارے تمہیں کب نگاہ ہے
کس سطر سے ہاتھ نچاتا ہے وعظ میں | دیکھا جو شیخ شہر عجب دست نگاہ ہے

گئے دست و پا گم ہو میرا گیا
وفا پیشہ مجلس اوسے پا گئی

یکسو کشادہ روئے پہ چین نہین جبین ہی
ہم چھوڑین مہر اوسکی کاش اوسکو ہو کین ہی

آنسو تو تیرے دامن پوچھے ہی وقت گریہ
ہمنے نہ رکھی منہ پر اہمی آستین بھی

کرتا نہین عبث تو پارہ گلو فغان سے
گذری ہے پار دل کی اک آہ حزین ہی

ہون اختصار مین مین آئینہ رو شتاب
جاتا ہے ورنہ غافل پہر دم تو واپسین ہی

سینے سی تیر اوس کا جی کو تو لینا نکلا
پر ساتھون ساتھ اوسکی نکلا یک آفرین ہی

ہر شب ہی گلی مین عالم کی جان جا ہے
آگے ہوا ہے اب تک ایسا ستم کہین ہی

شوخی جلوہ اسکی تسکین کیونکی بخشے
آئینون مین دلونکے جو ہی بہ پر نہین ہی

گیسو سے ہے کچھ نہین ہے سنبل کے آفت اسکا
ہین برق خرمن گل رخسار آتشین ہی

تکلیف نالہ مت کر اے درد دل کہ ہونگے
رنجیدہ راہ چلتی از بسکہ ہمنشین ہی

کس کس کا داغ دیکھین یارب غم بتان مین
رخصت طلب ہے جان ہی ایمان و دین ہی

زیر فلک جہان تلک آسودہ میر ہوتی
ایسا نظر نہ آیا یک قطعہ زمین ہی

گئی چھاؤن اوس تیغ کی سر سے جبکی
جلی دھوپ مین یان تلک ہم کہ تبکی

جوش گل سے ہم دیدۂ گریان ہوئے	کتنے ایک اشک ہوئے جمع کہ طوفان ہوئے
کھیلتے تھے ہمیں شہر محبت میں تری خانہ خراب	گھر سے گھر انکی ہیں اس بستی میں ویران ہوئے
کتنے ہی رخصت پرواز ہیں از مرگ نسیم	مشت پر باغ میں آئے ہیں پریشان ہوئے
سبزہ و لالہ و گل ابر و ہوا ہی ہے وے	ساقی ہم توبہ کی کرنے سے پشیمان ہوئے
دعوی خوش دہنی گرچہ اسے تھا لیکن	دیکھکر منہ کو تری گل کی تئیں کان ہوئے
جام خون بن نہیں ملتا ہمیں صبح کو آب	جب سے اس چرخ سیہ کاسہ کے مہمان ہوئے

اپنے جی ہی نے نچاہا کہ پئیں آب حیات
یون تو ہم میر اسی چشمے پہ بیجان ہوئے

خبر نہ تھی تجھی کیا میری دل کی طاقت کی	نگاہ چشم ادہر تونی کی قیامت کی
اسو نہین جو کہ تری محو صحبت تھے ہین	نہین ہے قدر ہزارون برس کی طاعت کی
اٹھائی رنگ سمجھ تمنے بات کی کہتے	وفا و مہر جو تھی رسم ایک مدت کی
رکھین امید رہائی اسیر کاکل و زلف	مری تو باتین ہین بخیر صرف الفت کی
رہی ہی کوئی خرابات چھوڑ مسجد مین	ہوا منائی اگر شیخ نے کرامت کی
سوال مین نے جو انجام زندگی سے کیا	قد خمیدہ نے سوئی زمین اشارت کی

نہ میر قدر کی اوس سنگدل نے میری کہو

قطعه

قطعہ

ان دونوں نکلی ہے آغشتہ بخون تو نگہ
ہیں ہمیشہ ان کو کسو دل میں اثر کر نکلی

عشق میں تیری گذرتی نہیں بن پتھر کے
صورت اک یہ ہی نہیں ہے عمر بسر کرنے کی

کاروانی ہے جہان عمر عزیز اپنی میر
سو ہے درپیش سدا اسکو سفر کرنے کی

لگوا نہی تیرا جو جدا ہی کیا سے گیا
لشکے حقوق و دوستی کی سب ادا کیے

کیونکر پتا تو آشنا افشان کو جگہ ہے مہر
ہر سو ن [illegible] ہین بجہے ہو کے گل چلا کیے

تنہیں کسے سلسلے [illegible] ہوا ہے تو آشنا
ہم جو چمن میں ہو وان گرفتہ رہا کیے

تدبیر عشق میں بھی نہ کی [illegible] تو قصور یا
جو اس مرض میں ہوتے بلے ہم دوا کیے

جوان سے نہ تیری کشتی کی اب رہنمائیاں
ہرچند بند بند ہی اوسکے جدا کیے

کیا صرف دل نشین ہو مر جیسے خط مدام
اغیار رو سیاہ تری منہ لگا کیے

پھر شام آشنا کبھو نکلے گلرخان
ہر صبح ان سے ہو سو دن تمہیں ہم ملا کیے

بے عیب ذات ہے یکی خدا ہی کی [illegible]
تم لوگ [illegible] سب کیے بے وفا

اب خاک [illegible] ہی [illegible]
اس چشم گریہ ناک سے دریا بہا کیے

ہر شمع کو اوٹھا پھری سے وہ بت اگر آ دے
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

۱۲۰

صناع ہین سب خوار ازانجملہ ہون مین بھی ‏— ہے عیب بڑا اوسمین جسے کچھ ہنر آوے

قطعہ

ای وہ کہ تو بیٹھا ہے سر راہ پہ زنہار ‏— کہیو جو کبھو میر بلاکش اودھر آوے

مت دشت محبت مین قدم رکھ کہ خضر کو
ہر گام پہ اس رہ مین سفر سے حذر آوے

کرون جو آہ زمین و زمان جل جاوے ‏— سپہر نیلی کا یہ سائبان جل جاوے

دی آگ دل کو محبت نے جب سے پھرتا ہون ‏— مین جس طرح کسو کا خانمان جل جاوے

دوا پذیر نہین اے طبیب تپ غم کی ‏— بدن مین تک ہے تو استخوان جل جاوے

نہ آوے سوز جگر منہ پہ شمع سان لازم ‏— بیان کرنے سے آگے زبان جل جاوے

ہماری نالی بھی آتش ہی کی ہین پرکالی ‏— سنے تو بلبل نالان کی جان جل جاوے

ہزار حیف کہ دل خار و خس سے باندھے کوئی ‏— خزانین برق گرے آشیان جل جاوے

نہ پوچھ کچھ لب ترسا بچی کی کیفیت ‏— کہون تو دختر رز کی دکان جل جاوے

متاع سینہ سب آتش ہے قافیہ کسکا ‏— خیال یہ ہے مبادا دکان جل جاوے

نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب
مبادا آہ کرے سب جہان جل جاوے

اپنا شمار پوچھو تو مہربان کا ہے
پر اسکے جی مین ہمسے کیا جانئے کہ کیا ہے

بالین پہ میری آکر ٹک دیکھیو شوق دیدار
سارے بدن کا جی اب آنکھون مین آ رہا ہے

جی اسکے رک کے مرتی گرمی عشق مین تو
کر قہر مین آہ جبتک تب تک سہی کچھہ ہوا ہے

شکوہ ہی رونیکا یہ بیگانگی سی میری
مژگان تر وگرنہ آنکھون مین آشنا ہے

مت کر زمین دل مین تخم امید ضایع
بوٹا جو یان اوگا ہی سو اگتی ہی جلا ہے

شرمندہ ہوتی ہین گے خورشید و ماہ دونون
خوبی نے منہ کی تیرے عالم قربان کیا ہے

اے شمع بزم عاشق روشن ہے یہ کہ تجہ بن
آنکھون مین میری عالم تاریک ہو گیا ہے

جتنے ہی جی تلک ہین سارے ہی علاقے سو تو
عاشق ترا مجرد فارغ ہی ہو چکا ہے

صد سحر دیکھتے ہی خط میر جی کا دیکھا
قاصد نہین چلا ہے جادو مگر چلا ہے

الم سے یان تئین مین مشق ناتوانی کی
کہ میری جان نے تن پر مری گرانی کی

چمن کا نام سنا تہا ولے نہ دیکہا ہاے
جہان مین ہمنے قفس ہی مین زندگانی کی

علاج خوب مری خونین خاک بسمل گاہ
یہ تھوڑی منتین ہین مجھہ پہ سخت جانی کی

بتنگ ہون نہین تیری اختلاط سی میری
قسم ہے اپنی مجہے اس گئی جوانی کی

چلا ہے کہینچنے تصویر میری بت کی جج
خدا کی واسطے صورت تو دیکیو مانی کی

ہر اشک مرا ہی در شہوار سے بہتر | ہر لخت جگر رشک عقیق یمنی ہے

بگڑی ہی نپٹ میر طپش اور جگر مین
شاید کہ مرے جی ہی پر اب آن بنی ہے

اب کرکے فراموش تو ناشاد کروگے | پر ہم جو نہونگے تو بہت یاد کروگے
زنہار اگر خستہ دلان بیستون جاو | ٹک پاس ہنرمندی فرہاد کروگے
غیرون پہ اگر کہینچوگی شمشیر تو خوبان | اک ور مری جان پہ بیداد کروگے

قطعہ

جاگہہ نہین یان ویسے جسپر نہ کہری ہو | کچھہ شور ہی شر پر تو مجھے یاد کروگے
اس دشت مین اے راہ روان ترک قدم ہو | مانند جرس نالہ و فریاد کروگے

گر دیکھوگے تم طرز کلام اوسکے نظر کر
اے اہل سخن میر کو اوستاد کروگے

خوش سرانجام تہے وے جلد جو ہشیار ہوے | ہم تو اے ہمنفسان دیر خبردار ہوے
جنس دل وہ تو نہ تہی جسکی بہا ٹہہرا سکا | یک نگہہ مول ہوا تم نہ خریدار ہوے
عشق وہ ہے کہ جو تہی جلوتی منزل قدس | وہ بہی رسوائی سر کوچہ و بازار ہوے
سیر گلزار مبارک ہو صبا کو ہم تو | ایک پرواز نکی تہی کہ گرفتار ہوے

شعر کہو کان نظم شاعران حال پر اتنی
چلو تک میر کو بنی کو موتی سی پروتا ہے

ہم تو او سکے ظلم سے ہمدم سے چلے	رہ سکے ہے تو تو رویان ہم چلے
ٹوٹے جون لالہ ستان سے ایک پھول	ہم لی یان سے داغ ایک عالم چلے
جنبش ابرو تو وان ستہی نہین	کبتلک تلواریان ہمدم سے چلے
تم جگر کے آیا آخر ہو سے گئے	اشک خونی کچہہ مژہ پر جم سے چلے
دیکھیے بخت زبون کیا کیا دکہائے	تم تو خوبان ہمسے ہو برہم سے چلے
بہاگئے پہنچے سے گویا غزال	تیری آنکھین دیکھتے ہی رم سے چلے

مجہہ سے ناشائستہ کیا دیکھا کہ میر
آتے آتے کچہہ جو آنسو تم سے چلے

غیر نے ہمکو ذبح کیا نی طاقت ہی نی یارا ہے	اس کتے نے کرکے دلیری صید حرم کو مارا ہے
باغکو تجہہ بن اپنے بہائین آتش دی ہی بہار ہر اک	ہر غنچہ اخگر ہے ہمکو ہر گل ایک انگارا ہے
جب تجہہ بن لگتا ہے تڑپنے جا ہی ہی نکلا تاب سے	ہے جو گرہ سینے مین اسکو دل کہیے یا پارا ہے
راہ حدیث جو ٹک بہی نکلی کون سکے ہے ہمکو ٹوک	روکی سخن پر کسکو دہی وہ شوخ بڑا عیارا ہے
کام اسکا ہے خون افشانی ہر دم تیری فرقت مین	چشم کو میری آکر دیکہہ اب تو ہو کا فوارا ہے

ایک دم ہی نمود بود اپنی
یا سفیدی کی یا اخیر ہوئے

یعنے مانند صبح دنیا مین
ہم جو پیدا ہوئے سو پیر ہوئے

مت مل اہل دول کے لڑکون سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے

تو جہ تیری ای حیرت مری آنکھون پہ کیا کیا
جو مین ہر نیشترہ دیکھون کہ تہ ہر کہ یہ نم

کہہ دی ہے سو پریشان غم و فا تو تغریہ تو نی
حیا کر ہو صحبت کی لہ اس سکیں ماتم ہے

دو رنگی دہر کی پیدا ہی یان دل تھا اپنا
کسو کے گھر مین شادی ہے کہین ہنگامہ غم ہے

کہین آشفتگان سے میر مقصد ہووی ہے حاصل
جو زلفین اسکی درہم ہین مرا بھی کام برہم ہے

جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے
درد بے اختیار اوٹھتا ہے

اب تلک بھی مزار مجنون سے
ناتوان اک غبار اوٹھتا ہے

ہے بگولا غبار کسکا میر
کہ جو ہو بیقرار اوٹھتا ہے

کیا مری سرو روانکا کوئی مائل ہی نہی
سیکڑون ہم خون گرفتہ ہین قاتل ایک ہی

راہ سبکو ہے خدا سی جان اگر سوچا ہے تو
ہو طریقے مختلف کتنے ہی منزل ایک ہے

۱۲۵

لاعلاجی ہی جو رہتی ہے مجھے آوارگی
کہیے کیا میر صاحب بندگی بیچارگی

کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سی گئیں
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا یکبارگی

روئے گل پر روز و شب کس شوق سے رہتا ہے باز
رخنہ دیوار ہے یا دیدۂ نظارگی

اشک خونیں آنکھ میں بھر لا کے پی جاتا ہوں میں
محتسب کہتا ہے مجھ پہ تہمت میخوارگی

مت نظر پیدا کریں کہاں ان سیہ چشموں کا میر
انکی آنکھوں سے ٹپکتی ہے پڑی عیارگی

مشکل ہے ہونا روکش رخسار کی جھلک کے
ہم تو بشر ہیں اس جا پر جلتے ہیں ملک کی

مرتا ہے کیوں تو ناحق یاری برادری کی
دنیا کے سلسلے ناتے ہیں جیتے جی فلک کی

کہتے ہیں گور میں بھی ہیں پیش وزر بہاری
جاوے کدھر الٰہی ماری ہوئی فلک کی

لاتی نہیں نظر میں غلطانی گہر کو
ہم معتقد ہیں اپنے آنسو ہی کی ٹپک کی

گل اک قطرہ کچھ نہیں طوفان نوح آیا
فکر فشار میں ہوں میر آج ہر پلک کی

گیسو سے دل کی میں نے کیونکر آنکھ جا لگائی
جو اپنی اچھی جی کو ایسی بلا لگائی

تھا دل جو پکا پھوڑا ایسا رہا الم سے
دکھتا گیا دو چنداں جوں جوں دوا لگائی

ذوق جراحت اسکا کسکو نہیں ہے لیکن
بخت اسکی جسکی ان نے تیغ جفا لگائی

کیا خراب تغافل نے اوسکی ورنہ میر
ہر ایک بات پہ دشنام و سنگ تہا آگی

تجھ بن خراب و خستہ زبون خوار ہو گئے
گیا آرزو تہی ہمکو کہ بیمار ہو گئے

خوبی بخت دیکھ کہ خوبان بی وفا
بی ہیچ میرے درپے آزار ہو گئے

ہمنے بہی سیر کی تہی چمن کی پر اے نسیم
اوٹہتے ہی آشیان سے گرفتار ہو گئے

وہ تو گلے لگا ہوا سوتا تہا خواب مین
بخت اپنی سو گئی کہ جو بیدار ہو گئے

اپنی یگانگی ہی کیا کرتے ہین بیان
اغیار روسیاہ بہت یار ہو گئے

لائے تہے شبخون پر ہی خرابی تری نگاہ
بیطاقتی سی اپنی وہی ہشیار ہو گئے

کیسے ہین وے کہ جیتے ہین صد سال ہم تو میر
ان چار روز کی زیست مین بیزار ہو گئے

تنگ آگئے ہین اس جی سے اٹہا بیٹہینگے
ہو کہون مرتو مین کہ اب یا ہی کیا بیٹہینگے

ابکی بگڑیگی اگر اون سے تو اس شہر سی جا
کسو ویرانی مین تکیہ ہی بنا بیٹہینگے

معرکہ گرم تو ٹک ہونی دو خونریزی کا
پہلی تلوار کے نیچے ہمین جا بیٹہینگے

ہوگا ایسا ہی کوئی روز کہ مجلس سے کبہو
ہم تو ایک آدہ گہڑی اوٹہ کے جدا بیٹہینگے

جانہ اظہار محبت پہ ہوسناکون کی
وقت کی وقت لی سب منہ کو چھپا بیٹہینگے

واشد تجھسے آگے آہ سے ہوتی ہی دلکی تصویر
اقلیم عاشقی کی ہوا اب بگڑ گئی

گرمی نے دلکے ہجر مین اسکے جلا دیا
شاید کہ احتیاط سے یہ تپ بگڑ گئی

خطنے نکل کے نقش دلون کے اوٹھا دئے
صورت تبونکی اچھی جو تھی سب بگڑ گئی

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتی تھی بزم گرم
کاہی کو میر کوئی دبی جب بگڑ گئی

جب وقت بیٹھتا ہون تب کیا کسر رہی ہے
رومال دو دو دامن تک جب ان تر رہی ہے

آہ سحر کی میری برچھی کے وسوسے ہے
خورشید کی منہ اوپر اکثر سپر رہی ہے

آگہ تو نہیں اوسکی طرز رہ و روش سے
آنے مین اوسکے لیکن کسکو خبر رہی ہے

ان روزون اتنی غفلت اچھی نہیں ادہر سے
اب اضطراب ہمکو دو دو پہر رہی ہے

آب حیات کی سی ساری روش ہے اسکی
پر جب وہ اوٹھ چلی ہے ایک آدہ مر رہی ہے

تلوار اب لگا ہی بیٹھا وہ پاس سے کہنے
خون آج کل کسو کا وہ شوخ کر رہی ہے

در سی کبھو جو آتی دیکھا ہے مین نے اسکو
تب سے ادہر ہی اکثر میری نظر رہی ہے

آخر کہان تلک ہم اک روز ہو چکین گے
برسون سے وعدہ شب ہر صبح پر رہی ہے

میر اب بہار آئی صحرا مین چل جنون کر
کوئی بھی فصل گل مین نادان گھر رہی ہے

تیری گلی سے بچکر کیون مہر و مہ نکلتے | ہر کوئی جانتا ہے اس راہ مین خطر ہے

وے دن گئے کہ آنسو روتے تھے میر اب تو
آنکھون مین لخت دل ہے یا پارۂ جگر ہے

شب شمع پہ پتنگ کی آنے کو عشق ہے | اس دل جلے کی تاب کے لانیکو عشق ہے
سر مار مار سنگ سے مردانہ جی دیا | فرہاد کی جہان سے جانیکو عشق ہے
اٹھیو سمجہ کے جا سے کہ مانند گرد باد | آوارگی سے تیرے زمانیکو عشق ہے
بس اے سپہر سعی سے تیری تو روز و شب | یان غم ستانیکو ہے جلانیکو عشق ہے
بیٹھے جو تیغ یار تو سب تجھکو کہا گئے | اے سینہ تیری زخم اوٹھانیکو عشق ہے
اکدم مین توُ نے پہونکدیا دو جہانکو | اے عشق تیری آگ لگانیکو عشق ہے

سودا ہو تب ہو میر کو تو کیجیے کچھ علاج
اس تیرے دیکھنے کی دوانیکو عشق ہے

کچھ موج ہوا پیچان اے میر نظر آئی | شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی
دلی کی نہ تھے کوچے اوراق مصور تھے | جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی
مغرور بہت تھے ہم آنسو کی سرایت پر | سو صبح کے ہونیکو تاثیر نظر آئی
گل بار کرے ہیگا اسباب سفر شاید | غنچے کی طرح بلبل دلگیر نظر آئی

اب جان جسم خاک سے تنگ آگئی بہت	کب تک اس ایک ٹوکری مٹی کو ڈھوئیے

آلودہ اوس گلی کی جو ہوں خاک سی تو میر
آب حیات سی بھی نہ وے پانو دھوئیے

شب گئی تھی باغ میں ہم ظلم کے مارے ہوئے	جان کو اپنی گل مہتاب انگارے ہوئے
گور پر میری پس از مدت قدم رنجہ کیا	خاک میں مجھکو ملا کر مہرباں بارے ہوئے
آستینیں رکھتے رکھتے دیدۂ خوں بار پر	خلق سیل کی طرح لوہو کے فوارے ہوئے
وعدے ہیں سارے خلاف حرف ہیں یکسر فریب	تم لڑکپن میں کہاں سے ایسے عیارے ہوئے
پھرتے پھرتے عاقبت آنکھیں ہماری مند گئیں	سو گئے بیہوش تھے ہم راہ کے مارے ہوئے
پیار کرنے کا جو خوباں ہم پہ رکھتے ہیں گناہ	اون سے بھی تو پوچھتے تم اتنے کیوں پیارے ہوئے
تم جو ہمسے مل چلے یک رشک سب کرنے لگے	مہرباں جتنے تھے اپنے مدعی سارے ہوئے
آج میری خون پر اصرار ہر دم ہے تمہیں	آئے ہو کیا جانیے تم کسکے سنکارے ہوئے
لیتے کروٹ ہل گئے جو کان کے موتی ترے	شرم سے سر در گریباں صبح کے تارے ہوئے

استخواں ہو گئے تیرے یاں دم خونریز میر
دانتے پڑ کر تیغے اس شوخ کی آرے ہوئے

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے	زمیں سخت ہے آسماں دور ہے

کہین گر و سفر سے جلد ہی صبح وطن نکلے	کہان تک ناز برداری کرون شام غریبان کی
مین ضامن ہون اگر نابت بدن سے پیرہن نکلے	جنون ان شور شون پر ہاتھہ کی چالا گیا گهر سی

حرم مین میر جتنا بت پرستی پر ہے تو مائل
خدا ہی ہو تو اتنا بت کدے مین برہمن نکلے

اب تلک نیم جان ہے پیارے	قصد گر امتحان ہے پیارے
سو ترا آستان ہے پیارے	سجدہ کرنے مین سر کٹے ہی جہان
یہ ہماری زبان ہے پیارے	گفتگو ریختی مین ہمسے نہ کر
اب تلک مجھہ مین جان ہے پیارے	کام مین قتل کی مرے تن دے
یہ ہمارا نشان ہے پیارے	چهوڑ جاتے ہین دل کو تیرے پاس
یہ وہی آسمان ہے پیارے	شکلین کیا کیا کیان ہین جتنی جاے

قطعہ

کیا اب اسکا بیان ہے پیارے	جا چکا دل تو یہ یقینی ہے
گنج لب پر گمان ہے پیارے	پر تبسم کی کرنے سے تیرے

میر عمدا بهی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

گوشۂ چشم بتان یا کنج لب سوتے مین — جا کہین ہو تو دل اپنے کا ٹھکانا کیجیے

سیکڑے غیر ونکی ہم چھپ چھپ کے علم ہو — سارے عالم مین ہماری تئین نشانا کیجیے

رفتہ رفتہ قاصدونکو رفتگی اس سے ہو گی — جی مین ہے اک بے مقرر اپنا جانا کیجیے

کلی ہے آنکھون سے تو گرد کدورت تبا — تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجیے

آبشار اُٹنے لگے آنسو کی پلکون سے تو میر
کب تلک یہ آب چادر منہ پہ تانا کیجیے

مہوشان ہیبین نہ جو ہجر انگین مر جائیے — اب کہو اس شہر نا پرسان سے کدہر جائیے

کام دل کا کچہ ٹھکانا ہی نہین کیونکہ نبی — آرزو تا چند و ناامید یہ کدہر جائیے

مضطرب اس آستان سے اٹھ کے کچہ پایا نہ کر — منہ رہا ہے کیا جو پہر اب اسکی در پر جائیے

بعد طوف قیس ہو جی زیارہ فرہاد بہی — دشت سے اٹھیے تو کوہ مین مقر رجائیے

شوق تہا جو یار کی کوچی ہمین لایا تہا میر
پانون مین طاقت کہان اتنی کہ اب گہر جائیے

غالب کہ یہ دل خستہ شب ہجر مین مر جائے — یہ رات نہین وہ جو کہانی مین گذر جائے

ہے طرفہ مفتن نگہ اس آئینہ رو کی — اک پلک جھپکی مین سیکڑون کا خون ورگذر جائے

نہ بتکدہ ہے منزل مقصود نہ کعبہ — جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدہر جائے

توبی بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور
مل گئی خاک مین یان صاحب افسر کتنے

تو گلے ملتا نہین ہمسے تو کیسی خرمی
عید آئی یان ہمارے بر مین جامہ ماتمی

جی بہرا رہتا ہے اب آنسون پہر بانند ابر
سیکڑون طوفان بغل مین ہے پہ مژگان نمی

حشر کو زیر و زبر ہوگا جہان پیچ ہو دلی
ہے قیامت شیخ جی اوس کارگہ کی برہمی

تجہہ سوا محبوب آتش طبع ای ساقی نہین
ہو پرستار و نہین تیرے گر پری ہو آدمی

سامنے ہو جائین ای ظالم تو دونون ہین یکے
وہ دم شمشیر تیرا یہ ہماری بیدمی

اوس قیامت جلوہ سے بہتیرے ہمسے جی اوپر شہید
مر گئے تو مر گئے ہم اوسکی کیا ہوگی کمی

کچہہ پریشانی سے ہے سنبل کی جو الجہی ہے میر
یک جہان برہم کرے زلفونکی اسکی درہمی

آہ جسوقت سر اوٹھاتی ہے
عرش پر برچہیان چلاتی ہے

نازبردار لب ہے جان جبسے
تیری خط کی خبر کو پاتی ہے

ای شب ہجر راست کہہ تجہکو
بات کچہہ صبح کی بہی آتی ہے

چشم بد دور چشم ترا سے میر
آنکہین طوفان کو دکہاتی ہے

مجھ سا بیتاب ہووے جب کوئی
بیقراری کو جانے تب کوئی

ہاں خدا مغفرت کرے اسکو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

جان دے گو مسیح پر اس سے
بات کہتے ہیں تیرے لب کوئی

بعد میرے ہی ہو گیا سنسان
سونے پایا تھا ورنہ کب کوئی

اوسکے کوچے میں حشر تھے مجھ تک
آہ و نالہ کرے نہ اب کوئی

قطعہ

کہ تا لفظ طرب کا سنیے کہے
شخص ہوگا کہیں طرب کوئی

اور محزون بھی ہم سنو تھے و لے
میر سا ہو سکے ہے کب کوئی

ترے بن یہ بھی دیکھا نہ بسمل کا اپنے
میں کشتہ ہوں انداز قاتل کا اپنے

نپوچھو کہ احوال ناگفتہ بہ ہے
مصیبت کی ماری ہوئی دل کا اپنے

دل زخم خوردہ کی اور اک لگا سے
مداوا کیا خوب گھائل کا اپنے

تک ابرو کو میری طرف کیجے مائل
کبھو دل بھی رکھئے لیے مائل کا اپنے

ہوا دفتر قیس آخر ابھی یاں
سخن ہے جنوں کی اوائل کا اپنے

نپائیں رکیں ہیں نئی عالم میں کیا کیا
ہوں بندہ خیالات باطل کا اپنے

اسکے گئے بھی تیرے عشق میں پہنچی تھی درد و رنج
لیکن ہماری جان پہ ایسی بلا نہ تھی

دیکھی دیار حسن کی میں کاروان بہت
لیکن کسو کے پاس متاع وفا نہ تھی

آئی پری سی پردۂ مینا سے جام تک
آنکھوں میں تیرے دختر رز کیا حیا نہ تھی

اوس وقت سے کیا ہے مجھے تو چراغ وقف
مخلوق جب جہاں میں نسیم و صبا نہ تھی

وہ اور کوئی ہوگی سحر جب ہوئی قبول
شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہ تھی

کب تھا یہ شور نوحہ ترے عشق جب تلک
دل تھا ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھی

بیگانہ سا لگے ہے چمن اب خزاں میں ہائے
ایسی گئی بہار مگر آشنا نہ تھی

آگے ہمارے عہد سے وحشت کو جا نہ تھی
دیوانگی کسو کی بھی زنجیر پا نہ تھی

[illegible]

[illegible]

رات گذری ہی مجہی نزع مین روتی روتی	آنکھین پھر جائینگی اب صبح کی ہوتی ہوتی
کھولکر آنکھہ اوڑا دیدہ جہان کا غافل	خواب ہو جائیگا پھر جاگنا سوتی سوتی

جم گیا خون کف قاتل پہ ترا میر زبس
اون نی رو رو دیا کل ہاتہ کو دہوتی دہوتی

یعقوب کی نہ کلبۂ احزان تلک گئی	سو کاروان مصر سی کنعان تلک گئی
باری نسیم ضعف سی کل ہم اسیر بھی	سنا ہی مین جی کی گلستان تلک گئی
رہنی نہ دینگی دشت مین مجنون کو چین سی	گر ہم جنون کی مار بیابان تلک گئی
گو موسم شباب کہان گل کسی کی باغ	بلبل وہ جیتے انہین یاران تلک گئی
کچھ آبلی دئی تہی رہ آورد عشق نی	سو رفتہ رفتہ خار مغیلان تلک گئی

پہاڑ تہا جیب پی کر می شوق مین نی میر
مستانہ چاک لوٹتی دامان تلک گئی

جن جن کو تہا یہ عشق کا آزار مر گئی	اکثر ہماری ساتہ کی بیمار مر گئی
ہوتا نہین ہی اوس لب نوخط پہ کوئی سبز	عیسی و خضر کیا سبھی یکبار مر گئی
یون کانون کان گل نی نجانا چمن مین آہ	سر کو پٹک کی ہم پس دیوار مر گئی
صد کاروان وفا ہی کوئی پوچھتا نہین	گویا متاع دل کی خریدار مر گئی

قطعہ

[illegible]

قطعہ

مین کہا میر جان بلب ہی شوخ
تو نی کوئی خبر کو بھیجا بھی
[illegible]

[illegible]

کہاں تک غیر جاسوسی کے لینے کو لگا آوے
الٰہی اس بلائی ناگہاں پر بھی بلا آوے

رکا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے
بلا سے چاک ہی ہو جاوے سینہ ٹک ہوا آوے

ترا آنا ہی اب مرکوز ہے ہمکو دم آخر
یہ جی صدقے گیا تہا پہر نہ آوے تن میں یا آوے

یہ رسم آمد و رفت دیار عشق تازہ ہے
ہنسی وہ جائے میری اور رونا یوں چلا آوے

اسیری نے چمن سے میری دل گرمی کو دو ڈالا
وگرنہ برق جاکر آشیاں میرا جلا آوے

امید رحم ان سے سخت نافہمی ہے عاشق کی
یہ بت سنگیں دلی اپنی نہ چھوڑیں گر خدا آوے

یہ فن عشق ہے آوے اسے طینت میں جسکی ہو
تو ناہد پیر نابالغ ہے بے تہ تجھکو کیا آوے

تہار سر دلمیں کئی فرستہ نکالت غم کو بیجا ہے
یہ دولت خانہ ہے اسکا وہ جب چاہے چلا آوے

برنگ بوئے غنچہ عمر اک ہی رنگ میں گزری
میسر میر صاحب گر دل بے مدعا آوے

گو ننگ اسکو آوے ہے عاشق کے نام سے
ہے میر کام میرے تئیں اپنے کام سے

زر جعفری ہوئے نہیں جیسے صباحت کے
کیا میکشوں کو اول ماہ صیام سے

اٹھ بیٹھ نہیں نماز جنازے اوسکے میر
دلمیں غبار جسکے ہو خاک امام سے

اینٹھا ہے اگر چکار سیوں مجھ پہ عتاب کر
وگر قصہ کہوں اپنا تو سن لے اسکو خواب آوے

صید افگنون سے ملنے کی تدبیر کرینگے
اس دل کی تئین پیشکش تیر کرینگے

فریاد اسیران محبت نہیں بے ہیچ
یہ نالے کسو دل میں بھی تاثیر کرینگے

دیوانگی کی شور سے نہ کھلائیں گی بلبل
آتی ہے بہار اب ہمیں زنجیر کرینگے

وا اس سے سر حرف تو ہو گو کہ یہ سر جاوے
ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کرینگے

رسوائی عاشق سے تسلی نہیں خوبان
مرجاویگا تو نعش کو تشہیر کرینگے

یارب وہ بھی دن ہوویگا جو مصر سے چلکر
کنعان کی طرف قافلہ شبگیر کرینگے

شب دیکھی ہے زلف اسکی بجز دام اسیری
کیا یار اب اس خواب کی تعبیر کرینگے

غصے میں تو ہوویگی توجہ تری ایدھر
ہر کام میں ہم جانکے تقصیر کرینگے

نکلا نہ مناجاتیوں سے کام کچھ اپنا
اب کوئی خراباتی جوان پیر کرینگے

بازیچہ نہیں میر کے احوال کا لکھنا
اس قصے کو ہم کرتے ہی تحریر کرینگے

دل کیطرف کچھ آہ سے دل کا لگاؤ ہے
ٹک آپ بھی تو آؤ یہاں زور باؤ ہے

اوٹھتا نہیں ہے ہاتھ ترا تیغ جور سے
ناحق کشی کہاں تئین یہ کیا سبھاؤ ہے

باغ نظر ہے چشم کی منظر سب جہان
ٹک ٹھہرو یان تو جا تو کہ کیسا دکھاؤ ہے

تقریب ہم نے ڈالی ہے اسی جو رکے کی اب
یہ بن پڑی ہے ٹک تو ہمارا بھی داؤ ہے

یہ حال اب لگا ایک سا تو رجوع کرے کہین سہلا — سو تو یہ کبھو ہمہ داغ ہے کبھو نیم سوز کباب ہے

کہین کہ کبھو مین لگ کیا یہی آرسی تہی کہ — نہ کسو کی تمکو ہے ٹک حیا نہ ہمارے منہ سے حجاب ہے

جلوہ یک بین یہ کرین کہ ہی ہے کہ بہر گشت ہے — سیاہ ان تو وان کا کباب ہے دم آب لگا منتر آب ہے

نہین کہا لتین انکہین تمہاری ٹک کہ بال پر بہی — یہ جو وہم کی سی نمود ہے اسی خوب یہ کبھو خواب ہے

کبھو قسمت آہ مین ہا ہے سب ہوا گو سنو انکو خراب — تجہے کر نہ ہو ذرا سو کہ تو اب یہ عمر برق شتاب ہے

کبھو لطف سی نہ سخن کیا کبھو بات کہہ نہ لگا لیا — یہی لحظہ لحظہ خطاب ہے و یہی لمحہ لمحہ عتاب ہے

تو جہانکی بحر عمیق مین سر پر ہوا نہ بلند کر — کہ یہ پنجبر ذرہ جو بود ہے کسو موج پر کا حباب ہے

رکہو آرزو ئی خام کر گفتگو خط جام کی — یہ سیاہ کارون سی حشر مین حساب بہی کتاب ہے

میر اشور سنکی جو لوگون نے کیا پوچہنا تو کہی ہے کیا
جسے کہتے ہین صاجو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

سینہ ہے چاک جگر پارہ ہے دل سب خون ہے — تسپہ یہ جان بلب آمدہ بہی محزون ہے

اوسی آنکہونکو بلا جی مین ہے رکیونکر تاب — چشم اعجاز مژہ سحر نگہ افسون ہے

آہ یہ رسم وفا ہو وے برافتاد کہین — اس ستم پر بہی مرا دل وہی ممنون ہے

کبھو اس دشت سے ادٹہتا ہی جدا ایک بگولہ — گرد نمناک پریشان شدہ مجنون ہے

کیونکہ بے بادہ ... مین یہ رہے — عکس گل آب مین تکلیف ہے گلگون ہے

١٣٩

وہی چالاکیاں ہاتھوں کی ہیں اول جیسے — اب گریبان میں سے رہ گئی ہیں تار گئی

خوف تنہائی نہیں کر تو جہاں سے تو سفر — ہر جگہ راہ عدم میں سے لگے ایدر گئی

اضطراب و قلق و ضعف میں کس طور جیوں — جان واحد ہے مری اور ہیں آزار کئی

کیوں نہ ہوں خستہ سہا میں کہ ستم کے تیر کر — تیر ہیں پار کئے وار ہیں سوفار کئی

اپنے کوچے میں نکلیو تو سنبھالے دامن — یادگار مژہ میر ہیں واں خار کئی

ہمسایۂ چمن میں یہ بیمار کون ہے — نالاں و مضطرب بپس دیوار کون ہے

مژگاں بھی پھر گئیں تری بیمار چشم دیکھ — دکھ درد میں سوائے خدا یار کون ہے

نالے جو آج سنتے ہیں سو ہیں جگر خراش — کیا جانے قفس میں گرفتار کون ہے

آیا نہ آشیانۂ بلبل میں کام بھی — مجھ سا تو خار باغ میں بیکار کون ہے

بازار دہر میں ہے عبث میر عرض مہر — یاں ایسی جنس کا تو خریدار کون ہے

مجھ سوز بعد مرگ سے آگاہ کون ہے — شمع مزار میر بجز آہ کون ہے

بیکس ہوں مضطرب ہوں مسافر ہوں بے وطن — دوری راہ بن مرے ہمراہ کون ہے

لبریز جس کے حسن سے مسجد ہے اور دیر — ایسا بتوں کے بیچ وہ اللہ کون ہے

آوارہ میر شاید وان خاک ہو گیا ہے
یک گرد اوٹھہ چلی ہے گاہ اسکی رہگذر سے

وعدہ وعید بیار رہے کچہ تو قرار ہووے
دل کی معاملت ہے کیا کوئی خوار ہووے

فتراک سے نہ باندہے دیکھے نہ تو ٹک بینا
کس آرزو سے کوئی تیرا شکار ہووے

از بس لہو پیا ہے مین تیرے غم مین گلگرد
تربت سے میری شاید حشر بہار ہووے

مین مست مرگیا ہون کرنا عجب نہ ساقی
گر سنگ شیشہ میرا سنگ مزار ہووے

ای غیرِ میر تجھکو گر جوتیان نہ مارے
سید نہووے پھر تو کوئی چمار ہووے

رہی نہ پختگی عالم مین دور خامی ہے
ہزار حیف کمینون کا چرخ حامی ہے

نہ اوٹھہ تو گھر سے اگر چاہتا ہے ہون مشہور
نگین جو بیٹھا ہے گڑ کر تو کیسا نامی ہے

ہوئی ہین فکرین پریشان میر یارون کی
حواس خمسہ کرے جمع سو نظامی ہے

انجام دل غم کش کوئی عشق مین کیا جانے
کیا جانیے کیا ہوگا آخر کو خدا جانے

وان آرسی ہے وہ ہے یان سنگ چھاتی ہے
گذری ہے جو کچہ ہم پر سو اسکی بلا جانے

ناصح کو خبر کو کیا ہے لذت سے غم دل کی
ہے حق بطرف اسکی چکھے تو مزا جانے

قطعہ

قطعہ

نالۂ عجز نقش الفت ہے	رنج و محنت کمال راحت ہے
عشق ہی گریۂ ندامت ہے	ورنہ عاشق کو چشم خفت ہے
تا دم مرگ غم خوشی کا نہیں	دل آزردہ گر سلامت ہے
دل میں ناسور پھر جو ہر جا ہے	ہر طرف کوچۂ جراحت ہے
رونا آتا ہے دمبدم شاید	کسو حسرت کی دل سے رخصت ہے
فتنے رہتے ہیں اوسکے سائے میں	قد و قامت ترا قیامت ہے
نہ تجھے رحم نے اسے ٹک صبر	دل پہ میرے عجب مصیبت ہے

قطعہ

تو تو ناداں ہے نپٹ ناصح	کب موثر تری نصیحت ہے
دل پہ جب میرے آ کے یہ ٹھہرا	کہ مجھے خوش دلی اذیت ہے
رنج و محنت سے باز کیونکے رہوں	وقت جاتا رہے تو حسرت ہے
کیا ہے پھر کوئی دم کو کیا جانو	دم غنیمت میاں جو فرصت ہے

قطعہ

تیرا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے	چاہیے یوں جو فی الحقیقت ہے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ	واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

میری پرستش تری طرح اگر آوے گی
صورت حال تجھے آبھی نظر آوے گی

محو اسکا نہین ایسا کہ جو تیرے گا شتاب
اسکی بیخودی کی بہت دیر خبر آوے گی

کہتی پیغام چمن کو ہین سو دلمین ہین گرہ
کسو دن ہم تئین بھی باد سحر آوے گی

ابر ست گور غریبان پہ برس غافل آہ
ان دل آزردون کی چھین بھی لہر آوے گی

میر مین جیتو نہین آنکھ لگا سی ترن جسدن
دل نہ تڑپی گا مرا چشم نہ بھر آوے گی

نار چمین وہی ہے بلبل سو گو خزان ہے
تھی جو زرد بھی ہے سو شاخ زعفران ہے

گر اس چمن مین غنچہ سا اک ہی لب دہان ہے
لیکن سخن کا تجھسے غنچہ کو منہ کہان ہے

ہنگام جلوہ اوسکی مشکل ہی ٹھہری رہنا
جیتون ہے دل کی آفت چشمک بلای جان ہے

تپہر سو تو ٹرنکی قابل نہین ہے آرسی تو
پر کیا کرین کہ پیارے منہ تیرا درمیان ہے

باغ و بہار ہے وہ مین کشت زعفران ہون
جو لطف اک ادھر ہے تو یان بہی اک سمان ہے

ہر چند ضبط کرتی چہپتا ہے عشق کوئی
گذری ہے دل پہ جو کچھ چہرے ہی سے عیان ہے

اس فن کو کوئی دیکھ کیا ہو مرا معارض
اول تو مین سند ہون پھر میری یہ زبان ہے

عالم مین آب و گل کا ٹھہراو کس طرح ہو
گر خاک ہی اڑی ہے ہوا آب ہی روان ہے

پہر جا رہی گا اس کا تا حشر سیکشا نہین
خونریزی کی ہماری رنگین داستان ہے

اس رشک آفتاب کو دیکھی تو شرم سی | ماہ فلک نہ شہر مین منہ کو دکھا سکے

قطعہ

کیا دلفریب جای ہی آفاق ہمنشین | دو دن کو یان جو آئی سو برسون نجا سکی
مشہور ہی اس پہ مردن دشوار رفتگان | یعنی جہان سی دل کو نہ آسان اوٹھا سکی

بد لونگا اس غزل سے ہی مین قافیہ کو میر
پھر فکر کو نہ عہدہ سے اسکے بر آسکے

کیا غم مین ویسی خاک فتادہ سی ہو سکی | دامن پکڑ کی یار کا جو ٹک نہ رو سکے
ہم ساری ساری رات رہی گریہ ناک لیک | مانند شمع داغ جگر کا نہ دہو سکے
رونا تو ابر کا سا نہین یار جاستی | اتنا تو رویئے کہ جہان کو ڈبو سکے
برسون ہی منتظر سرِ راہ پر ہمین رہوی | اس قسم کا تو صبر کسو سی نہو سکے

رہتی ہی ساری رات سرِ دم سی جہان میر
نالہ رہی تو کوئی محلے مین سو سکے

آتش کی شعلہ سر سی ہماری گذر گئی | بس ای تب فراق کہ گرمی مین مر گئی
منزل نہ کر جہان کو کہ ہمنی سفر سی آہ | جن کا کیا سراغ سنا وی گذر گئی
مشتِ نمک سی بھی تو کبھو یاد کر ہمین | اب داغ کہاتی کہاتی فلک جی تو بھر گئی

تک داد میری اہل محلہ سے چاہیو
مجھ بن خراب کرنے مین ہین سب مجھی
طوفان بجا ہی اشک ٹپکتے ہی چشم سی
ای ابر تر دماغ ہمارا [illegible]
دو حرف اسکے منہ کو تو لکھ بھیجو شتاب
قاصد چلا ہی چھوڑ کی تو جان بلب مجھی

قطعہ

[illegible]

شب خواب کا لباس ہی عریان تنی میں
جب سو ئیے تو چادر مہتاب تانئیے

قطعہ

اپنا یہ اعتقاد ہی تجہ جستجو مین یار
لی اس سرسے اس سے سرتلک خاک چہانیے

پہرپا نصیب سے بہی ہی طالع کی یاوری
مرجائین ہم تو اس یہ بہی ہمکو نجانیے

ہوئی ہی خاک و خون مین غیرونکی ساتہ میر
ایسے تو نیم کشتہ کو ان مین نہ سانیے

مری اس رگ کی مرجانی سے وہ غافل ہی کیا جانے
گذرنا جان سے آسان بہت مشکل ہی کیا جانے

کوئی سر سنگ سے مارو کسی کا دامن ہو
وہ آئینے مین اپنے ناز پہ مائل ہی کیا جانے

نظر مطلق نہین ہی جانہین وسکو حال پر میرے
مرا دل اوسکی غم مین گم ہوا اسکا دل ہی کیا جانے

جنون خبطی دلیوانہ سڑا کوئی عشق کو سمجہی
فلاطون سے نہین یان بحث وہ غافل ہی کیا جانے

تڑپنا نقش پا کی ناقہ پر جانی ہی اک مجنون
بیابانمین لیلی کا کدہر محمل ہی کیا جانے

پڑہا یا اوسکو بہتیرا کہ مت لا راز دل منہ پر
یہ طفل اشک کو دیکہا تو نا قابل ہی کیا جانے

طرف ہونا مرا مشکل ہی میر اس شعر کی فن مین
یونہین سودا کبہو ہوتا ہی سو جاہل ہی کیا جانے

کیا کرون شرح خستہ جانی کی
مین نے مر مر کی زندگانی کی

رندان کی نہیں نسبت عشقی سو تو اب
خرقہ مندیل ورد امست ہیں جاتی ہین
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

قطعہ

ہے موذن جو بڑا مرغ مصلی اوسکو
مستون سے نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے
پاؤن رکھا نہیں مسجد سے دم آخر بھی
مرنے پر آیا ہے پر لات چلی جاتی ہے
ہر سحر دیر کے ازار سے آشنا مان سے ہے
مکر و طامات کی اک گہات چلی جاتی ہے

ایک ہم ہی سے تفاوت ہے سلوک میں میر
یون تو اوردن کی مدارات چلی جاتی ہے

منصف جو تو ہے کب تئین یہ دکھ اوٹھایئے
کیا کیجیے میری جان اگر مر نجایئے
اظہار راز عشق کسی بن رہے نہ اشک
اس طفل ناسمجھ کو کہان تک پڑہایئے
تمنے جو اپنے دل سے بہلایا ہمین تو کیا
اپنے تئین تو دلسے ہمارے بہلایئے
فکر معاش یعنی غم زیست تا بہ کے
مر جایئے کہین کہ ٹک آرام پایئے
جاتی ہین کیسے کیسے لیے دلمین حسرتین
ٹک دیکھنے کو جان بلبون کی بھی آیئے
بوٹون ہو جیسے خاک چمن پر ہواے سپہر
گل کو بھی میری خاک پہ رو نہیں لگایئے

پہونچا تو ہوگا شمع مبارک ہین حال میر

میکدے کو تو ابھی آیا ہے مسجد میں میر
ہو نہ شورش کہیں مجلس ہے یہ پٹھانوں کی
نہیں وسواس جی گنوانے کے
ہائے رے ذوق دل لگانے کے
میرے تغیر حال پر مت جا
اتفاقات ہیں زمانے کے

دل و دین ہوش و صبر سب ہی گئے — آگئی آگ تمہارے آنے سے
کب تو سوتا تھا گھر میرے آکر — جاگی طالع غریب خانے کے

قطعہ

تیر و تلوار و سیل یک جا ہین — سارے اسباب مار جانے کے
مژہ ابرو نگہ سے اسکے میر
کشتہ ہین اپنے دل لگانے کے

صلا غیر سو جا بجا کیا نکالی — او گت لیکے آخر ادا کیا نکالی
طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق — مناسب مرض کی دوا کیا نکالی
نہین وس گزر گہ سو آتی ادہر اب — نئی راہ کوئی صبا کیا نکالی
دلا اوس گیسو سے کیون لگ چلا تو — یہ اک اپنے جی کی بلا کیا نکالی
رہا ہی و یا داد رسی قدر دانی — وفا کی ہماری جزا کیا نکالی
دم صبح جون آفتاب آج ظالم — نکلتے ہی تیغ جفا کیا نکالی
لگے در بدر میر چلانے پہرنے
گدا تو ہوئے پر صدا کیا نکالی

کم فرصتی گل جو کہین کوئی زمانے — ایسے گئے ایام بہاران کہ نجانے

کل صبح ہی مستی مین سر راہ آ آیا
کیا سوجھ او سی جسکی ہو یوسف ہی نظر مین
پر شور سی ہی عشق سفی سران کی
تلوار لیکی پھر نا تو اب اوسکا سنا مین
خورشید کی محشر مین طپش ہوگی نہ ہما
اے رشک سحر بزم مین لی منہ پہ نقاب آ

یان آج مرا شیشۂ دل چور ہوا ہے
یعقوب بجا آنکھو نمین معذور ہوا ہے
یہ کاسۂ سر کاسۂ طنبور ہوا ہے
نزدیک مری کب کا یہ سر دور ہوا ہے
کیا ساتھ مری داغون کا محشور ہوا ہے
اک شمع کا چہرہ ہی سو یہ نور ہوا ہے

اس شوق کو ٹک دیکھ کہ چشم نگران ہی
جو زخم جگر کا مری ناسور ہوا ہے

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجی
گو کی سر خاک قدم پر تری لوٹی اسکو
ہم جگر سوختو نکی جی مین جگا آوی تو ہی
عشق مین آپکی گزری نہ ہماری تو مگر
مست چلا عشق کی رہ کر کہی یان خضر

ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجی
اپنا شیوہ ہی نہین یہ کہ شکایت کیجی
درد دل ہو کی فلک تجھ مین سرایت کیجی
عوض جور و جفا ہم پہ عنایت کیجی
ابھی گمراہ ہین ہم کسکو ہدایت کیجی

کسکے کہنے کو ہی تاثیر کہ اک میر ہی سے
رمز و ایما و اشارات و کنایت سے کیجے

دیا و کہانی سمجھی تو اسکا جلوہ میر
پھر جہان مین جا کر نظر جہان میری
ابھی بھی سیر باغ کی جی مین ہوس رہی
اپنی جگہ بہار مین کنج قفس رہی
مین پاشکستہ جا نہ سکا قافلہ تلک
آتی اگرچہ دیر صدائے جرس رہی

شیریں بن دیکھے ہیں یکدر یون	آنکھوں پر اب غبار رہتا ہے
جبر یہ ہی کہ تیری خاطر دل	روز بی اختیار رہتا ہے
دل کو مت بھول جانا میری بعد	مجھسے یہ یادگار رہتا ہے
دور میں چشم مست کی تیری	فتنہ بھی ہوشیار رہتا ہے
بسکہ تیرا ہوا بلا گردان	سر کو میری دوار رہتا ہے
ہر گھڑی رنجش ایسی یا تو نہیں	کوئی اخلاص پیار رہتا ہے
تجھ بن آئی ہیں تنگ جینی سی	مرنی کا انتظار رہتا ہے
دل کو گو یا تجھ ہیں رکھو اب تم	کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
غیر مت کھا فریب خلق اوسکا	کوئی دم میں وہ مار رہتا ہے
دلبرو دل چراتی ہو ہر دم	یون کہیں اعتبار رہتا ہے

کیون نہ ہووے عزیز دلہا میر
کسکے کوچے میں خوار رہتا ہے

آج کل بیقرار ہیں ہم بھی	بیٹھ جا چلنے ہار ہیں ہم بھی
آن میں کچھ ہیں آن میں کچھ ہیں	تحفہ روزگار ہیں ہم بھی
منع گریہ نکر تو ای ناصح	اسمیں بی اختیار ہیں ہم بھی

[illegible] ای عاشق سرکے یار ہیں ہم بھی
[illegible] اپنے تو یادگار ہیں ہم بھی
مدعی کو شراب ہم کو زہر
عاقبت دوستدار ہیں ہم بھی
نالے کریو سمجھ کے ای بلبل
[illegible] ہیں ہم بھی
در پی جان ہے قراول مرگ
کسو کے تو شکار ہیں ہم بھی

غفلت میں گئی آہ مری ساری جوانی
ای عمر گذشتہ میں تری قدر نجانی
تھی آبلۂ دل سی ہمیں تشنہ لبی میں
پہونچا نہ تو آیا نظر اک بوند بھی پانی
مدت سے ہیں اک مشت پر آوارہ چمن میں
نکلی ہے یہ کس کی ہوس بال فشانی
بھاتی ہے مجھے اک طلب بوسہ میں یہ آن
لکنت سے ادا ہو نجا سکے اس سے بات نہ آتی

[illegible]

قطعہ

[illegible]

چھوڑ مت تقدور قت لشیئہ
بند ہو تجبہ سری کھلا نہ کبھو
سینہ چاکی بھی کام کرتی ہی

آج جو کچھ ہو سو کہان کل ہی
دل ہی یا خانۂ مقفل ہے
یہی کر جتبلک معطل ہے

قطعہ

ابکی ہاتھو نہیں شوق کی تیزی
تنگ گریبان نہیں سرکو ڈال کر دیکھ

دامن بادیہ کا انچل ہے
دل بھی کیا لق و دق جنگل ہے

قطعہ

ہجر باعث ہی بدگمانی کا
غیرت عشق ہی تو کب گل ہی

مرگیا کوہکن اسی غم مین
آنکھہ او جھل پہار او جھل ہی

جانگداز اتنی کہان آواز عود و چنگ ہی
دل کی سوز نالو نکا ان پردون مین کچھ آہنگ ہی

رو کچھ و خال و زلف ہی مین سنبل و سرو و گل
انکھین ہون تو ہی چمن آئینۂ نیرنگ ہے

بیستون کھود کیا آخر ہوی سب کار عشق
بعد ازان ای کوہکن سر ہی ترا اور سنگ ہی

آہ ان خوش قامتو نکو کیونکر بر مین لائیے
جنکے ہاتھو نسی قیامت پر بھی عرصہ تنگ ہی

عشق مین وہ گھر ہی اپنا جس مین مجنون ایک
ناخلف سارے قبیلہ کا ہماری ننگ ہی

فقیرانہ آئی صدا کر چلے | کہ میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم | سو اس عہد کو اب وفا کر چلے
شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی | کہ مقدور تک تو دوا کر چلے
وہ کیا چیز ہے آہ جسکے لیے | ہر اک چیز سے دل اٹھا کر چلے
کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ | سو تم ہم سے منہ بھی چھپا کر چلے
بہت آرزو تھی گلی کی تری | سو یاں سے لہو میں نہا کر چلے
دکھائی دیے یوں کہ بیخود کیا | ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے

قطعہ

جبیں سجدہ کرتے ہی کرتے گئی | حق بندگی ہم ادا کر چلے
پرستش کی یاں تک کہ اے بت تجھے | نظر میں سبھوں کی خدا کر چلے

قطعہ

جھڑے پھول جس رنگ گلبن سے یوں | چمن میں جہاں کے ہم آ کر چلے
غرض کیا غم دوستاں شکر ہے | ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے

قطعہ

گئی عمر در بند فکر غزل | سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

۱۵۱

خوب تھے وے دن کہ ہم تیرے گرفتارونمین تھے
غمزدون اندوہ گینون ظلم کے مارونمین تھے

دشمنی جانی ہے اتبو ہمسے غیرونکے لیے
اک سمان سا ہو گیا وہ بھی کہ ہم یارونمین تھے

مت تمتع سے گذر قمری ہماری خاک پر
ہم بھی اک سرو روان کی ناز بردارونمین تھے

مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے ادھر آنکھ اوٹھا
آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیمارونمین تھے

گرچہ جرم عشق غیرون پر بھی ثابت تھا ولے
قتل کرنا تھا ہمین ہم ہی گنہگارونمین تھے

اک رہا مژگان کی صف مین ایک کے ٹکڑے ہوے
دل جگر جو میر دونون اپنے غمخوارونمین تھے

بغیر دل کہ یہ قیمت ہے سارے عالم کی
کسو سے کام نہین رکھتی جنس آدم کی

کوئی ہے محرم شوخی ترا تو مین پوچھون
کہ بزم عیش جہان کیا سمجھ کے برہم کی

ہمین تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو
کہ سیر و گشت نہین رسم اہل ماتم کی

تنک تو لطف سے کچھ کہہ کہ جان بلب ہون مین
رہی ہے بات مری جان بلب کوئی دم کی

گذرتی کو تو کچھ دوا کچھ اپنی گذری آہ
جفا جوان نے بہت کی تو کچھ وفا کم کی

گھڑی ہین درد و الم مین فراق کے ایسے
کہ صبح عید بھی یان شام ہے محرم کی

قفس مین میر نہین جوش داغ سینے پر
ہوس نکالی ہے ہمنے بھی گل کے موسم کی

عمر بھر ہم رہے شرابی سے
دل پر خون کی اک گلابی سے

جی ڈہا جاے ہے سحر سے آہ
رات گزرے گی کس خرابی سے

کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے
اسکی آنکھوں کی نیم خوابی سے

برقع اوٹھتے ہی چاند سا نکلا
داغ ہون اسکی بے حجابی سے

کام تھے عشق مین بہت پر میر
ہم ہین فارغ ہوے شتابی سے

ہی رشک زلف و چشم حبیب موج حباب ہے	رہ آشنای لطف حقیقت کی بحر کا

آتش ہی سوز سینہ ہمارا مگر کہ میر
نامے سے عاشقون کی کبوتر کباب ہے

کیا کیا بیٹھے بگڑ بگڑ تم پر ہم تمسے بنائے گئے	چپکے باتین اوٹھائی گئی سرکاڑی وہین آئے گئے
اوٹھی نقاب جہانسے یارب جسمین تکلف بیچ میں ہے	جب نکلے اس راہ سے ہو کر منہ تم ہمسے چھپائے گئے
کب کب تمنے سچ نہین مانی جہوٹی باتین غیرونکی	تم ہمکو یونہین جلائے گئے وے تمکو وہین لگائے گئے
صبح وہ آفت اوٹھ بیٹھا تہا تمنے نہ دیکھا صد افسوس	کیا کیا فتنے سر جوڑے پلکونکے سائے سائے گئے
اللہ ری یہ دیدہ درائی ہوون نہ مکدر کیونکے ہم	آنکھین ہمسے ملائے گئے پھر خاک مین ہمکو ملائے گئے
آگ مین غم کی ہوکی گدازان جسم ہوا سب پانی سا	یعنی بن ان شعلہ خونکی خوب ہی ہم بھی تائے گئے
ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی بھی حد ایک آخر ہوتی ہے	کشتے اسکی تیغ ستم کے گورتئین کب لائے گئے
خضر جو مل جاتا ہے گاہی آپ کو بہولا خوب نہین	کہوئے گئے اس راہ کی ورنہ کاہیکو پھر پائے گئے

مرنے سے کیا میر جی صاحب ہمکو ہوش تہو کیا کرتے
جی سے ہاتھ اوٹھائے گئے پر اسنے دل نہ اوٹھائے گئے

ہماری خاک پہ بھی رو گیا ہے	ادہر سے ابر اوٹھ کر جو گیا ہے
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے	مصائب اور تھے پہ دل کا جانا

دن دوری چمن مین جو ہم شام کرینگے

کیا بعد مرگ یاد کروںگا وفا تجھے	سہتا رہا جفائیں میں جب تک جیا کیا

اب وہ جگر طپش سے تڑپتا ہے تشنہ لب
مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

بیتابیوں کے جور سے میں جبکہ مر گیا	ہو کر خفیف صبر مری گور پر گیا
اے آہ سرد عرصۂ محشر میں بیچ جا	جلتا ہوں میں سنوں کہ جہنم ٹھٹھر گیا

تیری ہی رہگذر میں یہ جی جا رہا ہے شوخ
سنیو کہ میر آج ہی کل میں گذر گیا

کیا خط لکھوں میں دل کی سے فرصت نہیں کبھی	لکھتا ہوں تو پھری ہے کتابت کبھی کبھی
سبھوں کی خط لیے پوشیدہ قاصد آج جاتا ہے	چلا ہے یار کی کوچے کو پھر مجھسے چھپاتا ہے

تمام شد دیوان اول میر تقی

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر وہی حیات کا ہے سبب جو حیات کا
نکلے ہے جی ہی اسکے لیے کائنات کا

بکھری ہے زلف اس رخِ عالم فروز پر
ورنہ بناؤ ہووے ہے نہ دن اور رات کا

در پردہ وہ ہی معنی مقوم نہوں اگر
صورت نہ پکڑے ہے کام فلک کی ثبات کا

ہے مستحیل خاک سے اجزائے نو خطان
کیا سہل ہے زمین سے نکلنا نبات کا

مستہلک اسکے عشق کے جانے ہیں قدر مرگ
عیسیٰ و خضر کو ہے مزا کب وفات کا

اشجار ہووین خامہ و آب سیہ بحار
لکھنا نہ تو بھی ہو سکے اوسکی صفات کا

جلوہ کہیں ہے نظم میں حسن قبول کا
دیوا نہیں شعر کہ نہیں نعت رسول کا

حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے بھی خدا کے وصول کا

مطلوب ہے زمان و مکان جہان سے
محبوب ہے ملک کا فلک کا عقول کا

احمد کو بیچ جان رکھا ہے وہی احد
مذہب کچھ اور ہووےگا کسی بوالفضول کا

رکھنا قدم یہ جسکی قدم کب ملک سے ہو ۔۔۔ مخلوق آدمی نہ ہوا ایسی مجال کا

شخصیت ایسی کسکی تھی ختم رسل کی بعد ۔۔۔ تھا مشورت شریک یہ حق لایزال کا

ہو راہبون کو دوش نبی پر قدم کو رکھ ۔۔۔ چھوڑا نہ نام کعبے میں کفر و ضلال کا

راہ خدا میں ادن نے دیا اپنی بھی نگین ۔۔۔ پھیر ہو ونہ تو دیکھو کسو آشمال کا

نسبت نہ بندگی کی ہو جسکی درست ۔۔۔ روز محشر میں دیکھی ہی جمال کا

فکر نجات میر کو کیا ہے خوان سے وہ
اولاد کا علی کی محمد کی آل کا

قدرت سے نہیں خالی جانون کا کہا جانا ۔۔۔ کب خضر و مسیحانے مرنے کا مزا جانا

ہم جاہ و حشم یا نکا کیا کہیے کہ کیا جانا ۔۔۔ خاتم کو سلیمان کی انگشتر پا جانا

یہ بھی ہے ادا کوئی خورشید نمط پیارے ۔۔۔ منھ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا

کب بندگی میری سے بندہ کریگا کوئی ۔۔۔ جانے ہے خدا اسکو میں تجھکو خدا جانا

تھا ناز بہت ہمکو دانست پر اپنی بھی ۔۔۔ آخر وہ برا نکلا ہم جسکو بھلا جانا

گردن کشی کیا حاصل مانند بگولے کے ۔۔۔ اس دشت میں سر گاڑے جون سیل چلا جانا

اس گریہ خونین کا ہو ضبط تو بہتر ہے ۔۔۔ اچھا نہیں چہرے پر لوہو کا بہا جانا

یہ نقش دلون پر سے جانے کا نہیں اسکو ۔۔۔ عاشق کے حقوق آکر ناحق بھی مٹا جانا

شاید کباب کر کر کھایا کبوتر اون نی
نامہ اوڑا پھرے ہی اوسکی گلی مین پر سا

وحشی مزاج از بس مایوس بادیہ ہین
انکے جنون مین جنگل اپنا ہوا ہی گھر سا

جس ہاتھ مین رہا کی اوسکی کمر ہمیشہ
اس ہاتھ مارنی کا سر پر نہ ہا ہی کر سا

سب پیچ کی یہ باتین ہین شاعرونکی ورنہ
باریک اور نازک مو کب ہی اس کمر سا

طرز نگاہ اسکی دل لیگئی سبھون کے
کیا مومن و برہمن کیا گبر اور ترسا

تم واقف طریق بیتابی نہین ہو
یان راہ دو قدم ہی اب دور کا سفر سا

کچھ بہی معاش ہے یہ کی ان نزاکتون سے
جب سے تو ہمارا جی دیکھنے کو ترسا

ملک ترک عشق کر کی لاغر بہت ہوئے ہم
آدہا نہین رہا ہی اب جسم رنج فرسا

واعظ کو یہ جلن ہی شاید کہ عمر بہی کر
رہتا ہی حوض ہی مین اکثر پڑا مگر سا

اندازسے ہی پیدا سب کچھ خبر ہی اسکو
گو میر بی سر و پا ظاہر سے ہے بیخبر سا

تیغ ستم سی اسکی مرا سر جدا ہوا
شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

قاصد کو دیکے خط نہین کچھ بہیجنا ضرور
جاتا ہی اب تو جی ہی ہمارا چلا ہوا

وہ تو نہین کہ اشک تہمی ہے نہ آنکھ سی
نکلی ہی کوئی لخت دل اب سو جلا ہوا

حیران رنگ باغ جہان تہا بہت رکا
تصویر کی کلی کی طرح دل نہ وا ہوا

جاتی نہ قدر اس گہر شب چراغ کی | دل ریزۂ خزف کی طرح میں اٹھا دیا
تقصیر جان دہی میں ہمنی کبھو نہ کی | جب تیغ وہ بلند ہوئی سر جھکا دیا
گرمی چراغ کی سی نہیں وہ مزاج میں | اب دل فسردگی سے ہوں جیسے بجھا دیا
وہ آگ ہو رہا ہے خدا جانے غیر نے | میری طرف سے اوسکی تئیں کیا لگا دیا
اتنا کہا تھا فرش تری رہ کے ہم ہوں کاش | سو تو نے ماری مار کے آکر بچھا دیا
اب گھٹتے گھٹتے جان میں طاقت نہیں رہی | ٹک لگ چلی صبا کہ دیا سا بڑھا دیا
تنگی لگا ہے کرنے دم اپنا بھی ہر گھڑی | کڑھنے نے دل کے جی کو ہمارے کھپا دیا
کی چشم تو نے باز کہ کھولا در ستم | کس مدعی خلق نے تجھکو جگا دیا

کیا کیا زیان میر نے کھینچے ہیں عشق میں
دل ہاتھ سے دیا ہے جدا سر جدا دیا

ہے تونگری تہا یہی آزار عشق کا | جیتا رہا ہے کوئی بھی بیمار عشق کا
بے پردگی بھی جاہ کا ہوتا ہے لازمہ | کھلتا ہی ہے نہ ان پہ اسرار عشق کا
زندان سے سیکڑوں ہی آگے رہا ہوی | جیو تا نہ میں ہی تہا جو گنہگار عشق کا
خواہان مرگ میں ہی ہوا ہوں نگر نیا | جی بیچ بیچ ہے پھرے ہے خریدار عشق کا
منصور نے جو سر کو کٹایا تو کیا ہوا | ہر سر کہیں ہوا ہے سزاوار عشق کا

کرتی ہی نہیں ترک بتاں طور جفا کا
شاید ہمیں دکھلاوینگے دیدار خدا کا

ہے ابر کی چادر شفقی جوش سے گل کے
میخانے کی ہاں دیکھیے یہ رنگ ہوا کا

بہتیری گرد جس کلالونکی پڑی ہے
کیا ذکر ہے واعظ کے مصلے و ردا کا

مرجائیگا باتونمین کوئی غمزدہ ہاں تو
ہر لحظہ نہو ممتحن ارباب وفا کا

تدبیر تھی تسکین کو یہ لوگونکی ورنہ
معلوم تھا مدت سے ہمین نفع دوا کا

ہاتھ آئینہ رویون سے اٹھا بیٹھیں نکیونکر
بالعکس اثر پاتے تھے ہم اپنی دعا کا

آنکھ اسکی نہیں آئینہ کے سامنے ہوتی
حیرت زدہ ہون یار کی مین شرم و حیا کا

برسون سے تو یون ہے کہ گھٹا جب اٹھ آئی
تب دیدۂ تر سے بھی ہوا ایک جھڑا کا

آنکھ اوس سے نہیں اٹھنے کی صاحب نظرونکی
جس خاک پہ ہوگا اثر اسکی کف پا کا

تلوار کے سائے ہی مین کاٹے ہے تو اے میر
کس دل زدہ کو ہوئی ہے یہ ذوق فنا کا

رہتا ہے پڑا دیوان سے دور جو ہمارا لگا
کچھ درد عاشقی کا اسے بھی مزا لگا

غافل نہ سوز عشق سے رہ سیہ کباب ہے
گر لا سکے اس آگ کا تنک دلکو جا لگا

دیکھا ہے میں جہان و نہ تہان سے ہو گیا
سمجھے نکما رکھا ہے لوگون نے دوسکو لگا لگا

مہلت تنک بھی ملے تو سخن کچھ اثر کرے
مین وہ اٹھ گیا کہ بخیر ترے کان تو دیا

خط سے وہ زور صفائی حسن اب کم ہو گیا
چاہ یوسف تھا ذقن سو چاہ رستم ہو گیا

سینہ کوبی سنگ سے دل خون ہونے میں رہی
حق بجانب تھا ہمارے سخت ماتم ہو گیا

ایک سا عالم نہیں رہتا ہے اس عالم کے بیچ
اب جہاں کوئی نہیں تھا یاں ایک عالم ہو گیا

آنکھ کے لڑنے سے تیرے آشوب سا برپا ہوا
زلف کی درہمی ہوئے اک جمع برہم ہو گیا

طالع سے میرے ہاتھ یہ بیر سست پا رہا
عالم کی سیر میر کی صحبت میں ہو گئی

ہم پلہ اپنا کون ہے اس معرکے کے بیچ
کس کے ترازو یار کا تیر نگہ ہوا

ایسا فقیر ہونا بھلا کیا ضرور تھا
دونون جہان مین عبث رو سیہ ہوا

مذکور میری سوختگی کا جو چل پڑا
پہونچے ہے کوئی اوس تن نازک کے لطف کو
مین جو کہا کہ آگ سی سلگے ہے دل کے بیچ
بل کیون شگفتہ کہا کہ لگا رہتا تو وان
تھی احتمال اگرچہ مزاجون مین کب سی لیک
رہتا نہین ہے آنکھ سے آنسو ترے لیے

مجلس مین سن سپند یکایک اچھل پڑا
گل کو چمن مین جا مے سے اپنے نکل پڑا
کہنے لگا کہ یون ہی کوئی دن تو چل پڑا
بالو نہین اور بیچ مین پگڑی کے بل پڑا
ملنے مین اوس ملک کے نہایت خلل پڑا
دیکھی جو اچھی شے تو یہ لڑکا مچل پڑا

سر اسکے پانون سے نہین اوٹھتی ستم ہے میر
گر خوش غلاف نیمچہ اسکا او گل پڑا

دل فرط اضطراب سے سیماب سا ہوا
شاید جگر گداختہ یک لخت ہو گیا
وے دن گئے کہ اشک سے چہرہ کا و سا کیا
اک دن کیا تھا یار نے قد ناز سے بلند

چہرہ تمام زرد زرناب سا ہوا
کچھ آب دیدہ رات سے خوننا سا ہوا
اب رو نے لگ گئے ہین تو تالاب سا ہوا
خجلت سے سرو جو تھے چمن آب سا ہوا

طرفہ آتش خیز سنگستان ہے دل	مقتبس یان سے ہے شعلہ طور کا

قطعہ

مر گئے پر خاک سے سب کبر و ناز	مت جھکو سر گو کسو مغرور کا
ٹھیکرے کو قدر ہے اسکو نہین	ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا

قطعہ

ہو کہ اودہ تو پری سی ہے کھڑی	منہ کھلے تو جیسے چہرا حور کا
دیکھہ اوسے کیونکر پلک جھپک نہو	آنکھہ کے آگے ہے تکا نور کا

چشم نم سے کبھو رہتی نہین
کچہ علاج ای میر اس ناسور کا

نظر مین طور رکھہ اوس کم نما کا	بھروسا کیا ہے عمر بیوفا کا
گلو تکی پیرہن مین چاک سارے	کھلا تھا کیا کہین بند اوس قبا کا
پرستش اب اسی بت کی ہے ہر سو	رہا ہوگا کوئی بندہ خدا کا
بلا ہین قادر انداز اسکی آنکھین	گیا یک جنازہ جسکو تاکا
بجا ہے عمر سے اب ایک حسرت	گیا وہ شور سر کا زور پا کا
مدا وا خاطرون سے تہا وگرنہ	ہدایت مرتبہ تھا انتہا کا

قطعہ

بجا تو ہین میر کیون ایسا ہے پر چرچا کا
نمونہ ہے یہ آشوب و بلا کا
گرو دن ہی رخصت ورنہ سیکو
ہوس نے دیکھا شور اس بینوا کا
وہ ترک مست کسو کی خبر نہین رکھتا
کہ مین شکار زبون ہون بچا نہین رکھتا
ہے آنکھ جو پڑی ہے اسکی دین کھو
ہمارا حال تو مد نظر نہین رکھتا

ہوئی آخر کو ساری کام ضایع ناشکیبی سے
کوئی دن اور تاب ہجر دل لاتا تو کیا ہوتا

دم بسمل ہماری زیر لب کچھ کچھ کہا سب نے
جو وہ بے رحم بھی کچھ منہ سے فرماتا تو کیا ہوتا

کہے سے غیر کے وہ تو ہر بیٹھا وہیں یار و
یہ جاتا اگر ٹک چاہ کا ناتا تو کیا ہوتا

کبھو سر گرم بازی ہم ہو نہ سکی یان بھی آجاتا
ہمیں یکچند اگر وہ اور بہلاتا تو کیا ہوتا

گئے ای میر کو کل قتل کر ڈالا اسکی در پہ سے
جو وہ بھی گھر سے باہر اپنے ٹک آتا تو کیا ہوتا

میں غش کیا جو خط لی ادہر نامہ بر چلا
یعنی کہ فرط شوق سے جی بھی ادہر چلا

سدہ اگئی تری بھی کوئی زلف مشکبو
گیسوی پیچدار جو منہ پر بکھر چلا

لڑکا ہی تھا نہ قاتل ناکردہ خون ہنوز
کپڑے گلے کے سارے مرے خون میں بھر چلا

ای نائیہ حیات گیا جس کنے سے تو
آفت رسیدہ پھر وہ کوئی دم میں مر چلا

طیاری آج رات کہیں رہنے کی سی ہے
کس خانمان خراب کی ای مہ تو گھر چلا

دیکھو گے کوئی گوشہ نشین ہو چکا غریب
تیر مژہ اوس ابرو کمان کا اگر چلا

بوسے رہا بہار میں ساری ہزار حیف
لطف ہوا میں شیخ بہت بیخبر چلا

قطعہ

تھمنے تکلف اسکا چلا جاری سے وہی
کل راہ میں ملا تھا سو منہ ڈھانپ کر چلا

بلبل کو ہوا پایا گل بھو لونکی دوکان پہ — اس مرغ کی بھی جیسے کیا شوق چمن کا تھا

بیدوں قدم تیرا پڑتا تہا لڑکپن میں — رونا ہمین اول ہی اس تیری جبین کا تہا

مرغان قفس ساری تسبیح میں تھی گل کی — ہر چند کہ ہر اک کا ڈہلکا ہوا اسنکا تہا

سب سطح ہے پانی کا آئینہ کا سا تختہ — دریا میں کہیں شاید عکس اسکی بدن کا تہا

خوگر نہیں ہم یون ہی کچھ ریختہ کہنے سی — معشوق جو اپنا تہا باشندہ دکن کا تہا

بہوؤن تئین تم جسدم سج نکلی تہو اک تہا — اوس دن ہمیں تمہیں دیکھا تہا مزہ ٹہنکا تہا

رہ میر ہی غریبانہ جاتا تھا چلا روتا — ہر گام گلا لب پہ یاران وطن کا تہا

یہ روش ہے دلبرونکی نہ کسو سی ساز کرنا — کوئی خاک سی ہو یکسان وہی انکو ناز کرنا

کوئی عاشق تبا انکی کرے نقل کیا معیشت — انہیں ناز کرتی رہنا اونہیں جی نیاز کرنا

رہیں بند میری آنکھیں شب روز ضعف ہی سے — نہوا مجھے میسر کبہو چشم باز کرنا

یہ بھی طرفہ ماجرا ہے کہ اوسی کو چاہتا ہوں — مجھے چاہیے ہے جس سے بہت احتراز کرنا

نہیں کچھ رہا تو اوسکا تجھی پر ضرور ہی اب — ہوس اور عاشقی میں ٹک اک امتیاز کرنا

کوئی عاشقونکی ہیپت کہنوں نے اوٹھا بھی ہے — انہیں بات ہو جو تہوڑی اسی بھی دراز کرنا

یہی میر کہنچے قشقہ در دیر پہ تھی ساجد — نہیں اعتماد قابل نہو انکا نماز کرنا

نے صبر ہے نہ ہوش ہے نے عقل ہے نہ دین
آتا ہے اسکے پاس سے عاشق لٹا ہوا

اوٹھتا ہے میرے دل سے کبھو جوش سا تو پھر
جاتا ہے دونوں آنکھوں سے دریا بہا ہوا

جوں صید نیم کشتہ تڑپتا ہے ایک سا
کیا جانیے کہ دل کو مرے کیا بلا ہوا

خط آچکے پر جو گرم وہ پرکار مل چلا
مین سادگی سے جانا کہ اب آشنا ہوا

ہم تو لگے کنارے ہوے غیر ہمکنار
ایکو نکی عید ایکو نکے گھر مین رہا ہوا

جوں برق مجھکو ہنستے نہ دیکھا کسو نے آہ
پایا تو ابر سا کہیں روتا کھڑا ہوا

جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ مین
وہ آج مین سنا تو ہے میرا کہا ہوا

پایا مجھے رقیب نے آ اوسکی زیر تیغ
درخواہ یار سے مدعی کا مدعا ہوا

بیمار مرگ سا تو نہیں روز اب تمر
دیکھا تھا ہمنے میر کو کچھ تو بھلا ہوا

کل دل آزردہ گلستان سے گذر ہمنے کیا
گل انگے کہنے کہو منہ نہ اودھر ہمنے کیا

نرگسے خواب سے بیدار تھیں صبح کو باد
سیر باغ اتنے جو ہو ہم پہ مگر ہمنے کیا

سیرے تلوار کی منہ پر تیرے ہم آئے چلے
کیا کرین اس دل اخستہ کو سپر ہمنے کیا

نیمچہ ہاتھ مین مستی سے لہو سی آنکھین
سج تری دیکھکے اے شوخ حذر ہمنے کیا

پانو کی نیچے کی مٹی بھی نہوگی ہمسی
کیا کہیں عمر کو اس طرح بسر ہمنے کیا

تسکین دل ہو تب کہ کبھو آ گیا بھی ہو
برسون سے اسکا آنا بھی صبح پر رہا

اس لطف رخ کو بھولی مجھے مدتین ہوئین
لیکن مرا نہ گریہ یہ شام و سحر رہا

رہتے تو تھے مکان پہ ولی آپ مین نہ تھے
اس بن ہمین ہمیشہ وطن مین سفر رہا

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ پوچھے ہے بار بار
کچھ وجہ بھی کہ آپ کا منہ ہے اُدھر رہا

اک دم مین یہ عجب کہ مری سر پہ پھر گیا
جو آب تیغ برسون تری تا کمر رہا

کاہیکو مین نے میر کو چھیڑا کہ اون نے آج
یہ درد دل کہا کہ مجھے درد سر رہا

دل دفعتہ جنون کا مہیا سا ہو گیا
دیکھی کہان وہ زلف کہ سودا سا ہو گیا

تک جوش سا اوٹھا تھا مرے دیدۂ تر سے
دیکھا تو ایک پل ہی مین دریا سا ہو گیا

پر رونقی باغ ہی جنگل سے بھی پر
گل سو کہے تیری ہجران کانٹا سا ہو گیا

جلوہ ترا تھا جب تئین باغ و بہار تھا
اب لکو دیکھتے ہین تو صحرا سا ہو گیا

کل تک تو ہم وے ہنستے چلے آئے تھے یہین
مرنا بھی میر جی کا تماشا سا ہو گیا

دل کی واشد کے لیے گل باغ مین تھا
سُن گلہ بلبل سے گل کا اور بھی جی رک گیا

عشق کی سوزش نے دل مین کچھ نہ چھوڑا
لگ اٹھی یہ آگ ناگاہی کہ گھر سب پھک گیا

جا ہی جیتی گذر سے اسکا نام
منہ مین جبتک زبان ہی گویا

سربسر گرچہ ہے لیک وہ پرکار
دیکھو تو مہربان سے ہے گویا

حیرت روی گل سے مرغ چمن
چپ ہی یون بیزبان ہی گویا

سنجہ ایسی بھری کب ہے
سیکڑہ اک جہان سے ہے گویا

جا ہی سے ہے شور سی فلک کی طرف
نالہ ہیچ یان سے ہے گویا

بسکہ ہین اس غزل مین شعر بلند
یہ زمین آسمان سے ہے گویا

وہی شور مزاج شیب مین ہے
میر اتبک جوان سے ہے گویا

ان سختیو نمین کسکا میلان خواب پر تہا
بالین کی جای ہر شب یان سنگ زیر سر تہا

اون ابرو و مژہ سے کب میری جبین ڈرتہا
تیغ و سنان کی منہ پر اکثر مرا جگر تہا

ان خوبصورتونکا کچہ لطف کم ہے مجہ پر
یکعمر رہنا اس جا پریون ہی کا گذر تہا

تیشے سے کوہکن کی کیا طرفہ کام نکلا
اپنے تو ناخنونمین اس طور کا ہنر تہا

عصمت کہ اپنی وان تو روتی ملک سے بڑہ کر
لغزش ہوئی جو مجہ سے کیا عیب مین بشر تہا

کل ہم وہ دونون یکجا ناگاہ ہو گئی تہی
وہ جیسی برق خاطف مین جیسے ابر تر تہا

ہوش اڑ گئی سبہو کے شور سحر سے اسکا
مرغ چمن اگرچہ اک مشت بال و پر تہا

١٦٧

بالفعل تو ہی قاصد محو اس خط و میسوہ
تابوت یہ ہے میری تیہہ تری لیجاتے
ہے حق اطرب اسکی یون ہی سنگ گیا یہ تو
کیا کہیے کہ تیہہ پر سے یار تے ہم گذرے
صنعت گریان ہنگی کیسی سکڑ رون این کی

شاب جلیس تو ہم پوچھین کیا بی خبر آیا
اس محفل مین ماتم کی کیا خوب بشر آیا
سچ ایسی تری دیکھی سبکو ہی خطر آیا
یون آنیا زمانا تو مین یار بسر آیا
تیتے کبہو وہ ملتا ایسا نہ ہنر آیا

در ہی کر تیئین سنکتے تہی اگئین آنکہین تو
وہ ظالم سنگین دل کب میر کی گہر آیا

یار سے میر کا نگر گمگ سا
یان کوئی انہی جان درد و شوا
درد دل کو ہمارے ٹک دیکہو
شوق ان اسکے لینے بالونکا
کب تہی جرات رقیب کی اتنی
اک نگہہ ایک چینکا ایک سخن
باری مستون نے ہوشیاری کی
شرم آتی ہے ہو گئی اور تا

کہ سحر نالہ کش ہی بلبل سا
دان رہی ہے سوہی تسابل سا
یہ بہی پیچ اب ہی کاکل سا
یان ملا جاتی ہے تسلسل سا
تم نی بہی کچہ کیا تغافل سا
اسمین بہی تمہاری تامل سا
دی کی کچہ تعجب کا منہ بہلسا
خط ہوا شوق ہی ترسل سا

۱۴۱

ہم نہ جانا تا اختلاط اس نا قمل باز ہی کتنو کا
گرم بازی گیا تو ہم کو بہی بہلا گیا

کیا کرون ناچار رہون ہر ہنگو طبیا زمین
دلکی روز و شب کی بیتیابی سے جی گہبرا گیا

جی کوئی لگتا ہی اسکی اوٹہہ گئی پر باغ مین
گل نے بہتیرا کہا ہمسے نہ ٹک ٹہرا گیا

ہوگئی تحلیل سب اعضا مری یا گزار ر
رفتہ رفتہ ہجر کا اندوہ مجہکو کہا گیا

یون تن کہتا تہا کوئی وسی کو باندہی ہو گلے
پر وہ پہندا سا جو آیا میر بہی پہندا لگیا

دل عشق مین جن دیکہا آنکہو نکو کیا دیکہا
پیغمبر کنعان نے دیکہا نہ کہ کیا دیکہا

مجروح ہی سب سینہ تسپر بہی نکسا تہا
آنکہو نکی لڑائی کا ہم خوب مزا دیکہا

یکبار ہی آنکہہ اپنی اوسپر نہ پڑی مرتی
سو مرتبہ بالین پر ہم سر کو اوٹہا دیکہا

کاہش کا مری اب کیا تجہکو تعجب ہے
بیماری دل والا کوئی بہی بہلا دیکہا

آنکہین گئین پہر تجہہ بن کیا کیا نہ غزل کی
پرتو نے مروت سے ٹک ونکو نہ جا دیکہا

جی رتے ہین مری پر سب شہر محبت مین
کچہ ساری خدائی سے یہ دستور نیا دیکہا

کہہ دلکو گنوایا ہے یا پیچ اوٹہایا ہی
اے میر تجہے ہمنے کچہ آج خفا دیکہا

ناگہہ جو وہ صنم سے سیکہا دل آ گیا
دیکہہ سے طور سے کے خدا یاد آ گیا

دل کی خون ہو عشق خوبان میں گیا بد رنگ ہو
چہرونکو غازہ ہوا ہونٹھونکا رنگ پان ہوا

تم جو کل اس راہ نکلی برق سی ہنستے گئے
ابر کو دیکھو کہ جب آیا ادہر گریان ہوا

جی سی جانا بن گیا اوس بن ہمیں پل مارتی
کام تو مشکل نظر آتا تھا پر آسان ہوا

جب سی ناموس جنون گردن بندہ ہی تب سی میر
جیب جان وابستۂ زنجیر تا دامان ہوا

آیا ہی ابر جب کا قبلہ سے تیرا تیرا
مستی کی ذوق میں ہیں آنکھیں تہ سی خیرا

خجلت سی اون لبونکی پانی ہو بہ چلی ہیں
قند و نبات کا بھی نکلا ہی خوب شیرا

مجنون ز حوصلہ سے دیوانگی نہیں کی
جا گہ سی اپنے جانا اپنا نہیں وتیرا

اس راہزن سی ملکر دل کیونکہ کھو نہ بیٹھیں
انداز و ناز اوسکے غمزہ اوٹھائی گیرا

کیا کم ہی ہولناکی صحرای عاشقی کی
شیرونکو اس جگہ پر ہوتا ہی قشعریرا

آئینے کو بھی دیکھو پر ٹک ادہر بھی دیکھو
حیران چشم عاشق دیکھی ہی جیسے ہیرا

نیت یہ سب بنا ہی یان مسجد اک بڑی تھی
پیر مغان موا سو اسکا بنا خطیرا

ہمراہ خون تلک ہو ٹک پاؤنکی چھوڑی سی
ایسا گناہ مجھسی وہ کیا ہوا کبیرا

غیرت سی میر صاحب سب جذب ہو گئے تھے
نکلا نہ بوند لوہو سینہ جو انکا چیرا

وہ اتو کش کا جبھی پر کیا ہے سرگرم جفا ماری تلوار دو نگران نی بہتونکو اتو کیا
ہاتھ پر رکھ ہاتھ اب وہ دو قدم چلتا نہیں جن نی بالش خواب کا برسون گا بازو کیا

پہول نرگس کا لیے بہو جیک کہڑا تہا راہ مین
کسکی چشم پر فسون نی میر کو جادو کیا

عاشق ترے لاکہون ہوے مجہہ سا نہ پیدا ہوا تجہہ پر کوئی اے کام جان دیکہا نہ یون تنہا ہوا
مدت ہوئی الفت گئی برسون ہوئی طاقت گئی دل مضطرب ایسا نہ تہا کیا جانیے کیا ہوا
کل صبح سیر باغ مین دل ورمیر اٹک گیا بلبل نہ بولا منہ سے کچہہ گل تک نہ مجہہ سے ہوا
دیر و درن گئے جہہ یان کبہو اوٹہتا تہا اسے جو شور اب لگ گئی روئی جہان پلٹ رہی دریا ہوا
کتنون کو دل ہجان ہوے کتنے نجانا کیا ہوکر چلنے مین اسکی دو قدم ہنگامہ اک برپا ہوا
مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکہا چاہیے اے اہل مسجد اس طرف آیا ہو نمین بہکا ہوا
یون حسن ہی اک فتنہ گر تون عشق سے بہی پردہ دور وہ شہرہ عالم ہوا مین خلق مین رسوا ہوا
فرہاد و مجنون تو دن گئے ہم او رہا ہو ین خلے اس عارضے سے چاہ کی وہ کونسا اچہا ہوا

یا صرف خط ہی درمیان یا گیسوون کا ہی بیان
کیا میر صاحب کے تئین سہرا ندنون سودا ہوا

تمام روز جو کل مین پیے شراب پہرا بسان جام لیے دیدہ پر آب پہرا

اوس کام و جان و دل نے عالم کا جان شاد را ‌‌— زلفوں کی درہمی سے برہم جہان مارا

بلبل کا آشیان و مرغ لکہو لگا ہمارا بہی — ایسا کنہون نے جیسے چہاتی مین تان مارا

خون کچہہ نہ تہا ہمارا مرکوز خاطر اوسکو — لللہ اک ہمین بہی یون مہربان مارا

چشمہ حسن کا وہ آیا نظر نہ مجہکو — اس راہ زن نے غافل کیا کاروان مارا

صبر و حواس و ہوش سب عشق کی زبونیان — مین کاوش مژہ سی عالم کو جہان مارا

کیا خون کا مزا ہو ای عشق تجہکو لازم — ایک ایک دم مین تو نے سو سو جوان مارا

ہم عاجزون پر آکر یون کو وہ غم گرا ہی — جیسے زمین کر اوپر ایک آسمان مارا

کب جی بچی ہی یار و خوش رو و بتان سی — گر شام بچ گیا تو پہر صبح آن مارا

گہتے نہ تہی کہ صاحب تنا کرو ہا نگر سیہ — اس غم نے میر تمکو جی سے ندان مارا

یہ میر ستم کشتہ کسو وقت جوان تہا — انداز سخن کا سبب شور و فغان تہا

جادو کی پری پرچہ ابیات تہا اوسکا — منہ تکیے غزل پڑہتی عجب سحر بیان تہا

جس راہ سے وہ دل زدہ دلی مین نکلتا — ساتہہ اوسکے قیامت کا سا ہنگامہ روان تہا

افسردہ نہ تہا ایسا کہ جون آب زدہ خاک — آندہی تہی بلا تہا کوئی آشوب جہان تہا

کس مرتبہ تہی حسرت دیدار مری ساتہہ — جو پہول مری خاک سے نکلا نگران تہا

کیا کہون بیتابی شب کہ تا جا اس اسیر
دل ہر گز بینی میں ڈوبا تھا اوبل پڑ گیا

کیا ہمین کو یار کی تیغ نی کہا کر دم لیا
السی تیر و تلوے اثر در نکل کر رہ گیا

دو قدم ساتھہ اس جفا جو کی چلا جاتا ہی جی
بو الہوس عیار تہا دیکہا نہ شل کر رہ گیا

آنکھہ کچہ اپنی ہو اسکے سامنی ہوتی نہین
جس طرف وہ خونخوار اسیج دیکہی دہل کر رہ گیا

ایک ڈھیری راکھہ کی ہی صبح جا میر پر
برسون سے جلتا تہا شاید رات جل کر رہ گیا

طریق خوب ہی آپسین آشنائی
ہر ایک شیشی آوے اگر مرحلہ جدائی کا

ہوا ہی کنج قفس ہی کی پر مین خو
کہ پر کی سال ہلک لطف تہا رہائی کا

یہین ہین دیر و حرم اتنو حقیقت ہی
دماغ کسکو ہی ہر در کی جبہہ سائی کا

نہ چہپہ مہندی لگانی کی خوبیان اپنی
جگر تہا خستہ تری پنجہ حنائی کا

نہین جہان مین کسطرف گفتگو ویسی
ہی اپنی طرح ہون ہی طرف خدائی کا

کسو بہار مین ہم ان کو ہین سر اب یارین
خیال ہی ہمکو بہی بخت آزمائی کا

بیجار ہا نہ دل شیخ شور محشر سے
جگر ہی جا ہی تو کچہ تہا مزا ادائی کا

رکہا ہی باز ہمین عدر بدر کی پہرنی سے
سروں پہ اپنی ہی احسان شکستہ پائی کا

ملا کہین تو دکہا وینگی عشق کا جنگل
بہت ہی خضر کو غرہ ہی رہنمائی کا

تہا لطف کسیت جسپہ کہ اب بہی نہین ہے — مدت ہوئی کہ ہمنے جینے سے ہاتھ اٹھایا

مہندی لگی تہی تیرے پا ہمنے کیا کیا یار — ہنگام خون عاشق سر پر جو تو نہ آیا

یہ پری کسو کی کا ہیکو ہو سکے ہی — رکہتا ہے داغ ہمکو قامت کا اسکی سایا

دیکہی نہ پیش جاتی ہر گز خردوری مین — دانستہ با کو لا ہم اپنے تئین بنایا

رہتی تہی بیدماغی اک شور بامین ناز — آنکہوں سے اسکے مندے گئے یہ آرام ساتو پایا

گل پہول سے بہی تو جو لیتا ہے منہ کو پہیر کر — مکہڑے سے کسکے تونے اے میر دل لگایا

نکتہ مشتاق و یار ہے اپنا — شاعری تو شعار ہے اپنا

بیخودی لیگئی کہان ہمکو — دیر سے انتظار ہے اپنا

روتے پہرتے ہین ساری ساری رات — اب یہی روزگار ہے اپنا

دیکے دل ہم جو ہو گئے مجبور — اس مین کیا اختیار ہے اپنا

کچہ نہین ہم مثال عنقا ایک — شہر شہر اشتہار ہے اپنا

جسکو تم آسمان کہتے ہو — سو دلون کا غبار ہے اپنا

صرفہ آزار میر مین نکرو — خستہ اپنا ہے زار ہے اپنا

ہمسے کہ تجھی کو جاتے ہین — جاتا نہین احتراز تیرا
مل جنسے شراب تو ہے پیہے — کہدیتے ہین وہ ہے راز تیرا
کچہ عشق و ہوس مین فرق بھی کر — کیدہر ہے وہ امتیاز تیرا

کہتے نہ تہے میر مت کرہا کر
دل ہو نہ گیا گداز تیرا

ستہ لگا ہی کرے ہی جس تس کا — حیرتی ہی یہ آئینہ کس کا
شام سے کچہ بجہا سا رہتا ہون — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تہے برے مغبچے کے تیور لیک — شیخ میخانے سے بہلا کس کا
داغ آنکھین سے کہل رہین ہین سب — ہاتھہ دستہ ہوا ہے نرگس کا

قطعہ

بحر کم ظرف ہے بسان حباب — کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
فیض اے ابر چشم تر سے اوٹھا — آج دامن وسیع ہی اس کا

تاب کسکو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچہ ہے مجلس کا

آنسو مری آنکھو نمین ہر دم جو نہ آجاتا — تو کام مرا اچہا پردے مین چلا جاتا

[illegible]

وان سے تو نامہ بر کو یہی کہنا جواب تھا
میں سادگی سے لا کو ہوں خط کی جواب کا

[illegible] صرف دس نگاہ سے
وہ چشم گھر ہی غصہ ناز و عتاب کا

لائق تمہارے جھپنے ہی سکے مصرع قد یار
میں معتقد ہوں میر ترے انتخاب کا

غنچہ وہ ندان نما کرتا جو وہ کافر گیا
گوہر تر جوں سرشک اسکی آنکھوں سے گر گیا

گیا گذر کوئی محبت میں نہیں سہی ہی کہیل ہے
پاؤں رکھا جسنے تک وہ سر سے پاؤں تک گیا

کیا کوئی زنجیر کا اونچا کرے فرق غرور
ایک ٹھہر جادو کی کا آ لگا سر پر گیا

نیزہ بازان مژہ میں لگی حالت کیا کہوں
ایک ناکسے سیاہی کے منہ نہیں گھر گیا

بعد مدت اس طرف لایا تھا اسکو جذب عشق
بخت کی برگشتگی سے آتے آتے پھر گیا

تیز بہت آتے نہیں وہ ظلم [illegible]
یعنی ہو رہا تھا کرما تیغ ستم کا کر گیا

[illegible]

[illegible] جان لب گیا
[illegible] چشم ادہر کو غضب گیا
[illegible] تیغ جب گیا

[illegible]

[illegible]

جب بات تا سر شگفتنے نے تاثیر کچھ نکی
ناچار میر منڈ کری سی مار سو رہا

لعل پرکب دل مرا مایل ہوا
اوس لب خاموش کا قایل ہوا

لگ گئین آنکھین اوٹھا لی دل نی چوٹ
یہ تماشائی عبث گھایل ہوا

ناشکیبی سی گئی ناموس فقر
عاقبت بوسی کا مین سایل ہوا

ایک تھی ہم وی نہو تی ہست اگر
اپنا ہونا بیچ مین حایل ہوا

میر ہم کس ذیل مین دیکھا اوسکی آنکھ
ہوش اہل قدس کا زایل ہوا

کوئی فقیر یہ ای کاشکی دعا کرتا
کہ مجھکو اوسکے گلی کا غدا گدا کرتا

کبھو جو آن کی ہمسے بھی تو ملا کرتا
تو تیری جی مین مخالف نہ اتنی جا کرتا

چمن مین پھول گل ایکی ہزار رنگ کھلی
دماغ کاشکی اپنا بھی ٹک وفا کرتا

فقیر بستی مین تھا تو تیرا زیان کیا تھا
کبھو جو آن نکلتا کوئی صدا کرتا

علاج عشق نی ایسا کیا نہ تھا اسکا
جو کوئی اور بہی محبوبون کی کچھ دوا کرتا

تم کے جیولے سے استاد گی مجھی ستی کر
کبھو وہ یان تو مری ہاتھ بہی لگا کرتا

بدی تیجیہ ہے نیکی کا اس زمانی مین
بھلا کسو سی جو کرتا تو تو برا کرتا

[illegible]

قطعه

عجب کیا ہو اس زلف کا سایہ دار	پھر پھرا تون کو بھی پریدار سا

نہیں میر ستانہ صحبت کا باب
مصاحب کرو کوئی ہشیار سا

حیران ہی لحظہ لحظہ طرز عجب عجب کا	جو رفتہ محبت واقف ہی اسکی ہی سب کا
کہتے ہین کوئی صورت ہی یعنی یان سبھی ہی	یہ وجہ ہی کہ عارف منہ دیکھتا ہی سب کا
نسبت درست جسکی اس روسی پاتے	ہی درہم اور برہم حال اسکی روز و شب کا
افسوس ہی نہیں تو انصاف دوست ورنہ	شایان لطف دشمن شایستہ ہین غضب کا
سودائی ایک عالم اسکا بنا پھری ہی	ہر چند عزلتی ہے وہ خال کنج لب کا
منہ اوسکی منہ کی اوپر شام و سحر کہون ہون	اب ہاتھ سی دیا ہی سر رشتہ مین ادب کا

کیا آج کل سی اوسکی یہ بی توجہی ہے
منہ اون نی اوس طرف سی پھیرا ہی میر کب کا

سیکڑون بیکسونکا جان گیا	پر یہ تیرا نہ امتحان گیا
واے احوال اس جفاکش کا	عاشق اپنا جسی وہ جان گیا
داغ حرمان ہی خاکمین بھی ساتھ	جی گیا پر نہ یہ نشان گیا
کل نہ آئی مین ایک یان تیرے	آج سو سو طرف گمان گیا

کیا کم تھا شعلہ شوق کا شعلے سے طور کے — تھے بھی وہان کر جل کے جہاں کہ ہمان گرا

ڈوبا خیال چاہ زنخدان مین اسکے میر
دانستہ کیون کوئین بھلا یہ جوان گرا

آئی ہی آئی تیری یہ ناکام ہو چکا — وان کام ہی رہا تجھے یان کام ہو چکا

موسم گیا وہ ترک محبت کا ناصحا — مین اب تو خاص و عام مین بدنام ہو چکا

یا خط چلی ہی آتی تھی یا حرف ہی نہین — شاید کہ سادگی کا وہ ہنگام ہو چکا

ناآشنا ہی حرف تھا وہ شوخ جب سے تھی — ہے سے تو ترک نامہ و پیغام ہو چکا

تڑپھے ہی جب کہ سینے مین اچھلے تھے دردویا تھی
گر دل یہی ہے میر تو آرام ہو چکا

سنبل تمہارے گیسو دن کے غم مین لٹ گیا — ابرو کی تیغ دیکھہ مہ عید کٹ گیا

عالم مین جان کی مجھکو تنزہ تھا تبو مین — آلودگی جسم سے پانی مین آٹ گیا

ظلم و جفا و جور پہ اصرار اس قدر — ہٹ دیکھہ دیکھہ تیری ال اپنا بھی ہٹ گیا

اب وہ سمان نہین ہے کہ وہ کام جان خلق — مغموم ہمکو دیکھہ کی دور لپٹ گیا

خوشوار سے بہینگے جو بیٹھے ہیں پھٹی ہی جیب — بیطور یون سے اسکے دل اپنا تو پھٹ گیا

دامان جیب دونون ہوئی ٹکڑے ہی ایک جا — ابکی یہ کام ہاتھ سے میر سمٹ گیا

کچھ زرد و زرد چہرہ کچھ لاغری بدن مین
کیا عشق مین ہوا ہی ای میر حال تیرا

فرو آتا نہین سر ناز سی انکی اسیرون کا
تبسم سحر ہی جب بہار سی لب سرخ ہون سکے
سر کتنا اسکو دربان یہ سے ہم شکوہ بھی مشکل
گئی گھبتون کی سر لڑکون نی جو پتہ نہ ہون باندے
قفس کے تیلیک سی دیکھیون نہین تیغ تنک آتا ہون
ہماری دیکھتی زرنگین تہا ملک سب جن کے

اگرچہ آسمان تک شور جاوے ہم فقیرون کا
دلون مین کام کر جاتا نیان جادو کی بیمدون کا
سر زنجیر زیر پیر رکھی ہی ہم اسیرون کا
شہید کی مین نہین ان نہ ہنونکی سرخ چہیون کا
چمن مین غنچہ ہوا آتا گلون پر ہم صفیرون کا
کوئی اب نام بھی لیتا نہین ان ملک گیرون کا

دل پر کو توان پلکون نے ہی سب جہان مارا تہا
کیا میر اون نی خالی یونہی ترکش ہی تیرون کا

ہو مین سوائیان جسکی لیے چھوڑا دیار اپنا
خدا جانی ہمین اس بی خودی نی کس طرف ہانکا
ذلیل اوسکی گلی مین پہرن ہون آنکہ اوکی کیسی
اگرچہ خاک اڑا ئی دیدۂ تر نی بیابان کے
کیا بد وضع لوگون نی جو دیکھا رات کو ہنتی

ہوا وہ بی مروت بیوفا ہرگز نہ یار اپنا
کہ مدت ہو گئی ہم کھینچتے ہین انتظار اپنا
کہ رنجش اس جگہ ہووی جہان ہو اعتبار اپنا
ولی نکلا نہ خاطر خواہ رونی سے غبار اپنا
ہوا صحبت میں ان لڑکون کی ضایع روزگار اپنا

[illegible]

اتفاق ایسے پڑے ہم تو منافق تہکر	چرخ ناساز نے غیرون سے اسے یار کیا
ایسے آزار اٹہائے کہ ہمین کب تہا دماغ	کو وقت نے دلکی تو چینٹے سے بہی بیزار کیا
جی ہی جاتی نظر آتا ہے عشق کی مشہور ہے	کیا کیا ہم نے کہ اس راز کو اظہار کیا
دیکہی اس ماہ کو جو کتنی مہینے گذرے	بڑ گئی کاہش دل ایسی کہ بیمار کیا
نالۂ بلبل بیدل سے پریشان بہت	موسم گل نے مگر رخت سفر بار کیا

میر اے کاش زبان بند رکہا کرتے ہم
صبح کی بولنے نے ہمکو گرفتار کیا

شب رفتہ میں اوسکے در پر گیا	سگ یار آ دم گری کر گیا
شکستہ دل عشق کی جان کیا	نظر میری تو نے تو وہ مر گیا
ہوئے یار کیا کیا خراب اوس بغیر	وہ کس خانہ آباد کے گہر گیا
کشندہ تہا اسکا ہے نا کردہ خون	مجہے دیکہکر مختصر ڈر گیا

بہت رفتہ رہتے ہو تم اسکے اب
مزاج آپ کا میر کیدہر گیا

بے طاقتی میں تو تو اے میر مر رہیگا	ایسی طپش سے دلکو کوئی جگر رہیگا
کیا ہے جو راہ دلکی طے کرتی مرگئے ہم	جون نقش پا ہمارا تا دیر اثر رہیگا

[illegible]

ٹپکتے پلکون سے رومال جس گھڑی سر کا
طرف ہوا نہ کبھو ابر دیدۂ تر کا

کبھو تو دیر مین ہون مین کبھو ہون کعبہ مین
کہان کہان لیے پھرتا ہے شوق اس در کا

غم فراق سے پھر سو کہہ کر ہوا کانٹا
بچھا جو پھول اٹھا کوئی اسکی بستر کا

اسیر جرگے مین ہو جاؤن مین تعجب ہو جاؤن
وگرنہ قصد ہو کسکو شکار لاغر کا

ہمین کہ جلنے سے خوگر ہین آگ مین ہین ہمیشہ
محیط مین تو تلف ہونا ہے سمندر کا

قریب خط کا نکلنا ہوا سو خط موقوف
غبار دور ہو کس طور میرے دلبر کا

تباہی کعبے کا رستا اوسے بھلاؤن راہ
نشان جو پوچھے کوئی مجھ سے یار کے گھر کا

کسو سے مل چلے ٹک وہ تو ہے بہت ورنہ
سلوک کا ہیکو شیوہ ہے اوس ستمگر کا

شکستہ بالی و لب بستگی پر اپنی سنجا
چمن مین شور مرا تبلک بھی ہے پر کا

تلاش دل نہین کام آتی اس زنخ مین گھری
کہ چاہ مین تو ہے مرنا پڑا اشناور کا

پھرے ہے خاک ملے منہ پہ یا نہ پھینے
یہ آئنہ ہے نظر کردہ کس قلندر کا

نہ ترک عشق جو کرتا تو میر کیا کرتا
جفاکشی نہین ہے کام نازپرور کا

حلقہ ہوئی وہ زلف کمان کو چھپا رکھا
طاق بلند پر اسے سب نے اٹھا رکھا

اس پر سے دلکی آگ وہی متصل رہی
گو چرخ نے بصورت ظاہر حباب رکھا

سہی جنس دل کی گران قدر تھی ولے جب تلک تو خریدار تھا

بہت روئے ہم شبنم و گل کو دیکھ کہ جیسا ہمین بھی کہین پیار تھا

مجھے اے دل چاک کیا شانہ سا کسو زلف سے کچھ سروکار تھا

گیا میر یان سے کروگے جو یاد

کہوگے کہ مسکین عجب یار تھا

دل گیا مفت اور دکھ پایا ہوگے عاشق بہت مین پچتایا

مر گیا تیشہ سنگسار کیا نخل ماتم مرا یہ پھل پایا

یہ شب ہجر سر کری ہے پری ہو سفیدی کا جس جگہ سایا

صحن مین میر اسے گل مہتاب

کیون شگوفہ تو کھلنے کا لایا

چاک کر سینہ دل مین پھینک دیا کھینچے ایذا ہمیشہ کسکی بلا

تمکو جیتا رکھے خدا اے بتان مر گئے ہمتو کرتے کرتے وفا

سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان دل سے اک داغ ہی جدا نہوا

اوٹھ گیا میر وہ جو بالین سے

پھر مری جان مجھ مین کچھ نہ رہا

جادو کرتی ہین اک نگاہ کی تیغ
ہائے رے چشم دلبران کی ادا

بات کہنے مین گالیان دی ہین
سنتے ہو میر ی بزبانکی ادا

دل چلے جاتے ہین خرام کے ساتھ
دیکھی چلنے مین ان بتان کی ادا

خاک مین ملکے میر ہم سمجھے
بیدادی تھی آسمان کی ادا

رہا مین تو عزت کا اعزاز کرتا
چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا

ہنو تا مین حسرت مین محتاج گریہ
جو کچھ آنسوؤن کو پس انداز کرتا

نہ تھا میرے پاس دل زندہ اتنک
اوسے ایسا ہی مین تو جانباز کرتا

جو جانو کہ در پہ ہے ایسا وہ دشمن
تو کاہیکو الفت سے مین ساز کرتا

تو تمکین سے کچھ نبولا وگرنہ
مسیحا صنم ترک اعجاز کرتا

گلوگیر ہی ہو گئے یا وہ گو سے
رہا مین خموشی کو آواز کرتا

زیارت گہ کبک تو ہو بلا سے
فلک آمیر کی خاک پہ ناز کرتا

عید آیندہ تک رہیگا گلا
ہو چکی عید تو گلو نہ ملا

گو دو بالو ہو مین دیکھنا سر خار
حیف کوئی بھی آبلہ نہ چلا

رکھتا تھا ہاتھ میں سر رشتہ بہت سینے کا	رہ گیا دیکھ ترو چاک مرے سینے کا
اک طپش لوہو بہی میرا جو تو چھوٹ گئی	کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے لوہو پینے کا
اسمین حیران ہون کس کس گلا تجھسے کرون	بدگمانی کا تغافل کا تری کینے کا

میر کی نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہیں جینے کا

عشق سے دل پہ تازہ داغ جلا ۔	اس سینہ خانہ میں چراغ جلا

میر کی گرمی تمسے اچھی ہے
کس سے ملتا ہے وہ دماغ جلا

ردیف باے

اندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب	مجھ دل زدہ کو نیند نہ آئی تمام شب
جب میں شروع قصہ کیا آنکھیں کھول دیں	یعنی تھی مجھکو چشم نمائی تمام شب
چشمک چلی گئی تھی ستارونکی صبح تک	کی آسمان نے دیدہ درائی تمام شب
بخت سیہ نے دیر میں کل یاوری کی	تھی دشمنوں سے اسکے لڑائی تمام شب
یونہی ہی گذری وعدے کی شب وہ نہ آ پھرا	ایذا عجب طرح کی اٹھائی تمام شب
سنتا ہے کون دے سے گذر جائیں سو کہاں	بلبل نے گو کہ نالہ سرائی تمام شب

اب تشنگان عشق کی ہیں کام کو وہ لعل — کیا آب کو جو ہووی عقیق یمن میں آب

تب قیس جنگلوں کی تئیں آگ دے گیا — ہم بہر چلے ہیں ورنہ سرابسار رہی بن میں آب

سن سوز دل کو میری بہت روئی رات شمع — بیرون بزم لائی ہیں بہر لگن میں آب

دیکھو تو کس روانی سے کہتے ہیں شعر میر
دُر سے ہزار چند ہے انکے سخن میں آب

جیسا مزاج آگی تھا میرا سو کب ہے اب — ہر روز دل کو سوز ہے ہر شب تعب ہے اب

سدہ کچہ سنبھالتی ہی وہ مغرور ہو گیا — ہر آن بیدماغی و ہر دم غضب ہے اب

دوری سے اسکی آہ عجب حال میں ہیں لوگ — کچہ بھی جو پاس وہ نکرے تو عجب ہے اب

طاقت کی حبس سے تاب جفا تھی سو ہو چکی — تھوڑی سے کوفت میں بھی بہت ہی تعب ہے اب

دریا چلا ہے آج تو بوس و کنار کا — گر جی چلا وے کوئی روانا تو ڈہب ہے اب

جان بخشیاں جو پیشتر از خط کیا کئے — آنکھیں لہو سے خلق خدا جان بلب ہے اب

رنجش کی وجہ آگی تو ہوتی بھی تھی کوئی — روپوش ہم سے یار جو ہے بی سبب ہے اب

آنے جانے وہ ادھر ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ — جانا مراد ہر کو بشرط طلب ہے اب

جاتا ہوں دن کو ملنے تو کہتا ہے دن کو میر
جو شب کو جاے تو کہے کہ شب ہے اب

گذری ہے میر تو تہ دن رات آگ مین
ہے سوز دل سے زندگی اپنی ہمین عذاب

جو کہو تم سو ہے بجا صاحب
ہم برے ہی سہی بھلا صاحب

سادہ ذہنی مین نکتہ چین تھے تم
اب تو ہین حرف آشنا صاحب

نہ دیا رحم ٹک بتون کے تئین
کیا کیا ہاے یہ خدا صاحب

بندگی ایک اپنی کیا کم ہے
اور کچھ تم سے کہیے کیا صاحب

مہر افزا ہے منہ تمہارا ہی
کچھ غضب تو نہین ہوا صاحب

خط کے ہیٹنے کا تمسے کیا شکوہ
اپنے طالع کا یہ لکھا صاحب

پھر گئین آنکھین تم نہ آن پھرے
دیکھا تمکو بھی واہ وا صاحب

شوق رخ یاد لب غم دیدار
جی مین کیا کیا مرے رہا صاحب

بھول جانا نہین غلام کا خوب
یاد خاطر رہے مرا صاحب

کسنے سنکر شعر میر یہ نکہا
کہیو پھر ہاے کیا کہا صاحب

عجب صحبت ہے کیونکر صبح اپنی شام کرتے ہیں
جہانتک آن بیٹھے ہم کہا آرام کرتے ہیں

ہزارون خواہش مردہ نے سر دل سے نکالا ہے
قیامت جی ہے جو دیدار کو ٹک عام کرتے ہیں

اس بحر حسن کو تئین دیکھا ہے خواب مین کیا
جاتا ہے صد فریب جو لحظہ لحظہ گرداب

جمع ہے یہ کہ مطلق کوئی نہین ہے خواہان
جنس وفا اگرچہ ہے گی بہت سے کمیاب

جی چشم تر رویگا یا کون ہے گریہ لیکن
ہوتی ہے بند کوئی تمکو نئی راہ سیلاب

قطعہ

ردیف تا ی

[illegible marginal text]

گفتگو شاہد وہی ہے نہ غیبت نہ گلہ
خانقہ کی سی نہیں ہے خرابات کی بات

سنئے آواز سگ یار ہوئے ہم خاموش
بولتے ہو وان ہیں جہان ہوئے مساوات کی بات

منہ ادھر اور سخن زیر لبی غیر کے ساتھ
اس فریبندہ کی ناگفتنی ہے گمات کی بات

اس لیے شیخ ہے چپکا کہ پڑی شہر میں شور
ہم سمجھتے ہیں یہ شادی و طامات کی بات

یہ کس آشفتہ کی جمعیت دل تھی منظور
بال بکھرے تیرے منہ پر کہیں ہیں اکی بات

گفتگو مضمون سے اس ماہ کی کر کرا ای میر
کاہش افزائی کرون اوسکی اگر ذات کی بات

ہم تو چشم رکھتے تھے دلداریاں بہت
سو التفات کم ہے دل آزاریاں بہت

دیکھیں تو کیا دکھائے یہ افراط اشتیاق
لگتی ہیں تیری آنکھیں ہمیں پیاریاں بہت

جبتک ملے جلے ہے جفائیں تہیں اٹھ سکیں
کرنے لگے ہو اب تو ستمگاریاں بہت

آزار میں تو عشق کے جاتا ہے بھول جی
یوں ہوئیں نہیں تو یاد میں ہیں ساریاں بہت

شکوہ خراب ہونے کا کیا جا ہے ہیں میر
ایسے تو ای عزیز ہیں یاں خواریاں بہت

یاد ایامی کہ ہنگامہ رہا کرتا تھا رات
شور شر سے میرے اک فتنہ رہا کرتا تھا رات

کام کیا تھا جیب و دامن سے مجھے پیش از جنون
سینہ چاک اپنے میں بیٹھا کیا کرتا تھا رات

[illegible marginal text]

ہے کسکی صورت آنکہ اصوات و اغلاط
آہو کو اسکی چشم سخن گو سے مت ملا
یون بار گل سے اسکی جہکی ہین نہال باغ
آزردہ دلکو حرف یہ لا نیکا لطف کیا
مرجان کوئی کہے ہے کوئی ان لبونکو لعل

کب آدمی کی جنس کرے ہے پکار بات
شہرے نہ کر سکے ہے کہین ہی گنوار بات
جہک جہک کے جیسے کرتی ہین دو چار بات
کرتی ہے خون چکان مرے لب سے گلزار بات
کچہ رفتہ رفتہ یا ہے ویسی قرار بات

یون جیسکی جیب مین تلف ہو گا کب تلک
کچہ ہووے مہر اگر اس سے بہی کر ایکبار بات

ہوتی ہے گر چہ کہنے سے یارو پرائی بات
جانی نہ تجہکو جو یہ تصنع تو اوس سے کر
لگ کر تدرو رہ گئے دیوار باغ سے
کہتے تہے اوس سے ملیو تو کیا کیا کہیگی
اتنہو ہوئے ہین ہم ہی ترے ڈہب سے آشنا
بلبل کی بولنے مین سب انداز ہین مرے
مہر کا تہارت دیکہہ کر وہ شعلہ خو مجہے
عالم سیاہ خانہ ہے کسکا کہ روز و شب

پر ہم سے تو تبہی نہ کبہو منہہ پر آئی بات
نسبت ہی تو تبہی نہین رہتی بنائی بات
رفتار کی جو تیری صبا نے چلائی بات
وہ آگیا تو سامنے اوسکے نہ آئی بات
وان تو نے کچہ کہا کہ ادہر ہمنے پائی بات
پوشیدہ کب ہے ہے کسیکی اوڑائی بات
کچہ رو سیہ رقیب نے شاید لگائی بات
یہ شور ہے کہ دیتی نہین کچہ سنائی بات

کیا سبب ہے اب مکان پر جو کوئی پاتا نہیں
میر صاحب آگے تو رہتے تھے اپنے گھر بہت

سلامت گر نہ مجھکو کر بلا مت
جلے کو اور تو اتنا جلا مت

گلے مل عید قربان کو سبھو سے
ہمارا آہ تم کاٹو گلا مت

سرے نا آشنائی کر ہیں بندے
نہ وہ اب ربط نے صاحب سلامت

بہت روزی نے رسوا کر دکھایا
نہ چاہت کی چھپی ہمسے علامت

کبھو تلوار وہ کھینچے ہے اے میر
لڑی قسمت تو سر کو ٹک بلا مت

ردیف جیم فارسی

اگ سا تو جو ہوا اے گل ترا آن کی بیچ
صبح کی باد نے کیا پھونک دیا کانکو بیچ

ہم نہ کہتے تھے کہیں بعض کہیں رنج نہ دکھا
اک خلاف آیا نہ ہندو و مسلمان کے بیچ

باوجود ملکیت نہ ملک میں پایا
وہ تقدس کہ جو ہے حضرت انسانکی بیچ

پاسبان سے تیرے کیا در جو ہو سائر فیس
ہے نہ اک طرح کی نسبت سگ دربانکے بیچ

جیسی عزت سیر کو دیوانگی ایسی زمیں ہو گئے
ویسی ہی انکی بھی ہوگی مری دیوانگی بیچ

ساتھ ہی اس کے گریبان کی یہ وحشت کرنا
بگڑے گی بجیہ ہے مر کا ابتو بیابانکی بیچ

قطعه

بلبل خموش و لاله و گل دونون سرنگون — شمشاد محو بیکلی اک نسترن کے بیچ
کل ہم بہی سیر باغ مین تہے ساتھ یار کے — دیکھا تو اور رنگ ہی سارے چمن کے بیچ

قطعه

یا ساتھ غیر کے ہی تمہین ویسی بات چیت — سو سو طرح کے لطف ہین اک اک سخن کے بیچ
یا پاس میرے لگتی ہے چپ ایسی آن کر — گویا زبان نہین ہے تمہارے دہن کے بیچ

فرہاد و قیس و میر سے آوارگان عشق
یونہین گئی ہے سب کے رہی من کی من کے بیچ

جو کچھ ہے ہر چند نہین یار کی گفتار کے بیچ — دیر لیکن ہے قیامت سی ہی دیدار کے بیچ
کسکی خوبی کے طلبگار ہین عزیز طلبان — خرقی بکتی کو چلا آتی ہے بازار کے بیچ
خضر و عیسی کے تئین نام کو جیتا سن تو — جان آئی اور تکب اسکی سو بیمار کے بیچ
انگلی کیا پیچ تمہارے تہی بس عاشق کو — بال جو اور گہرسنی لگی دستار کے بیچ
عشق ہے جسکو ترا اوس سے تو رکھئے الگو ہم — زندگی کی نہین امید اس آزار کے بیچ
ہم بہی اب ترک وفا ہی کرینگے کیا کرے — جنس تا بکتی نہین آپ کی سرکار کے بیچ
دیدہ کی دشت جنون ہے کہ بہیولی یا کی — مین تو موتی سے پروئے کہین ہین خار کے بیچ

ردیف ی

کر دی تو ہو ستم یہ نہیں تیغ کی جو اس
ٹکڑے اور ہو گئی جو کسو خستہ جان کی طرح

نقشے الٰہی دل کا مری کون لیگیا
کہتے ہیں سارے عرش میں اس مکان کی طرح

مرغ چمن نے روز رلایا سبھوں کو تئیں
میری غزل پڑھی تھی شب اک روضہ خوان کی طرح

لگ کر گلے سے اسکی بہت میں لگا کیا
ملتے تھے سرو باغ میں کچھ اس جوان کی طرح

جو کچھ نہیں تو بجلی تڑپ کر یہ دل پڑ گیا
ڈالی چمن میں ہم نے اگر آشیان کی طرح

یہ باتیں رنگ رنگ ہماری ہیں ورنہ میر
آجاتی ہے گلی میں کبھو اس دہان کی طرح

دور گرد دون ہوتی کچھ اور زمانے کی طرح
بہر نہ آویں کیونکی آنکھیں میری پیمانے کی طرح

اٹھلتا ہے کبھو ہنستا تو ہے باغ و بہار
اوسکی آمد میں ہے ساری فصل گل آنے کی طرح

بیٹھنا مجمع میں اپنی دلکشی اگر نہ تھی
سیکھ لی تا رون نے اوسکی آنکھ جھپکانے کی طرح

ہم گرفتار قفس وحشت ہی کر دیتی ہو دوگا
کوئی تو بتلاؤ اوسکی دام میں لانے کی طرح

حیران دیکھا جو آئینہ کو تو کچھ اوسکا
اس شجر میں کتنی ہے اس میری دیوانے کی طرح

شہر کی کیا خبر آئی ہے تمہی
عشق نے تسریان الٰہی ہے ویرانے کی طرح

کچھ ہو زلف خط سے ایسا ہو پیدا
ہے دل صد چاک میں بھی نہ سب شانے کی طرح

سطح سے گذر جاتی ہے آنکھیں موند کر
دیتے ہیں درد مندونکی بھی مر جانے کی طرح

یان بنا دسر کشتی سے کیا دیکھتا نہین ۔ کج اس چمن مین ٹھہری کلکی کلاہ تا چند

جب مہ ادہر سے نکلا جاتا وہ گہر سے نکلا ۔ رکھتا ہے داغ دیکہین یہ شتباہ تا چند

ایذا بہی کہینچ جگر جو ہتے عشق کی ہو
اسطرح مرتے رہہی ای میر آہ تا چند

تجہ بن ای نو بہار کے مانند ۔ چاک ہے دل انار کے مانند

ہوسکے شاید جگر تک آتش عشق ۔ اشک ہین سب شرار کے مانند

کو دماغ اوسکی رہ سے او ٹہنے کا ۔ بیٹہے اب ہم غبار کے مانند

کوئی نکلی کلی تو لالہ کی ۔ اس دل داغدار کے مانند

سرو کو دیکہہ غش کیا ہمنے ۔ تہا چمن مین وہ یار کے مانند

ہار کر شب گلے پڑے اوسکے ۔ ہم بہی پہولونکے ہار کے مانند

برق تڑپے بہی بہت ورلے نہو گی ۔ اس دل بیقرار کے مانند

قطعہ

اودن نے کینچی تہی صیدگہ مین تیغ ۔ برق ابر بہار کے مانند

اوسکے گہوڑے کے آگی سے نہ ٹلے ۔ ہم بہی دبلے شکار کے مانند

زخم کہا بیٹہیو جگر پہ مت ۔ تو بہی میر دل فگار کے مانند

ردیف ر ای

اسیر میر نہ ہوتے اگر زبان رہتے
ہوئی ہماری یہ خوش خوانی سحر صیاد

لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید
بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید

سب پریشان دلی مین شب گزری
بال اسکے بکھر گئے شاید

کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتے خبر
صوفیان بیخبر گئے شاید

ہین مکان وسرا وجا خالے
یار سب کوچ کر گئے شاید

آنکھہ آئینہ رو چھپاتے ہین
دلکو لیکر مکر گئے شاید

تو ہو آنکھون مین اب نہین آتا
زخم اب دل کی بھر گئے شاید

اب کہین جنگلون مین ملتے نہین
حضرت خضر مر گئے شاید

بیکلی بھی قفس مین سے ہے دشوار
کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہین اٹھتا
رات کو میر گھر گئے شاید

نہی تھی محبت اک اس سے مدت کی بعد
سو پھر بگڑی پہلی ہی صحبت کی بعد

جدائی کی حالات مین کیا کہون
قیامت تھی ایک ایک ساعت کی بعد

موا کوہکن بیستون کھود کر
یہ راحت ہوئی ایسی محنت کی بعد

بہت روئے ہم اور کی آخر ت [illegible] کی بعد

رفتار مین یہ شوخی رحم اے گجان زمین پر

آنکھین بھی پھری ہین [illegible] زمین پر

[illegible]

کیا سر جھکا رہی ہو میر اس غزل کو سنکر
باری نظر کرو ٹک اے مہربان زمین پر

کیا کیا نہی کھینچے آزار تیری خاطر
اب ہو گئی ہین آخر بیمار تیری خاطر

غیرونکی بیدماغی بیتابی چہاتی داغی
یہ سب ستم اٹھائے ای یار تیری خاطر

کیا جانیے کہ ہے تو کیا جنس بیش قیمت
جاتی ہین بگڑی جامی بازار تیری خاطر

اکبار تو نی آکر خاطر نرکھی میری
مین جی سی اپنی گذرا سو بار تیری خاطر

مین کیا کہ آہ کافرین کی اکابرون نی
قشقی لگائی پہنی زنار تیری خاطر

گو دل دہسک ہی جاوی آنکھین ابل ہی آوی
سب اونچ نیچ کی ہے ہموار تیری خاطر

ایک آن تیری ای ابرو ہے جھکی نپائی
سو سو مین نی کھینچی تلوار تیری خاطر

کیا چیز ہی تو پیاری مفلس ہین دراتے یہ
پیسے لئے پھرین ہین زردار تیری خاطر

تجھسے دو چار ہونا پھر آہ بن نہ آیا
دی جان میر جی نی ناچار تیری خاطر

ای صبا گر شہر کی لوگون مین ہو تیرا گذر
کہیو ہم صحرانوردون کا تمامی حال زار

خاک دہلی سی خدا ہمکو کیا یکبار گی
آسمان کو تھی کدورت سو نکالا یون غبار

منصب بلبل غزلخوانی تہا سو تو ہی امیر
شاعری زاغ و زغن کا ہو گیا ہی اب شعار

١٩٥

شعلۂ کتابت سے یہ کہتی تھی نہ ہو تنگی مجھے | اوڑھنی گھر یار کے تیری خبر کو بار بار
جب گیا میں یاد سے تب سکا گھر کاہے کا یک | آفریں صد آفریں اے مرد مان روزگار
اب بیابان در بیابان ہے مرا شور و فغان | گو چمن میں خوش کی تھی سیر ماجائے نزار
ہے مثل مشہور عمر سفر کوتاہ ہے | طالع برگشتہ بھی کرتے ہیں اب امداد کار
اک پر افشانی میں بھی ہے یہ وطن گلزار سا | سامعوں کی چھاتیاں نالوں سے ہو جاویں فگار
منہ پر آویگا سخن آلودۂ خون جگر | کیونکہ یاران زمان سے چاک ہے [illegible]
لیک تا سخن ہیں خوں نچکان شکوے بھرے | لیک ہے اظہار ہر ناکس سے اپنا ننگ و عار
جب بھلی کو تلخکامی کھینچے آمیں برے | بیت بخشی طبع نازک پر ہے اپنی ناگوار
آج سے کچھ بے حسابی جور کن مردم نہیں | انسے اہل دل سدا کھینچے ہیں رنج بے شمار
کام کے جو لوگ صاحب فن ہیں سے محسوس ہیں | ہے یہی کرتی رہینگے حاسدان نابکار

بس قلم رکھ ہاتھ سے جانے بھی دے یہ حرف صریر
کاہ کی جا ہے نہیں کہسار ہو تو بے وقار

آغشتہ خون دل سے سخن تھے زبان پہ | رکھی نہ تھی کان تک اس داستان پہ
کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز | آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پہ
بے دلبری کے فن و فریب آتی عمر میں | جھنجھلاہٹ تو آوے ہے اسکے بیان پہ

آئینے کی شہو پریشان نظری ہی | تو سادہ ہی آئینون کو نہ دیدار دیا کر
سو بار کہا غیر سی صحبت نہین اچھی | اس حیف کو مجلس مین نہ تو بار دیا کر
کیون آنکھون مین سرمی کا تو دنبالہ کہچی ہی | مت ہاتھ مین ان مستون کی تلوار دیا کر

کچھ خوب نہین اتنا ستانا بہی کسو کا
ہی میر فقیر اسکو نہ آزار دیا کر

طاقت نہین ہی جانمین کڑھنا تعب ہی اور | بی لطفیان کرو ہو یہ تسپر غضب ہی اور
ہر چند چپ ہون لیک مرا حال ہی عجب | احوال پرسی تو نکری تو عجب ہی اور
آنکھ اسکی اوس طرح سی نہین پڑتی تک ادہر | اب خوب دیکھتے ہین تو چتونکا ڈہب ہی اور
کیا کہیی حال ان کا جدائی کی رات مین | گذری ہی کب کہانی کہو سر یہ شب ہی اور
دل لی چکی دکھا کے رخ خوب کو تبہی | اب منہ چھپا جو بیٹھے یہ حسن طلب ہی اور
اس دل لگی کی روگ کو نسبت مرض سی کیا | اپنا یہ جلتی رہنا ہی کچھ اور تب ہی اور
ملو را گلی تری کہ ملتی نہین اسطرح سی تنک | وہ اور کچھ تہا جسسی تو پیاری یہ اب ہی اور
کیا بات تیری ای ہمہ عیاری و فسون | آنکھین کہین ہین اور سخن زیر لب ہی اور

اسباب مرگ کی تو مہیا ہین سارے میر
شاید کہ زندگانی کا اپنی سبب ہے اور

مرتے ہین جان دیتے ہین وارفتگان عشق
ہے میر راہ و رسم و یارا و فا کچہ اور

چمکی ہے جب سے برق سحر گلستان کی اور
جی لگ رہا ہے خار و خس آشیان کی اور

وہ کیا یہ دل لگی ہے فنا مین کہ رفتگان
منہ کر کبھی بھی سوئی کبھو یہ جہان کی اور

رنگ سخن تو دیکھ کہ حیرت سے باغ مین
رہ جاتی ہینگی دیکھ کے گل اس دہان کی اور

آنکھین سے کہل ہی جاینگی جو مر گیا کوئی
دیکھا نہ کر غضب سے کسو خستہ جان کی اور

کیا ہی خبر ہے رفتن رنگین عمر سے
جوئی چمن مین دیکھ چمک آب رو انکی اور

یان تاب سے کسکو مگر جذب عشق کا
لاوے اسیکو کہینچ کسو ناتوان کی اور

یارب ہے کیا مزا سخن تلخ یار مین
رہتی ہین کان سبکے اوسی بدزبان کی اور

یاد آ ... جگہ پا کہ تجہ بغیر
اب دیکھتا نہین ہے کوئی اس مکان کی اور

آیا کسی تکدر خاطر ہے زیر خاک
جاتا ہے اکثر اتہو غبار آسمان کی اور

کیا حال ہو گیا ہے ترے غم مین میر کا
دیکھا گیا نہ ہمسے تو ٹک اوس جوان کی اور

نئے طور سیکھے نکالی ڈہب اور
مگر اور رتہے تب ہوئی ہوا اب اور

ادا کچہ ہے انداز کچہ ناز کچہ اور
تہ دل سے ہے کچہ اور زیر لب اور

ندیکہی ایک وا شد اپنی دل کی اس گلستان مین
کہلی پائی ہزارون غنچہ دلگیر بہی آخر

سروکار آہ کب تک خامہ و کاغذ سی ہمین رہے
رکہی ہی تنہا احوال کی تحریر بہی آخر

بہری ہی باد لا سا پیچہی ان شہری غزالون کی
بیابان مرگ ہوگا اس چلن سی میر بہی آخر

رہنچاؤن چپ کیونکی برا جی مین یان گر
آؤ بہلا کہو تو سو جاؤ زبان کر

کہتی ہین چلتی وقت ملاقات ہے ضرور
جاتی ہین ہم بہی جان سی ٹک یکہو آن کر

کیا لطف تہا کہ میکدے کی پشت بام پر
سوتی تہی مست چادر مہتاب تان کر

آیا نہ چل کی یان تئین وہ باعث حیات
مارا ہی اون نی جان سی ہمکو تو جان کر

ایسی ہی تیغ دست ہو خونریزی مین تو پھر
رکہو گی تیغ جور کے یک چند میان کر

یہ ہمیر وتی کہ نگہ کا مضایقہ
اتنا تو میری جان نہ مجہسی سیان کر

رنگین گور کرنی شہیدونکی رسم ہے
تو بہی ہماری خاک پہ خونکی نشان کر

رکہتا تہا وقت قتل مرا امتیاز ہائے
سو خاک مین ملایا مجہی سب مین سیان کر

تم تیغ جور کہینچ کی کیا سوچ مین سے گئے
مرنا ہی اپنا جی مین ہم آئی ہین ٹہان کر

دو دن گئی کہ طاقت دل کا تہا اعتماد
اب یون کہڑے ہو کہ ہے نہ مرا امتحان کر

اوس گوہر مراد کو پایا نہ ہنسے میر
ہا پایان کار مر گئے یون خاک چہان کر

ردیف زا ی

عاشق کو اسکو گریہ خونین کا درد کیا
انسو نہین ہی آنکھہ سی جسکی گرا ہنوز

کیا جانی وہ کہ گذری ہی یار ونکی پہ کیا
مطلق کسو سی اس کا نہین دل لگا ہنوز

برسون مین نامہ بر سی مرا نام جو سُنا
کہنے لگا کہ زندہ ہی وہ ننگ کیا ہنوز

گمگشتہ ذرات کی تئین باجبین تو بہت گھسیر
نا واقف قبول ہی لیکن دعا ہنوز

کیا کیا کری ہی جستجو تہین تمام سی لیتی خط
حالانکہ وہ ہوا نہین حرف آشنا ہنوز

سو بار ایکدم مین گیا ڈوب ڈوب بھی
بحر غم کی پایا نہ کچھ انتہا ہنوز

خط سی ہوی بیوفائی حسن اسکی آئینہ
ہم سادگی سی کہتے ہین چشم وفا ہنوز

سو عقدی فرط شوق ہی پیش اور لگو
وہان بند اس قبا کی نہین ہی وا ہنوز

یان میر ہم تو پہنچ گئی مرگ کی قریب
وان دلبرون کو ہی وہی قصد جفا ہنوز

ہی سبزہ کو ہمو رونی کا آثار سا ہنوز
کوچہ کوئی کوئی ہی چمن زار سا ہنوز

کبتک کہنچی گی صبح قیامت کی شام کو
عرصے مین مین کھڑا ہون گنہگار سا ہنوز

مدت ہوئی کہ خون جگر مین نہین رہی
جاتا ہی انسوون کا چلا تار سا ہنوز

سایہ سا آگیا تہا نظر اسکا ایک دن
بہوت مین پہرون ہون پر یار سا ہنوز

برسون سی گل چمن مین نکالی ہین رنگ رنگ
نکلا نہین ہی ایک رخ یار سا ہنوز

ردیف سین

ستگر جو صدمی سی غم اوس تند خو پاس
رستہ بجز شکستہ گی کی گلو پاس

غنچہ و چشمک حرف و سخن زیر لبی — کہیے جو ایک دو افسون بتِ دلدار کے پاس

داغ ہونا نظر آتا ہے دلون کا آخر — یہ جو اک خال پڑا ہے تری رخسار کے پاس

خط نمودار ہوئی اور بھی دل ٹوٹ گئے — یہ بلا نکلی نئی زلف شکن دار کے پاس

درِ گلزار پہ جانے کی نصیب اپنے کہان — یونہین مر جائیے گا قفس کے کبھو دیوار کے پاس

کیا رکھا کرتی ہو آئینہ سے صحبت ہر دم — تک کبھو بیٹھو کسو طالب دیدار کے پاس

دل کو یون لیتے ہو کھٹکا نہین ہے پایا — تربیت پائی ہے تمنے کسی عیار کے پاس

مور جیسے لگے تنگ شکر کو آکر — خط نمود اٹھی یون لعل شکر بار کے پاس

جسطرح کفر بندھا ہے گلی اسلام کہان — یون تو تسبیح بھی ہم رکھتے ہین زنار کے پاس

ہم نہ کہتے تھے نہ مل مغبچون سے اے زاہد — ابھی تسبیح دھری تھی تری دستار کے پاس

نارسائی بھی نوشتے کی میری دور پہنچے — اتنی مدت مین نہ پہونچا کوئی خط یار کے پاس

اختلاط ایک تمہین میری غم کش سے نہین
جب نہ تب یون تو نظر آتے ہو دو چار کے پاس

عزت نہین ہے دل کی کچھ اس دلربا کے پاس — رہتی ہے آرسی ہی دھری خودنما کے پاس

پھرون شبون کو غم مین تری جاگتے رہے — ہوا نہین جگر سوگری کے وفا کے پاس

راہ روش کہین ہین جدا دردمند عشق — رنجیار یہ کہتے نہین ہوتی دوا کے پاس

ردیف شین

ششش جہت اب تنگ ہی ہم پر — اس سی ہوتی نہ ہم دو چار ای کاش

مرتی بھی تو ترے ہی کوچے میں — ملتی یہاں جا کی گور دار ای کاش

ان لبوں کی گلی ہی دل سی بھرا — چل پڑی بات پیش یار ای کاش

بی اجل میر اب پڑا مرنا
عشق کرتی نہ اختیار اسے کاش

کیا کہیے کیا کہیں ہیں ہم تجھسی یار خواہش — یک جان و صد تمنا یکدل ہزار خواہش

لے ہاتھہ میں قفس صیاد چل چمن تک — مدت سی ہی ہمن بھی سیر بہار خواہش

نے کچھ گنہ ہی دل کا نہ جرم چشم اسمین — رکھتی ہی ہمکو اتنا بی اختیار خواہش

حالانکہ عمر ساری مایوس گذری تس پر — کیا کیا رکھیں ہیں اسکی امیدوار خواہش

غیرت سی دوستی کی کسکس سی ہوجی دشمن — رکھتا ہی یاری ہی کی سارا دیار خواہش

ہم مہر ورز کیونکر خالی ہوں آرزو سی — شیوہ یہی تمنا فن و شعار خواہش

اٹھتی ہی موج ہر یک آغوش ہی کی صورت — دریا کو ہی یہ کس کا بوس و کنار خواہش

صد رنگ جلوہ گر ہی ہر جادہ غیرت گل — عاشق کی ایک یاں ہی کیونکر قرار خواہش

یکبار بر نہ آوی اس سی امید دل کی — اظہار کرتی کبتک یوں بار بار خواہش

کر ذہن سب تمنا ہی میر جی نہ اتنی — رکھی گی یار تمکو پایان کار خواہش

قصد حج ہے تو شیخ کو بھی چل	کعبے جانے کو یہ بھی جز ہے شرط
قلب یعنی کہ دل عجب گھر ہے	اُسکے نقاوے کو نظر ہے شرط
حق کی دینے کو جا بجا ہے سے کیا	یان نہ اسباب نے ہنر ہے شرط

دل کا دینا ہے سہل کیا اے میر
عاشقی کرنیکو جگر ہے شرط

کرتے نہیں ہیں اوس سے دنیا کے ہم اختلاط	ہوتا تھا اگلے لوگوں میں بھی باہم اختلاط
ٹک گرم ہیں ملوں تو مجھی سے ہیں خنک	اور ہوں تو وے ہی اوسے ہے ہر دم اختلاط
ایسا نہ ہو کہ شیخ دغا دیوے ہمنشین	ابلیس سے کرے ہے کوئی آدم اختلاط
بیگانگی بھی سے چلی جاتی ہے خصوص	رکھتا ہے یوں تو یار سے اک عالم اختلاط

کس طور اتفاق پڑے صحبت اوس سے دیکھ
ہے میر بید باغ و قیاست کم اختلاط

ردیف عین

تیرے ہی ہوتی شام گر بزم میں آجائے شمع	ہو خجل ایسی کہ منہ اپنا نہ پھر دکھلائے شمع
کیا چلی جاتی ہیں تجھ سے سرد بیسے دیکھتی	گر یہی یان کا ہے ڈھب تو حیف مجلس وائے ہم
کسکے تئیں ہوتا ہے قطع زندگانی کا یہ شوق	سرکشانی کو لگی ہیں جمع میں رکھا ہے شمع

بہونچے سے بنا تیری دست و پا سے نفع
اب فقیروں سے کہہ حقیقت دل
میر شاید کہ ہو دعا سے نفع

ردیف عین

آخر کو روے کار سے پردہ اٹھے گا کیا
مقدور تک تو چھپاتی کر ہے چھپائی داغ

دل کی گرہ مین غنچہ لالہ کے رنگ میر
سوز درون سے کچھ نہین ہے اب سواے داغ

ردیف فای

میلان دل ہے زلف سیہ فام کی طرف
جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف

دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے
کرتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف

اس پہلوی فگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹے ہے آرام کی طرف

یک شب نظر پڑا تھا کہین تو سر بام
رہتی ہے کون چشم تری بام کی طرف

آنکھین جنہون کی زلف قدح یار سے لگین
دے دیکھتی نہین سحر و شام کی طرف

ہون چشم یار بزم مین لگ رہی ہے آج
ٹک دیکھ شیخ مے کی بھری جام کی طرف

تھا راتو کاف و سینہ خراش ایک ہی نہین
لیکن نظر نہین ہے تجھے کام کی طرف

دل کیسے رہے ہین جنگلے نہین ہے نہین شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سے اس بت کافر کی شکل میر
جاتا نہین ہے جی تنک اسلام کی طرف

ردیف قاف

میر جی زرد ہوتے جاتے ہو
کیا کہیں تم نے بھی کیا ہے عشق

ردیف کاف

دیکھے تھے تیرے کانکے موتی کی اک جھلک
جاتی نہیں ہے اشک کے رخسار کی ڈھلک

یارب اک اشتیاق نکلتا ہے چال سے
ملتے پھرے ہیں خاک میں کسکی لئے فلک

طاقت ہو جسکے دل میں وہ دو چار دن رہے
ہم ناتوان عشق تمہارے کہان تلک

برسون ہوئے کہ جان سے جاتی نہیں خلش
ٹک مل گئے تھے آگے مرے وہ پھر پلک

آئے نہ ہاتھ میر کے میت پہ کل نماز
تابوت پر تھے اسکے بہت کثرت ملک

عزت اپنی اب نہیں ہے یار کو منظور تک
پاس جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور تک

حال میرا شہر مین کہتے رہینگے لوگ دیر
اس فسانے کے تئین ہوتے تو دو مشہور تک

پشت پا مارے ہین شاہی پر گدائی کوئی عشق
دیکھیو تم یان کا خدا کے واسطے دستور تک

چلہنے کا مجھ سے بھی قدرت کا کیا ہے اعتبار
عشق کرنا یو کسو کے چاہیئے مقدور تک

حق تو سب کچھ تہا ہی حق جانئے اسواسطے
حوصلہ سی بات کرتا کانٹکے منصور تک

منکر حسن بتان کیونکر ہوئے شیخ شہر
حق ہے اسکے اور نہ وہ آنکھوں سے ہو معذور تک

خاک پڑ ہے سرا جبین نیاز | اور کوئی ہو جبہ سا کیا خاک

تربت میر پر چلے تم دیر
اتنی مدت مین وان رہا کیا خاک

آج کل سے کچہ نہ طوفان زا ہے چشم گریہ ناک | موج زن ہر سو نسیمے ہے دریا ہی چشم گریہ ناک
یون نہ رو تو نہ رو ورنہ ڈبو وے گا سبھے | ہر قدم اس دشت مین پیدا ہی چشم گریہ ناک
دیکھیے آگے ٹک قدم رکھو تو یہ بھی یاہر | سیر قابل ہے نئے اک جا ہے چشم گریہ ناک
بے گداز یہ دل نہین امکان رونا اسقدر | تہ کو پہنچو خوب تو پردا ہے چشم گریہ ناک
سوجہتا اپنا کرے کچہ اب تو ہے مصلحت | جوش غم سے جیسے نابینا ہے چشم گریہ ناک
سبزہ ہے رونی کو میرے گوشہ گوشہ دشت کا | باعث آبادی صحرا ہے چشم گریہ ناک

دیر جاتی یا مری آنکھون ہی مین پڑتے ہین میر
یعنے ہر دم اوسکی زیر پا ہی چشم گریہ ناک

سو خونچکان لگی ہین اب سے مری بان تک | جی رندہ گیا ہے ظالم اب رحم کر کہان تک
ملنے مین میرے کاہی ہے کنکتی مگر یانہ اوٹھے | حاضر رہا ہو نہین تو اپنی طرف سے جان تک
ہر چند مین نے سر پاس وکی خاک ڈالی | لیکن نہ پہنچین آنکھین اس بے نشان کی نشان تک
ان ٹھریونکا چلنا کوئی ہماسے پوچھو | لاتا نہین ہے منہ وہ اب میری استخوان تک

ردیف کاف فارسی

تو ہم ہین اور یہ مین مست ہی گیسو کو چل
ہوتی ہین فتنہ سازیی ورہیانکی لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون عیب لے
کم آشنا ہین طور سے اس کام جانکی لوگ

پتے کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین کہے ہین یہ گمان کے لوگ

بہت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتی ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستانکی لوگ

فردوس کو بہی آنکہ اٹھا دیکہتے نہین
کس درجے سیر چشم ہین کوی بتانکی لوگ

کیا سہل جیسے ہاتھ اٹھا بیٹھتے ہین ہا
یہ عشق پیشگان ہین الہی کہانکی لوگ

منہ تکتے ہی رہے ہین سدا جسکو لوگ بیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبانکی لوگ

کیا عشق خانہ سوز کے دل مین چہپی ہی آگ
اک سارے تن بدن مین پہک سی ہوئی ہے آگ

گلشن بہرا ہے لالہ و گل سے اگر چہ سب
پر اس بغیر اپنے تو بہا مین لگی ہے آگ

پاؤن مین پڑ گئے ہین پہپہولے ہو یا تمام
ہر گام راہ عشق مین گویا دبی ہے آگ

جل جل کے سب عمارت دل خاک ہو گئے
کیسے نگر گواہ محبت سنے دی ہے آگ

اب گرم و سرد دہر سے یکسان ہین جان
پانی ہو دل ہمارا کبہی تو کبہی ہے آگ

کیونکر نہ طبع آتشین اوسکی ہمین جلائے
ہم مشت خس کا حکم رکہین وہ پری ہے آگ

کب لگ سکی ہے عشق جہان سوز کو ہوس
ماہی کی زیست آب سمندر کا جی ہے آگ

اس ابرو کمان پہ جو قربان ہین ہم | ہمین کو نشانا بتاتے ہین لوگ
نہ سویا کوئی شور شب سے مرے | قیامت اذیت اوٹھاتے ہین لوگ

ان آنکھون کے بیمار ہین میر ہم
بجا دیکھنے ہمکو آتے ہین لوگ

ردیف لام

مار بہے آسان ہے دشنام سہل | یار اگر ہے اہل تو ہے کام سہل
جیون نگین مین کے جگر کاوی بہت | کیا نکلتا ہے کسو کا نام سہل
خانہ دری یارون نے تب آنکھین لگین | کسنے پایا آہ یان آرام سہل
مدعی ہو چشم شوخ یار کا | کیا نگاہون مین ہوا بادام سہل

تمنے دیکھا ہوگا پکین میر کا
ہمکو تو آیا نظر وہ خام سہل

پوشیدہ کیا رہی ہے قدرت نمائی دل | دیکھے نہ بستیون مین زور آزمائی دل
ہے تیرہ یہ بیابان گرد و غبار سے سب | ویرانہ کب کھائی ہے رہنمائی دل
اندوہ غم سے اکثر رہتا ہون مین مکدر | کیا خاک مین ملی ہے میری صفائی دل
پیش آوے کوئی صورت منہ موڑتی ہے یکبار | آئینہ سان جنہین ہے کچھ آشنائی دل

غنیمت جان فرصت آج کی دن | سحر کیا جانی کیا ہو شب ہی حامل
اگرچہ ہم نہین ملنے کے لایق | کسو تو طرح ہمسے بھی ہبلا مل
لیا واہد نے جام بادہ کف پر | بحمد اللہ کہلا عقد انامل
وہی پہنچے تو پہنچے آپ ہم تک | نہ یان طالع رسا نہ جذب کامل
ہوا اول عشق کی سختے سے ویران | ملایم چاہیئے تہا یان کا عامل

پس از مدت سفر سے آگئے ہین میر
گئین وہ اگلے باتین تو ہے جاہل

ردیف میم

پلکہ نپوچہو بنک رہے ہین ہم | عشق کے مارے جہک رہے ہین ہم
سو کہہ غم سے ہوئی ہین کانٹا سے | پر دلو نہین کہتک رہے ہین ہم
وقفۂ مرگ اب ضروری ہے | عمر طے کرتے تہک رہے ہین ہم
کیونکے گرد علاقہ بیٹہہ سکے | دامن دل جہٹک رہے ہین ہم
کون پہنچے ہے بات کی تہ کو | ایک مدت سے بک رہے ہین ہم
اونے دیدنی کہا تہا بوسۂ لب | اوس سخن پر اٹک رہے ہین ہم
نقش پا سے رہی ہین کہل آنکہیں | کسکی یون راہ تک رہے ہین ہم

سرون په ہاتھ کبھی تیغ پر کبھو ادھر کا
کچھ ایک قسم نہین میری آشنائی کی قسم

جدا ال دیر کی رہبان سنئین کہان تک میر
اٹھو حرم کو چلو اب تمہین خدا کی قسم

اب سوکھی ہی جاتی ہے سب کشت ہوس ظالم
لے ابر تر آ کر ٹک ادھر ہی برس ظالم

صیاد بہار ابکی سب لوٹ گیا مین ہین
ٹک باغ تلک لے چل میرا بھی قفس ظالم

کس طور کوئی تجھسے مقصود کو ہی حاصل
نی رحم تری جی مین نے دلمین ترس ظالم

کیون سرخ ہو نا حق ہم بخت سیاہ ہونکے
مت پیچ مین پگڑی کی بالونکو گہر ظالم

جون ابر مین روتا تھا جون برق تو ہنستا تھا
صحبت نرہی یون ہی ایک دو ہی برس ظالم

کیا کھو گئے تجھکو محمل یان گرم حکایت ہے
چل راہ مین کچھ کتنا مانند جرس ظالم

مطلق نہین گنجایش اب وصل مین اپنے
آزار کوئی کھینچے یون کب تئین بس ظالم

سر رشتہ ہستی کو ہم دے چکے ہاتھونسے
کچھ ٹوٹی ہی جاتی ہین اب تار نفس ظالم

تا چند رہیگا تو یون داغ غم اس مہ کا
چھاتی تو گئی تیری ای میر عبث ظالم

محرم سے کسو روبرو ہون کا تسلی اب ہم
تدبیرین کرین اپنی تن زار و زبون کی

بیوجہ غضب ہی کا پوچھین نہ سبب ہم
افراط سے اندوہ کی ہون آپ عجب ہم

کچھ ہندی ہی مین میر نہین لوگ جیب چاک
ہے میرے ریختون کا دوانا دکن تمام

بخت سیہ کی نقل کرین کس سے چال ہم	مہندی سی لگی قدم سے ہوئے پائمال ہم
کیونکر نہ اس چمن مین ہون آتشی [illegible] ہم	پان پھول سونگھ سونگھ ہے منہ [illegible] ہم
باہر گلی مین سیکڑون جس جا ملیح تھے	یا زلف و خط کو دیکھتے ہین خط و خال ہم
گذری ہے جی مین کہ وہ دہن ہوگا وہم	کیا جانے لوگ کہتے ہین کیا کیا خیال ہم
جاتی نہین او[illegible] یہ آب سرگرانیان	مقدور تک تو اپنی گئے ٹال ٹال ہم
لو ہو کمان ہے گر نینون سے تن کچھ [illegible]	کرتے ہین منہ کو اپنی طمانچون سے لال ہم
وہ تو ہی ہے کہ مرتی ہین سب تجھ سے [illegible]	حور و پری کو جانے کب مین [illegible] ہم
گذری ہے بسکہ اسکی جدائی دلون پہ شاق	منہ نوچ نوچ رہے ہین علی الاتصال ہم
منظور سجدہ ہے ہمین اس آفتاب کا	ظاہر مین یون کرین ہین نماز زوال ہم
ظاہر ہوا انمین ہی ہماری دم اور ہوش	آئے نہ پھر تمہاری گئے تک بحال ہم
مطلق جہان مین ہنسی کو بھی چاہتا نہین	اب تم بغیر اپنے ہوئے ہین وبال ہم
نقصان ہوگا اسمین نہ ظاہر کہان تلک	ہو وینگے جس زمانے کے صاحب کمال ہم

تا کب کمان ملیگا وہ دامن سوا رہے میر

بہرین آنکھین لہو سے رہنے لگین	یہ رنگ اپنا دیکھا مروت سے ہم

نہ مل میر اب کے امیرون سے تو
ہوئے ہین فقیر ان کی دولت سے ہم

کب تک رہینگے پہلو لگائے زمین سے ہم	یہ درد اب کہین گے کسو نازنین سے ہم
تلوار کتنے کہائے سجدہ مین اسطرح	فریادی ہونگے ملکے لہو کو جبین سے ہم
فتراک تک یہ سر جو نہ پہونچا تو یا نصیب	مدت لگے رہے ہین ترے دامان زین سے ہم
ہوتا ہے شوق وصل کا انکار سے زیادہ	کب تجھسے دل و تنہا مین تیری نہین سے ہم
چہاجی جو چشید ستی کرے نور ماہ پر	دیکھے عجب سفیدہ تیرے آستین سے ہم
یہ شوق صید ہونے کا دیکھو کہ آپ کو	دکھلایا صید گہ مین بسیار دین سے ہم
تکلیف درد دل کی مکر تنگ ہونگی کو	یہ بات روز کہتے رہے ہمنشین سے ہم
اڑتی ہے خاک شہر کی گلیون مین اب جہان	سونا لیا ہے گود مین ہر کہین سے ہم

آوارہ گردی اپنی کھینچی میر طول کو
اب چاہینگے دعا کسو گوشہ نشین سے ہم

ردیف نون ✣

مدعی مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہین	چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسی کیا کہتے ہین

کوئی بجلی کا ٹکڑا اب تلک ہے | پڑا ہوگا ہمارے آشیان مین

پھری ہے چھانتا ہے خاک اے میر
ہوس کیا ہے مزاج آسمان مین

نہین تجھ سا لعل و لب ربا مین | گہر پہنچا تبسم آب لب مین
غریبانہ کوئی شب روز گریان | ہمیشہ کون رہتا ہے سرا مین
اوٹھاتے ہاتھ کیون نومید ہوکر | اگر پاتے اثر کچھ ہم دعا مین
کہے ہے ہر کوئی اللہ میرا | عجب نسبت ہے بندہ مین خدا مین
کفن مین ہے نہ پہنا وہ بدن دیکھ | پہنچے تو ہو مین تیرون کی جا مین
ادہر جانیکو آمد ہے تو ہے لیکن | سبکپائی سے ہے باد صبا مین
بلا تہ دار بحر عشق نکلا | نہ ہمنے انتہا پائی ابتدا مین
ملے ہر سون وہی بیگانہ ہے وہ | ہنر ہے یہ ہمارے آشنا مین

اگرچہ خشک ہین جیسے پر کاہ
اوڑے ہین میر جی لیکن ہوا مین

مر مر گئے نظر کر اوسکے برہنہ تن مین | کپڑے اوتارے اول جب پہنچے ہم کفن مین
گل پھول سے کب اس بن لگتی ہین اپنی آنکھین | لائی بہار ہمکو زور آوری چمن مین

فردوس بہ نصیب پر آدمی تہا جو
ملک دل کی بیقراری مین بہا مین چلے
تم دل سے جو گئی سو خرابی بہت رہی
اللہ ری نازکی نہین آتی خیال مین
حالت یہ ہی کہ بیخبری دم بدم ہے یان

دل کو دیا نہ اپنی کسو خوش پسر کہین
ہر دم طپش سے راہئی میرے جگر کہین
پہر ہی بساؤ لگے اس اجڑے نگر کہین
کس کس طرح سے باندہتے ہین اس کمر کہین
وے اب تلک بہی آتے نہین کچہ خبر کہین

مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچہ ہمین نہین
کیا جانئے کہ میر گئے ہم کدہر کہین

کیا کہون دل بخود تو دیر مین آتا ہون مین
داغ ہون کیونکہ نہ مین دریشن رجب نہ تب
ہجر مین وصل طفل بازی کوشکے رہتا ہون جب
ہون گرسنہ چشم مین دیدار خوبان لاجب
آپ سب ہوتا ہون پا کر آپ کو جیسے حباب
ایک جاگہہ کب ٹہرنی دی ہے مجہکو روزگار
ہے کمال عشق پر بیطاقتی دل کی دلیل
آسمان معلوم ہوتا ہی دری کچہ آگیا

پہر جو یاد آتا ہی وہ چپکا سا رہجاتا ہون مین
بوریا پوشون ہی مین شعلہ ہوا جاتا ہون مین
جا کی اکہرو کوٹک اپنی دل کو بہلاتا ہون مین
دیکہنی پراسکی تلوارین کہرا کہاتا ہون مین
یعنی اس تنگ عدم ہستی سی گہبراتا ہون مین
کیون تم ادہر کو تادہر ادہر نکل جاتا ہون مین
جلوہ دیدار کی اب تاب کب لاتا ہون مین
دور اس سی آہ کیسا کیسا گہبراتا ہون مین

بیٹھنے سے کسو دل صاف کی سرعت تو چڑھے
خوب سا کرتی تامل تو اثر پانی مین

آتش عشق نے راون کو جلا کر مارا
گرچہ لنکا سا تھا اس دیو کا گھر پانی مین

جوشش اشک مین شب دل بہی گیا سینے سے
کچہ نہ معلوم ہوا اے اثر پانی مین

بہر و بار سی ہی مین کچہ قدر نہی گو جی ہو فنا
عود پھر لکڑی ہے ڈوبی نہ اگر پانی مین

چشم تر ہی مین ہے کاش وہ روئے خوش رنگ
پہول رہتا ہی بہت تازہ و تر پانی مین

رووں تو آتش دل شمع نمط بجھتی نہین
مجھکو لیجا کے ڈبو دیوین مگر پانی مین

گریۂ زار مین بیتابی دل طرفہ نہین
سیکڑون کرتی ہین پیراک ہنر پانی مین

برگ گل جون گذر آب سے آتی ہین چلے
رونی سے وہ نہین میری لخت جگر پانی مین

محو گر آپ کو یون ہستی مین اوسکی جیسے
بوند پانی کی نہین آتی نظر پانی مین

وہ گہر آنکھ سے جاوے تو گئے آنسو میر
اتنا رویا ہون کہ ہون تا بہ کمر پانی مین

جوشش اشک سے ہون آٹھ پہر پانی مین
گرچہ ہوتی ہین بہت خوف و خطر پانی مین

ضبط گریہ نے جلایا ہی درونہ سارا
دل کا چنبہ ہے کہ ہے سوختہ تر پانی مین

آب شمشیر قیامت ہے برندہ اسکے
یہ گوارا ہی نہین جاتی ہین سر پانی مین

طبع دریا جو ہوا آشفتہ تو ہے طوفان ہے
آہ بالون کو پراگندہ مگر پانی مین

دل پریشانی جمع کی ہی ہلکی مری گل کی رنگ — آنکھ جون غنچہ کیون کر آہ مین یکجا کرون

ایک چشمک ہی چلی جاتی ہی گل کی میری اور — یعنی بازار جنون مین جاؤن کچھ سودا کرون

خوار تو آخر کیا ہی گلیونمین تو نی مجھے — تو سہی ای عشق جو تجھکو بھی مین رسوا کرون

خاک اڑاتا اشک افشان آن نکلون تو یہ — وحشت کو دریا کرون یا بستیان صحرا کرون

کعبے جانی سی نہین کچھ شیخ مجھکو اتنا شوق — چال وہ بتلا کہ مین دل مین کسو کے جا کرون

اب کی ہمت صرف کر جو اس سی جی اچھا مرا
پھر دعا ای میر مت کہیو اگر ایسا کرون

کیا کہون فتنے اوٹھائے ہین ہر انکی دو قدم مین — تڑپا ہزار نوبت دل ایک ایک دم مین

کو قیس منہ کو نوچے فرہاد سر کو چیرے — یہہ کیا عجب ہے ایسی ہوتی ہین لوگ غم مین

اہل نظر کسو کو ہوتی ہے محو میت — آنکھون کے اندھے ہم تو مرتے ہی حرم مین

کلفت مین گذری ساری مدت تو زندگی کی — آسودگی کا منہ اب دیکھینگے ہم عدم مین

کرتے ہین میر ملکہ واعظ سی جس دم کا
کیا یہہ بھی آگئے ہین اس پوچ گو کی دم مین

عشق مین جی کو صبر و تاب کہان — اس سے آنکھین لگین تو خواب کہان

بیکلی دل ہے کے تماشا تھے — برق ہین ایسے اضطراب کہان

دیکھے ہین کیا کیا ڈہلکتے اشک میر
بیٹھے موتے سے پروتے عشق مین

کرتے ہین جو کہ جی مین ٹھانے ہین — خوبرو کسکے بات مانے ہین
مین تو خوبان کو جانتا ہی ہون — پر مجھے یہہ بہی خوب جانے ہین
جاہیین اوس گلی مین گر رہنا — ضعف و بیطاقتی بہانے ہین
پوچھہ اہل طرب سے شوق اپنا — وے ہی جانے جو خاک چھانے ہین
ابتو افسردگی ہی ہے ہر آن — وے نہ ہم ہین نہ وے زمانے ہین
قیس و فرہاد کے دو عشق کے شور — اب مرے عہد مین فسانے ہین
دل پریشان ہو تمہین تو خوش دو لوگ — عشق مین جنکے جی ٹھکانے ہین
مشک و سنبل کہان وہ زلف کہان — شاعرون کے یہہ شاخسانے ہین

عشق کرتے ہین اوس پری رو سے
میر صاحب بہی کیا دوانے ہین

آپ اوس جنس کی ہین ہم ہی خریدار نہین — یکہ کر جائے بکی جسکے لئے بازار نہین
باغ فردوس کا ہی رشک وہ کوچہ لیکن — آدمی ایک نہین اوسکے ہوادار نہین
ایک سے ہی وہ برے حال مین آیا کبہو — لوگ اچھے تہی بہت یار کے بیمار نہین

اس کوہ سنگ سے ہلا کیجا دل زمین تک ۔ اس گوشے سے گھر سے دم آئی ہین ناک مین

اب کی جنون مین فاصلہ شاید نہ کچھ رہے ۔ دامن کی چاک اور گریبان کی چاک مین

کیسے لطافت اوس تن نازک کی میر کیا
شاید یہ لطف ہوگا کسو جان پاک مین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان ۔ لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یہان

سن شور گل قفس مین اوڑ اغ سب ہوا کے ۔ کیا پھول گل کھلے ہین اوسکی بہار مین یہان

کب دوستی ہو میری وفی مین بہ تجھ سے ۔ دریا بھری ہین ایک ایک دامن کے تار مین یہان

تم تو گئے دکھاکر اک برق کی چمک سے ۔ آیا بہت تفاوت صبر و قرار مین یہان

ہم مر گئے و لیکن سوز دروں ہے ویسا ۔ ایک آگ لگ رہی ہے کنج مزار مین یہان

ہجران ہر گھڑی ہی سو سو برس تعب سے ۔ روز شمار یار وہی کس شمار مین یہان

جن راتون میر ہمکو رونے کا شغلہ تھا
رہتا تھا بحر اعظم سو تو کنار مین یہان

آج ہمارے گھر آیا تو کیا ہے یان جو نثار کرین ۔ الا کھینچ بغل مین تجھکو دیر تلک ہم پیار کرین

خاک ہوئے برباد ہوئے پامال ہوئے سب محو ہوئے ۔ اور شدائد عشق کی رہ کی کیسے ہم ہموار کرین

زرد رخ رونا ہر دم کا شاہد ہے سو ایسے ہیں ۔ چاہت کا انصاف کرو تم کیونکر ہم انکار کرین

کیا کیا کیا تامل اس فکر مین کیا گھل — سمجھا نہ آپ کو مین کیا جانیے کہ کیا ہون

ہوتا ہے گرم کیا تو اے آفتاب جب بی — یک ذرہ دم مین مین تو شبنم نمط ہوا ہون

پیری سے جھکتے جھکتے پہنچا ہون خاک تک مین — وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون

مجھکو بلا ہے وحشت اے میر دور اسے
جا لگہ سے جب وٹہا ہون آشوب سا اٹھا ہون

کوچے مین تیری میر کا مطلق اثر نہین — کیا جانیے کدہر کو گیا کچھ خبر نہین

ہے عاشقی کی بیچ ستم دیکھنا ہی لطف — مرجانا آنکھین موند کے یہ کچھ ہنر نہین

کب شب ہوئی زمانے مین جو پھر ہوا نہ روز — کیا اس شب فراق کی کوئی سحر نہین

پہنچا ہمکو مست تو ہے صحبت [illegible] — [illegible] نہین

گلگشت کے لئے تو یہ ہی سو تو خوب یہان — شایستۂ پریدن گلزار پر نہین

کیا ہو جو حرف سن گذر و ستی سی آہ — خط لیکیا کہ راہ مین پھر نامہ بر نہین

آنکھین تمام خلق کی رہتی ہین اس گلی — مطلق کسو کو سال پہ پھر نظر نہین

کہتے ہین سب کہ خون ہے ہوتا ہی اشک چشم — ڈالا تو تو کدہر گیا یہ ہی تو جگر نہین

بہا کر شراب خانے مین رہتا نہین تو پھر
یہ کیا کہ میر جمعی ہے کی رات گھر نہین

ان دلبرون کی آنکھہ نہین ہی جائے اعتماد	جبتک کہ ہین یہ چاہئے پیش نظر رہین
فردا کہ فکر آج نہین مقتضائے عقل	کل کے بہی دیکہہ لیوینگے کل ہم اگر رہین

تیغ و تبر رکہا نکہو پاس میر کے
ایسا نہو کہ آپ کو ضائع وہی کرہین

دلکو لکہون ہون آج وہ کیا مدعا لکہون	دیوانون کو ہو خط لکہون شاید یہی بجا لکہون
کیا کیا لقب ہین شوق کے عالم مین یار کے	کعبہ لکہون کہ قبلہ اوسی یا خدا لکہون
حیران ہو میر سے حالمین کہنے لگا طبیب	اس درد مند عشق کے مین کیا دوا لکہون
وحشت زدونکو نامہ لکہون مین تو کسطرح	مجنون کو اسکے حاشئے پر مین دعا لکہون

کچہہ روبرو ہوئی یہ جو سلجھے تو سلجھے میر
جی کے اولجھنے کا اسے کیا ماجرا لکہون

جیسے ہے اسکی ابروئی خمدار درمیان	رہتی ہے میری خلق کے تلوار درمیان
برپا ہوا ہجوم سے ایک حشر تازہ وان	آیا جہان کہین قدم یار درمیان
اس کام جان مین ہم مین ہوا ہے حجاب چشم	یون ہے یہ آہ کہ بتئین دیوار درمیان
سو بار اسنے فتنے جہانمین اوٹہی ولے	دیکہی نہ ہمنے وہ کمر ایکبار درمیان
کیا کہئے آہ جیکو قیامت ہی انتظار	آتا نہ کاش وعدۂ دیدار درمیان

تم تو پہر اب انسکو یہہ کہتے چلے ہو کل لیکن
بیکل ایسا ہے رہا شب تو یہہ بیمار کہان

دل کی خواہش ہو سکیو تو کمی دلکی نہین
اب ہی جنس بہت ہے یہہ خریدار کہان

خاک یان چہانتے ہین کیون پہرو دلکے لیے
ایسا عنقا ہے ہم پہر کوئی غمخوار کہان

دم زدن مصلحت وقت نہین ہی ہمدم
جیمین کیا کیا ہے مرے لب پہ اظہار کہان

شیخ کی آفت ہی کی دیر ہے میخانے مین پہر
سبحہ سجاد کہان جبہ و دستار کہان

ہمسے ناکس تو بہت پہرتے ہین جی دیتے و لے
زخم تیغ اوسکی اوٹھانیکا سزاوار کہان

تو نے ہی گرد رخ سرخ نکالا خط سبز
باغ شاداب جہان مین گل بیخار کہان

سنبلنے عقل کی سر رشتے گئے گم سارے
اب جو وحشت ہو تو گریبان کوئی تار کہان

تو کہ گردن تئین یان کوئی لہو مین بیٹھے
ہاتہ اوٹھاتا ہے جفا سے وہ ستمگار کہان

ڈوبا لوہو مین پڑا تہا ہمگی پیکر میر
یہہ نجانا کہ لگی ظلم کی تلوار کہان

اے مجھسے تجھکو سو ملی تجھسا پنایا ایک مین
سو سو کہین تو نے مجھے ڈھونڈا پڑا پایا ایک مین

عالم کی مین نے سیر کی مجھکو جو خوش آیا سو تو
سب سے رہا مخطوظ تو تجھکو نہ بہایا ایک مین

یہہ جوش غم ہوتے ہی ہین یعنی ابر برسے ہی ہین
چشم جہان آشوب سے دریا بہایا ایک مین

تہا شکوہ دعوی عشق کا لیکن نہ ٹھہرا کوئی بہی
دانستہ اپنی جان سے دلکو اوٹھایا ایک مین

گر نسیم صبا ہی گاہ سموم
شور ہے ترک شیخ کا لیکن

اس چمن مین ہوائین کیا کیا ہین
چپکے چپکے دعائین کیا کیا ہین

منتظر ویہی قصر دل اے میر
شہر تن مین بہی جائین کیا کیا ہین

فراق آنکھہ لگنے کی جا ہے نہین
پلک سے پلک آشنا ہے نہین

گلہ عشق کا بد و خلقت سے ہے
غم دل کو کچھ انتہا ہے نہین

محبت جہان کے تہان ہو چکے
کچھ اس روگ کی بہی دوا ہی نہین

دکہایا کئے یار اوس رخ کا سطح
کہین آرسی کو حیا ہی نہین

وہ کیا کچھ نہین حسن کے شہر مین
نہین ہے تو رسم وفا ہے نہین

چمن محو اوس روے خوش کا ہے سب
گلی ترکی اب وہ ہوا ہے نہین

نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارے کوئی کیا خدا ہے نہین

دل الکی کیسے کیسے جھگڑے مچا رہے ہین +
بد وضع یان کے لڑکے کیا خوش معا رہے ہین

گھبرا کے لگتیا ہین رک کے تمہین جا ہین
کرتے ہین جو وفائین وان ہی کے صلے ہین

کیا قدرتی سخن کے جہان ہے جمتین تمہین
ہر بات جا بجا ہے ہر بیت پر صلے ہین

شب آنکھون سے دریا سا بہتا رہا
انہین نے کنارے لگایا ہمین

ہمارا نہین تمکو کچھ پاس رنج
یہہ کیا تمنے سمجھا ہے آیا ہمین

لگی سر سے جون شمع پا تک گئی
سب اس داغ نے آہ کھایا ہمین

جلین پیش و پس جیسے شمع و پتنگ
جلا وہ بھی جنّے جلایا ہمین

ازل مین ملا کیا نہ عالم کے تئین
قضا نے یہی دل دلایا ہمین

رہا تو تو اکثر الم ناک میر
ترا طور کچھ خوش نہ آیا ہمین

کیا عبث مجنون پئے محمل ہے میان
یہہ دوانا باولا عاقل ہے میان

قند کا کون اسقدر مائل ہے میان
جو ہے اون ہونٹھون ہی کا قایل ہے میان

ہمنے یہہ مانا کہ واعظ ہے ملک
آدمی ہونا بہت مشکل ہے میان

چشم تر کی خیر جاری ہے سدا
سیل اس دروازے کا سائل ہے میان

مر سکے پیچھے تو راحت سچ ہی لیک
بیچ مین یہہ واقعہ حائل ہے میان

دلکی پامالی ستم ہے قہر ہے
کوئی یون دلتا ہے آخر دل ہے میان

آج کیا فردای محشر کا ہراس
صبح دیکھین کیا ہو شب حامل ہے میان

دل تڑپتا ہے نہین کیا جانئے
کس شکار انداز کا بسمل ہے میان

ہوموم جو میری حیرتی فرط شوق سے دل
آئینے پر سے ٹک نہیں اٹھتی تری نظر
رنگ اور بو تو دلکش و دلچسپ ہیں گل
تیر ستم کا تیری ہدف کب تلک ہوں
لگے تو آنکھیں موند سیاں میں ودہر وا

کیا جانو دل کسو سے تمہارا لگا نہیں
اس شوق کس کے منہ سے تجھی کچھ چھپا نہیں
لیکن ہزار حیف کہ گل میں وفا نہیں
آخر جگر ہے لوہے کا کوئی توا نہیں
ایک آدہ دن میں دیکھیے یاں کیا کچھ نہیں

کہتے ہو میر و پر سے تو کبھی چل رہو
معموم کا ہی کیوں ہو تمہارے خدا نہیں

کیا کہیں آتش ہجران سے گلی جاتی ہیں
گوہر گوش کسو کا نہیں جی سے جاتا
یہی مسدود ہے کچہ راہ وفا ورنہ ہم
بار حرمان و گل و داغ نہیں کہہ سہتا
حیرت عشق میں تصویر سی رفتہ ہی ہے
ہمیر کو فت جو کھنچی ہیں انہوں سے پوچھو
یاد قد میں تیری آنکھوں سی بہی ہیں جوئیں
دیکھیں پیش آوے ہی کیا عشق میں اب ہو جنون

چھاتیاں سلگیں ہیں ایسی کہ جلی جاتی ہیں
آنسو موتی سے مری منہ پہ ڈہلی جاتی ہیں
سب کہیں نامہ و پیغام چلے جاتے ہیں
شجر باغ وفا پہولے پہلے جاتے ہیں
ایسے جاتی ہیں ہم ہی تو پہلے جاتی ہیں
دل دہلی جاتی ہیں جی اپنے بہی جاتی ہیں
گر کسو باغ میں ہم سرو تلی جاتے ہیں
ہم بہی اس راہ میں سر گاڑے چلی جاتی ہیں

ردیف واو

لا میرے اور یارب آج ایک خوش کمر کو / قدرت سے اسکی دلکی کل پہیر دے ادہر کو

بیطاقتی مین شب کی پوچہو نہ ضبط میرا / ہاتہون مین لکو رکہا دانتون تلے جگر کو

پہولا پہلا نہ اتنک ہرگز درخت خواہش / برسون ہوئے کہ دون ہون مین آب اس شجر کو

سنے روزگار میرا ایسا یہ کہ یارو / مشکل ہے فرق کرنا ٹک شام سے سحر کو

ہرچند ہی سخن کو تشبیہ در سے لیکن / باتین مری سنو تو تم پہینکدو گہر کو

نزدیک ہے کہ جاوین ہم آپ سے اب و / ملتے ہین دوستون سے جاتی ہوئی سفر کو

کب میر ابر ویسا برساکے کر اندہیری ✣ / جیسا کہ روتے ہمنے دیکہا ہے چشم تر کو

نہ مائل آرسی گا رہ سراپا درد ہوگا تو / نہو گلچین باغ حسن ظالم زرد ہوگا تو

یہ پیشہ عشق کا ہے خاک چہنوائیگا صحرا کے / ہزاران بیوفا جون گل چمن پرورده ہوگا تو

غبار راہ اوٹہنی لگی گا تیری سن نازک طبیعت سے / لبان گرد باد آخر بیابان گرد ہوگا تو

علاقہ دل کا لکہوائیگا دفتر ہاتہ سے تیرے / تجرد کی جریدہ دنین قلم سا فرد ہوگا تو

نہ ایکدم صبح تک بہی آنکہ لگنی دیگا دل جلنا / یہی پہر میر سا سرگرم آہ سرد ہوگا تو

ہی میرے باعث شور و فغان ہو | ابھی کیا جانئے بیان کیا سمان ہو

یہی شور عالم ہین دو عالم | خدا جانے ملاپ اسے کہان ہو

جہان سجدہ مین ہمنے غش کیا تھا | وہین شاید کہ اس کا آستان ہو

سنو سے وصف ان بالون کا مجھسے | اگر ہر مو مرے تن بیزبان ہو

جگر تو چھین گیا تیر ان کے مارے | تمھاری کس طرح خاطر نشان ہو

نہ دل سے جا خدا کے مجکو سوگند | خدائی مین اگر ایسا مکان ہو

تم اے نازک تنا ن ہو کر سب کے | تمنائے دل و آرام جان ہو

بلی ملک اب کہ اسنے مار ڈالا | کہے کچھ کوئی گر جی کے امان ہو

قطعہ

سنا ہے چاہ کا دعوا تمھارا | کہو جو کچھ کہ چاہو مہربان ہو

کنارا یون کیا جاتا نہین ہے | اگر پائے محبت درمیان ہو

ہوئے ہم پیر سو ساکت ہین اب میر
تمھاری بات کیا ہے تم جوان ہو

مت سگ یار سے دعوا کہ مساوات کرو | اس کنے بیٹھنے پاؤ تو مباہات کرو

صحبت آخر ہی بہار نگر و پھر افسوس | متصل ہو سکے تو ہمسے ملاقات کرو

طول رکھتا ہے درد دل میرا
لکھنے بیٹھوں تو خط ترسل ہو

ہو جو مجھ بادہ کش کے عرس میں تو
جب کہ قلقل سے شیشے کی قل ہو

دیر رہنے کے جا نہیں یہ چمن
بوے گل ہو صفیر بلبل ہو

مجھ دو اسنے کی مت ہلا زنجیر
کہیں ایسا نہو کہ پھر غل ہو

منکشف ہو رہا ہے حال میر
کاش تک یار کو تامل ہو +

سب حال سے بیخبر ہیں یان تو
ہر چند وہ شہر ہے جہان تو

اس تن پہ نثار کرتے لیکن
اپنے ہی نظر میں ٹھہرے جان تو

برباد ندے کہیں سراسر
ہتی تہیں شمع سان زبان تو

کیا اسکے گئے ہے ذکر دل کا
ویران پڑا ہے یہ مکان تو

کیا کیا نہ عزیز خوار ہونگے
ہوسنے وہ اسے اب ہے جوان تو

غنچے لگے منہ تمہارے لیکن
صحبت کا اسے سبب ہے ہو وہان تو

کیا اسے رکھیں امید بہبود
پھرتا ہے خراب آسمان تو

یہ طالع نارسا ہی جاگیں +
سو جاے ٹک اسکا پاسبان تو

مت تربت میر کو مٹاؤ
رہنے دو غریب کا نشان تو

زنہار اپنی آنکہہ مین آتا نہین وہ صید
پہوٹا دو سار جسکے جگر مین نہ تیر ہو

ہوتی ہین میکدے کی جوان شیخ جی بہت
پہر در گذر یہ کرتی نہین گو کہ پیر ہو

کسطرح آہ خاک مذلت سے مین اوٹہون
افتادہ تر جو مجہسے مرا دستگیر ہو

حد سے زیادہ جور و ستم خوشنما نہین
ایسا سلوک کر کہ تدارک پذیر ہو

دم بہر ٹہہرے دلمین نہ آنکہون مین یکپل
اتنے سے قد پہ تم بہی قیامت شریر ہو

ایسا ہے اسکے گہر کو بہی آباد دیکہیو
جس خانمان خراب کا یہ دل مشیر ہو

قطعہ

تسکین دل کے واسطے ہر کم بغل کے پاس
انصاف کر کہ کب تئین مخلص حقیر ہو

یک وقت خاص حق مین مرے کچہ دعا کرو
تم بہی تو میر صاحب و قبلہ فقیر ہو

ملا یا رب کبہی اس صید افگن سر بسر کن کو
کہ افشان کیجے خون اپنے سے اسکی دامن چین کو

کیے وے سابقی سارے خصومت ہے پیارے
کبہو در تک تو آ بارے ہماری دلکی تسکین کو

یہی جاتی نہین بس اب لہو گہونٹ ہے بس مجہسے
بہت پی پی گیا درتے مین اشک خونین کو

نہ لکہین یار کو محضر ہمارے خون ناحق کا
دکہا دیوینگے ہم محشر مین اسکی دست رنگین کو

بجز حیرت نہین آتی کوئی شکل پہر اسسے
دکہایا ہمنے گر چہرہ ترا صورت گر چین کو

کلیات میر

جنبش ہی جا اسکی آگی ہونٹھون کو ہو تو کہیو | یون اپنی طور پر تم باتین بہت بنا لو
دو نعرون ہی مین سب کی ہو گا مکان ہو کا | سن رکھو کان رکھکر یہ بات لبتی والو
تمام خدا ستم مین تم نامور تو ہوئے | پر ایک دو کو یون ہی لمبد مار ڈالو
زلف اور خال و خط کا سودا نہیں ہے ابہا | یارو ابھی تو سر سی جلد اس بلا کو ٹالو
یاران رفتہ ایسے کیا دور تر گئے ہین | ٹک کر کی تیز گامی اس قافلی کو جا لو
بازاری ساری دلی کی کہتی ہین راز بیٹھے | جلکو ہین کہا ہو تم منہ سو مت نکالو

یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کروگے
تم اب بہی میر صاحب اپنی تئین سنبہالو

اتنا کہا نہ ہم سے تمنے کبھو کہ آؤ | کاہیکو یون کہڑی ہو وحشی سی بیٹھ جاؤ
یہ چاند کسی ٹکڑی چہپتے نہین چھپائے | ہر چند اپنی منہ کو برقع مین تم چھپاؤ
دو چار تیر یارو اس سی بہلی ہی دوری | تم کھینچ کھینچ مجکو اس پلی پر نہ لاؤ
ہو شرم آنکہہ مین تو بہاری حجاز سی ہے | مت کر کی شوخ چشمی آشوب سا اٹھاؤ
اب آتی ہو تو آؤ ہر لحظہ جی گہٹی ہے | پھر لطف کیا جو آکر دہا ہی تم بناؤ
تہی سحر یا نگہہ تہی ہم آپکو تہی بہولے | اس جادوگر کو گویا پھر بھی تنک دکھاؤ
جا ہی گئی سوگندی سی جی بہر میرا آتی ہین کیا | آیندہ میر صاحب دل مت کہین لگاؤ

یار خصوصیت تو رہی اپنی اسکی سات	میرا کہو جو حال تو اس سے جدا کہو
آشفتہ ہو جو اس پریشان خراب حال	دیکھو مجھے تو خبطی و دیوانہ بڑا کہو

کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر سے
خط تنہے جو لکھا ہے تو کیا کیا لکھا کہو

رکھو گردن کو تری تیغ ستم پر ہو سو ہو	جی میں ہم نے یہ کیا ہے اب مقرر ہو سو ہو
قطرہ قطرہ اشکباری تا کجا پیش سحاب	ایکدن تو ٹوٹ پڑ اے دیدہ تر ہو سو ہو
بند میں ناز و نعم ہر گز رہے کیونکر فقیر	یہ فضولی ہے فقیری میں میسر ہو سو ہو
آگ کوچہ سے ترے جاتا ہوں کب اے رشک شب	تیر باران ہووے یا سر تیغ یکسر ہو سو ہو
صاحبی کیسی جو تمکو بھی کوئی تم سا ملے	پھر تو خواری ہے وقاری ہے بندہ پرور ہو سو ہو
کب تلک فریاد کرتی یوں پھرین بے قصد	داد لیجے اپنی اس ظالم سے اوڑ کر ہو سو ہو
بال تیرے سر کے آگے تو جیوں کے ہین وبال	سر منڈا کر ہم بھی ہوتے ہیں قلندر ہو سو ہو
سختیاں دیکھیں تو ہمسے چند کہتا ہے عشق سا	دل کو ہم نے بھی کیا ہے اب تو پتھر ہو سو ہو

کہتے ہیں ٹھہرا ہے تیرا اور غیرونکا بگاڑ
ہیں شریک اے میر ہم بھی تیرے بہتر ہو سو ہو

جون غنچہ میر اتنے نہ بیٹھے رہا کرو	گل پھول دیکھنے کو بھی نکلا و چلا کرو

جی میں تو ہے کہ دیکھیے آوارہ میر کو
لیکن خدا ہی جانے وہ گھر میں ہو یا نہ ہو

ملتفت ہوتا نہیں ہے گاہ تو — کس قدر مغرور ہے اللہ تو
مجھسے کتنی جان سے جاتی رہی — کس کی ہیبت سے گیا ہمراہ تو
بیخودی رہتی ہے اب اکثر سبب — حال سے میرے نہیں آگاہ تو
اوسکے دل میں کام کرنا کام ہے — یوں فلک پر کیوں نہ جاوے آہ تو
فرش ہیں آنکھیں ہی تیری راہ میں — آہ ٹک تو دیکھہ کر چل راہ تو
جی تلک تو منہ نہ موڑیں تجھسے ہم — گر جفا و جور کا ہے خواہ تو
کاہش دل ہی دو چنداں کیوں نہ ہوں — آنکھہ میں آوے نہ دو دو ماہ تو
دل وہی کیا کی ہی یوں ہی چاہیے — اے زہی تو آفریں واہ واہ تو

میر تو تو عاشقی میں کھپ گیا
مت کسیکو چاہیو اب چاہ تو

عنایت ازلی سے ہوا دل ملا مجھکو — محل شکر ہے آتا نہیں گلا مجھکو
تنک شراب ضعیف الدماغ ہو ساقی — دم سحر ہے پر زور مست پلا مجھکو
بیمار سے ہے کوئی مردا ساکہ تا خاموش — ہلا کہیں لب جاں بخش کو جلا مجھکو

گلی میں اوسکی رہا جا کے جو کوئی سو رہا	وہی تو جاوے ہے واں جب کسو کی آئی ہو
لب سوال نہ اک بوسے کی بھی کہولون	ہزار مہر و محبت میں بینوائی ہو
زمانہ یار نہیں اپنے بخت سے اتنا	کہ مدعی سے او سے اکیدن لڑائی ہو
جفا و جور و ستم اوسکے آپ ہی سہتی	جو اپنے حوصلے میں کچھ بھی اب سمائی ہو
ہزار موسم گل تو گئے اسیری میں	دکہائی دے ہے موئی ہی یہ اب رہائی ہو

چپکتے دانتوں سے اوسکے ہوئی ہے روکش میر
عجب نہیں ہے کہ بجلی کی جگ ہنسائی ہو

ہوتی کچھ عشق کی غیرت بھی اگر بلبل کو	صبح کر باو سے لگ لگنے نہ دیتے گل کو
میں ذرا پینا دہنا تھا تبھی اس شوخ نے جب	پگڑی کے پیچ سے باندہا تھا اوٹھا کاکل کو
ستی ان آنکہوں سے نکلی ہے اگر دیکہو خوب	خلق بدنام عبث کرتی ہے جام مل کو
جیسی ہوتی ہے کتاب ایک ورق بن ناقص	نسبت نام اسی طور ہے جزو سے کل کو

ایک لحظے ہی میں بل سارے نکل جاتے میر
پیچ اوس زلف کی دیتی تھی دکہا سنبل کو

اب اسیری سے بچیں تو دیکہیے گلشن کبہو	تھا ہمارا بھی چمن میں ای صبا مسکن کبہو
ہم بھی اک امید پر اس صید گہ میں ہیں پڑے	کہتے ہیں آتا ہے ادہر وہ شکار افگن کبہو

احوال کی خرابی مری پہونچی اس سر
اس پہ بھی وہ کہے ہے ابھی ٹک خراب ہو
میں کان کہو رکہتا ہوں تیری شتاب ہو

یاد جب آتی ہی وہ زلف سیاہ
سانپ سا چھاتی پہ پھر جاتا ہے آہ

کھل گیا منہ اتبو اس محبوب کا
کچھ سخن کی بھی نکل آوی گی راہ

شرم کرتے تھے مرا سر کاٹ کر
سو توانی اور ٹیڑھی کی کلاہ

یار کا وہ ناز اپنا یہ نیاز
دیکھیے ہوتا ہے کیون کر یون نباہ

دین مین اوس کافر بیرحم کی
اجر اک رکھتا ہے خون بیگناہ

پتھروں سی سینہ کوبی مین سنے کی
دل کی ماتم مین مری چھاتی پہ سراہ

مول لی چک مجلکو آنکھین موند کر
دیکھہ تو قیمت ہی میری یک نگاہ

لذت دنیا سے کیا بہرہ ہمین
پاس ہی زندگی ولی ہی ضعف باہ

روٹھ کر کیا آپسے ملنے مین لطف
ہووی گر وہ بھی تو کچھہ ہو عذرخواہ

ضبط بہتیرا ہی کرتے ہین ولے
آہ اک منہ سی نکل جاتی ہی گاہ

اوسکی رو کے رفتہ ہی آئین یان
آج سی تو کچھہ نہین یہ جی کی چاہ

دیکھہ رہتے دھو کر اوس رخسار کو
دا یہ منہ دھوتی جو کہتی ماہ ماہ

شیخ تو نے خوب سمجھا میر کو
واہ وا اسے بے حقیقت واہ واہ

ہمسے کیون الجھا کری ہی آ سمجھ اے نا سمجھ
آج طبیعت جو مخالف ہین انہون سی جا سمجھ

بندہ کری دردِ دل کو کوئی نہین پہونچیا
ہر ایک کی حقیقت یان ہی خدا رسیدہ

کیا وسوسہ ہی مجکو عزت سی جینی کا یان
نکلا نہ میری دل سی یہ خار نا طلیدہ

ہم کاڑہ کر جگر بہی آگی تمہارے رکہا
پہر یا نصیب بس پر تم جو ہوئی کبیدہ

سائی ہوا نہی وحشت ہمکو رہی ہمیشہ
جون آفتاب ہم بہی کیسے رہی جریدہ

منصور کی نظر تہی جو دار کی طرف سے
پہل وہ درخت لایا آخر سر بریدہ

ذوق سخن ہوا ہی اب تو بہت ہمین بہی
لکہہ لینگے میر جی کی کچہ شعر چیدہ چیدہ

لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھہ
چاہ وہ ہی جو ہو نباہ کے ساتھہ

وقت کڑہنی کی ہاتھہ دل پر رکھہ
جان جاتی رہی نہ آہ کے ساتھہ

عشق مین ترک سر کئے ہی سبہی
مشورت تو بہی کر کلاہ کی ساتھہ

ہوا گر چند آسمان پہ و لے
نسبت اوس مہ کو کیا ہی ماہ کی ساتھہ

سفری وہ جو مہ ہوا تا دیر
چشم اپنی تہی گرد راہ کی ساتھہ

جا نو بہ تو ملن آنکھون کا دیکہا
جی کہیچے جاتی ہین نگاہ کے ساتھہ

میر سی تم بری ہی رہتے ہو
کیا شرارت ہی خیر خواہ کے ساتھہ

پھرتی ہین اوسکی آنکھین آنکھون تلے ہمیشہ
رہتا ہے آب دیدہ یان تا گلے ہمیشہ

تصدیع ایک دو دن ہووے تو کوئی کھینچے
تڑپے ہی جگر ہمیشہ چھاتی جلے ہمیشہ

اک اس مغل بچے کو وعدہ وفا نکرنا
کچھ جا کہین تو کرنا آرے بلے ہمیشہ

لب تک وفا کر لگا یون حوصلہ ہارا
در پیش ہی درد اکثر غم ہی ملے ہمیشہ

اس جسم خاکی سے ہم مٹی مین اٹ رہے ہین
یون خاک مین کہانتک کوئی رلے ہمیشہ

آیندہ و روندہ باد سحر کبوتر
قاصد نیا اودہر کو کبتک چلے ہمیشہ

مسجد مین چل کے ملئے جمعے کے دن سنے تو
ہوتے ہین میر صاحب وان دن ڈھلے ہمیشہ

آوے کہنے مین رہا ہو غم سے گر احوال کچھ
جان بلب ہین پر نہین ہین حال کچھ

بے زری سے داغ ہین لیکن یہون پر پھیر سے
کہئے حاجت نہ لوگون سے جو ہوون مال کچھ

کام کو مشکل دل پر آرزو نے کر دیا
یاس کلی ہو چکی تو پھر نہین اشکال کچھ

دل ترا آیا کسو کے پیچ مین جو سدہ گئی
متصل بکھرے رہا کرتے ہین منہ پر بال کچھ

ماہ سے ماہی تلک اس دام مین ہین مبتلا
کیا بلا ہے جان ہے میر تمہارا حال کچھ

ایکدن کنج قفس مین ہم کہین رہ جاینگے
بیکلی گل بن بہت رہتی ہے امسال کچھ

کیا اوس آتشباز کے لونڈے کا اتنا شوق ہے میر
بہ چلی ہے دیکھ کر اسکو تمہاری رال کچھ

ردیف یای

نہ ٹھہری ایک بھی چشمک بسان برق آنکھوں مین
تجلی جل گیا ای عمر تیری تو شتابی سے

نکل آتی ہو گھر سے چاند سے یہ کیا طرح ٹکڑے
قیامت ہو رہیگی ایکدن اس بی حجابی سے

یہ جھگڑا اتنک آ کر مین رکھا روز شمار اوپر
کرون کیا تم تو لڑنی لگتی ہو حرف شتابی سے

بہت رویا نوشتی پر مین اپنی دیکھ قاصد کو
کہ سر ڈالی غریب آتا تہا خط کی جوابی سے

مبادا کاروان جاتا رہے تو صبح سوتا ہے
بہت ڈرتا ہون مین اے میر تیری پرخوابی سے

آنکھین نہین یان کھلتی اید ہر کو نظر بہی ہے
سدھ اپنی نہین ہمکو کچھ تمکو خبر بہی ہے

گو شکل ہوائی کی سر چرخ تئین کھینچا
ای آہ شرر افشان کچھ تجھ مین اثر بہی ہے

اس منزل دلکش کو منزل نہ سمجھیے گا
خاطر مین رہے یان سے در پیش سفر بہی ہے

مجھ حال شکستہ کی تا چند یہ ہو قمری
کچھ کسر مین اب میرے ای شوخ کسر بہی ہے

یہ کیا کہ منہ نوچے نے چاک کرے سینہ
کر عرض جو کچھ تجھ مین اے میر ہنر بہی ہے

دوری مین اوسکی گور کنارے ہم آرہے
جی رات دن جنہون کی کہین اونہین کیا رہے

اوس آفتاب حسن کی ہم داغ شرم مین
ایسے ظہور پر بہی وہ منہ کو چھپا رہے

اب جسکی حسن خلق یہ پھولے پھرے ہین لوگ
اوس بیوفا سے ہم بہی بہت آشنا رہے

کسکو لاگی کہ نہ تو ہو مین ڈبایا اُسکو | اوسکی شمشیر کی جدول ہی بہا کیا کیا کی
جان کی ساتھہ ہی آخر مرض عشق گیا | جی بہلا تنک نہوا ہمنے دوا کیا کیا کی
اون نے پھیرو نہ تری طرف جور و جفا کی ہرگز | ہمنے یون اپنی طرف سی تو وفا کیا کیا کی
سجدہ اک صبح تری در کا کرون اس خاطر | مین نے محراب مین یا تونکو دعا کیا کیا کی
آگ سی پھکتی ہی دن رات رہا کی تجھ بن | جان غمناک تری غم مین جلا کیا کیا کی

میر نے ہنو ہمون سی اٹھکے نہ اٹھایا جی کو
خلق اونکی تئین یہ سنکے کہا کیا کیا کی

کب تلک حوال یہ جب کوئی ترا نام لے | عاشق بیحال دونون ہاتہہ سی دل تھام لے
ناتوانی سی اگر مجھ مین نہین ہی جی تو کیا | عشق ہو چاہی تو مردی سی بھلا کام لے
پہلو تہی عاشق نہ بستر سی لگے تو ہی بجا | دلسی آفت ہو بغل مین جسکی کیا آرام لے
اس بلبل نالان ہی اونس لف سیہ مین جا پکڑا | آج یہ بیمار دیکھین کسطرح سی شام لے
شاخ گل تیری طرف جھکتی جو ہی اک ست نیاز | چاہیے تو بھی میری ہاتہہ سی اک جام لے
دلکی آسایش نہین امکان لف یار مین | یہ شکار مضطرب ہی دم نہ زیر دام لے
عزت اے پیر مغان کچھ صاحبونکی ہی ضرور | آئی ہین تیری کنہی ہم جامۂ احرام لے
کیا بلا مفتی کا لونڈا سرچڑہا ہی اندنون | آدمی ہی گو یا کہ مجھ پر قاضی کا اعلام لے

بیٹھین ہین رونی کو تو دریای رواں سمجھ کر
جوش و خروش تھا تو تب ہم لگے کنارے

لاتی نہین ہو مطلق سر تم فرو خدا ہے
یہ ناز خوبرویان ہے بندہ ہین ہم تمہارے

کوئی تو ماہ پارہ اس بھی رواق مین ہے
چشمک زنی مین شکوی تو ہے نہین ہین تارے

لگ کر گلے نہ سوی اس منہ پہ منہ نہ رکھا
جی سی گئے ہم آخران حسرتون کی مارے

بیتابی ہی دونون کو بیخوابی ہی غمبو نکو
آرام و صبر دونون مدت ہوئی سدہارے

آفاق مین جو ہوتی اہل کرم جو سنتے
ہم برسون رعد آسا بیتاب ہو پکارے

جل بجھیے اب تو بہتر مانند برق خاطف
جون ابر کسکے آگی دامن کوئی پسارے

ہمنے تو عاشقی مین کھویا ہی جان کو بھی
صدقی مین میر جی کی ڈھونڈتی ہین وارے

اس باغ بی ثبات مین کیا دل صبا لگی
کیا کیا نہال دیکھتی یان پاؤن آ لگے

حرص و ہوس سی باز رہو دل تو خوب ہے
ہی قہر اس کلی کی تئین گر ہوا لگے

تلخ اتنا ہی جی کو بھی لگتی ہی اس نمط
جیسے کسو کی زخم پہ تیر اک دوا لگے

کسکو خبر ہی کشتی تباہون کی حال کی
تختہ مگر کنارے کوئی بہکی جا لگے

ایسے لگی پھری ہین بہت ساتھ گردشین
جانی دی ذرا ایسی جو رہی سی بلا لگے

وہ ہی جبین فسروز تو بلبل ہی ساتھ
گل ایسی منہ کی آگی بھلا کیا بھلا لگے

ہرگز کوئی اس مقام مین دس روز	اپنی نوبت بجائے جاتا ہے
کھل گئی بات تھی سو اک نو	تو وہی منہ چھپائے جاتا ہے
یان پلتھین نکل گیا وان غیر	اپنی ٹکی لگائے جاتا ہے
روئے کیا دل و جگر کے تئین	جی بھی یان ہی تو ہائے جاتا ہے
کیا کیا ہے فلک کا مین کہ مجھے	خاک ہی مین ملائے جاتا ہے
نہ جبین کچھ سے ہے انکی تئین ہر گام	عرق شرم آئے جاتا ہے

قطعہ

جائے غیرت ہے خاکدان جہان	تو کہان منہ اوٹھائے جاتا ہے
دیکھہ سیلاب اس بیابان کا	کیسا سر کو جھکائے جاتا ہے

وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے

کعبے مین جان بلب تھے ہم دوری بتان سے	آئے ہین پھر کے یارو ابھی خدا کے یان سے
تصویر کے سے طائر خاموش رہتے ہین ہم	جی کچھ اوچٹ گیا ہے اب نالہ و فغان سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانب گلستان	رکھتی ہے چھیڑ میری خاشاک آشیان سے
کیا خوبی اوسکی منہ کی ای غنچے نقل کریے	تو تو نہ بول ظالم بو آتی ہے دہان سے

چلتا نہیں ہے دل پہ کچھ اسکی بس وگرنہ
ہم گو نہوں جہان مین آخر جہان تو ہوگا

عرش و عاجزوں سے اکثر بلا گیا ہے
تو نے بدی تو کی ہے ظالم بھلا کیا ہے

ہے منہ پہ میر کے کیا گرد ملال تازہ
یہ خاک مین ہمیشہ یونہین رلا کیا ہے

کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے
کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے

گرد حباب آمیتی ہے اک حسرت سے رہ جاتی ہین دیکھ
وحشیان دشت کی آنکھ اس شکار افگن پہ ہے

کثرت پیکان سے میری ہوگئی ہیئت ہے اور
اب شرف دلکو ہمارے پارۂ آہن پہ ہے

کون یون اے ترک رعنا زینت فتراک تھا
خون سے گل کاری عجب اک رخنۂ دامن پہ ہے

سر اوٹھانے کی نہیں ہے ہمکو فرصت عشق مین
ہر دم اک تیغ جفا سے تازہ یان گردن پہ ہے

نوحہ کر کر مجھکو دکھلایا غم دل نے غزل
شیون اب موقوف یاروں کا یہ شیون پہ ہے

ہو چکا ہنگامہ ہستی مین آخر کب تلک
تا اُٹھے شب سے قیامت روز مرد و زن پہ ہے

خرمن گل سے لگی ہین دور سے کو ہر کنگ ڈھیر
تو ہمارے سے ہمارے رنگ اک گلشن پہ ہے

دے پہرے پلکین الٹ دیتی ہین صف اے آہ نیر
اب لڑائی ہند مین سب اس ہی بیٹن پہ ہے

تو تو کہتا ہے کہ مین نے اس طرف دیکھا نہین
خون ناحق میر کا یہ کسکے پھر ہے یون ہے

مرتے ہوئے بھی ہمکو صورت نہ آ دکھائی
وقتِ اخیر اچھا منہ کو چھپا کے بیٹھے

عزلت نشین ہوے جب دل فراغ ہو گیا
یعنے کہ عاشقی مین ہم گھر جلا کے بیٹھے

جو کفر جانتے تھے عشق بتان کو وے ہی
مسجد کو آگے آخر قشقہ لگا کے بیٹھے

شور متاعِ خوبی اس شوخ کا بلا تھا
بازار میں سب دکانین اپنی بڑھا کے بیٹھے

کیا اپنی اور اسکی اب نقل کریے صحبت
مجلس سے اٹھ گیا وہ تک ہم جو آ کے بیٹھے

کیا جانیے تیغ اسکی کب ہو بلند عاشق
یوں چاہیے کہ سر کو ہر دم جھکا کے بیٹھے

قطعہ

ہم لوگوں کی سیج پر سے جو بید مانع اٹھے
مسند پہ ناز کی کے جو تیوری چڑھا کے بیٹھے

کیا غم اوسے زمین پر بے برگ و ساز کوئی
خار و خسک ہی کیوں نہ بستر بچھا کے بیٹھے

وادی قیس سے پھر آئے نہ میر صاحب
مرشد کی ڈھیر پر ہی شاید کہ جا کے بیٹھے

جانے مین قتل گہ سے تیرا اختیار ہے
پر جا مین جو گئے ہین سو رہ پر غبار ہے

ہم آپ سے گئے سو آئے کہان سے گئے
مدت ہوئی کہ اپنا ہمین انتظار ہے

بس وعدۂ وصال سے کم دے مجھے فریب
آگے ہی مجھکو تیرا بہت اعتبار ہے

سر تابی اوس سے طائر قدسی نکر سکے
اوس ترک صید بند کا وہ تو شکار ہے

جیتے ہی سہنگے کیونکر ہم اے طبیب ناداں
لائق تری نہیں ہے خصمی غیر لیکن
ہر چند یہ بہر خوبان سر سجدہ نہیں مارے
بن آہ دل کا رکنا بیجا نہیں ہمارا
اپنے سخن کی اس سے کس طور راہ نکلی

بیمار اس سے تس پر مطلق دوا نہ پہونچی
وہ باز کیوں کہ آوے جب تک سزا نہ پہونچے
پر اونکے دامنوں تک دست دعا نہ پہونچے
کیا حال ہووے اوسکا جسکو ہوا نہ پہونچے
خط اوس طرف نجاوے قاصد گیا نہ پہونچے

وہ میر شاہ خوبی بہر قدر دور اسکی
درویش بینوا کی اوس تک صدا نہ پہونچے

کرتا ہے کب سلوک وہ اہل نیاز سے
یوں کب ہماری آنکھ بہیں ہیں کہ تجھ سے شوخ
خاموش رہ سکے نہ تو بڑھ کر بھی کچھ نہ کہہ
اب جا کسو درخت کے سائے میں بیٹھیے
یہ کیا کہ دشمنوں میں مجھے سان نے لگے
مانند شمع چھلکے ہی پڑتے ہیں اتنے اشک

گفتار اوسکی کبر سے رفتار ناز سے
دیکھا کبھو اید ہر مژۂ نیم باز سے
سر شمع کا کٹے ہے زبان دراز سے
اسطور سہہ گئے کب تمکین اہل ساز سے
کرتی کسو کو ذبح بہی تو امتیاز سے
کچھ جلتے جلتے ہوگئے ہیں ہم گداز سے

شاید کہ آج رات کو تھے میکدے میں میر
کھیلے تھا ایک مغبچہ مہر نماز سے

کیا رنگ بود و باد سحر سب ہین گم راہ | کیا ہی جا اس چمن مین ہی ایسی چلا چلی
تو دو قدم جو راہ چلا گرم اے نگار | مہندی کف کی آگ دلون مین لگا چلی
فتنہ ہی اسی شہر مین برپا ہزار جا | تلوار اسکی چال پہ کیا ایک جا چلی

یہ جور و جور کش تہی کہان آگی عشق مین
تجہ سی جفا و میر سے رسم وفا چلی

آہ رو کون جائی وای کس طرح گہر کی ترے | گاڑ دیوین کاش مجہکو بیچ مین در کی ترے
لالہ و گل کیون نہ بیکل اپنی آنکہون مین لگین | دیکہنی والی ہین ہم تو رنگ احمر کی ترے
بی پر و بالی سی اپکی گو کہ بلبل تو ہی چپ | یاد ہین سبکی تئین وی چہچہی پر کی ترے
آج کا آیا تجہی کیا پاوی ہم حیران ہین | ڈہونڈہنی والی جو ہین الشوخ اکثر کی ترے
دیکہہ اسکو حیف کہا کر سب مجہی کہنی لگی | واہ تو گہر ہین یہی اطوار دلبر کی ترے
تازہ تر ہوتی ہین تو گل سی ہی نازکی نہال | صبح اٹہتی ہین بچہی جو پہول بستر کی ترے
مشک عنبر طبلہ طبلہ کیون نہو کیا کام ہے | ہم دماغ آشفتہ ہین زلف معنبر کی ترے
جبین وہ طاقت کہان جو حجر ہین سہی زرین | اب ٹہہرتی ہی نہین ہین پاؤن ٹک سر کی ترے
داغ ایسی ہی جو ہین بلبل کی دلبر کسکی ہین | یون تو اے گل ہین ہزارون آشنا زر کی ترے
کوئی آب زندگی پیتا ہی یہ زہراب چہوڑ | خضر کو ہستی ہین سب مجروح خنجر کی ترے

جگر سب جل گیا لیکن یا بہلتی نہیں اپنی ۔۔۔ سبا داس آتش نشین خو کو مخالف کچہ لگا دیوے

کوئی بہی میر ہو درویش سی یون دور پہرتا ہی
ٹک اس درویش سی مل چل کہ تجہکو کچہ دعا دیوے

کیا خور ہو طرف یار کی روشن گہری سی ۔۔۔ مانا ہی حضور اسکی چراغ سحری سے

سبزان چمن ہووین برابر تری کیون کر ۔۔۔ لگتا ہی تری ساق کو بہی ننگ پری سے

ہشیار کہ ہی راہ محبت کی خطرناک ۔۔۔ مارے گئے ہین لوگ بہت بیخبری سے

ایک آن مین رعنائیان تیری تہین ہین سو سو ۔۔۔ کب عہدہ برائی ہوئی اس عشوہ گری سے

زنجیر تو پاؤن مین لگی رہنے ہمارے ۔۔۔ کیا اور ہو رسوا کوئی آشفتہ سری سے

جب لب تری یاد آتی ہین آنکہون سی ہمارے ۔۔۔ تب ٹکڑے نکلتے ہین عقیق جگری سے

عشق آنکہونکی شیچے یہ کیا میر چہپی ہے
پیدا ہی محبت تری مژگان کی تری سے

کچہ کرو فکر مجہ دوانے کی ۔۔۔ دہوم ہے پہر بہار آنے کی

دل کا اوس کنج لب سی دیتی ہی نشان ۔۔۔ بات لگتی تو ہی ٹہکانے کی

وہ جو پہرتا ہی مجہسے دور ہی دور ۔۔۔ ہے یہ تقریب جی کی جانے کی

تیز یون نہین نہ تہی شب آتش شوق ۔۔۔ تہی خبر گرم اوسکے آنے کی

قطعہ

جو ہو سو پیالۂ عمر سے ۔۔۔ ہمہ داری شراب خانے کی
چال بیٹہو دل سے ہے میر ۔۔۔ ایک بسمین ہم زمانے کی
اور تہی توفیق تمہین تو بوی کی ہمت رکہتے تہے
آہ خط سی دماغ تمہارا عرش پہ تہا ہو وی کے ہم
پاؤن زمین پہ رکہتے تہے تو خدا بہ منت رکہتے تہے
ایتو ہم پہو جگہی نہین یک تری ابرو خم ہوتے
کیا کیا رنج اٹہاتے تہے تب ہمین طاقت رکہتے تہے

[illegible]

کل کہتے ہیں اس بستی میں میرجی مشتاقانہ ہو کر
مجھ سے کیا ہے جان کو دشمن وہ بھی محبت رکھتے ہیں

باریک وہ کمر ہے ایسی کہ بال کیا ہے — دل ہاتھ سے جو نہ آوے اسکا خیال کیا ہے
جو بیکلی ہے ایسی چاہت گلوں کی اتنی — کیا جانے ہم صفیر و تو اب کی سال کیا ہے
پہونچا ہے ہم علاقہ اے عزتی کسو سے — کرنا معاش اکیلے اتنا کمال کیا ہے
آغاز تو یہ ہے کچھ روتے ہیں خون ہر دم — کیا جانے عاشقی کا یارو مآل کیا ہے
پامال راہ اسکو کیا کیا عزیز دیکھے — آئی نہ جب سمجھ میں گردونکی چال کیا ہے
وہ سیم تن ہونگا تو لطف تن ہے اوسکی — سوچے گئے تھے صد قد اک جان مال کیا ہے
سرگرم جلوہ اوسکو دیکھے کوئی سو جانے — طرز خرام کیا ہے حسن و جمال کیا ہے

قطعه

مین بنیوا اجڑا تھا بوسے کو اون لبون کے — ہر دم صدا یہی تھی دے گذرو ٹال کیا ہے
رحیب ہے لگ گئی جہان نے کہا کہ کوئی — پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

کچھ بے سبب نہیں ہے جو منتظر کہین ہو
کچھ میرجی تمہارا ان روزون حال کیا ہے

جیسے انداز محرم عشق کب تک دل سے لگے — عید سے ہو جاے انجم بان لگے جو تو سے گے

قطعه

[illegible]

ناز و چشم و بیداغی و سطر قسمی سب ہیں ہیچ
کچھ کسو بھی طور کی رنجش بھلا ایدہر سی ہے

دیکھ گل کو شک کہ ہر یک سر بجڑ پا لیتا ہے
اس سے پیدا ہے کہ عزت اس چمن میں زر سی ہے

کانپتا ہوں میں تو تیر کی ابرو نکی خم ہوئے
قشعریرہ کیا مجھی تلوار کی کچھ ڈر سی ہے

اشک پی در پی چلی آتی تھی چشم زار سے
ہر نگہ کا تار یا تار رشتہ گوہر سی ہے

باد دیری میں پڑا پایا جہاں جب تب تجکو میر
کیا حقیقت خانمان برباد کچھ تو گہر سی ہے

نہ گلشن میں چمن پر اپنی بلبل گھر بچا دی ہے
سپاس ایزد کی کر جی کہ یہ ڈالی نوا دی ہے

نہیں تک بیٹھنے دیتے تم اپنی بزم میں ہمکو
مروت رسم تھی مدت کی سو تمنے اٹھا دی ہے

رہائی چنگل باز فلک سی مجھکو مشکل تھی
مری یہ نبض چڑیا کی سی مولیٰ نی چھڑا دی ہے

گلی میں اپنی قدر عشق کر رکھو آ ذ میاؤں میں
کہیں کیا اور بھی دل کی لگانی کی منادی ہے

طپش سی رنگ اڑ جاوے تو کیا سبجانے جی میرا
دیا ہے دل الٰہی ہمکو یا کوئی بلا دی ہے

درِ گلزار پہ بیٹھا رہ صبح واای باغبان مت کر
اڑا لیتی ہی مٹی بھی صبا اکبیر بادی ہے

کوئی صورت نہیں اس گھر سے تیرے نکلنے کی
قیامت کی ہے جی نی آرسی تجکو دکھا دی ہے

مجھے منظور کیا ہے زلف خال و خط خوباں کا
خدائی دیکھنے کی لت سی آنکھوں تجکو لگا دی ہے

بجلی زمین اوس وادی میں گمراہی کی ہے یا عشق
سلیم الطبع کو تو یا نوا کا ہر نقش بادی ہے

یک جا آتش سے غزلت ہاتھ سی گلکاری ہو گئی ہے
سب میں وہی حقیقت ہے ما تا می و ر نہ
جیبہ حاک کو برابر ہمکو کیا فلک نے
طبع خوش میں تب کچھ ہمواری ہو گئی ہے
مطلق اثر نہ دیکھا مدت کی آہ و زاری
اب نالہ و فغاں سے بیزاری ہو گئی ہے

[illegible]

رہے خیال نہ کیون ایسے ماہ طلعت کا
دلون کو کہتے ہین ہوتی ہے راہ آپس مین

اندھیر گہر کا ہمارے وہی اجالا ہے
طریق عشق بہی عالم سے کچھ نرالا ہے

ہزار بار گہڑی بہر مین میر مرتے ہین
انہون نے زندگی کا ڈہب نیا نکالا ہے

بے مہر و وفا ہے وہ کیا رسم وفا جانے
دل دیر کو ہی جاتی کچھ تجاوز سے کعبے کو
ہے تجہ رخ اپنا تو آئینے مین ہر ساعت
کچھ اسکی نہ ہی ہٹی اس باغ مین گذری ہے
کیا سینے کی جلنی کو ہنس ہنسکے اوڑاتا ہون
مین ہٹی سے ہی بیجا ہون دروازے کی اسکی تو
رہنے شین ہی کہانا خالی نہین لذت سے
یون شہر مین ہیہرے آوارہ ہندے ہین
کیا جانون رکہو روز بار دار و ہیوشکو

الفت سے محبت سے مل بیٹہنا کیا جانے
اس راہ مین پیش آوے کیا ہمکو خدا جانے
صورت ہے کچھ دلکی سو تیری بلا جانے
جہزر غم جگر اخر جون غنچہ چہپا جانے
جب آگ کوئی گہر کو اسطور لگا جانے
اس درد محبت کی جو کوئی دوا جانے
کیا جانے ہوس پیشہ چکہے تو مزا جانے
تب جانیے جب کوئی اس ڈہب سے ستا جانے
کردار وہی اچہا تو جسکو بہلا جانے

آگاہ نہین انسان اس میر نوشتے سے
کیا جانیے ہے میر جو طالع کا لکہا جانے

مستغنی ناز و قبلہ کعبہ عذرا ہمیں سے
جس شوق سے مین کیا کیا اسکے لکہا
ہر گرچہ طفل مکتب وہ فصیح ابھی تو لیکن
جس سے بلاے اٹہا دستار دہو ملا سے
تاثیر عشق دیکھو وہ نامہ وان پہنچ کر
جون کاغذ ہوائی ہو سوار پہر اسے

کوئی پہر دل کھینچے جاتی ہین اور دہر	فضولی ہے تجسس یہ کہ کیا ہے
مژگان مین اسمین پارہ جاؤن ہو تیا	یہی شیوہ مرا مہر و وفا ہے
صبا اودہر گل اودہر سرو اودہر	اسیکے باغ مین اب تو ہوا ہے
تماشا کردنی ہے داغ سینہ	یہ پہول اس تختے مین تازہ کہلا ہے
ہزارون ان نے ایسی کی ادائین	قیامت جیسے ایک اسکی ادا ہے
جگہ افسوس کی ہے بعد چندے	ابہی تو دل ہمارا بہی بچا ہے

قطعہ

جو چپکے ہین کہو چپکے ہو کیون تم	کہو جو کچھ تمہارا مدعا ہے
سخن کریے تو ہووے حرف زن یہین	بس اب منہ موندلی مین نے سنا ہے

قطعہ

کب اس بیگانہ خو کو سمجھے عالم	اگرچہ یار عالم آشنا ہے
نہ عالم مین ہے نے عالم سے باہر	یہ سب عالم سے عالم ہی جدا ہے

لگا مین گرد سر پہرنے تو بولا
تمہارا میر صاحب سر پہرا ہے

دیوانگی مین گاہ ہنسے گاہ رو چکے	وحشت بہت تہی طاقت دل ہاں بہی کہو چکے

جسکو بیمار کہینگے تو جا نکینگے عشق مین
ہر چند میر صاحب و قبلہ ہین منکری

دل شتاب اس ستم عشق سے اوٹھایا جاہے
یہ قیامت اور جی پر کل گئی پالیسر مین
خانہ ساز دین جو ہے واعظ سو جایا نہ خراب
کام کیا بال ہما سے جیتر شہ سے کیا غرض
اتقا پر خانقہ والے بہت مغرور ہین
کیا ریون ہی مین پڑی رہیگا سائی کی رنگ
یہ ستم تازہ کہ اپنی ناکسی پر کر نظر
جی ہمین رہتا ہے تنگ ناچار ہمکو اسکی اور
گاہ برقع پوش ہو گہہ ہو پراگندہ کرو

ایکدن تہ کر بساط ناز جایا جاہے
دل خس و خاشاک گلشن سے لگایا جاہے
زینت کی خاطر جسے مسجد کو ڈھایا جاہے
سر پہ اک دیوار ہی کا اسکی سایا جاہے
مست ناز ایدہر اوسے یکبار لایا جاہے
انے ہو تو ابکی موسم گل کا آیا جاہے
جن سے بگڑا جاہے اون سے بنایا جاہے
گر تو بچا تو ضعف مین بھی روز جایا جاہے
تمکو ہمسے منہ بہر صورت چھپایا جاہے

وہ بھی تو تنگ دست و تیغ انکی جاتی قدر میر
زخم سارا ایکدن اسکو دکہایا جاہے

مشتقین قربت ہوئی ضعف عشق کی تہمت ہوئی
آخر اخر جان دی یارون نے یہ صحبت ہوئی
عکس اس بے دید کا تو متصل پڑتا تھا صبح
دل جرہے کیا جانون آئینے کی کیا صورت ہوئی

٢٤٩

ہوسکتی ہین سند رہ پلکین کہین رونے کی | آنسون سے گرمی ہے کب رہا جو بہا چاہیے

جب تئین نہ زبان چہوٹے تب کا ہیکا صرفہ ہے | بے صرفہ کہی کیون جو کچہ کہ کہا چاہیے

دل جاتی ہے جون وکر شبنم نے کہا گلسے | اب ہم تو چلے یان سے رہ تو جو رہا چاہیے

خط رسم زمانہ تہی ہمنی بہی لکہا اسکو | تہ دل لکہی کیونکر عاشق جو لکہا چاہیے

رنگ گل بوی گل ہوتے ہین ہوا دونو | کیا قافلہ جاتا ہے جو تو بہی چلا چاہیے

ہم میر ترا مرنا کیا چاہتے تہے لیکن | رہتا ہے ہوئی بن کب جو کچہ کہ ہوا چاہیے

آنکہہ یون کو اسکی خاطر خواہ کیونکر دیکہیے | سو طرف جب دیکہیے ٹک تب ادہر دیکہیے

گرچہ زردی رنگ کی بہی تہمت ہے ولے | منہ مراد دیکہو ہو گیا یہ کوفت بہی پر دیکہیے

ابکی گل ہم بہی پروں کے اور چشمک ان سے زہو | اور دل اپنا بہی جلتا ہے بہت پر دیکہیے

آتی ہو جب جان یان آنکہون مین تہی ہو وہ | دیکہیے ہمکو تو یون بیمار منتظر دیکہیے

انتہا ہے سرخی ابہی سے ہے تو آگے ہمنشین | ٹک لاوے کیسے کیسے دیدہ تر دیکہیے

دیدہ و کعبے سے بہی ٹک جہکی نہ چشم شوخ یار | شوق کی افراط سے تا چند گہر دیکہیے

پڑ رہے یون صید گہ کی کنج مین تو حسن کیا | عشق جب ہے تب گلی کو نیچ خنجر دیکہیے

برسون گذری خاک ملتی منہ آئینے کے طور | کیا غضب ہے آنکہہ وسا کرنے کو تو ادہر دیکہیے

قطعہ

گھر سرگذشت آئی فرہاد کی نکالے	مجنون کا گاہی قصہ بیٹھا لکھا کرے ہے

ایک آفت زمان ہی یہہ میر عشق پیشہ +
پردی مین ساری مطلب اپنا ادا کرے ہے

یار بن تلخ زندگانی تھے	دوستی مدعی جانی تھے
سر سے اسکے ہوا گئی نہ کبھو	عمر برباد یون نہین جانی تھے
لطف پر اسکے ہمنشین مت جا	کبھو ہم پر بھی مہربانی تھے
ہاتھ آتا جو تو تو کیا ہوتا +	برسون تک ہمنے خاک چھانی تھی
شیب مین فائدہ تامل کا	سوچنا تب تھا جب جوانی تھی
میرے قصے سے سب کی گئین نیندین	کچھ عجب طور کی کہانی تھی
عاشقی جی ہی لیگئی آخر	یہہ بلا کوئی ناگہانی تھی +
اوس رخ آتشین کی شرم سو رات	شمع مجلس مین پانی پانی تھی +
پر سخن نشنوی ہے ویسے ہے	رات ایک آدہ بات مانی تھی
کوئی قاتل سے بچ کے نکلا خضر	اسی مین اسکی زندگانی تھی
فقر پر بھی تھا میر کے اک رنگ	کفنی پہنے سو زعفرانی تھی

مشتاق ہم جو ایسے سو ہم ہی سے بے پروا
ہے پر غبار عالم جانا ہی یانسے اچھا
کل باغمین گئے تھے روئی چمن چمن ہم
جانان کی رہ سے آنکھین جس تس کی لگ رہتا

جب سطر فتنے نکلے تب منہ کو انہو دعا کے
اُس گندان مین رہ کر کیا کوئی خاک ہانکے
کچھ سرو مین جو پائی انداز اس جوا سکے
رفتہ ہین لوگ ساری ان پاؤنکی نشانکے

خمیازہ کش رہی ہی اے میر شوق سے تو
سینے کے زخم کی کہہ کیونکر رہین گے ٹانکے

برسون ہوگئے ہوئی اس مہ کو بام سے
ترٹپے اسیر ہونی جو ہم یک اٹھا غبار
دنبال ہر نگاہ ہے صد کاروان اشک
محو اس مہ ان تنگ کے ہین کوئی کچھ کھو
یوسف کی پیچھے خواہ زلیخا عبث ہوئی
لڑکے ہزار ون جہو ٹین تہپر لیئے پہاتھ
وہ ناز سے چلا کہین تو حشر ہو چلے
جہک جہک سلام کرے سے سرکش ہو اودہ
وے دن گئے کہ آنکو یکجا معاش تھے

کاہش مجھے جو ہے وہی ہوتی ہی شام سے
سو جہانا ہمکو دیر تلک چشم دام سے
بہرے ہے ابر چشم پڑی دھوم دھام سے
رہتا ہے ہمکو عشق مین کام انکے کام سے
کب صبا جہی رہی ہی دل ایسے غلام سے
مجنون پہر اہے کا ہیکو اس ازدحام سے
پہر بخت آپڑیگی اسیکے خرام سے
ہو بیٹھے نا امید جواب سلام سے
آتا ہے اب تو تنگ اسی میر نام سے

شہیری نہ چشم نیلے پہ انجم کی چشم شوخ
اس قصر میں لگا جو ہی کیا لاجورد ہے

کیسے جدا ہوئے ہیں کہ ایسے ہیں درد مند
منہ میرجی کا آج نہایت سے زرد ہے

وہ کہاں دہوم جو دیکھے گئے چشم تر سے
ابر کیا اوٹھے ہنگامی سی کیا کیا بر سے

ہو مرا فروختہ وہ بت جو ہی احمر سے
آگ نکلی ہے تماشی کی تئین تہر سے

تو ہے کچھ اچھا نہیں برہم زدن تیغ لگا
کاٹ ڈالیگا گلا اپنا کوئی خنجر سے

تھا نوشتی میں کیون سو کسکو مری ابین
استخوان تن پہ نمودار ہیں سب مسطر سے

یون تو درس گنہ کی بان ہم ہی تبان کہتے ہین
بات کو طول نہیں دیتے خدا کی ڈر سے

سیر کرنے جو چلے ہی کہو وہ فتنہ خرام
شہر میں شور قیامت اٹھی ہی ہر گھر سے

عشق کی کوچہ میں پہر پاؤن نہ رکھنی کو تمام
ابکی گل جاتی ہے کلواہ اگر سر پر سے

مہر کی اسی توقع غلطے اپنے تھے
کہیں دلداری ہوئی ہی کسو دلبر سے

کوچہ یار ہے کیا طرفہ بلا خیز مقام
آتے ہیں فتنہ و آشوب چلی او دہر سے

ساتھ سونا جو گیا اوسکا بہت عل تڑپا
برسون پہر میر یہ پہلو نہ لگی بستر سے

مرادان پیر مرشد ہے مجھے ہے اعتقاد اسے
فراموش آپکو کرنا محبت میں ہو یاد اسے

چشمین کہین ہین جو تنہا ہو کہین ہین جا رہے | اُتار اب تلک ہین یاد وہ نکلی چشم تر کی

رہنی کی اپنی جا تو نہ دیر ہے نہ کعبہ | اوٹھی جو اوسکی در سے تو ہو جیسی در بدر کی

اس شعر و شاعری پر اچھی سند ہے نہ ہمسے | محو خیال شاعر یون ہی ہر ایک ہوس کر سکے

دنیا مین ہے بسیرا یا رو سرا ہی کا سا | یہ رہروان ہستی عازم ہین سب سفر کے

دی ہی ہی چھاتیان ہین نہ ہو سی جو بہر پن | کیا ہی جو بوالہوس نے دو چار کھائی چہرے

تر بیخودی کی اپنی کیا کچھ درستی ہے ری | ہم بیخبر ہوئی ہین پہونچی کسو خبر کے

اس آستان کی دوری سی مر لگا تا صبح کے | کیا کیسی آہ غمسے گھر کی ہوئی نہ در کے

خاک ایسے عاشقی مین سکرا ہی بھی گئی گل
پاؤن گھسے اوسکی پر میر جی نہ سر کے

ہم نہ کہتے تھے رہیگا ہم مین کیا یاں سے گئے | سو ہی بات آئی وہی آسن با سبب جانسے گئے

کیا بخود رہنا ہمارا کچھ رکھی ہی اعتبار | آپ مین آئی جو محبوب ہم تو مہمانسے گئے

سب تلک رہنا بنا دل تنگ غنچہ سی رہے | دیکھئے کیا گل کھلیگا اب گلستانسے گئے

کیا غزالون نے کہ ہم بن وحشت بسیار سی | کوہ بہی لا ان ہی جب ہم بیابان سی گئے

لائی آفت خانقاہ و مسجد او پر وہ لڑکا | صوفیان دین ہی گئی سب شیخ لا ایمان سے گئے

دور کر خط کو کیا پھر ہ کتابی اپنی صاف | اب قیامت ہی کہ سارے حرف قرآن سے گئے

شمس و قمر کی دیکھی جی جا وسمین جا رہی ہے
اوس دلفروز کی بہی رخسار ایسے ہی تہے

دامن کے پاٹ سارے تختے ہوئی چمن کے
بس اس سرشک خونین درکار ایسے ہی تہے

تو ہونہ کیون لاوی اونکا گداز ہونا
یہی دل جگر ہماری غمخوار ایسے ہی تہے

ہر دم جراحت آسا کب تہی تہے ٹپکتے
یہی دیدۂ نمین کیا خونبار ایسے ہی تہے

آزا بعد دلونکا جیسا کہ تو نے نکالا
اگلے زمانی مین بہی کیا یار ایسے ہی تہے

ہو جاسے کیون نہ دونج باغ زمانہ ہم سے
ہم بیقیقتونکی کردار ایسے ہی تہے

دیوار سے ٹپک سر مین جو موا تو بولا
کچہہ اس ستمزدہ کی آثار ایسے ہی تہے

اک حرف کا بہی اون کو دفتر ہی کر دکہاتا
کیا کہیے میر جی کی بستار ایسے ہی تہے

کبہو میر اوس طرف آکر جو چہاتی کوٹ جاتا ہے
خدا شاہد ہی اپنا تو کلیجہ ٹوٹ جاتا ہے

خرابی دلکی کیا انبوہ درد و غم سی پوچہو ہو
وہی حالت ہے جیسے شہر لشکر لوٹ جاتا ہے

شکست اوس سنگ آئی بیخودی عشق مین دلبیر
نشے مین ست ہے جیسے کہ شیشہ پہوٹ جاتا ہے

نہ دیوانی وہ کہ اوٹہہ جاوین ہے افسوس کہ جاتا ہے
جب ایسا طایر خوش لہجہ بہنس کر چہوٹ جاتا ہے

نہین کچہہ عقل مین آتا کہ دیوانا سا میر اید ہر
کبہو آتا جو ہے کیند سر کو مار کر روٹ جاتا ہے

وہ گئی تھی جا کر ابھی تو اس گلی مین سے پکار
چپکے چپکے میر جی تم اُدھر کیدہر سے چلے

غیرت سے وکہیہ حسن جا بیان کو گہر بنی ہے — پر سے مین چشم ڈہکنے دیوار دھوپ نہی ہے
ہین دل گداز جنکی کچہ چیز یا ل مے ہین — ہوتی ہین ملتفت تو پہر خاک ر بنی ہے
شب جوش غمسے حسد دم لگتا ہے دل پتہ پینے — ہر زخم سینہ اس دم یک چشم تر بنی ہے
یان ہر گہر سے ہمارے عسرت بگشتی کی — چہرہ ہے وہان تو لکا دو دو پہر بنی ہے
حک رک کے صاف طینت نکلی ہے وہ کچہ ہو — پانی کہرہ جو ہو کے تو پہر گہر بنی ہے
ہے شعبدہ کی فن مین کیا دست سنگشو — زاہدا و نسون مین جا کر آدمی خر بنی ہے
نکلے ہے صبح ہی یان صندل ملی جبین کو — عالم مین کام کسکا بی درد سر بنی ہے
سارے کہونکی اے دل ہو جانگی تلافی — صحبت ہمارے و سکی ٹک بہی اگر بنی ہے
ہر یک سے ڈہب جدا ہے سارے زمانیکا — بنتے ہے حسن کسو کی یک طور پر بنی ہے
برسون لگی رہی ہین جب مہر و مہ کی انکہین — تب کوئی ہمسا صاحب نظر بنی ہے

یاران دیر و کعبہ دونو بلا رہے ہین
اب دیکہین میر اپنا جانا کدہر بنی ہے

یک عمر دیدہ ہائے ستمدیدہ تر رہے — آخر کو بیہوش بیہوش بہی تمام گر رہے

بو کہی گل سلا جاتی ہو نزاکت ناہی رے
ہاتھ لگتے میلی ہوتی ہو لطافت ناہی رے

یا بلی سی ہوا و غیرا وہ رہین بی اختیار
پیش کچھ جاتی نہیں منت سماجت ناہی رے

کھینچے کھینچے کو ہکن تو عشق نے رنج و تعب
کیا گئی ہر باد جان یاروں کی محنت ناہی رے

شور اوٹھتا ہی جو ہوتی جلوہ گر ہو نازسے
ہیچ تھا قد کا بلا آفت قیامت ناہی رے

خانقہ والی ہی کچھ تنہا نہیں الفت نثار
کمیں کمیں کیسوں کی گئی ہی مفت ناہی رے

عشق میں افسوس افسوس اپنا کر چکے
زیر لب کہتے رہی ہم ایک مدت ناہی رے

نہ سمجھنے ہی کی ہے قابل یار کی ترکیب میر
واہ واری چشم و ابرو قد و قامت ناہی رے

رشتہ کیا ٹھیرے گا ایسا یہ کہ نازک ہے
چاک دل پلکوں سے مت سے کر کہ نازک ہے

شاخ گل کا ہیگا اس لطف سے لچکے ہے کہیں
لاکھ الا کوئی دیکھو تجھے تو نازک ہے

چشم انصاف سے ہر قطع کو او سا دیکھو کہ
گل کے منہ سے تو گئی پردہ وہ نازکی ہے

لطف کیا دیوے ہے تہیں نقش حصیر تن پوش
بوریا پوشوں سے پوچھو تو یہ تو نازک ہے

ہر سی کہتا ہی تو تاہی نظر یار کا رنگ
کسقدر ناہی رے وہ جلد گلو نازک ہے

گل سمجھ کر نہ کہیں بیکلی کر دی لگیو
بلبل اوس لالہ شرنگ کی نہ نازک ہے

رکھی تا چند خیال اس سرپر شیر کا میر
دل تو کا پا ہی کرے ہے کہ بہت نازک ہے

ہین پاؤن اسکی نازک گل برگ سی بچا ہ / عاشق جو رہگذر مین آنکہوں کین چہپا سکے

یون خاک نہ پہ مل کر کبتک پہرا کرونمین / یارب زمین پہٹے تو یہہ روسیہ سما وے

اے کاش قصہ میرا ہر فرد کو سنا سکے / تا دل کسو سے اپنا کوئی نہ یہان لگا وے

ترک بتان کا مجہسے لینے ہین قول یونہین / کیا ان سے یا تہ اوٹہا دن گلو مین جانے بجاوے

عاشق کو مر کی ہی بنتی ہے عاشقی مین / کیا جان جسکی خاطر شرمندگی اوٹہا وے

جی مین بگڑ رہا ہے تب میرسے ہے میٹہا / پہیڑ و ابہی تو کیا کیا باتین بناکے لاوے

تجہہ کنے بیٹہے گہٹا جاتا ہے سب جے / کا ہشین کیا کیا اوٹہا جاتا ہے جی

یون تو مردہ سے پڑے رہتے ہین ہم / پر وہ آتا ہے تو آجاتا ہے جی

ہاے اسکی شربتی لب سے جدا / کچہہ بتاب سا گہلا جاتا ہے جی

اکے اوسکی راہ مین جو ہو سو ہو / یا دہی آتا ہے یا جاتا ہے جی

کیا کہین ہستے کہ اوس شعلہ بغیر / جی ہمارا کچہہ جلا جاتا ہے جی

عشق آدم مین نہین کچہہ چہوڑتا / ہو لے ہو لے کوئی کہا جاتا ہے جی

اوٹہہ چلے پر اوسکے غش کرتے ہین ہم / لیعنے ساتہہ اوسکی چلا جاتا ہے جی

آنہین پہرتا وہ مرتے وقت سبہے / حیف ہے اس مین رہا جاتا ہے جی

۲۵۹

پودے بیان کسکی یہ آنکہین یہ مکہین   جب بیرہن گل بہی امن جی سوچن جاوے

ہے میر عجب کوئی ورویش برشتہ دل
بات اسکی سنو تم جیا تی بہی ہلس جاوے

میر وریا ہے سنی شعر ربانی اوسکی   اللہ اللہ رہی طبیعت کی روانی اوسکی
خاطر بادیہ کسی دیر مین جاویگی کہین   خاک مانند بگولی کی اڑا دی اوسکی
ایک ہی عہد مین اپنی وہ پراگندہ مزاج   اپنی آنکہون مین نہ آیا کوئی ثانی اوسکی
منہ تو ہو چار کا دیکہا پہر بہتی ستمنے   اسی انداز سے تہی اشک فشانی اوسکی
بات کی طرز کو دیکہو تو کوئی جادو تہا   پہر ملی خاک مین کیا سحر بیانی اوسکی
کہر کی نقونسے رکہین اوسکو بہت بہاتی ہے   وہ نظر یارون پہ وہ بات دوانی اوسکی
اوسکا وہ خبر تمہارا یہ غرور خوبی   منتین اونی بہت کین پہ نمانی اوسکی
کچہ یہ لکہا ہی تجہے ہر برگ پر ای رشک بہار   رقعہ واریں ہین یہ اوراق خزانی اوسکی
سرگذشت اپنی کس اندوہ سے سب کہتا تہا   سو گئی تم نہ سنے آہ کہانی اوسکی
مرثیے دلکی کئی کہکے دئی لوگون کو   شہر دلی مین ہی سب پاس نشانی اوسکی
میان سے نکلے ہی پڑتی تہی تمہاری تلوار   کیا عوض چاہ کا تہا خصمی جانی اوسکی
آبلی کی سی طرح ٹہیس لگی پہوٹ بہی   درد مندی مین گئی ساری جوانی اوسکی

ٹک گریبان مین سر کو ڈال کر دیکھہ — عمل ہی جاتی ہین وقت صبح کب ہے

دلکشی اوسکے قد کی سے معلوم — سرو بہی یون جوان رعنا ہے

دست و پا گم کئے ہین تو نے میر

تیری بیطاقتی سے پیدا ہے

وہی سوز نفس ہوئی پر ہے اتبک ساتیان ہے — ہما کی آشیانی مین جلے ہین استخوان میرے

عزیزان غم مین اپنی یوسف گم گشتہ کی ہر دم — چلے جاتے ہین آنسو کاروان در کاروان میرے

تمہاری دشمنی ہم دوستونسے لانہایت ہے — وگرنہ انتہا کینے کو بہی ہے مہربان میرے

لب لعجۂ غزلخوانی کا کسکو آج کل ایسا — گہڑی بہر کو ہوئی مرغ چمن ہمداستان میرے

نظر مت بیسری پر کر کہ آنسوئی جہان ہر سو — ہوئی پرواز کی قابل یی ٹوٹی پر جہان میرے

کہانتک سر کو دیوار و نسی یون مار کر ہر کوئی — رکہو تم دل پس پہ پیشانی نصیب ایسے کہان میرے

مجھے پامال یکسان کیا ہی خاکسے تو بہی — وہی ہتا ہی صبح و شام و ہی آسمان میرے

خزان کی باد صرصر مین گلشن کو تطاول تہا — تبرک ہو گئی یکدست خار آشیان میرے

گرامین شہر مین طفلان تہ بازار کی کیا کیا — سخن مشتاق ہین اب شہر کی پیر و جوان میرے

زمین نا سر سبز او تہا کبک ذی رفتار نگین سے — خرامان زمین سے تو ہی اہی سرو روان میرے

سخن کیا میر کرسکے حسرت و اندوہ حرمان کے :

جیسے دیکھا اوسکو منہ بھی ڈوبھا جاتا ہے میر
اس خرابی کی یہ چشم سو سیہ پانی ہوئے

جنون کا عبث میرے مذکور ہے | جوانی دوانی ہے مشہور ہے
کہو چشم خونبار کو چشم تم | خدا جانے کب کا یہ ناسور ہے
فلک پر جو مہ ہے تو روشن ہے یہ | کہ منہ سے تری نسبت دور ہے
گدا شاہ دونوں میں دل باختہ | عجب عشق بازی کا دستور ہے
قیامت ہی ہوگا جو رفع حجاب | نہ بے مصلحت یار مستور ہے
ہم اب تو انون کو مرنا ہے صرف | نہیں وہ کہ جینا یہ منظور ہے
ستم میں ہماری قسم ہے تمہیں | کرو صرف جتنا کہ مقدور ہے
نیاز اپنا جس مرتبے میں ہے یان | اسی مرتبے میں وہ مغرور ہے
ہوا حال بندے کا گو کچھ خراب | خدائے ابھی اسکے معمور ہے

گیا شاید اوس شمع رو کا خیال
کہ اب میر کے منہ پہ کچھ نور ہے

آج کچھ بیحجاب سے ہے وہ بھی | کیا ہے مست شراب ہے وہ بھی
مین ہی جلتا نہیں حسد اول سے | دور مجھسے کباب سے ہے وہ بھی

کیا جانو تشبیہ تہرسے او و ہر دل پہ کیا ہوا
کسکو خبر ہے میر سمندر کی پار کے

جب نسیم سحر ادہر جا ہے — ایک سناٹا گذر جا ہے
کیا اس آئینہ رو سے کہیے اسے — وہ زبان کیسے پہر مکر جا ہے
جب سے سمجھا کہ ہم چلا ہو ہین — حال ہی سے تک آ کے کر جا ہے
وہ کہلے بال سو وے ہے شاید — رات کو جی مرا بکہر جا ہے
دور اگرچہ گیا ہون مین جی سے — کب وطن میرے یہ خبر جا ہے
وہ اگر حیت چڑہا رہا ایسا — آج کل جی سے مہ اتر جا ہے

جے ہنسین میر مین نبولو تند
بات کہتے لبہے وہ مر جا ہے

وزدیدہ نگہہ کرنا پہر آنکہہ ملانا بہی — اس لوٹتے دامن کو پاس آ کے اٹہانا ہے
پامالے عاشق کو منظور رکہی جا — پہر چال کذہب چلنا ٹہوکر نہ لگانا ہے
برقع کو اٹہا دینا پر آدہی ہی چہرے سے — کیا منہ کو چہپانا ہی کچہہ جہبکے دکہانا ہی
دیکہے آنکہین مری نیچے اک رنا تہہر ہی — ظاہر مین ستانا ہی پر وکہین جتانا ہی
صحبت ہی جیسی ہو اپنی جانکی آسایش — ساتہہ آن کی سونا ہی پہر منہ کو چہپانا ہے

اشک نکلتا ہی وہ ہر مین لگی غش سے کلی ‖ یون صبح اک دم ہی سے ہم چرہ [illegible] رہے

اک قافلہ ہے گرد ہماری نہ تنک اوٹھے
حیرت ہے میر اپنے تئین ہم کہان بیٹھے

کیا حال بیان کرین عجب طرح پڑی ہے ‖ وہ طبع تو نازک ہے کہانی یہ بڑی ہے
کیا فکر کرون مین کہ ٹلی آگی سے گردون ‖ یہ گاڑھی مری راہ مین بیچ والی اڑی ہے
ہی چشمک انجم طرف اس مہ کی اشارا ‖ دیکھو تو مری آنکھ کہان جا کی لڑی ہے
کیا اپنی شرر ریزی ہی مین پلکون کی صف کے ‖ ہم جانتی ہین ہم ہی جو یہ باڑ سے جھڑی ہے
وی دن گئی جو پہرون لگی رہتی تہین آنکھین ‖ اب یان ہمین مہلت کوئی پل کوئی گھڑی ہے
ایسا نہوا ہوگا کوئی واقعہ آگے ‖ اک خواہش دل سا تہ مری جیتے گڑی ہے
کیا نقش مین مجنون ہی کو ہی فتنگی عشق ‖ لیلی کی بہی تصویر تو حیران کھڑی ہے
جاتی ہین چلے متصل آنسو جو ہماری ‖ ہر تار نگہ آنکھون مین موتی کی لڑی ہے
کھینچتا ہے نہین ہم سے قد خم شدہ سر گز ‖ یہ سست کمان تم پہ اب کتنی کڑی ہے
گل کہائی ہین افراط سی میر عشق مین اسکی ‖ اب ہاتھ مرادیکھو تو پہولون کی چھڑی ہے

وہ زلف نہین منعکس دیدۂ ترمیں
اس بحر مین اشعار سے زنجیر پڑی ہے

٢٦٣

صبائین تجھے میری باتین وکر نہ
رقیبون سے سر جوڑ بیٹھو ہو کیون کر
پھر اس سال ہی سپرل سونگھا دیتے
مدا وا نکرنا تھا مشفق ہمارا
کٹہڑ بلا کسو کو کہپایا کسو کو
وہ کسرا کر ہے شور جسکا جہان مین

لگی وبوم شہر ومین اس گفتگو نے
ہمین تو نہین دیتے تک پاؤن چھونے
دو وانا کیا تھا مجھے تیری بو نے
جراحت سے بہکے لگے وکنے دونے
برائی ہی کے سبب اوس نے بروفی
پڑین بہنکے اسکے محل آج سونے

تری چال ٹیڑہی تری بات روکھے +
تجھے میر سمجھا ہے یان کم کسو نے

پڑھ بازی سے چرخ گردان سکے
جی گیا اوسکے تیر کے ہمراہ
ہین یہ مژگان وابرو خنجر و تیغ
پھوڑ کر الینگے سر ہی اوس پر یہ
سیر دامن سے گفتگو کر سے یہ
اور سرت شوخکی ہی طبیعت مین
آدمی سے ملک کو کیا نسبت

سر ہمارہ ہی گوے میدان کے
تھے تواضع ضرور مہمان کے
ترچھی پلکین ترے بھوین بانکے
منت اوٹھتے نہین ہے دربانکی
بات بگڑی ہے لب گریبان سکے
دشمنی میرے دین و ایمان کے
شان ارفع ہے میر انسان کے

روینے ہے شکستگی دل سے — کیا عمارت غمون نے ڈہائی ہے

ہے تقنع کہ لعل ہین وے لب — یعنے اکبات سے بنائی ہے

دلسے نزدیک اور اتنا دور — کسے اوسکو کچہہ آشنائی ہے

بیستون کیا ہے کوہکن کیسا — عشق کی زور آزمائی ہے

جس مرض مین کہ جان جاتی ہے — دلبرون ہی کی وہ جدائی ہے

یان ہوئے خاک سے برابر ہم — وہان وہے ناز خودنمائی ہے

ایسا موقی ہے زندہ جاوید — رفتۂ یار تھا جب آئی ہے

مرگ مجنون سے عقل گم ہے میر
کیا دوانے نے موت پائی ہے

سیر کی ہمنے ہر کہیں پیارے — پہر جو دیکہا تو کچہہ نہین پیارے

خشک سال وفا مین ایک مدت — پلکین لوہو مین تر رہین پیارے

یک نظر دیکہنے کی حسرت مین — آنکہین تو پانی ہو بہین پیارے

پہنچے ہے ضعف سے یہ اب حالت — جہان پہنچا رہا وہین پیارے

تجہہ گلے مین رہے ہے میر مگر
دیکہین ہین جب نہ تب نہین پیارے

کب پاس میر ملک داروں سے
وہ گدائی بستہ ولایت سے

مطرب سے غزل میر کی کل مین نے پڑھائی	اللہ رے اثر سب کے تئین رفتگی آئی
اس مطلع جانسوز نے آواز سے لبون پر	کیا کہیے کہ کیا صوفیون کی جہلی چلائی
خاطر کے علاقے کے سبب جان کھپائی	اس دل کے دہڑکنے سے عجب کوفت اٹھائی
گو اوس رخ مہتابی سے وان چاندنی چٹکی	یان رنگ شکستہ سے بہی چٹتی ہے ہوائی
ہر بحر مین اشعار کہے عمر کو کھویا	اس گوہر نایاب کی کچھ بات نہ پائی
بہتیرے ہلین اوس ابروی خمدار کے ہلتے	لاکھون مین دم اوباش نے تلوار چلائی
دل اور جگر جل کے مرے دونون ہوئے خاک	کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا آگ لگائی
قاصد کے تصنع نے کیا دل کے تئین داغ	بیتاب مجھے دیکھ کے کچھ بات بنائی
جھپکی ہی مری آنکھ لب لعل بتان سے	اس کے تئین جانتی ہے ساری خدائی
مین دیر پہونچ کے نہ کیا قصد حرم پھر	اپنے سے جرس نے کی بہت ہرزہ درائی
فریاد نہین نگون ہے گلزار مین ہر صبح	بلبل نے مری طرز سخن صاف اوڑائی
مجلس مین مری ہوتی رہا کرتی ہے جیسے	یہ بات مری ضد سے نہین کن نے بتائی
گردش مین جو ہین میر مہ و مہر و ستارے	دن رات ہمین رہتی ہے یہ چشم نمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان سوم

میرے مالک نے مرے حق میں یہ احسان کیا	خاک ناچیز تھا میں سو مجھے انسان کیا
اوس سے دل کی خرابی ہوئی اے عشق دریغ	تو نے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا
ضبط تھا جب تئین چاہت نہ ہوئی تھی ظاہر	اشک نے بیکر مرے چہرے پہ طوفان کیا
انتہا شوق کی دل اکی جو صبا سے پوچھے	اک کفِ خاک کو دی اُن نے پریشان کیا

مجھکو شاعر نکہو میر کہ صاحب مین نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

دین و دل کا غم تو آسان ناتوان مین لے گیا	یا محبت کہکے یہ بار گران مین لے گیا

دل اگر کہتا ہوں تو کہتا ہے وہ یہ دل ہی گیا
ایسی نادان دلربا کی لطف کا حاصل ہی گیا

جانتا باطل کسو کو یہ قصور فہم ہے
حق اگر سمجہی تو سب کچھ حق ہی یاں باطل ہی گیا

یاں کوئی دن رات تو قصد آگی کا کر
کاروان گاہ جہاں پر نقشی منزل ہی گیا

تک رہی ہیں وسکی سو ہم تک بہی ہاں ایک ہی
دیدہ حیران ہمارا دیدہ بسمل ہی گیا

وہ حقیقت ایک ہی ساری نہیں ہے سب ہی تو
آب سا ہر رنگ میں یہ اور کہیں شامل ہی گیا

جوٹ میری دل میں ایسی ہی کہ ہو نہیں وہ بخود
وہ کشندہ یہ نہیں کہتا ہی کہ تو گہایل ہی گیا

کہتے ہیں ظاہر ہی ایک ہی لیلی صفت تعلیم میں
اس عبارت کا نہیں معلوم کچھ مجمل ہی گیا

ہتو سو بار مرہتی ہیں ایک ایک آن میں
عشق میں ہو سکی گزرنا جان سی مشکل ہی گیا

شاخ پر گل یا نہال و در جہکی جاتی ہیں سب
قامت دلکش کا اسکی سرو ہی مائل ہی گیا

مرثیہ میری بہی دل کا رقت آور ہے بلا
محتشم کو میر میں کیا جانوں مقابل ہی گیا

ان دلبروں سے رابطہ کرنا ہے کام کیا
کر ایک سلام پوچہا صاحب کا نام کیا

حیرت ہی کہولیں چشم تماشا کہاں کہاں
حسن و جمال ایسا ہی اسکا خرام کیا

کی اک نگاہ گرم جہاں اسنے مل گئے
عاشق کو دلبروں سے سلام و پیام کیا

شکر خدا کہ سر نہ فرو لائے ہم کہیں
کیا جانیں سجدہ کہتی ہیں کنسکو سلام کیا

اڑ کر لگی ہے پانو مین زلف اسکی پیچدار
بازی نہین یہ سانپ جو کوئی کھلائیگا

اور تی رہیگی خاک جنون کرتی دشت دشت
کچھ دستگاہ گریہ بی سروسامان بھی پائیگا

درپے ہوا اب وہ قاتل صد کینہ جو بہت
دیکھین تو میر کے تئین کوئی بچائیگا

وہ جو گلشن مین جلوہ ناک ہوا
پھول غیرت سی جلکے خاک ہوا

اسکے دامن تلک نہ پہونچا ہاتھ
تھا سر دست جیب چاک ہوا

کس قدر تھا خبیث شیخ شہر
اسکے مرنے سے شہر پاک ہوا

ڈرتی اس رشک خور کی گرمی سے
کچھ تو ہے ہمسے جو تپاک ہوا

میر ہلکان ہو گیا تھا بہت
سو طلب ہی مین پھر ہلاک ہوا

کیا رو نے ہمین کو یون آن کر کے مارا
پھر بت دگر سے طوفان کر کے مارا

تربت کا میری لوح آئینے سے کر ہے
یعنی کہ اُن نے مجھکو حیران کر کے مارا

بیگانہ جان اون نے کیا چوٹ رانکو کی
منہ دیکھہ دیکھہ میرا پہچان کر کے مارا

پہلے گلے لگایا پھر دست جور اوٹھایا
مارا تو اون نے لیکن احسان کر کے مارا

ہوس مست عہد نے کیا کی تہی قسم بھی سے
بہتون کو ان نے عہد و پیمان کر کے مارا

اعجاز منہ تکی ہی تری لب کے کام کا | کیا ذکر یان مسیح علیہ السلام کا

رقعہ ہمین جو آوے ہے سو تیر مین بندھا | کیا دیجیے جواب اجل کی پیام کا

کچہ سر سے ٹالتی ہی رکہی ان نے بیگری سپہر | ممنون مین نہین ہون جواب سلام کا

منہ دیکہو بدر کا کہ تری روکشی کرے | تو یون ہی نام لی ہی کسو ناتمام کا

نوبت ہی اپنی جب سی ہی کوچ کا ہی شور | بجا سنا نہین ہی کہیو یان مقام کا

کنج لب اوسکا دیکہی خاموش رہ گئے | یعنی کہ تہا مقام یہ ختم الکلام کا

اوس رو ہو کی محو کو کیا روزگار سی | جلوہ ہی کچہ جدا ہی مری صبح و شام کا

صاحب ہو مار ڈالو مجہے تم وگرنہ کچہ | جز عاشقی گناہ نہین ہی غلام کا

کب اقتدا ہو مجہسے کسو کی سوای میر
بندہ ہون دل سے مین اسی سید امام کا

ہو نشان کیون نہ تیر خوبان کا | مجہ پہ تودا ہوا ہے طوفان کا

ہاتہ زنجیر ہو جنون مین رہا | اپنی زنجیرۂ گریبان کا

چپکے دیکہو جہکتے وے لب سرخ | ذکر یان کیا ہی لعل و مرجان کا

ایک رہزن ہی اوسکے کافر زلف | غم ہی رہتا ہے دین و ایمان کا

عمر آوارگی مین سب گذری | کچہ ٹہکانا نہین دل و جان کا

جو تیر چلا اوسکا سو میری طرف آیا
اس عشق کی میدان میں میں ہی تو نشانا تھا

جب تو نے نظر پھیری تب جان گئی اسکی
مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ بہانا تھا

کب اور غزل کہتا میں اس زمیں میں لیکن
پھر دیکھ مجھے اپنا احوال سنانا تھا

کہتا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
کل میر کھڑا تھا یاں سچ ہے کہ دوانا تھا

مشکل ایسا تھا آخر جی سے مرا جانا تھا
تک رنجہ قدم کر کر مجھ تک اسے آنا تھا

کیا ہو گئی پریشانی کیا پردے میں پنہانی
منہ یار کو ہر صورت عاشق سے چھپانا تھا

لذت سے نہ تھا خالی جانا تہ تیغ اسکے
ای صید حرم تجھکو اک زخم تو کھانا تھا

کیا صورتیں بگڑی ہیں مشتاقوں کی پھر زمیں
اس چہرے کو ای خالق ایسا نہ بنانا تھا

مت سہل ہمیں سمجھو پھرتے ہیں تب ہم
برسوں تئیں گردوں نے جب خاک کو چھانا تھا

کیا ظلم کیا بیجا مارا جیوں سے انھنے
کچھ ظہور بھی تھی اسکی کچھ اسکا ٹھکانا تھا

اک شور قیامت اب وعدے پہ قیامت سے
خوابیدہ مری خوں کو ظالم نہ جگانا تھا

ہو باغ و بہار آیا گل پھول کہیں پایا
جلوہ اسے یاں اپنا صد رنگ دکھانا تھا

کہتے نہ تھے ہم واں سے پھر آ چکے جیتے تم
میر اس گلی میں تمکو زنہار نہ جانا تھا

عاشقونکی پایمالی مین اسی اصرار ہے
یعنی وہ محشر خرام اب پاؤن پہیلانی لگا

چشمک اس مہ کی سی دلکش دیکہنی مین آئی نہین
گو ستارہ صبح کا بہی آنکہہ جہپکانی لگا

کیونکر اس آئینہ رو سی میر ملئے بیحجاب
وہ تو اپنی عکس سی بہی دیکہو شرمانی لگا

ضبط کرتی کرتی اب جو لب کو مین نے وا کیا
سو بہی رہتا ہون یہ کہتا ہای دل نی کیا کیا

آنکہہ پڑتی تہی تمہاری منہ پہ جبتک چین تہا
کیا کیا تمنی کہ مجہہ بیتاب سی پردہ کیا

گور ہی اوسکو جہنکائی عشق جسکی ہان ہے
اس طبیب بدشگون نے کسکو شین اچہا کیا

دیکہہ خبطی مجہکو رستی بند ہو جاتی ہین اب
عشق نی کیا کوچہ و بازار مین رسوا کیا

لوگ دل دیتی سنی تہی میر دیکہی گزرا ہی جی
ایک اپنی طور پر یان نی بہی اک سودا کیا

سینہ کوبی ہی طپش سی غم ہوا
دل سی کے جانی کا برا ماتم ہوا

آنکہین دوڑین خلق جا اودن گری
اوٹہہ گیا پردہ کہان اووہم ہوا

کیا لکہون رویا جو لکہتی جون قلم
سب مری نامی کا کاغذ نم ہوا

ہم جو اس بن خوار ہین حد سی زیاد
یاریان تک آن کر کیا گم ہوا

آگیا یون ہی خرامان وہ تو پہر
حشر کا ہنگامہ ہی برہم ہوا

مین گلستان مین آکی عبث آشیان کیا | بلبل نے بھی نہ طور گلون کا بیان کیا
پھر اسکی ابروان کا خم و تاب ہے وہی | تلوار کے تلے بھی مرا امتحان کیا
دون کسکو دوس دشمن جانی تھی دوستی | اس سود مین صریح مین نقصان جان کیا
گالی ہے حرف یار قلم نے قضا کی ہاے | صورت نکالی خوب دلی بد زبان کیا
اس جنس خوش کو بیچ کہیا مین اچھو کیا | مین نے کسو کا کیا کیا اپنا زیان کیا
لڑکے جہان آباد کے یک شہر کرتے ناز | آجاتے ہین بغل مین اشارا جہان کیا

مین منتظر جواب کا نامے کے مر گیا
ناچار میر جان کو اودہر روان کیا

وفا تھی مہر تھی اخلاص تھا تلطف تھا | کبھو مزاج مین اسکے ہین تصرف تھا
جو خوب دیکھو تو ساری وہی حقیقت ہے | چھپانا چہرے کا عشاق سے تکلف تھا
امیر عشق نہین باد خواہ خون رکھتے | ہمارے قتل مین اوسکو عبث توقف تھا
نہ پوچھو خوب ہی بد عہد یونکی عشق [illegible] | ہزار عہد کیے پر وہی تکلف تھا

جہان مین میر سے کاہیکو ہوتے ہین پیدا
سنا یہ واقعہ جن نے اوسے تاسف تھا

جنون مین ساتھ تھا لڑکون کا لشکر جہاتھا | چلی آتی تھی چارون اور سے پتھر جہان مین تہا

[illegible]

میر کو کتنے دنون سے رہتی تھی بیطاقتی
رات دل تڑپا بہت شاید کہ مر گیا

مجھ زار نے کیا گرمی بازار سے پایا
کبریت نمط جن نے لیا مجھکو جلایا

بیتاب تہ تیغ ستم دیر رہا مین
جب تک نہ گئی جان مجھے صبر نہ آیا

جانا فلک دون نے کہ سرسبز ہوا مین
گر خاک سے سبزہ کوئی پژمردہ اگایا

اس رخ نے بہت صورتین لوگون کی بگاڑین
اس قد نے قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا

مت راہ سخن دے کہ مہر آپہی تو کہیگا
کیون مین نے محبت کی عبث منہ کو کھلایا

ہر چند کہ تھی تلخی کی جائے ترے لب
پر گالیان اتنی دین انہون سے نہ چبایا

گردش مین رہا کرتی ہین ہم دیدہ کی تنگی
آنکھون نے تری خوب سما ہمکو دکہایا

کس روز یہ اندوہ جگرسوز تہا آگے
کب شب لب یارب تہی مری یون نہین خدایا

دن جی کی الجھنی کی ہر جگہ ہی مین کٹتی ہے
رات اسکی خیالات سے رہتی ہین قضایا

کیا کہیے دماغ اسکا کہ گلگشت مین گل میر
گل شاخون سے جہک آئی تہی پر منہ نہ لگایا

جب گل کہی ہی انکہہ تئین یار کی رو سا
تب آنکھون تلے میری اتر تا ہی لہو سا

تحقیق کرون کس سے حقیقت کے نشے کو
خضر اب اسی کہتا ہی آتش کہی موسیٰ

کیا تمکو پیار سے اُنہی میرے منہ لگا دے
پہلے ہی چوری تم تو کاٹو ہو گال اسکا

زار زار کہا بحال رکہا بیتاب کہا بیمار رکہا
حال رکہا تہا کچہ بہی ہم نے عشق نے آخر مار رکہا

میلان اسکا تہا کاہیکو جانب الفت کیشونکو
اپنی طرف سے ہمنے ابتک اس ظالم سے پیار رکہا

عشق بہی ہم مین ہاے تصرف کیسے کیسے کرتا ہے
دلکو جا اک جگر کو زخمی آنکہون کو خونبار رکہا

کیا پوچھو ہو دین کیے اکابر فاضل کامل صابر رنج
عزت والی کیا لوگون کو گلیون مین ان نے خوار رکہا

کام اس سے ایکطور رہا لیکن بیطور اسکو ہونے نہ دیتو
حیف ہے میر سپہر دون نے ہمسے اسکو نہ یار رکہا

دل رات دن رہے ہے سینے مین عشق بیکلتا
ہر چند چاہتا ہون پر جی نہین سنبہلتا

اب تو بدن مین سارے اک پہنکے ہے آتش
وہ مہ گلی سے لگتا تو یون جگر نہ جلتا

شب ماہ چاردہ تہا کس حسن سے نمایان
ہوتا بڑا تماشا جو یار بہی نکلتا

اے رشک شمع گویا تو موم کا بنا ہے
مہتاب مین تجہی کو دیکہا ہے یون پگہلتا

تکلیف باغ ہمکو یارون نے کی وگرنہ
گل پہول سے کوئی ہم اپنا بہی دل بہلتا

رونیکا جوش ویسا آنکہونکو ہے یعنی
جیسے ہو رود کوئی برسات مین اُبلتا

کرتا ہے دیر سلوک ایسا ہو جسکے جان جاوے
ہم میر یون نہ مرتے اس سیر جو دل نہ جلتا

دیر مین جو مین گرا یا نہ گیا اور یہ کہا
شاہ جی کہیو کدہر سی آپ کا آنا ہوا

کیا کہین حسرت اسی جیسے جہان سی کوئی جائی
یار کی کوچی سے اپنا اسطرح جانا ہوا

میر تیران جو ر کیشون کی جو کہائی بیشمار
چہاتی اب چہلنی ہی میری ہی جگر چہانا ہوا

کیا کہی حال کہین دل زدہ جا کر اپنا
دل غم اپنا ہی محبت مین نہ دلبر اپنا

دوری یار مین ہی حال دل ابتر اپنا
ہمکو سو کوس سی آتا ہی نظر گہر اپنا

ایک گہڑی صاف نہین ہمسی ہوا یار کبہی
دل ہی جون شیشہ ساتھ کی مکدر اپنا

ہر طرف آئینہ داری مین ہی اسکی رو کی
شوق سی دیکہی منہ ہووی ہی کیدہر اپنا

لب بلب رکھ کی نہ اس گلکی کبہو ہم سوئی
نہ بساط خس و خار ہی بستر اپنا

کسطرح حرف ہوا صبح کا موثر ہم مین
سختیان کہینچتی ہی دل ہوا پتہر اپنا

کیسی رسوائی ہوئی عشق مین کیا نقل کرین
شہر و قصبات مین ہی کوئی گہر گہر اپنا

اوس گل ترکی قبا کی کہین کہوئی تہی بند
رنگون گلبرگ کی ناخن ہی معطر اپنا

تجھسی بی رحم کی لگ لگئی ندسی ہی ہرگز
زور چلتا کچھ اگر چاہ مین دل پر اپنا

پیش کچھ آؤ نہین ہم تو ہین ہر صورت سی
مثل آئینہ نہین چہوڑتی ہم گہر اپنا

دل بہت کہینچتا ہی یار کی کوچی کی زمین
لوہو اس خاک پہ گرنا ہی مقدر اپنا

اودن کی کہینچی ہی سب ... داماں اپنا
کیا کرون گر کرون چاک گریبان اپنا

نہ کہنا کچھ تھا آہ پھرا نہ ملا
کیا جواب ان میر سے سوالوں کا

دم نہ لے اسکی زلفوں کا مارا
میر کاٹا جیسے نہ کالوں کا

احوال نہو جہو کچھ ہم ظلم رسیدوں کا
کیا حال محبت کی آزار کشیدوں کا

دیوانگی عاشق کی جہو ہنسلیوں سے
صد پارہ جگر بھی ہے ہم جامہ دریدوں کا

عاشق ہے دل اپنا تو گلگشت گلستاں میں
جب ہل کے کلاہ سے گل کی تو بادہ بیدوں کا

ناچار گئے مارے میدان محبت میں
پایا نہ گیا چارہ کچھ اوسکی شہیدوں کا

سینے کی گرہ کہنوں سی ہوتی ہے ہمیں وحشت
کیا طور ہے ہم اپنے رسائی سے رسیدوں کا

کیا کیا نہ گیا اوس بن صبر اور دماغ و دل
رونق گئی بشری سے پھر نور بھی دیدوں کا

کرتی ہیں سبب رسائی دل شاد بگلی تک کر
سو میر وہ ملنا بھی اب ترک ہے عیدوں کا

سطح جو باتھوں میں تھا اسکی رخ گلفام کا
ہاتھ ملنا کام ہے اب عاشق بدنام کا

کچھ نہیں عنقا صفت پر شہرہ آفاق ہوں
سیر کی قابل ہے ہونا ہیں میرے نام کا

ہجر کی راتیں بھی جہوٹی جو تنک سوتے ہیں
اسمیں کچھ نقصان ہونا تہا مگر آرام کا

روتے ہیں ان زلف میں اسکی تو پھر رونا ہے
صبح تک جاتا نہیں ہے منہہ آیا شام کا

ہمیشہ التفات اسکی کسو کے بخت سے ہوگا | نہین شہر سندہ مین تو اسکی لطف گاہ گاہی کا

ہر رنگ کہربائی شمع اسکا رنگ جھپکی ہے | و داغ سیر اسکو کب ہے میری رنگ کاہی کا

گدا ہستیکے عہد کے درویش اسی اور کیا یارو | کیا ہی لئے کون مرے دینا انونکو تاج شاہی کا

خراب احوال کچہ یکتا پھرے ہے دیر و کعبے مین
سخن کیا معتبر ہے میر سے واہی تباہی کا

دیکھون مین اپنی آنکھون کو خوناب سو تہا | جی دل کے اضطراب سے بیتاب تہا سو تہا

آنکھ کہرا ہوا تہا لیکن حسن جلوہ ناک | اپنی نظر مین وہ در نایاب تہا سو تہا

ساون ہرے نہ بہادون مین یہہ کم اوپر چرے | سبزہ ہماری پلکون کا سیراب تہا سو تہا

درویش کچہ کہ استغنا ملک شاہ سے | خرقہ کلاہ پاس جو اسباب تہا سو تہا

کیا یہ بہاری قافلے یاران سے چلے گئے | تجکو وہی خیال گران خواب تہا سو تہا

ہر سو ن سے ہے تفاوت و سجادہ و نہا | ہر میل دل جو سوے محراب تہا سو تہا

ہم خشک لب جو روتے رہے جو ہین ہم چلے
پر میر دست عشق کا بو آب تہا سو تہا

ردیف با ی

ماہ صیام آیا ہے قصد اعتکاف اب | جا بیٹھین میکدے مین مسجد سے ہو کے صاف اب

بجلی سی اک تجلی آئی تھی آسمان سے
اس ماہ بن تو اپنی دو دیکھ میں بسر ہوتی ہے
آنکھیں لگا رہے ہیں اہل نظر اور سب
کل رات آ گیا تو وہ دیکھ گیا سب

قطعہ

کیا فہم کیا فراست ذوق و بصر سماعت
منزل کو مرگ کی تھا آخر مجھے پہنچنا
تاب و توان و طاقت یہ کر گئی سفر سب
بھیجا ہے میں نے اپنا اسباب بیشتر سب

دنیا میں حسن و خوبی میر ایک عجیب شی ہے
رندان و پارسایان جس پر رکھیں نظر سب

شیون میں جس کے ٹوٹی زنجیر میر صاحب
اب کیا مری جنون کی تدبیر میر صاحب
ہمسر نکھیچتے تو وہ تیغ کھینچ نہ سکتے
اپنا گناہ اپنی تقصیر میر صاحب
کھینچتے نہیں کمان اب ہے ہوائے گل کے
باد سحر لگی ہے جون تیر میر صاحب
کب ہیں جوانی کی سی اشعار شور آور
شاید کہ کچھ ہوئی ہیں اب پیر میر صاحب

تم کس خیال میں ہو تصویر سی جو چپ ہو
کرتے ہیں لوگ کیا کیا تقریر میر صاحب

سب آتش سوزندہ کیسی ہے جگر اب
بے صرفہ کری صرف نہ کیوں دیدہ اشک
بارتی ہیں اور بھی خاک بھی مشتاق کسو کی
سر مار کے کرتا ہے بیاڑ و نہیں بسر اب

٢٧٩

بے سبب آتا نہیں اب دم بدم عاشق کو غش — درد کھینچا ہے نہایت رنج اٹھایا ہے بہت

وادی و کہسار میں روتا ہوں ڈاڑھیں مار مار — دلبران شہر نے مجھکو ستایا ہے بہت

وا نہیں ہوتا کسو سے دل گرفتہ عشق کا — ظاہرا غمگین اسے رہنا خوش آیا ہے بہت

میر گم گشتہ کا ملنا اتفاقی امر ہے
جب کبھو پایا ہے خواہشمند پایا ہے بہت

عجب نہیں ہے سجانی جو میر چاہ کی ریت — سنا نہیں ہے مگر یہ کہ جوگی کسکی بیت

مت ان نمازیوں کو خانہ ساز دین جانو — کہ ایک اینٹ کی خاطر یہ ڈھاتی ہیں گے بیت

غم زمانہ سے فارغ ہیں مایہ باختگان — قمار خانۂ آفاق میں ہے ہار سے جیت

ہزار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے — ہماری عندیے میں تو ہے وہ خبیث پلیت

کسو کی بستر سنجاب و قصر سے کیا کام — ہماری گور کی بھی ڈھیر میں مکان ہے بیت

ہوئی ہیں سو کئی سوکے عاشق طنبورے کے سے تار — ہر ایک یکہو تو گاتی ہیں بیٹھیاں اور سی میت

شفق سے ہیں در و دیوار زرد شام و سحر — ہوا ہے لکھنؤ اس رہگذر میں پیلی بیت

کہا تھا ہمنے بہت بولنا نہیں ہے خوب — ہماری یار کو سو اب ہیں سی بات پہ چیت

ملی تھی میر سے ہم کل کنار دریا پر
فتیلہ مو وہ جگر سوختہ ہے جیسے امتیت

منہ دکہاتی ہے آرسی ہر صبح	تو بہی اپنی تو ٹک دکہا صورت
خوب سا ہے چہرۂ پری لیکن	آگے اسکے ہی کیا بلا صورت

قطعہ

کب تلک کوئی جیسے صورت نا	آ دے پیارے بنا بنا صورت
ایک دن تو یہہ کہہ کہ ملنے کے	تو بہی ٹہیرا کے کوئی لا صورت

حلقے آنکہوں مین پڑ گئے منہ زرد
ہو گئی میر تیری کیا صورت

وصل دلبر نہ تک ہوا قسمت	مر چلے ہجر مین ہی یا قسمت
ایک بوسی پہ بہی نہ صلح ہوئے	ہمنے دیکہی بہت لڑا قسمت
شیخ جنت تجہے مجہے دیدار	وان بہی ہر ایک کی ہے جدا قسمت
پہول پہل ہاتہوں نے سبہوں کو دئے	زخم تیغ اور نے اپنی تہا قسمت

کیا ازل مین ملا نہ لوگوں کو
تہی ہماری ہی میر کیا قسمت

زخم جہیلے داغ بہی کہائے بہت	دل لگا کر ہم تو پچتائے بہت
جب نہ تب جا گہہ سے تم جایا کئے	ہم تو اپنی اور سے آئے بہت

گلیونکو تو فی چٹ پٹ ای باغبان چمن تو ملا	بلبل کے دل جگر کو ظالم لگی ہی کیا چپٹ
جی ہی ہی نہ میا تو اسکو کیا کرو نین	ہر چند بیٹھتا ہون مجلس مین وسی ہٹ
دیتی ہی طون بلبل کیا نالہ و فغان کو	ملکے او لجھنے سے ہے یہ عاشقو نکی پھپٹ
مردی نہ تہی ہم ایسے دریا پہ جب تھا تکیہ	اس گہاٹ گاہ و بیگہ بہتی لگا تہا جمگہٹ
رک رک کے دل ہمارا ابتاب کیون نہو گا	کثرت سے درد و غم کی رہتا ہی اسپہ جمہٹ

شب میر سے ملے ہم اک وہم رہ گیا ہے
اسکے خیال سے مین اتبو گیا بت لٹ ❖

خدا جانے ہووی گی کیا نہایت	اجل تو ہے دلکی مرض کی ہدایت
سخن عشق آغشتہ خون ہے ولیکن	نہین لب مری آشنائی شکایت
نہین یہ گنہگار ملنے کے قابل	کرم کرسکے تو مہربانی عنایت
گیا آسمان پر جو نالہ تو کیا ہے	نہین یار کی دل مین کرتا سرایت

ہمین عشق مین میر چپ لگ گئی ہے
نہ شکر شکایت نہ حرف و حکایت

ردیف ثای

تری جستجو یار کی سے ہے عبث	یہ کوشش گنہگار کی ہی عبث

ردیف دال

فرہاد تو ہیں مجھے چاہو پوچھ لو
مشہور ہے تقصیر ہی اہل وفا کے بیچ

آخر تو میں سے طول دیا بحث عشق کو
کوتاہی تم بھی مت کرو جور و جفا کے بیچ

آئی ہونٹ پے آہ تو میں اوٹھ کھڑا ہوا
بیٹھا گیا نہ مجھ سے تو ایسی ہوا کے بیچ

اقبال دیکھ اس ستم و ظلم و جور پر
دیکھوں ہوں جسکو ہے وہ اوسکی ادا کے بیچ

دل اس چمن میں ہیتوں سے میرا لگا ولے
ہو گئے وفا بنائی کسو آشنا کے بیچ

جوش و خروش میر کے جاتے رہے نہ سب
ہوتا ہے شور چاہنے کی ابتدا کے بیچ

ردیف یای حطی

یاد آگیا تو بہنے لگیں آنکھیں جو کی طرح
کچھ آگئی تھی سر چمن میں کسو کی طرح

چسپاں قبا وہ شوخ سدا غصے ہی رہا
چین جبیں سے اوسکی ادائی اتو کیطرح

گالی لڑائی آگئی تو تم جانتے نہ تھے
اب یہ نکالی تم نے نئی گفتگو کی طرح

ہم جانتے تھے تازہ بنائی جہاں کو لیک
یہ منزل خراب ہوئی ہے کسو کی طرح

سرسبز ہم ہوئے تھے جو زرد ہو چلے
اس کشت میں پڑی یہ ہماری نمو کیطرح

وہ دن کہاں کہ مست سرانداز خم میں تھے
سر اتھو جو جڑا ہی شکستہ سبو کی طرح

تسکین دل کی کب ہوئی سیر چمن سے کیے
گو ہو دل میں آگئی کچھ اسکی سو کیطرح

ردیف را

ہمین اسیر تو ہوتا ہے اپنا اچھا یاد ۔ کشش نہ دام کی دیکھے نہ کوشش صیاد

نہ درد مندی سے یہ راہ تم چلو ورنہ ۔ قدم قدم پہ تہی یان جای نالہ و فریاد

ہزار فاختہ گردن مین طوق پہنے پہرے ۔ اسے خیال نہین کچہ وہ سرو ہے آزاد

جہان مین اتنی ہی آشوب کیا رہینگی بسر ۔ ابہی پڑیگا میری خون بکینہ سی زیاد

چمن مین اتنی ہین شنا ہے سو ای بلبل ۔ جگر خراش یہ نالی ہین تیری منہ سی زیاد

ثبات قصر و در و بام و خشت و گل کتنا ۔ عمارت دل درویش کی کر کہو بنیاد

چمن مین یار ہمین لیگئے تہے وانہونے ۔ ہماری ساتہ بہی غم ہی دل ناشاد

ہمین تو مرنیکا طور اوسکی خوش بہت آیا ۔ طواف کرتے ہو ہو نخل ماتم فرہاد

نظر نکرتے طرف صید کی حرم بسمل ۔ یہ ظلم تازہ ہوا اوس کشندہ سی ایجاد

چلے نہ تیغ اگر ہم نگاہ عجز کرین ۔ ہماری اور نہ دیکھے خدا کرے جلاد

کباب فی دلمین کر انصاف ہم پہ لطف کیا ۔ وہی ہے خستم وہی یالنے جاو ہی بیداد

تمام ریختہ بیچا ہوں ہین اتو پہر بس مرگ ۔ کہا کنہون نے تو کیا عز اسمہ استاد

اگرچہ گنج بہی ہے پر خرابیان ہین بہت ۔
نہ پہر خرابی مین اے میر خانمان آباد

عشق نو ہو ہی گیا سب کہین ہے سو درد ۔ پہول میری خاک سے نکلین گے بہی تو زرد

کیون گریبان کو پہروا [illegible] بہائے [illegible]
دامن [illegible] گیا [illegible] کر

ای مرغ [illegible] صبح ہوئی [illegible] | [illegible] ہے کوئی گھڑی ہنگام [illegible]
وہ آئینہ رو باغ کی پہولونمین [illegible] | ہم [illegible] حیران اسی منہ پہ نظر کر
ہے [illegible] مجھکو مری دیکھ [illegible] | [illegible] جان مجھے میری خبر کر
حسن [illegible] سراپا مین نظر [illegible] | [illegible] میری [illegible] مین عمر بسر کر
فرما مجھے [illegible] صنعتین کیا کیا | [illegible] جگر [illegible]
پرتی نگہ اوس شوخ کی ہوتا ہے [illegible] | [illegible] ہے جیسے کہ کوئی بجلی [illegible]
معشوق [illegible] وصل [illegible] ایسا [illegible] | [illegible] پہنچی ہے تو مر کر
بلشب [illegible] چہرہ تابان [illegible] | [illegible] نظر ہے نہ چہرہ باجی سوا [illegible]

[illegible] کیا ہوتا عوض [illegible] کاش
پہچانا [illegible] نام [illegible] کر

جب ہمکلام ہوتا ہے وہ [illegible] | [illegible] نگ سے کرے ہے باتین جپا جپا کر
تھی جملہ تن لطافت عالم مین [illegible] ہمکو | [illegible] گئی ہین [illegible] آئین [illegible]
سعی و طلب [illegible] | [illegible] بیٹھین [illegible]

مبارک تمہیں میر ہو عشق کرنا
بہت ہم تو کھینچا ہے دل کو لگا کر

صاف غلطاں خون میں ہے نخچیر یار
لگ گیا رنگ اسکے دل سے تیر یار

کوتہی سے کے میرے طالع سے
جور میں تو کچھ نہتے تقصیر یار

اک کروں کے پاؤں میں بیڑی ہوئی
ہاتھ میں سونے کی وہ زنجیر یار

ہے کشیدہ جیسے تیغ آفتاب
میان میں رہتی نہیں شمشیر یار

میر ہم تو نا رہے کھینچا کیے
کیوں کے کوئی کھینچے ہے تصویر یار

مذہب ہے میری کیا تجھے میرا و یار اور
میرا دریار اور مرا کار بار اور

چلتا ہی کام مرگ کا خوب اسکی دور میں
ہوتا ہی گرد شہر کی روز اک مزار اور

بندی کو ان فقیروں نہیں گئے شہر سے
صاحب نے میری مجھکو دیا اعتبار اور

دلکو تو لاگ ہی ہی تکون راہ لب تلک
اس پر ہے یک عذاب شدید انتظار اور

بسمل پسند کر کے تڑپنا دیکھنا
ہے میری صید پیشہ کا طور شکار اور

مین اسکی گرد رہ کا رہا منتظر بہت
سو آنکھیں ہو گئیں مری اک غبار اور

درد سراب ہے عشق کا ہی گور تک ساتھ
کچھ نشا ہی اور ہے اسکا خمار اور

کا ہیکو اس قرار سے تھا اضطراب و قلق
ہوتا ہے ہاتھ رکھنے سے دل بیقرار اور

سر کا نگو ہم اسکے قدم کرتے تلی رکہا
ٹیڑہی ہی اوسکی طرف کلاہ اسطرف ہنوز

مدت سی مثل شب ہے مرا تیرہ روزگار
آتا نہین وہ غیرت ماہ اسطرف ہنوز

پتہرا گئین ہین آنکہین مری نقش پا کے طور
پڑتی نہین ہے یار کی راہ اسطرف ہنوز

جسکی جہت سی مرنیکے نزدیک پہنچی ہم
پہرتا نہین وہ آنکہو واہ اسطرف ہنوز

آنکہین ہماری مند چلین ہین جیسے بغیر یار
وہ دیکہتا ہی ٹک نہین آکہ اسطرف ہنوز

ہر سون سے میر ماتم مجنون ہے دشت مین
روتا ہی آکے ابر سیاہ اسطرف ہنوز

ردیف سین

گلامت توڑ اپنا اے جرس بس
نہین اس راہ مین فریاد رس بس

کبہو دل کی نہ کہنے پائی اسسے
جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس

گل و گلزار سے کیا قیدیون کو
ہمین داغ دل و کنج قفس بس

نہ ترسا و یکایک مار ڈالو
کروگے کب تلک ہم پر ترس بس

بہت کم دیتے تہے بادل دکہائی
رہے ہم ہی تو روئی اس برس بس

کسو محبوب کے ہو گور پر گل
ہمارے خاک کو ہی خار و خس بس

چمن سے غم مین سینہ داغ ہی میر
بہت نکلی ہماری بہی ہوس بس

کہتے ہیں [illegible] ہو جب شور سے | [illegible] جمعہ پوش
مرگیا اس جا [illegible] کیا | پیاسے [illegible] ہو جو میرا قبر پوش
نمائش [illegible] اپنی [illegible] | اور کیا کرتے ہیں مفلس [illegible] نوش
دوستوں کا درد دل [illegible] گوش | [illegible] دشمنان [illegible] گوش

جب [illegible] زار رونین میر
ایک [illegible] خوش

[illegible] ناخوش اس کی [illegible] | [illegible] ہمکو ناخوش
نہیں [illegible] | [illegible] کی ہماری ہے ہوا خوش
[illegible] | [illegible] خلق مجھ سے [illegible] خوش
[illegible] دل [illegible] | [illegible] میں گذری کیا خوش
جہان تنگ [illegible] | [illegible] میں [illegible] رنا خوش
رہا ہو [illegible] | مری اس [illegible] گذری [illegible] خوش

کیا [illegible] آخر
[illegible] تھا ناخوش

[illegible] | [illegible] سفر در پیش

ردیف عین

ہم نے بھی رابطان کی خطون میں تو عنا غلط — ہوتی ہین ہر غرور و غلط یہ ہو گیا یہ کیا غلط

کتنے ہو کیا کیا لکہا ہے خط مین مجہکو میر نے
کب کہا کئے ہیئے سب جہو مہہ افترا بیجا غلط

ردیف ظای معجمہ

جو وہ ہے تو ہے زندگانی سے حظ — مزا عمر کا ہے جوانی سے حظ
نہین وہ تو سب کچہ بہی لطف ہے — نہ کہانے مین لذت نہ پانی سے حظ

کہا در رد دل رات کیا میر نے
اٹہایا بہت اس کہانی سے حظ

ردیف عین

آگی جب اس آتشین رخسار کی آتی ہے شمع — پانی پانی شرم مفرط سے ہوئی جاتی ہے شمع

ہے مرتی ہر اک غزل پہ اجتماع — خانقہ مین کرتے ہین صوفی سماع
وجد مین رکہتا ہے اہل فہم کو — میرے شعر و شاعری کا استماع
ہم بسبب چہوڑ دنیا رحم کر — اس شکار افگن گاہی کا اختراع
کچہ ضرر عاید ہوا میری ہے اوس — ورنہ اسے سبکو پہنچا انتفاع
یار دشمن ہو گیا اسکے سبب — ہے متاع دوستی ہی کیا متاع

ردیف فای

۲۸۹

پیش مژگان وہ رہے رہنے خنجر	اسکے زلفونکے دام ہے موقوف
کہہ کے صاحب کبھو بلانے تھے	سو وقار غلام ہے موقوف
اعتقاد امید ہمسے کسکے ہوئے	اپنے اب ہان امام ہے موقوف

ردیف قاف

کیا حقیقت کہون کہ کیا ہے عشق	حق شناسون کا ہان خدا ہے عشق
دل لگا ہو تو جی جہان سے اٹھا	موت کا نام پیار کا ہے عشق
اور تدبیر کو نہین کچھ دخل	عشق کے درد کی دوا ہے عشق
کیا ڈبایا محیط مین غم کے	ہمنے جانا تھا آشنا ہے عشق
عشق سے جا نہین کوئی خالی	دل سے لے عرش تک بھرا ہے عشق
کوہکن کیا پہاڑ کاٹیگا	پردے مین زور آزما ہے عشق
عشق ہے عشق کرنے والون کو	کیسا کیسا بہم کیا ہے عشق
کون مقصد کو عشق بن پہنچا	آرزو عشق مدعا ہے عشق

میر مرنا پڑے ہے خوبان پر
عشق مت کر کہ بد بلا ہے عشق

گر با دیئے مین تمکو صبا لیکے جائیگا	مجنون کو میرے اور سی کہیو دعا شوق

ردیف کاف اول

ردیف کاف دوم

چاک دل ہے انار کے سے رنگ
چشم پرخون فگار کے سے رنگ

کام مین ہے ہوای گل کی موج
تیغ خونریز یار کے سے رنگ

تاب ہی مین رہے ہے اسکی زلف
افعی پیچدار کے سے رنگ

کیا ہوا افسردگی کے سات کھلا
دل گل بے بہار کے سے رنگ

برق ابر بہار رنے بے سے
اب دل بیقرار کے سے رنگ

کنج نخچیرگہ مین ہین ماہون
ہم ہین لاغر شکار کے سے رنگ

عمر کا ہے سمند جاتا ہے
ابلق روزگار کے سے رنگ

برگ گل ہین نہ دلکشے ہوے گے
کف پاے نگار کے سے رنگ

اس بیابان مین میر محو ہوئے +
ناتوان اک غبار کے سے رنگ +

ردیف لام

ابھی ہزار رنگ گلستان مین آے گل
پر اس بغیر اپنے تو جی کو نہ بھائے گل

بلبل کو ناز کیون نہ خیابان گل پہ ہو
کیا جانیے چھاتی پہ پھر کر کھائے گل

کب تک حنائی پانون اسکے یہ بیکلی
لگ جائے ٹک چمن مین کہین آنکھ پانو گل

ناچار ہو چمن مین نہ رہیے کیون ہون جب
بلبل کہے ہے اور کوئی ہون ترا ہے گل

سکندر ہوا مالک سات اقلیموں کا آخر کو
گیا دست تہی یان سے یہ پہر کیا حاصل

بلا قحط مروت ہی کہ ہو محصول غلے پر
کہیں سے چار دانے لا ولیوین بجا حاصل

نہ پہنچے کیونکہ نقصان ہم تو قید ہیں تعین کے
خودی ہی کوئی نکلی تو اسی ہو وے خدا حاصل

عبارت خوب لکہی شاعری انشا طرازی کی
ولی مطلب ہی گم دیکہین تو کب ہو مدعا حاصل

بہت مصروف کشت وکار تہی مزرع دنیا کی
اٹہا سر سے ناتہ آخر مین کچہ ہوا حاصل

پہر است میسر اپنا گران گوشونکی مجلس مین
سنے کوئی تو کچہ کہئے بہی ایسے کہنے کا حاصل

ردیف میم

جی کی تئین چہپاتی نہین یون تو غم سے ہم
پہر تنگ آگئی ہین تمہاری ستم سے ہم

اپنے خیال ہی مین گذرتی ہی اپنی عمر
پہر کچہ نہو چہوٹے نہین جاتی ہم سے ہم

زانو پہ سر ہے قامت خم گشتہ کی سبب
پیری میں اپنی آن لگی ہین قدم سی ہم

جون چلمہ میر حاج کا ہی خوار جانماز
تنہائی مین جو آئی ہین چل کہ حرم سی ہم

رونے ہی آہ نی دیکہہ کی ہم کو کیا ستم
اک چشم داشت رکہتی تہی مژگان نم سی ہم

بد عہدیان ہی کرتی گئی اسکو سال و ماہ
اب کب تسلی ہونگی ہین قول و قسم سی ہم

زنار سا بندہا ہی گلے اپنے تو کفر
بدنام ہین جہان مین عشق صنم سی ہم

جو کچھہ آوے سالک کے آگے ہی جبر
ہمین سرکشی سر بلندی ہے کیا

رکھا ہے اب گھر سے باہر قدم
رہے ضعف مین ہم تو سر در قدم

کہین کیا کف پا مین میر آبلے
چلین ہم سرون پر مگر دہر قدم

میر آج وہ بدمست ہے ہشیار رہو تم
ہے بیخبری اسکو خبردار رہو تم

جی جانے کسیکا کہ رہے تم کو قسم ہے
مقدور تلک دور سے آزار رہو تم

دو محو جمال اپنے ہے پروا نہین اسکو
خواہان رہو تم اب کہ طلبگار رہو تم

اس معنے کی اوراک سے حیرت ہے حاصل
آئینہ نمط صورت دیوار رہو تم

یکبارہ ہوا دلکے لیتلے کا وہ باعث
یہ کیا کہ اسی طور پہ ہر بار رہو تم

ہو لطف اسی کا تو کوئی کام کو پہنچے
تسبیح گلے ڈالکے زنار رہو تم

کیا میر بری چال سے جینے کی چلی ہے
بہتیرا اپنے تئین اب مار رہو تم

اکتاتے جاتے ہین ورنہ جہان سے ہم
کچھہ ہو رہے ہین غم مین ہے نیم جان سے ہم

ہر بات کے جواب مین گالی کہان تلک
اب جان بلب ہوئے ہین تمہاری زبان سے ہم

وعدہ کرو تو سوچ لو مدت کو ملین بھی
یہ حال ہے تو دیر رہینگے کہان سے ہم

نسبت تو ہے بہ گرہ یہ گو ورسکی ہو | ہم ہین نوای بلبل ہو گل کی نکہت بو تم

دیکھ اشک سرخ بولا سے رنگ ور لائیے
ہین میر منہ پر آنسو یا روتے ہو لہو تم

ردیف نون

ٹھنڈی سانسین بھرین ہین جلتی ہین کبابین ہین | جلکے بیلو ہین ہم آتش مین ہین آب مین ہین

ساتھ اپنے نہین اسباب مساعد مطلق | ہم بھی کہنے کو تئین عالم اسباب مین ہین

غفلت دل سے ستم گذرین ہین سو کچھ مت پوچھ | قافلے چلنے کو تیار ہین ہم خواب مین ہین

عشق کی ہینگے جو سرگشتہ پڑے ہین وے بلا | کشتیان انکی ہین ہیچ کیا انکی کہ گرداب مین ہین

دور کیا اسسے جو بیٹھے ہین اغیار اپنا دور | پاس اس طور کے بھی عشق کی آداب مین ہین

ہے فراغ مہ تابان سے فراغ سے لگے | دل جلے پہ تو رخ سے ترے مہتاب مین ہین

ہم بھی اس شہر مین ان لوگون سے ہین خانہ خراب
میر گھر بار جنون کی رہ سیلاب مین ہین

کرے تو ہمنشین تک تصرف یکجہ کہنا ونہین | الگ بیٹھا خدا بندون کو انکھون سے جاوین

نہین ہو آنے ادب اتنا کہ گل سے منہ لگاوین | جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے گر چمن کی اور جاوین

گیا ہے اضطراب دل نے کیا مجھکو سبک آخر | کہان تک یار کی کوچہ سے جا جا کر پھر آوین

کنا گیا امروہہ مجھکو دوستان ریختہ کا ڈہونڈہتا ہی جی بہت پر اب انہین اونکلیان

تہا وہ فتنہ ملنے کے گون کب کسی درویش سے
کیا کہین ہم میر صاحب سے ہوئی مفتون کہان

عشق نے خوار و ذلیل کیا ہم سر کو بکہیرے پہرین
ہر شب ہمین سرگشتہ و نالان کوچہ کوچہ پہرین
دل لشکر مین یک سپاہی اپنے ہمسے چہین لیا
ہنجو دو اُسکی زلف و رخ کی کاہیکو آپہین پہرے
نقش کسو در کا رو سینہ گرم طلب ہین ویسے رنگ
بر ہی اگر شمشیر سرون پر ہوئین نہار نہین
شور درود و داغ الم سب کو گہیرے پہرین
یاس نہین اب بہی یکہون کب ان سے میر پہرے ہین
ہم درویش طلب ہین اسکی گو پہیرے پہرین
ہم کہتے ہین تسلی دلکو سانجہ ہو پہیرے پہرین
جیسے خیالی ہا اس کے تصویر پہیرے پہرین
سیدہے جانی والی ادہر سے لیکے پہیرے ہین

پانو نگار آلودہ کہین سانجہ کہ میر نے دیکہے تہے
صبح تلک اب ہے آنکہون مین اسکے پانون تیرے پہرین

جمع ہوتے نہین حواس کہین
دسے لے دو اشک سے نکلی ہر آس
باد خوشبو ہی آئی ہین وان سے
ہوس جنون مین کہین ہے سر پہ خاک
جائین یان سے جو ہم اداس کہین
اوس سون بجہتی نہین ہے پیاس کہین
کوئی چہپے ہے گل کے باس کہین
تنگ ہی ہو کر گیا لباس کہین

[illegible]

خوبیان بی تو نہیت مین اس ستم ایجاد مین
ابہی ہے … نظر بازان …
[illegible]

ہے سبک ہونا یہ میرا فرط شوق مجلس مین
وہ تو نہین سنتا ولیکن مین ہی باتین بناتا ہون

قتل مین میرے یہ صحبت ہے تمہین غصے محبت ہے
لوہو پیا پیتا ہون تلوار اپنی اسکی کہاتا ہون

آنکی میری صحبت لگتی دردو غم دل ایک گھر
رنجش کیون کا ہیکو خشونت غصہ کیا ہی جاتا ہون

شہر رو ہے عشق ان ہر دو شہر و ملک جاتا ہون نکل
پاس نہین پاتا جو … کو کہا کیا مین گھبراتا ہون

پیار کی خط کو گلی مین لا شہر مین سب تشہیر کیا
سامنے ہون … کیونکر اتنی شہر مین ملتا ہون

پہلے فریب لطف سے اسکے کچھ نہوا معلوم مجھے
اب جو چاہے بدلے طرح عشق ہنستا ہون تو یچکتا ہون

مجرم اس خاطر تو ہوتا ہون جو مین نے بتایا شغل کر
نہ گناہ مین چال کر اسکی پانون کو ہاتھ لگاتا ہون

دیکھیے ان پلکون کے اگر میر ہون بخود تنگ آیا
آپ کو پاتا ہون تو پھر اسوقت نہین مین پاتا ہون

کبھو ملے ہی سو وہ یون کہ پھر ملا نہ کرین
کرے ہے آپہی شکایت کہ ہم گلا نہ کرین

ہوئی یہ چاہ مین مشکل کہ جی گیا ہوتا
نہ رہتے جیتے اگر ہم مسا ہلا نہ کرین

ہماری حرف پریشان مین لطف کتنی مین
جنون ہے بحث جو وحشت مین عاقلا نہ کرین

صفائے دل جو ہوئی تک تو دیکھیں مین کیا کیا
ہم ایسے آئینہ کو اپنے کیون جلا نہ کرین

وہان مین نگہ قیاس رہون کہین مہ و مہر
خدا کرے کہ تیرے رخ سے مقابلہ نہ کرین

دل اتنو ہمسے ہے ہر بار اگر ہے جیتے
کسو سے ہم بہی لگے پہر معاملا نہ کرین

[illegible]

چلتی ہین ہیہ تھو کر لگتے ہی میر و لکو
چالین ہین و لبر و نکی سب سے نرالیان ہین

رفتگان مین جہان کے ہم بھی ہین
ساتھ اس کاروان کے ہم بھی ہین

شمع ہی سے نہ دیکھیے بر باد
کشتہ اپنی زبان کے ہم بھی ہین

ہم کو مجنون کو عشق مین مت پوچھ
ننگ اس خاندان کے ہم بھی ہین

جس چمن زار کا ہے تو گل تر
بلبل اس گلستان کے ہم بھی ہین

نہین مجنون سے دل قوی لیکن
یار اوس ناتوان کے ہم بھی ہین

بوسہ مت دے کسو کے در پہ نسیم
خاک اس آستان کے ہم بھی ہین

گو شب اس در سے دور پہرو پھرین
پاس تو پاسبان کے ہم بھی ہین

وجہ بیگانگی نہین معلوم
تم جہانکے ہو وان کے ہم بھی ہین

مر گئے مر گئے نہین تو نہین
خاک سے منہ کو ڈھانکے ہم بھی ہین

اپنا شیوہ نہین کجی یون تو
یار جی ٹیڑھے بانکے ہم بھی ہین

اس سری کے ہے پارسائی میر
معتقد اس جوان کے ہم سب ہین

نئی گردش ہے اسکی ہر زمان نہین
خلل سا ہے دماغ آسمان نہین

دل و دلی دو نو اگر ہین خراب ‏—‏ پہ کچہ لطف اس اجڑے گہر مین بہی ہین

چلو میر کے تو مجلس کے بعد
کہ وے وحشی تو اپنے گہر مین رہے ہین

نکہ شوق کشتون سجانی کی باتین ‏—‏ نہین آتین کیا تجھکو آنی کی باتین

سماجت جو کی بوس لب تو بولا ‏—‏ نہین خوب یہ مار کہانی کی باتین

زبانین بہ لتی ہین ہر آن خوبان ‏—‏ یہ سب کچہ ہین بگڑ ہنی مانی کی باتین

نظر جب کرو زیر لب کچہ کہے ہے ‏—‏ کہو یار کے آستانی کی باتین

سے جاسے گالی اگر دوستی ہو ‏—‏ پہر ہی بہلے ہین لگانی کی باتین

ہمین دیر و کعبے سے کیا گفتگو ہے ‏—‏ چلی جاتی ہین یہ سیانی کی باتین

بگڑ ہی چکے پا ر سے ہم تو یارو ‏—‏ کرو کچہ اب اس سے بنانی کی باتین

کیا سیر کل مین نے دیوان مجنون ‏—‏ خوش آئین بہت اس دوانی کی باتین

بہت ہرزہ گوئی کی یان میر صاحب
کرو ان سے کچہ منہ دکہانی کی باتین

کیا کرون سودائے اسکی زلف کے تدبیر مین ‏—‏ ظل ممدود چمن میں گو عیان ہگر نہ زنجیر مین

کل تو تجہہ سے اسکی خاطر بہت کترا ہے لیک ‏—‏ وا نہین ہوتا ہے رنگ غنچہ تصویر مین

صورت آئینہ مین یک تک یکتو کیا صورت ہے
بد زبانی تجھے اس منہ پہ سزاوار نہین

دل کے الجھاؤ کو کیا تجھسے کہون اے ناصح
تو کسو زلف کے پھندے مین گرفتار نہین

اسکے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر
کیا ہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین +

چمکنا برق کا کرتا ہے کار تیغ ہجران مین
برستا مینہہ کا داخل ہے اس بن تیر باران مین

بھرے رہتے ہین سو سو پھول ہی جیسکے گریبان مین
وہ کیا جانے کہ گذری ہے جگر کی میرے دامان مین

کہین شام و سحر رویا تھا مجنون عشق لیلی مین
ہنوز آشوب و نوحہ وقت رہتا ہے بیابان مین

خیال یار مین لگے ہے یکتہ پارہ یان ہر دم
اگر ہجران مین زندانی ہون پر یوسفستان مین

رکھا عرصہ جنون پر تنگ مشتاقونکی وحشی نے
کسے مارا ہے اس کہتی نے جسمکے ہو میدان مین

جہان دیکھیے اک شعر شور انگیز نکلے ہے
قیامت کا سا ہنگامہ ہے ہر جا میرے دیوان مین

جو دیکھو تو نہین ہے یال اپنا حسن سے خالی
دمک الماس کی سی ہے ہماری چشم حیران مین

خرابی آگئی دین مین گئی ملت اوسی دیکھے
ملے سے اسکے رخنے پڑ گئے لوگونکے ایمان مین

نکل آتا ہے گھر سے ہر گھڑی ننگی بدن باہر
برا یہ آ پڑا ہے عیب اس کی ساتین جان مین

ستم کی تیر اسکی میرے سینے مین بہت ٹوٹے
کیا جاتا ہے مشکل فرق اب دل و پیکان مین

ہوا ابر مین کیا میر ہنستا باغ مین تہا
گری یہ پڑتی ہے بجلی آج کچھ صحن گلستان مین

تن میں جیتک ہے جان تکلف ہے ۔ ہم میں اسمین ابھی حجاب ہے میاں

گو نہین مین کسو شمار مین یان ۔ عاقبت ایک دن حساب ہے میاں

گو دماغ و جگہ کہان وہ قلب ۔ یان عجب ایک انقلاب ہے میاں

زلف بل کہا رہی ہے گو اُسکے ۔ دل کو اپنی تو پیچ و تاب ہے میاں

لطف و مہر و وفا وہ کیا جانے ۔ ناز ہے خشم ہے عتاب ہے میاں

لوہو اپنا پیون ہون چپکا ہون ۔ کسکو اس بن سر شراب ہے میاں

چشم وا یان کی چشم بسمل ہے ۔ جاگنا یہ نہین ہے خواب ہے میاں

منہ سے کچہ بولتا نہین قاصد ۔ شاید اودہر سے اب جواب ہے میاں

دل ہے اپنا نہین فقط بیچین ۔ جی کو بہی شور اضطراب ہے میاں

چاہیے وہ گہے سو کہہ رکہین +
ہر سخن میر کا کتاب سے ہے میاں

گرفتہ دل ہون سر ارتباط مجہکو نہین ۔ کسو سے شہر مین کچہ اختلاط مجہکو نہین

جہان ہو تیغ بکف کوئی سادہ جا لگتا ۔ اب اپنی جان کا کچہ احتیاط مجہکو نہین

کہہ ہی گاکون قیامت کو ریسمان باز کے ۔ دل و دماغ گذار صراط مجہکو نہین

جیسے ہو مرگ سا پیش استحا کیونکر ہے ۔ اس اپنے جینے سے کچہ انبساط مجہکو نہین

سخن مشتاق ہے عالم ہمارا ہین ہم کس حسن لطافت سے | لطافت ہے مرے مجموعہ و عقد ثریا مین
کو دیکھا نہ کوئی غار مین نے شوق کی مارے | بعینہ راہ اندہا سا چلا اسکی تمنا مین
بہت تہا شور وحشت سے مین کیسر سوچ کی میرے | لکھی تصویر تو زنجیر پہلے کہنیچ لی ہین

جدائی کی تعب کہنیچے نہین ہین میر راضی ہون
جلاوین آگ مین یا مجکو پہینکین کہر دریا مین

شہرون ملکون مین جو یہ میر کہاتا ہی میان | دیدنی ہی پہ بہت کم نظر آتا ہی میان
عالم آئینہ ہی جسکا وہ مصور بے مثل | ہای کیا صورتین پردہ مین بناتا ہی میان
قسمت اس بزم مین لائی کہ جہان کا ساقی | دیوی ہی سبکو ہین زہر پلاتا ہی میان
ہو کی عاشق تری جان دل دین کہو بیٹہی | جیسا کرتا ہی کوئی ویسا ہی پاتا ہی میان
حسن یکچیز ہی ہم ہو وین کہ تو ہو ناصح | ایسی شی سی کوئی بہی ہاتہہ اٹہاتا ہی میان
جہنگڑا اس جاذبی کا کوہ گران سنگ کو بہی | جون پر کاہ ادہر اسی لیجاتا ہی میان

کیا پری خون ہے جو تو نکو لگاوی سے میر
شام سی دل و جگر و جان جلاتا ہی میان

جاے سے بے جی نجات سے کی غم مین | ایسی جنت گئی جہنم مین
نزع مین میری ایکدم ٹہہرو | دم ابہی ہین ہزار اک دم مین

اس بحر حسن پاس تہا کل ہم تیغ	مین جان دی ہی حسرت بوس و کنار مین
چلتا ہی تک تو دیکہہ کہ چل پانو سی نفس	آنکہین ہی بچہ گئی ہین تیری رہگذار مین
کس کس ادا سی ریختی ہین نی کہی ولی	سمجہا نہ کوئی میری زبان اس دیار مین

ترٹپہی ہی دل متصل وہ کہان ایسی روز و شب
ہی فرق میر برق و دل بیقرار مین

کیسی وفا و الفت کہاتی عبث ہو قسمین	مدت ہوئی اٹہا دین تمنی یہ ساری رسمین
ساون تو ابکی ایسا برسا نہین جو کہی	روتا رہا ہون مین ہی دن رات اس برس مین
گہبرا کی یون لگی ہی سینی مین دل ترٹپنی	جیسی اسیر تازہ بیتاب ہو قفس مین
جا نکاہ ایسی نالہ لوہی سی تو ہو وین	بیتاب دل کسو کا رکہتا ہی کیا جرس مین
البا غری سی دیدی ہین سارے رنگین دکہائی	پرعشق بہر رہا ہی اک ایک میری نس مین
اکراہ ہم سبہی برسون روتی پہرا کئی ہین	دریا بند ہی پڑے ہین وادی کی خار و خس مین

کیا میر بس کری ہی اب شاری آہ شب کا
دل آگیا ہی اسکا ظالم کسو کی بس مین

روتی ہین نالہ کش ہین یا رات دن جلی ہین	ہجران مین اسکی ہمکو بہتیری شغل ہین
جون درد عمر گذری سب پیچ و تاب ہی مین	اتنا ستا نہ ظالم ہم بہی بہلی ہین

اک شور ہی رہا ہی دیوانون مین
زنجیر سے بجے ہین گہ جو بہی ہم رہے ہین
پست و بلند دیکہین کیا پیش آوے
اس دشت سے ہم اب تو
سر گذری اشک ہین اب سیلاب کے چڑہے ہین
لگی ہے آگ اک میرے جگر مین
اب چشم تر مین
تمکین عاشق و معشوق کے رنگ
جدا رہتے ہین ہم دو ایک گھر مین

[illegible]

کفن کیا عشق مین ہین نہ ہی پہنا
پیام اوس گل کو اسکی ہاتھہ دیتے
جیو خوش یا کوئی ناخوش ہمین کیا
ہمین فرہاد و مجنون جس سے جیا ہو
سراپا ہے ادا و ناز ہے یار
بلا زلف سیاہ اسکی ہے پرپیچ

کھنچے لو ہو مین بہتیرون کی جا مین
سکھائی ہنوتی گر صبا مین
ہم اپنے محو مین ذوق فنا ہین
تم آکر پوچہ لو شہر وفا مین
قیامت آتی ہے اسکی ادا مین
وطن دل نی کیا ہے کس بلا مین

ضعیف و زار تنگی سے ہین ہر چند
ولیکن میر اوڑتے ہین ہوا مین

نچین جب عاشق اگر وست پائین
جھکنے لگا خون تو جاے سرشک
رہین کسکو سا نسی کہ اب ضعف سے
خدا ساز تہا آزریت تراش
چلا یار کی اور جاتا ہے جی
جگر سوز ہین اسکے لعل خموش
ہمین بی نیازی نے ٹہلا دیا

خدا نہ دے ان کو جو سر کھائین
ابہی دیکہین آنکھین ہمین کیا دکھائین
مراجی ہی کرنے لگا سائین سائین
ہم اپنے تئین آدمی تو بنائین
جو ہوا اختیاری تو اودہر نجائین
طلب کریئے بوسہ تو باتین بنائین
کہان اتنی طاقت کہ منت اٹھائین

کہنے لگا کہ لب سے ترے لعل خوب ہے	اس رنگ ڈھنگ سے تو ہمارا سخن نہیں
سہو بچا ہو سو گا منزل مقصود کی تئین	خاک رہ اسکی جسکا غبیر کفن نہیں
ہمکو خرام ناز سے مت خاک مین ملا	دلسے ہی جنکو راہ یہ اُنکا چلن نہیں
کل کام آدمی ہی ترے منہ کی نثار سکے	صحبت رکھی جو تجھسے یہ دسکا دہن نہیں

کل جا کے ہمنے میر کی ہان یہ سنا جواب
مدت ہوئی کہ یان تو وہ غربت وطن نہیں

ہر چند ہم اب وصل طلب کرتے ہین	تنگ گیا دہب تو اسی شوخ سے دہب کرتے ہین
روز اک ظلم نیا کرتے ہین پی دلبر اور	روز کہتے ہین ستم ترک ہم اب کرتے ہین
لاگ ہی جی کے تئین اپنی ہا سے یار سے یک	اور سب یارون کا ہم لوگ تو سب کرتے ہین
تم کبھو میر کو چاہو سو کہ چاہین ہین تمہین	اور ہم لوگ تو سب انکا ادب کرتے ہین
ہون بحال اس سے جو یہ عالم کے لیئے	حال سن سن کر مرا لوگ عجب کرتے ہین

میر سے بحث یہ تھی کچھ جو تھی حرف شناس
اب سخن کرتے ہین کوئی تو غضب کرتے ہین

مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا ادھر سے ہان	جاتی رہیگی جان اسی رہگذر سے یان
وہ آپ جیکے آدمی تو شاید کہیں رہے	ہوتی نہیں تسلی دل اسا خبر سے یان

جب نام دل کا کوئی لی بیٹھتا ہی ناگہہ
منہ دیکھ کر جگر کا ماتم کیا کرین ہین

مستونکی بات کیا ہی جو کوئی اوسپہ جاوی
ہم گفتگو نشے مین ورہم کیا کرین ہین

حکم فسانہ سازی پیدا کرین ہین ششکے
افسون ہم اوسکے اوپر جو دم کیا کرین ہین

کچھ حال میر جی کا آتی نہین سمجھ مین
ہم بہی سلوک اون سی اب کم کیا کرین ہین

ردیف واو

قتل کیجو پر غصہ کیا ہی لاش مری اوٹھوانی دو
جان سی بہی ہم جاتی رہین ہین تم بہی آؤ جانی دو

جان سلامت لیکے جاوی کعبہ تو سلام کر آ
ایک جراحت ان ہاتھونکا صید حرم کو کھانی دو

اوسکی گلی کی خاک سبھونکی دامن لگو کہینچی ہے
ایک اگر جی لی بہی گیا تو آتی ہین جانی دو

کرتی ہو تم نیچی نظرین یہ بہی کوئی مروت ہے
برسون سی بہر تی ہین جدا ہم آنکھ سی آنکھ ملانی دو

کیا کیا بچہ ہوہی ہینگی دم مین ہر گز دم مت لینگے
دل جو بغل مین رہ نہین سکتا اسکو سینے کی نکلانی دو

ابکی بہت ہی شور بہاران ہمکو مت زنجیر کرو
دل کی ہوس تک ہم بہی نکالین دہوم ہمکو مچانی دو

عرصہ کتنا سارے جہان کا وحشت پہ جو آجاوین
پاؤن تو ہم پھیلاوینگی پہ فرصت ہمکو پانی دو

کیا جاتا ہی اسمین ہمارا چپکی ہم تو بیٹھین ہین
دل جو سمجھنا تہا سو سمجھا ناصح کو سمجھانی دو

ضعف بہت ہی میر نہین کچھ اُنکی گلیمین مت جاؤ
صبر کرو کچھ اور بہی صاحب طاقت جی مین آنی دو

تم بن چمن کے گل نہیں چڑھتے نظر کبھو
یہ کیا روش ہے آؤ چلے ٹک ادھر کبھو

دریا سی آنکھیں بہتی رہی رہتی تھیں سو کہاں
ہوتی ہے کوئی گوشہ پلک اب تو تر کبھو

جی جانے ہے جدائی پہ ہوتی ہے بار بار
جاتی ہیں وس گلی میں کہاں ہم مگر کبھو

آنکھیں سفید ہو چلی ہیں راہ دیکھتے
یا رب انہوں کا ہوگا ادھر بھی گذر کبھو

مدت ہوئی ہے نامہ کبوتر کو لے گئے
آ جاتی ہے کچھ اڑتی سی ہم تک خبر کبھو

ہم جستجو میں انکی گئے دست و پا سے بھی گم
افسوس ہے کہ آئے نہ وے راہ پر کبھو

غم کو تمہارے دل کی نہایت نہیں ہے میر
اس قصے کو کروگے بھی تم مختصر کبھو

یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں بیدار رہو
ہم نے کر دی ہے خبر تم کو خبردار رہو

آپ تو ایسے بنے اب کہ چلے جی سب کا
ہم کو کہتے ہیں کہ تم جی کے تئیں مار رہو

لاگ اگر دل کو نہیں لطف نہیں جینے کا
الجھے سلجھے کسو کاکل کے گرفتار رہو

گرچہ وہ گوہر تر ہاتھ نہیں لگتا لیک
دم میں دم جب تئیں ہے اسکے طلبگار رہو

سارے ہے بازار جہاں کا ہے یہی مول اے میر
جان کو بیچ کے بھی دل کے خریدار رہو

کرنا شعار خوب ہے عجز و نیاز کو
بے قدر جانتے ہیں دل پر گداز کو

کہیں نہ رنج و تعب کا دوستان عادت کرو
تب کسو نا آشنا کی مہر سے الفت کرو

وہ تجھ کو منتا نہیں وہ شوخ یوں کبھو ہی کو
عذر چاہو دیر تک مدت تلک منت کرو

کب تلک ای مصور نگران حیران سا پھرن بی روئی یار
نقش اس کا کھینچ کہیں کی کوئی صورت کرو

اُنس اگر ان نوخطان شہر سے منظور ہے
اپنی پرچھائیں سے بھی جون خامہ تم وحشت کرو

کچھ نہو جو صحبت دریوزہ کی کم فرصتی
جون ہی حباب بیٹھنے لگا کہنے انہیں رخصت کرو

عشق میں کیا دخل ہے نازک مزاجی کا تمہیں
کوہکن کی طور سے جی توڑ کر محنت کرو

پہلے دیوانی ہوئے پھر میر آخر ہو گئے
ہم نہ کہتے تھے کہ صاحب عاشقی تم مت کرو

پھر فرو ہی رہا ہو آدم کو الم کاہیکو
وقف اولاد ہے وہ باغ تو غم کاہیکو

کہتے ہیں آویگا ادھر روز قیامت رفتار
چلتے پھر تو رہینگے تب تئیں ہم کاہیکو

ہے کبھی اک ... ایذا نہ کسو کو راحت
رحم موقوف کیا ہے تو ستم کاہیکو

... کسو ان آنکھوں کو جو لکھی گئی نابینائی تو
اپنی نزدیک ہیں وے دست قلم کاہیکو

اودسکی تلوار سے گر جان کو کہتے نہ عزیز
مرتے اس خواری سے تو صید حرم کاہیکو

چشمہ ... کا مری جان تمہیں ...
کہا تو ہو دیدہ درائی سے قسم کاہیکو

... کہوں ... لیکن
رکھتی ہو ایسی جگہ تم تو قدم کاہیکو

کیا آنکھہ بند کر کی مراقب ہوئی ہو تم
جاتی ہین کیسی کیسی ہمین چشم وا کرو

موقوف ہرزہ گردی نہین کچھہ قلندری
زنجیر سر اوتار کے زنجیر پا کرو

ہرچند اس متاع کی اب قدر کچھہ نہین
پر جس کسو کے ساتھہ رہو تم وفا کرو

تدبیر کو مزاج محبت مین دخل کیا
جا تنگ اس مرض کی نہ کوئی دوا کرو

طفلی سی تمنے لطف و غضب مختلط کیے
ٹک مہر کو جدا کرو غصہ جدا کرو

بیٹھے ہو میر ہو کی در کعبہ پہ فقیر
اس روسیہ کی باب مین بہی کچھہ دعا کرو

سر ہی عاشق کی نہ یہ روز سیہ لایا کرو
جی الجھتا ہی بہت مت بال سلجھایا کرو

تاب مہہ کی تاب کب ہی ناز کی سو یار کو
چاندنی مین آفتابی کا مگر سایا کرو

گرمہ شان کفر اتنی ہو وی اسی راہبان
ایک دو ہم سون کو بہی زنار بند بنایا کرو

شوق سی دیدار کی بہی آنکھو مین کہنچ آیا جی
اس بہی مین دیکھنی ہمکو بہت آیا کرو

کوہکن کی ہی قدم گاہ آخر ای اہل وفاق
طوف کرنی بیستون کا بہی کبہی جایا کرو

فرق یار غیر مین بہی ہی تمہان کچھہ چاہیی
اتنی ہٹ دہرمی بہی کیا انصاف فرمایا کرو

کب میسر اوسکے منہ کا دیکھنا آتا ہی میر
پہول گل سی اپنی دلکو تم بہی بہلایا کرو

رہتا نہیں ہے پیش دیدۂ تر آہ کا سہاؤ
جیسے مصاحب بر کی ہوئی ہو کوئی باؤ

بہہ گئی ہے برق عرصۂ محشر میں دشت دشت
گر میری سرد آہوں کا دامن ہو گیا چھاؤ

حاصل کوئی امید ہوئی ہو تو میں کہوں
خون ہی ہو گئی ہیں مرے دل میں سارے چاؤ

آنکھوں کے آگے رونے سے میری محیط سب
ابرون سے جا کہو کوئی پانی پیو تو آؤ

رہتی تھی اشک خونیں میں ڈوبی سب آستین
اس چشم بحر خون کی کبھو دیکھی ہیں چڑھاؤ

اظہار درد اگرچہ بہت بے نمک سے ہے پر
ٹک بیٹھو تو دکھا دوں تمہیں چھاتیوں کے گھاؤ

آ عاشقوں کی آنکھوں میں ٹک اک بدل تو دیکھ سبا
ان منتظروں سے بھی ہے بہت دور تک کہاؤ

صحبت جو اس کی رہتی ہے کیا نقل کریے ہائے
جب آ گئے ہیں ہم تو کہا آئے یاں سے جاؤ

صد چاک اپنے دل سے تو بگڑا ہی کی وہ زلف
افسوس کیا ہے شانے نے جو اس سے ہے بناؤ

اس ہی زمین میں میر غزل ایک اور لکھ
گو خوش نہ آوے سامعوں کو بات کا بڑھاؤ

سب کھا گئے جگر تیرے پلکوں کی گھاؤ گھاؤ
ہم سینہ خستہ لوگوں سے بس آنکھ مت لگاؤ

آنکھوں کا جھڑ برسنے سے ٹھہرا کیے کم نہیں
پل مارتے ہی پیش نظر آتی تھی گھٹا و باؤ

کشتی چشم ڈوبی سی رہتی بحر اشک میں
آئی نہ پار ہو کے نظر عاشقوں کی ناؤ

سینے کے اپنے زخم سے خاطر ہو جمع کیا
دل ہی کی اور آتی ہیں سینے سے لہو کا بہاؤ

ہمکو تو یار اعشق نے آخر یہ بیت یاد دی
میری طرف کی یار ان نے بات کوئی کہتی کچھ
کہئے سو کیا اپنے دیکھو گو مین وہ مین جاؤن

دیر جہان مین تم جو ہو تو کسو سی الفت مشکر ہو
جانی نمانی وہ جانی پہر تم بہی منت مشکر ہو
ہمکو قسم ہے حرف و سخن کی بسی مروت مشکر ہو

ہوش نہین لی نیا تو ہین تک ہیں آگئی ہین پرسش کو
جانی سی آگی او نکو ہمارے پیاری رخصت مشکر ہو

ردیف ہای ہوز

مین کیا کہون جگر مین بہو میرے کم ہی کچھ
پوشیدہ تو نہین ہی کہ ہم ناتوان نہین
کیا اپنے دل دگرگون سی ہو غمین ہی دم نخود
جب سے کہلی ہے نرگس مست و سکی ظلم ہی

کچھ تو الم ہے دل کی جگہ اور غم سے کچھ
کیجئے و نہین یون ہی ہمکو ہمارا سہرم ہی کچھ
جو دیکھتا ہے میری تئین سو وہم ہو کچھ
کیا آج کل سی یار کو میل ستم ہی کچھ

بلبل مین گل مین کیا خفگی آگئی ہے میر
امد شد نسیم سحر و مبدم سے ہے کچھ

کہتے تو ہین کہ ہم واوسکی طلب نہین کچھ
اخلاص ربط اس سے ہوتا تو شور اٹھاتے
یان اعتبار کریے جو کچھ وہی ہی ظاہر

پر جی اوسیکو اپنا ڈھونڈی ہے وہ سبب نہین کچھ
لب تشنہ مرتے ہین دلبر سی جب نہین کچھ
کی کائنات اپنی آنکھو نمین سب نہین کچھ

۳۱۰

خون مسلم کو تو واجب یہ بتان جانتی ہین | ہو جو کافر کہ امان پان نہین ایمانکی ساتھہ

ادمیت سے تمہین میسر ہے کیون کر بہرہ
تمنے صحبت نہین رکہی کسو انسان کے ساتھہ

جانی دو دست سقدر اتب لطف خط و خال دیکھہ | حال کچھ بہی تجہ مین ہے اگر میرا اپنا حال دیکھہ
کیا مری طول پریشانی کی حیرت ہمنفس | آنکھین تیچ دکہ ہین غدائی اوسکی بیچو بال دیکھہ
دامن صحرا مین کیا وسعت ہے جو دل مین نہین | موند کر آنکھین گریبان مین بہی ٹک سے قتال دیکھہ
چشم و دل کا اس سے لگ جانا تو تہا جس طرح | جی بہی ان بالون مین اولجہا اور یہ جنجال دیکھہ
گرچہ اوس مہ کی جدائی مین مجھی برسون ہوگئے | لیکن اے اختر شناس اک بار بہی کیسا سال دیکھہ
کب نظر سیری پڑیگی اوسکی روئی خوب پر | ہمنشین اٹک تو بہی مصحف کہولکر تو فال دیکھہ

ٹہوکرین کہا لوگی ہین جب چلے سے راہ تو
یہ خرام ناز سے ظالم ٹک اپنی چال دیکھہ

آنکھین جو ہون تو عین ہے مقصود ہر جگہہ | بالذات ہے جہان مین وہ موجود ہر جگہہ
واقف ہو شان بندگی سے قید قبلہ کیا | سر ہے کہین جہکا کہ ہے مسجود ہر جگہہ
موتن پہ ہم نہ سوختہ جانون کی ہے نمود | ہے سوزش درون سے برون دود ہر جگہہ
ہین دلی لکہنو کی خوش اندام خوب لیک | راہ وفا و مہر ہے مسدود ہر جگہہ

ردیف یا

تدبیر عزم عزون کی بستی مین نہ ٹھہرائی
جنگل مین نکل آئی پھر وان بھی بن آئی
خواہش ہو جسے دل کی دلبرن ہی اور رہی
مین نے تو اہی دل سے تصدیع بہت پائی
بیپردہ نہوتا تھا اسرار محبت کو
عاشق کی ہی ... عشق کی رسوائی

اس جور سی شبونکا ملنا گیا سو حیف ان
جاتا نہین کہا کچھ جون گنگ خواب دیدہ

راز محبت اپنا رسوا نہ اسقدر تھا
گر ہو نہ اشک افشان خانہ خراب دیدہ

تب دیکھو لگ رہا ہی در کی طرف اسیکی
ہی جیسے کنیے ویسی ذلت کا باب دیدہ

دوزخ مین میر ہون مین یا بہشت مین
جان سے ستم رسیدہ دل ہی عذاب دیدہ

از بسکہ مست کر نگاہ تیر جا بیٹھہ
یہ تیر روے ترکش یون چلا بیٹھہ

اثر ہوتا تو کب کا ہو بہی چکتا
دعائی صبح سے اب ہاتھہ اٹھا بیٹھہ

پھر یگا ہم سے کبتک دور ظالم
کبھو تو گھر سے اٹھہ کر پاس آ بیٹھہ

نکر دیوار کا مجلس مین تکیہ
ہمارے مونڈہ ہی سے مونڈہ لگا بیٹھہ

بہت پھرتی ہین ٹیرہی تیرے دشمن
انہین دو سید ہیان تو بہی سنا بیٹھہ

تلاش اپنی نہ کم تھی جو وہ ملتا
بہت مین دیکھکر آخر رہا بیٹھہ

مخالف سے نہ مل بیٹھا کرا تنا
کہین لے میر صاحب کو خدا بیٹھہ

کیا کرین جی بانظر کرنی سی غصہ کہا سے وہ
اور مجلس مین جو رہیے دیکھہ تو شرمائے وہ

کس طرح ٹربلی ہی کہا گیا کہ ٹہا جاتا ہی ہا
ساتھہ اوسکی دل لگا ہو جس کسو کا اوہ

٣١٣

مہلت ہمیں در روزہ کتنی کری فضولی کاہی پر
ہاتھ لگا وہ گوہر مقصد جیسا معلوم ہمین
گئے سلوک انہون کیا کیا چھیڑ تجاہل کی ہی

اٹھ جو ہی دنیا مین ہم جیسے کہین مہمان سے گئے
محو طلب ہوا اہل طلب سب خاک بھی پانی جہان سے گئے
نکلی تھی اس رستے سے وہ بانکی بھی انجان سے گئے

میر نظر کی وہ کی طرف کو عرش کی جانب تکتے بہت
تھی جو طلب مطلوب کی ہم کو میر کہیں ہر دہیان سے گئے

سوز دروں سے آگ لگی ہی ساری بدن مین تب سے ہی
سینے کی زخم نمایان رہتی چاک کئی سو پردہ در
پرسش حال کبھو کرتی ہین ناز و چشم اشارت سے
گود مین میر رکھ دیتا ہی نوحنائی دیر کو
لطف کہان وہ پایا پھر بدلے چہرہ کو لگھا دین گئے
خانہ خراب ہو خواہش کا آرہ نہایت سکو

طاقت لگی تمام ہوئی ہی جنکی چال گئے سب سے ہی
مدت سے یہ خنجر پڑی تھی چھاتی بیٹھی ہی بن ایسی سے
انکی عنایت حال پہ میر کیا یہ جو غضب سے ہی
یون پامال جو ہین تاہون مجھکو بھی تو دھی
سرخ کلی بھی گل کی اگرچہ یار کی لعل لب سے ہی
جان لبون پر آئی ہی پر تو بھی گرم طلب سے ہی

تم کہتے ہو بوسہ طلب تھی شاید شوخی کرتی ہون
میر تو جیب تصویر بیٹھی یہ بات انہونی عجب سے ہی

لیسے نحس دنون مین یارب ملین اس سے محبت کی
مین تو سرو و شاخ گل کی قطع ہی کا دیوانہ تھا

دھوم رہی ہی سر پہ میر رنج و عتاب و کلفت سے
یار نے قد قامت دکھلا کر سر پہ میر قیامت سے

جنگل میں خضر و کعبہ کا ہونا مری طرح
دونون کی نارسائی کی اوپہ دلیل ہے

آگی جنون سی چہانو مین تہی شور گل کی ہم
سر پر ہماری سایہ فگن اب کریل ہے

کچھ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئی
دنیا کی قدر کیا کہ متاع قلیل ہے

کیا روؤن اشک آتی ہین آنکھوسی سیل سیل
پل مارتی مین پیش نظر ایک جھیل ہے

آتی نہین نظر مین مری ہاتھی کی سوار
کانو نہین جو خانۂ اصحاب فیل ہے

ہو صبر اس جو یوسف ثانی کی ہجر مین
تو مصحف مجید مین صبر جمیل ہے

شکر و گلہ سی عشق کی لبریز ہی جہان
کر دی جہان نگاہ وہی قال و قیل ہے

ہم دیر سی ہین منتظر قد کشتی یار
کیہ شامت عمل سی قیامت میں ڈھیل ہے

جب دیکھتی ہین میر تمہین بید ماغ ہو
کا ہیکو نازِ عشق مین صاحب دخیل ہے

برسون گذری ہین ملی کب تمہین ہم پیار سے
دور سی دیکھہ لیا اسکو تو جی مار رہے

وہ مودت کہ جو مطلبی ہوا ہی سو معلوم
چار دن کہنی کو اس شوخ سی ہم یار رہے

مرگ کی حال جدائی مین جئین ہم کبتک
جان بیتاب ہی دلکو آزار رہے

وجہ یہ تہی کہ تری ساتھہ لڑی آنکھہ وکی
ہم جو صورت سی تہی آئینے کی بیزار رہے

دین و دنیا کا زیان کار کہو ہمکو میر
دو جہان داد نخستین ہی مین ہم ہار رہے

شہرون کی تنگ کوچہ کا ہیکو کون ہین اپنے
نا دردمند بلبل نالان ہوئی تھی ستے
کیانامہ بر ہمارا ہی صاف ہمیر و بت

ہم وحشیون کی قابل رہنے کی باد دیا ہے
دل ہمکو بھی خدا نے درد آشنا دیا ہے
خط نانوشتہ ہمکو ادہر سے لا دیا ہے

عالم شکار ہے وہ اس بن مین میر اسکو
ڈہب جان مارنے کا کن نی بتا دیا ہے

ہم چمن مین گئے تھے وا نہوئے
سر کسو سے فرو نہین آتا
خوار و زار و ذلیل و بے رویت
کیسا کیسا قفس سے سر مارا

نکہت گل سے آشنا نہوئے
حیف بندی ہوے خدا نہوئے
عاشق اوسکی ہوئی سو کیا نہوئے
موسم گل مین ہم رہا نہوئے

مین نہ گردن کشائی جبتک میر
عشق کے مجھسے حق ادا نہوئے

دیکھیے کیا ہو سانحہ تلک احوال ہمارا ابتر ہے
دل اپنا تو بجھا سا دیا ہی جان چراغ مضطر ہے

خاطر اپنی اتنی آنکھین بہرین ہین اوس بن حیران
تمنے کہا دل چاہے تو ہمہو دل کیا جانے کیدہر ہے

مین جو لگا دیوانگی کرنی عالم عالم شور اُٹھا
کیا کہیے رسوائی کا ہنگامہ میری سر پر ہے

اوس شکار افگن کی ہم بہی صید ہین
خاک وخون مین لوٹتی جہاتی ہے جنہے

ہم یہ رستے ہو گیا کم گستے
اچہے ہوتے نہین جگر خستے

ہنستے کہنچا نہ کہنچے تلوار
ہم نہ مرجائین ہنستے ہی ہنستے

شوق لکہنے قلم جو ہاتہ آئے
لکہتے کاغذ کے دستے کے دستے

سیر قابل ہین تنگ پوش اکی
کہنبان بہتی چہ لیان جستے

رنگ لیتی ہی سب ہوا اوسکا
اوس کی باغ وبہار ہین رستے

اک نگہہ کرکے ان سنے مول لیا
بک گئے آہ ہم بہی کیا سستے

میر جنگل پڑے ہین آج جہان
لوگ کیا کیا نہین بستے کل بستے

سب شرم جبین یار پانی ہے
ہرچند کہ گل شگفتہ پیشانی ہے

سمجہو کو بازیچہ اطفال ہوئے
لڑکون سے ملاقات ہی نادانی ہے

ہون آئینہ سامنی کہڑا ہون سینے
خوبی سے تری چہرہ کی حیرانی ہے

خط لکہتے جو خونفشان تہے ہم ان کہا
کاغذ جو لکہے ہی اب سرافشانی ہے

دوزخ ہین ہون جلتے جو رہی ہی جہاتی
دل سوختگی عذاب روحانی ہے

اپنا اپنا ہے ذائقہ ہم کو	بوسہ کچھ لب ہی بہاتا ہے
آتش عشق جسکے دل کو لگی	شمع سان آپہی کو کہاتا ہے
دیکھتا ہے تو ہی بہم پردہ	ہمسے آنکھونکو کب ملاتا ہے
میری تو ہی پلک سے چہوئی لگا	اور وہ اسپہ منہ چہپاتا ہے

میر صناع ہے ملو اوس سے
دیکھو تو باتین کیا بناتا ہے

شائستہ غم و ستم یار ہم ہوئے	عاشق کہان ہوئے کہ گنہگار ہم ہوئے
کی عرض جو متاع امانت ازل کی بیچ	سب اور لیسکے نہ خریدار ہم ہوئے
جی کہینچ گیا اسیر قفس کی فغان کی او	تہی چوٹ اپنے دلکو گرفتار ہم ہوئے
پامال یون کیا کہ برابر ہین خاک کی	کیا ظلم ہو گیا جو طلبگار ہم ہوئے
ہوتا نہیں ہے بیخبری کا مآل خوب	افسوس ہے کہ دیر خبردار ہم ہوئے
وصل اوس طبیب زادی کا جی چاہتا ہے	آخر اس آرزو ہی مین بیمار ہم ہوئے

سہل ہے یہ میر عشق کا اس نوبہار کے
آخر بکشت و خون کے سزاوار ہم ہوئے

کہے مین ان لبون کی جان فزائی	یہ بات اک بیخودی مین منہ پر آئی

شب سنتی حال میرا جیتا ہی ہو وہ انکھین | کبھو سے مین کہون کچھ سوتا ہو تو جگاوے

طاعت کا محو تب ہو جب تاب نہین بعون سے
چھوڑے نماز واجب گر میر وقت پاوے

بہار آئی نکالو مت مجھے اب کی گلستان سے | مرا دامن سے تو باندہ تو گل کی گریبان سے
نہ نکلو اشد ہوئی دلکو جی کی لاگ کچھ پائے | رہے دس دن جو اپنی عمر کے یان ہم سو مہمان سے
غم ہجران نے شاید آگ دی اس ماہ بن دلکو | شرارے تب تو نکلے ہین ہمارے جسم بریان سے
سبب آشفتہ طبعی کا ہماری ہے یہی دونون | نہ الجھی ہے اسکی خط سے نے زلف پریشان سے
ادہر زنجیر کی غل ہے ادہر ہنگامہ لڑکون کا | جنون اس دشت مین ہمکو گیا ہے کیسے سامان سے
محبت مین کسو کی رنج و محنت سے گئے دونون | رہی شرمندگی ہی عمر بہر مجھکو دل و جان سے

خدا جانے کہ دل کس خانہ آبادان کو دے بیٹھے
کھڑے تھے میر صاحب گھر کے دروازے پہ حیران سے

برسون تک جی کو مار مار رہے | رات دن ہم امیدوار رہے
موسم گل تلک رہے گا کون | بہتے ہی دلکو خار خار رہے
وصل یا ہجر کچھ ٹھہر جاوے | دلکو اپنے اگر قرار رہے
خوش نوا کیسے کیسے طایر قدس | اس جفا پیشہ کے شکار رہے

شعلہ و تیغ و سنانگ گویا لعلوں تلی دیتے ہین — چہرونکو رنگ ہمنے دیکھی ہین کیا جھکتے

بیان بات راہ کی تو سنتا نہیں ہے کوئی — جاتی ہین ہم جرس سے اس قافلہ مین بکتے

جا بگہہ سے لیگئی ہین تازان جب آگئی ہین — تو بادہ گان خوبی جیون شاخ گل لچکتے

اس حسن سے کہان ہین غلطانی موتیون کی
جس خوبصورتی سے میر اشک ہین ڈھلکتے

غم مرگ سے دل جگر ریش ہے — عجب مرحلہ ہمکو درپیش ہے

بلا ہے اوسے شوق تیر و کمان — نہین سے یہ پیدا ستم کیش ہے

دلا اوسکے ظاہر پہ مت جائیو — وہ خوش سرو تو ہے پہ بد اندیش ہے

بہت خوب ہے لعل نوشین یار — ولیکن خط پشت لب نیش ہے

نہین کیا جو ہے میر بیہوش سا
خدا جانے یہ کیا ہے درویش ہے

گوش ہر اک اسکی اور ہے — کیا قیامت کا قیامت شور ہے

پوچھنا اس ناتوان کا خوب تھا — پر نہ پوچھا ان نے وہ بھی زور ہے

صندل درد سر مہر و وفا — عاقبت دیکھا تو خاک گور ہے

رشتہ الفت تو نازک ہے بہت — کیا سمجھ کر خلق اسیر ڈور ہے

چاہت اسطرح کی خو میر کس سے ہووے
باور نہیں تو دیکھو یہ ہو بہو وہی ہے

کل جوش غم میں آنسو ٹپکے ہے چشم تر سے
کیا ہی نمود مردم جو کیجیے دیکھیو تم
ہم سا شکستہ خاطر اس بستی میں نہ ہوگا
معلوم اگلی سی تو عمارات الم کشی ہے
آئینہ دار اوسکے پاتی ہیں شش جہت کو
مت رنج کھینچ مل کر ہشیار مردمان سے
جب گوش زد ہوا اوسکی تب سے بلاغ ہو وہ
اے رشک مہ کبھو تو آ چاند سا نکل کر

افسوس ہے کہ آکر یون سینہ تنگ دہر سے
مژگان بہم زدن میں جاتی رہی نظر سے
برسر ہے عشق اپنے دیوار اور در سے
کیا کام نکلے گا اب ٹکڑے ہوئے جگر سے
دیکھیں تو منہ دیکھا ہے وہ کام جان کلا سے
اوسکی خبر بھی ہوگی اک آدھ بیخبر سے
بس ہو چکی توقع اب نالہ سحر سے
منہ دیکھنے کو تیرا آتا ہے چند کوئی گھر سے

چاہت ہے میری بلا ہے کل میر نالہ کش ہی
ہمراہ تھی سواران دور کی بھری نظر سے

برق و شرار و شعلہ پروانہ سب ہیں لیے
دھوئے سر سے ناخن پا تک بھری ہے
ہوتا ہے دل کا حال عجب غم سے اوس گھڑی

جیوں ہم جلا کرے ہیں مہتاب کب ہیں لیے
جلتے ہیں درد منہ سے جلتے لگ سب ہیں لیے
کہتا ہے جب وہ ظالم ہمکو عجب ہیں لیے

ودخیل ذات نہیں عشق میں کہ میر کو دیکھ
ذلیل کیسے ہیں اونکی ہر چند کہ ذات بڑی

ہے تماشا حسن و خط حیرت بہی ہے
یعنی خط تو خوب ہی صورت بہی ہے

تا دم آخر نہیں بولے ہیں ہم
کچھ کہیں گے بارے اب رخصت بہی ہے

ہے وہ فتنہ ہم حریف و ہم ظریف
ساری گالی ہے پہر منت بہی ہے

تیغ نے اوسکی ہمیں قسمت کیا
خوش نصیبی ہو تو یہ قسمت بہی ہے

وا نسیم صبح سے ہوتا ہے گل
تجہکو اے مرغ چمن عبرت بہی ہے

جی ہی دینے کا نہیں کڑہنا فقط
اسکے در سے جانے کی حسرت بہی ہے

دور سے باتیں کرے ہے یوں ہی یار
میر صاحب سو انہیں صحبت بہی ہے

چلے ہم اگر تمکو اکراہ ہے
فقیروں کی اللہ اللہ ہے

نہ افسر ہے نے درد سر نے کلہ
کہ یاں جیسا سر ویسا سرواہ ہے

جہاں لگ چلی گل سے ہم مرغ ہیں
اگرچہ ہوا بھی ہوا خواہ ہے

غم عشق ہے تالہا سا نے بلا
جہاں دل لگا کر رہنا جانکاہ ہے

چراغان گل سے ہے کیا روشنی
گلستاں کسو کی قدمگاہ ہے

خون ریزی کی تو لاگو ہوئی نہین یک تیک
جون خاک سی ہی یکسان میر انسان تمامت
ہر لحظہ یہ ہی اپنا آنکھون کا ہے سے کیا ہے

پہلے تو پوچھتے ہین ظالم گناہ کو بھی
پامال یون ہوتی دیکھا گیاہ کو بھی
منظور کیسے کیجے تو باری نباہ کو بھی

خواہش بہت جو ہو تو کاہش ہی جان و دل کی
کم کم گران و نو نہین اے میر جاہ کو بھی

سنا جاتا ہی اے کو گیسو ترے مجلس نشینون سے
گئی گرم اختلاطی کیا کی ان سحر آفرینون سے
نگاہ لگ کر نہ یک شب کاش پھر سو گیا ہوتا
خدا جانی ہی اپنا تو جگر کا نیا ہی کرتا ہے
بہت کوتاہ دامن تی شیخ کی بیٹھی پایا ہے
رہی محو خیال اسکی تو اس وقت سی ہاتھ آ
برنگ برگ گل ساتھ یک شاخ دابی کر ہوتا ہے
بہت مین لخت دل رویا مجھی اک خلق نے جانا

کرو تو دار رہتی ہی رات کو ملکر کمینون سے
لگی رہتی ہین داغ تجر ہی اب اپنی سینون سے
مری چھاتی جلا کرتی ہی اب کتنی مہینون سے
چڑہی تیوری سی محبوبونکی ابرو کی جبینون سے
کہین نکلی تہی گوری ہاتہ اسکی آستینون سے
نزاکت اس کمر کی کچھ ہی ہم باریک بینون سے
عرق چین بہکتا ہی دلبرونکی جیب سینون سے
ہوا ہی یہن میرا نام ان رنگین نگینون سے

غزل ہی کی ردیف و قافیہ کا رفتہ رہتا ہی
نکلنا میر اب مشکل ہی ان زمینون سے

[illegible]

منہ ادھر کر کے وہ نہیں سوتا — خواب میں آوے تو تلطف ہے
یاں تو تکلیف سی کھنچی تکلیف — واں وہی اب تلک تکلف ہے
چھیڑ اس شوخ نے رکھی ہے سے — عہد پر عہد ہے تخلف ہے

مرگ گیا منزل مراد سے میر
یہ بھی اک راہ کا توقف ہے

تسکین دردمندوں کو یارب شتاب دے — دلکو ہمارے چین دے آنکھوں کو خواب دے
اسکا غضب سے نامہ نہ لکھا تو سہل ہے — لوگوں کی پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
گل ہی بہار تب ہی جب آنکھوں نہیں ہو نشہ — جاتی ہے فصل گل کہیں ساقی شراب دے
وہ تیغ میری تشنہ خون ہو گئی ہے کند — کر رحم مجھ پہ کاشکے یار اوسکو آب دے
دو چار الم جو ہوویں تو ہیں ثابت شاں [illegible] — کیا درد بیشمار کا کوئی حساب دے
تار نگہہ کا سوت نہیں بندھتا ضعف سے — بیتابی ہے یہ رشتہ دلا اسکو تاب دے

مژگان تر کو یار کے چہرے پہ کھول میر
اس آب خستہ سبزہ کو ٹک آفتاب دے

ہے چرا شتہ نہ جذبہ ہی نہ یاری بخت بد سے — ہی بیطاقتی خون گشتہ دلکو سیر کد سے
جہاں شطرنج بازندہ فلک ہم تم ہیں مہرے — بساں شاطر تو ذوق اسمروں کی زد سے

[illegible]

نکالی ان پلکو نکو ہی شور سے قنچی کی چکانیکی — طرح آتی ہی اس قد کو قیامت کے بہ لانیکی

کسو سے انکھ کو ملتی ہی اپنی جان دے بیٹھے — نئی یہ رسم ہم جاتی ہین چہوڑے دل لگانیکی

جہاں ہم آئے جہری پہ بکھیرے بال جا سوئے — ادا کرتی ہو تم کیا خوب ہمسے منہ چہپانیکی

سمین بیگی ہین اسکی سبزۂ خط کی ہدایت سے — مسیح و خضر کو پہونچی بشارت زہر کھانیکی

جہاں اسکی نیک غربال کرنو میدہو بیٹھے — سہی عبرت ملی ہی کیا ہماری خاک چہانیکی

کہو نکیا ایک بوسہ لبکا دیکر خوب گڑ ایا — … کہی برسون تلک منت کبہو نکی بات مانیکی

نگہہ کوئی اٹھتا ہمکہ اندہی کوئی آتی ہی — نشان یادگاری ہی ہماری خاک آڑانیکی

کرے ہی داغ اسکا عید کو سب گلے ملنا — … کٹ دیئی یہ سیری چہاتی تیکے جلانیکی

رہو آنکھین اس وہاں سے اک پلمین ہم گزرا
حکایت بو العجب ہی سیہی کی مارو جانیکے

کریں الشکل ہیئت تن کر ایسی نہین دیکھی — کہ صورت آسمانی دیکھکر نیچے زمین دیکھی

کبہو دیکھو گے تم جو وہ طرحدار اسطرف آیا — طرح ترکیب ایسی ہمنے اب تک تو نہین دیکھی

یہ کیفیت دلکش اسقدر کاہیکو ہوتا ہے — … دن بہون فلک کی سمجھ کر ہمین و ہم جبین دیکھی

کہاں وہ طرز کین اسکی کہاں چین جبین دیکھی — نگاکر بار ہا اس شوخ سے تصویر چین دیکھی

زبان سے ہمہ ڈالین دیکھکر دامن کشان اسکو — … خرچی بہت جہہ چاک کی آدہ آستین دیکھی

آنکھیں ہی لگی جاتی ہیں اس جاذبہ کو میر
آتی ہے بہت دیر جو اس منھ پہ نظر جاے

تھونکے جرم الفت پر ہمیں زجر و ملامت ہے
مسلمانی بھی خدا لگتی نہیں کہتی قیامت ہے

کھڑا ہوتا نہیں وہ زیر دل پاس عاشق کے
سو افق رسم کے اک دور کی صاحب سلامت ہے

جھکی ہر شاخ پر گل نازسی کیا صحن گلشن میں
نہال قد کی اسکی مدعی تھی سو ندامت ہے

نکلتا ہے سحر خورشید ہر روز اسکے گھر پر سے
مقابل ہو گیا اس سے تو اس سادہ کی شامت ہے

پھرے وارو ٹری پھرتے تھے کل تک میر کوچوں میں
انہیں کو مسجد جامع کی دیکھی آج خدمت ہے

خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آوے
کہ زندگی تو کروں جب تلک کہ یار آوے

کمائیں اسکی بھووں کی چڑھی ہی رہتی ہیں
نہ جب تلک سر تیر ستم شکار آوے

ہمیں تو ایک گھڑی گل بغیر دو بھر ہے
خدا ہی جانے کہ اب کب تلک بہار آوے

اٹھی بھی گرد راہ اسکی کہیں تو لطف ہے کیا
جب انتظار میں آنکھوں ہی پر غبار آوے

ہر ایک شے کا ہے موسم بجانے تھا منصور
کہ نخل دار میں حلق بریدہ بار آوے

ستمگر جوروں سے اب حال جاے عبرت ہے
کسو سے کہیے تو اوسکو نہ اعتبار آوے

نہیں ہے جاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کہ اب جو دیکھوں اسے میں بہت نہ پیار آوے

وہم شماری سی ہر رنج قلب سے	اب حساب زندگی بیباق ہے
اپنی عزلت رکھتی ہر عالم ہی اور	یہ سیہ رو شہرۂ آفاق ہے
فرط خجلت سی گرا جاتا ہے سرو	قد دلکش اسکا با لا چاق ہے
دل زدہ کو اوسکے دیکھا نزع مین	تھا نمودار آنکھہ سے مشتاق ہے
رنگ مین اوسکی جھمک ہی برق کی	سطح کیا رخسار کا براق ہے
گو خطا سکے پشت لب کا زہر ہو	بوسہ کنج دہن تریاق ہے
خشک کرتی ہی گرمی عشق کی	بید صحرائی سا مجنون قاق ہے

مت پڑا رہ در کے ٹکڑون پہ میر
اٹھکے کھے جل خدا رزاق ہے

بات کیا آدمی کی بن آئی	آسمان سے زمین نپوائی
چرخ زن اوسکے واسطے ہی مدام	ہو گیا دن تمام رات آئی
ماہ و خورشید و ابر و بارہ سبھی	اوسکے خاطر ہوئے ہین سودائی
کیسے کیسے کیے ترددّ جب	رنگ رنگ اوسکو چیز پہنچائی
اسکو ترجیح سب سکے اوپر دے	لطف حق نی کی عزت افزائی
حیرت آتی ہی اسکی باتین دیکھ	خودسری خودستائی خودرائی

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان چہارم

ردیف الف

کرتا ہون اللہ اللہ درویش ہون سدا کا
سرمایۂ توکل یان نام ہے خدا کا

مین نے بشکل جنون سے مشق قلندری کی
زنجیر سر ہوا ہی تہا سلسلہ جو پا کا

یارب ہماری جانب یہ سنگ کیون ہے عائد
جی ہی سے مارتے ہین جو نام لین وفا کا

کیا فقر مین گذر ہو چشم طمع سیے بن
ہے راہ تنگ ایسی جیسے سوئی کا ناکا

ابر اور جوشش گل ہی چل خانقہ سی صوفی
ہے لطف میکدے مین دہ چند اس ہوا کا

سازی طبیعت کیا ہی جوان ہوئی پر
او باش وہ ستمگر لڑکا ہی تہا ادا کا
گل پہول فصل گل مین صد رنگ ہین شگفتہ
مین دل زدہ ہون اسکے رنگینی ہوا کا

واعظ کہی سو سچ ہے ولی میفروش سے
ہم ذکر بھی سنا نہین صوم و صلوات کا

ہونگا کرین قریب بڑی کوئی یار مین
کسکے تئین دماغ عفف ہی سکات کا

ان ہونٹھونکا حریف ہو ظلمات مین گیا
پردی مین روسیاہ ہے آب حیات کا

عالم کسو حکیم کا باندھا طلسم ہے
کچھ ہو تو اعتبار بھی ہو کائنات کا

گر یار میر اہل ہے تو کام سہل ہے
اندیشہ تجکو یو نہین ہے اپنی نجات کا

تجاہل تغافل تسا ہل کیا
ہوا کام مشکل توکل کیا

نہین تاب لاتا دل زار اب
بہت ہمنے صبر و تحمل کیا

زمین غزل ملک سی ہو گئی
یہ قطعہ تصرف مین بالکل کیا

جنون تھا نہ مجھکو نہ چپ رہ سکا
کہ زنجیر ٹوٹی تو مین غل کیا

نہ سوز درون فصل گل مین چھپا
سرو سینہ سی داغ نے گل کیا

ہمین شوق نے صاحبو کھو دیا
غلامون سے اوسکے توسل کیا

حقیقت نہ میر اپنی سمجھی گئی
شب و روز ہمنے تامل کیا

رفتۂ عشق کیا ہون نہین اب کا
جا چکا ہون جہان سی کب کا

اس شوق نے دو گھڑی بھی بات بڑہائی تھی
یہ ہمدمی کا دعوی ہے کہ لب خندان سے
اتنو نہ رہا وہ بھی طاقت گئی سب لے گئی

رقعہ اسے لکھتے تو طومار لکھا جاتا
بس کچھ نہ چلا ورنہ بستی کو چلا جاتا
جو حال کہو اپنا میں تمکو سنا جاتا

وسواس لگا رہتا تھا مر جانے سے ہجران میں
تھا میر تو ایسا ہی کہ جی سے اوٹھا جاتا

مستغنا اگرچہ میں طاعت کو لگا جاتا
بازار میں ہو جانا اس سکتا تماشا تھا
دیکھا نہ ادھر ورنہ آتا نہ نظر مہر میں
شب و شہر اشتیاق ہو تمہون سے پہر کر بہیرے
کیا شوق کی باتوں کی تحریر ہوئی مشکل
آنکھیں بھی کہلتی تو اس چہرہ بھی پر پڑتیں
سبزہ کا ہوا رکش خط رخ جانان کی
ہر شوق سے رسوا ہو بدنامی و رسوائی

پر بعد نماز اٹھ کر میخانے چلا جاتا
یوسف بھی جو ووان ہوتا تو اسے بکا جاتا
جی مفت پرا جاتا اوس شوخ کا کیا جاتا
سر کھینچتا یہ شعلہ تو مجکو جلا جاتا
تھے جمع قلم کاغذ پر کچھ نہ لکھا جاتا
کیا ہوتا یکایک وہ سر پر مرے آ جاتا
جو ہاتھ مرے چڑھتا تو پاؤں کو کہا جاتا
کیوں کام بگڑ جاتا جو صبر کیا جاتا

تھا میر بھی دیوانہ پر ساتھ ظرافت کے
ہم سلسلہ داروں کی زنجیر ہلا جاتا

آخر میں ہوں چھلاسا ظرافت ہنر ور ہوں
بیگانہ تک وہ تو سو باتیں سنا وے گا
دیوانگی میں مجنون میری حضور کیا تھا
رکھا سا اُن دنوں تھا او سکو شعور کیا تھا
گردن کشی سے اپنی مارے گئے ہم آخر
عاشق اگر ہوا تھی ناز و غرور کیا تھا
غم قرب بعد کا تھا جبتک نہ عشق جانا

ایک نگہ کرکی مین رست گریبان ہوا ہم | دل جو ساری عمر کا اپنا تہا سرمایا گیا
کیا تعجب ہی جو کوئی دل زدہ ناگہ گرے | اضطراب عشق سی جی تن مین گہبرایا گیا
ماہ کہتی تو کہا اوس روی خوش کا ہی حریف | شہر مین پہر ہم سی منہ اپنا نہ دکہلایا گیا

جیسے پردہ مین دکہائی دیکر ہو جاتی ہی محو
میر بہی اوس کام جان کا دو دن تہا سایا گیا

ہم مست عشق جیسی تہی وہ روٹہہ کر گیا | دیکہہ اوسکو بید باغ نشہ سب اتر گیا
جان بخشی اسکی ہو تہونکی سن آرزندگی | ایسا چہپا کہین کہ کہا جاے مر گیا

کہتے ہین میر کعبے گیا ترک عشق کر
راہ دل شکستہ کدہر وہ کدہر گیا

شاید جگر حرارت عشقی سے جل گیا | کل درد دل کہا سو مرا منہ ابل گیا
لے یار حیف باغ مین دل اٹک بہل گیا | دی گل کو آگ چار طرف مین جل گیا
اس آہو رمیدہ کی شوخی کہین سو کیا | دکہلائی دیگیا تو چہلاوا سا چہل گیا
دن رات خون کیا ہی کیئی ہم جگر کو بہر | گر ہول گل سی کوئی گہڑی جی بہل گیا
تیور سبہی بدلی سے تو نہین اسکی جو اس | اندیشہ یہ ہی طور ہو اسکا بدل گیا
ہر چند مین نی شوق کو نہیان کیا ولے | اک آدہ حرف پیار کا منہ سی نکل گیا

حال شہر دیکھے ہے نہ کچھ سے تامل ہے اوسکو — محو ہے خود آرائی کا یا تحیر دیکھے ہے خود رائی کا

ظاہر میں خورشید ہوا وہ نور میں نہ پنہان ہے — خالی نہیں ہے حسن سے چھپنا ایسے بھی ہیدائی کا

یا دین اسکے قامت کی مین عوض ہو رو سو گہیا — آخر یہ خمیازہ کہینچا اس خرچ بالائی کا

بعد مرگ چراغ نہ لاوے گور پہ وہ عاشق کے آہ — جیتے جی بہی داغ ہی تہا مین اسکی برائی کا

چشم وفا اخوان زمان سے سادہ ہو سو کہی میر

قصہ ہے مشہور زمانہ پہلے دونون بھائی کا

پہرے ہے وحشی سا گم گشتہ عشق کا تیرا — سبہون سے باتین ہین بیگانہ آشنا تیرا

دریغ و درد تجہے کیون ہے، یان تو جی ہی گئی — ہوا ہے ایک نگہ مین زیان کیا تیرا

جہان بہرا ہے تیری شور حسن و خوبی سے — لبون پہ لوگونکی ہے ذکر جا بجا تیرا

نگاہ ایک ادہر اک تیغ تیز کی اور — ہمارا خون ہی کرتا ہے مدعا تیرا

نظر کنہونے نہ کی حال میر پر افسوس

غریب شہر وفا تہا وہ خاکپا تیرا

صورت شیرین کی آگے کام اپنا کر گیا — عشق میں کس حسن سے فرہاد ظالم مر گیا

خانہ آبادی ہمین سبھی دلکی یون ہے آرزو — جیسے جلوے سے ترے گہر آرسی کا بہر گیا

میر سختی کش تہا غافل پر خدا نے خیر کی — حادثی کا کیسا اوسکے سر پہ سے تہر گیا

منہ کہتا ہر سون وہ خوش خو نہین — چاہ کا یون کب تلک ناتا رہا

کچھ نہ مین سمجھا جبون عشق مین — دیر ناصح مجھکو سمجھاتا رہا

داغ تھا جو سر پہ میری شمع سا ان — پانو تک مجھکو وہی کھاتا رہا

کیسے کیسے رک گئے ہین میر ہم
مدتون منہ تک جگر آتا رہا

اوصاف مو کی شعر سی الجھاؤ پڑ گیا — دانتو نکو سلک در جو کہا مین سو لڑ گیا

جیتے جی یہ ملا نہ رہا سو رہا غریب — جو دل شکستہ ساتھ سے اسکو بچھڑ گیا

گیا اوسکے دل جلی کی تمامی مین دیر ہو — جیسے چراغ صبح شتابی نبڑ گیا

فرہاد پہلوان محبت پہاڑ تھا — بیطاقتی جو دل نے بہت کی بگڑ گیا

گل رنگ رنگ شاخ سے نکلا بہار مین — آنکھین سی کھل گئین ہین چمن مرحبا کہ جھڑ گیا

یان حادثے و باد سے ہر یک شجر جھڑ — کیسا ہی پایدار تھا آخر اکھڑ گیا

شرماوے سرو ہو اگر آدمی روش
وصف اسکے قد کا میر سے سنکر اکڑ گیا

جان اپنا جو ہمنے مارا تھا — کچھ ہمارا اسی مین وارا تھا

کون لیتا تھا نام مجنون کا — جب کہ عہد جنون ہمارا تھا

طایر کی بھی رہتی ہے پرجان چمن ہی مین
گل نے جہان وہ بھی جون آب روان آیا

خلوت ہی رہا کی ہے مجلس مین تو یون اسکی
ہوتا ہے جہان یکجا مین میر جہان آیا

جون شمع دل جلا ہے جیسا کہو اب سر ہی جاویگا
کام اپنا وہ کیا آیا جو کام ہمارے آویگا

اسکی مین لگی رہتی ہین اک تماشا کی قفس سے اسیر
جھوکا باد بہاری کا گلبرگ کوئی یان لاویگا

فتنے کتنے جمع ہوئے ہین لطف و خال و خد و قد
کوئی نکوئی عہد مین میر ان سے بپا اوٹہاویگا

عشق مین تیرے کیا کیا سنکر یار گئی کر جاتے ہین
یعنی غم کھاتے ہین بہت ہم غم بھی ہمکو کھاویگا

ایک نگہ کی امید بھی اسکی چشم سے ہمکو نہین
ایدہر ادہر دیکھیگا پر ہمسے آنکھہ چھپاویگا

اب تو جوانی کا یہ نشہ ہے بیخود تجھکو رکہیگا
ہوش گیا پھر آویگا تو دیر تلک پچھتاویگا

دیر ہوا اس عیش نے ناکام رکھا ہے میر ہمین
پانو جہو ہینگے اسکے ہم تو وہ بھی لات لگاویگا

بہار آئی چلو چمن مین پھولو نے بھی رنگ آیا
کہان تلک گل پھولو غنچہ ہا مندینہ سو تنگ آیا

چلی ہین سونگہ بیٹھی کبر جیسے جو آپکو نہ مہری
قیامت اسکی ہے تنگ پوشی ہمارا جی ہے تنگ آیا

وہی ہے رونا وہی ہے کڑہنا وہی ہے سوزش جوانی کرسی
پڑ ہلیا آیا ہے عشق ہی مین یہ میر ہمکو نہ سنگ آیا

رکا ہی شب و روز اب جہوڑ میر
نواح آنکھو نکلا تو ورم کر گیا

یاری کیے کسو کا کاہیکو نام نکلا
ناکام عشق تب تو عاشق کا نام نکلا

ہنگامے سی جہانمین ہمنے جنون کیا ہے
ہم جسطرف سی نکلے ساتھہ ازدحام نکلا

پامالی کے خطرے سے نکلا نہ کبک اودہر
جیدہر سی ناز کرتا وہ خوشخرام نکلا

جنگل زمانہ مین تو مبحث ہی عشق ہی کا
بیجا ہوا دل اپنا جب وہ مقام نکلا

جانا تھا ہمنے تجکو تو پختہ مغز ہوگا
دیکھا تو میر تیرا سودا بہی خام نکلا

نے ہمسی کچہ نہ اوس ستم ایجاد سی ہوا
ظلم صریح عشق کی امداد سے ہوا

شیرین کا حسن ایسا تہا جو خستہ جان دیئے
جو کچہ ہوا سو خواہش فرہاد سی ہوا

خوش زمزمہ طیور رہی ہو گئی ہین میر اسیر
ہم پر ستم یہ صبح کے فریاد سے ہوا

زار کیا بیمار کیا اس دل نے کیا آزار کیا
داغ سی تن گلزار کیا سب آنکھونکو خونبار کیا

جرم ہی ہمیہ الفت کشتون کا اگہ پڑنی شروع ہوا
اب کہتی ہین ملین اپنی ہمنی اوسے کیون پیار کیا

جا یا ہمنے کیا تہا اپنا جا با کمیب نہ ہوا
عزت کہوئی ذلت کہینچی عشق نے خوار و زار کیا

رہا افسوس انکھین تر ہوین تو	آہ افسوس تھا جگر پارا ہمارا
نہ بارے یاوری طالع نے کچھ کی	گیا ہے یار سب یارا ہمارا

نگہ لب تک نہ آیا میر ہرگز
کہیا جی ہی مین غم سارا ہمارا

ردیف بای

ہوا جو خون اشتیاق ہی ہر ایک عضا مین تھوڑا آب	حواس گم ہین دماغ گم ہی رہا سہا بھی گیا طعنو آب
مرینگے غایب ہزار یون تو نظر مین ہرگز نہ لاونگا تو	کرینگی ضایع ہم آپ ہی کو تنگ ہو کر ترے حضور آب

وجود بارہ مکان مین گیا ہی نسبت کہ میر سید کا کیش صاحب
نہین ہی ہونا ضرور کچھ تو مجھی بھی ہونا ہی کیا ضرور آب

گیا گرمی جان ہو دل سے تاب شتاب	آنسو آتی ہین ب شتاب شتاب
بہن گی وی پلکین اور گئے رخنے	حال دل ہو گیا خراب شتاب
یون صبا بھی بک نہین جاتی	جون گیا موسم شباب شتاب
پیر ہو کر ہوا ہون یون غافل	جیسے اٹھ کون آہ ری خواب شتاب
مر گئی مین ہو جواب نامہ وسے	آوے خط کا اگر جواب شتاب
مہربانی تو دیر مین سے کبھو	ہی دل آگ زاری و عتاب شتاب

ردیف تای

ہوں بیخود تو کوئی سوچے مجھ تلک
بیخودی کی حال سو پہنچایا ہے اب

کاشکے ہو جاے سینہ چاک چاک
رکتے رکتے جی بھی گھبرایا ہے اب

راہ پر وہ کیونکہ آوے مست ناز
دشمنوں نے اوسکو بہکایا ہے اب

کیا جبیں گی داغ ہو کر خون ہوا
زندگی کا دل جو سر مایا ہے اب

میر شاید کعبے ہی میں رہ پڑے
دیر سے یاں تو خدا لایا ہے اب

کیا کریں شہر دل مقدور سے باہر ہے اب
نا امید اس زندگانی کر دی سے اکثر ہے اب

جن دنوں ہم کافروں سے ربط تھا وے ہو چکے
وہ بت بے مہر اپنی اور سے تیور ہے اب

دور تک رسوا ہوا ہوں شہر در شہر ملک ملک
میر کے شعر و شاعری کا تذکرہ گھر گھر ہے اب

وہ طبیعت ہی نہیں ہے میری کی شفق طبیب
کر دوا جو طبع میں آوے تری بہتر ہے اب

بیخود و سرمست اداو ناز بن رہتی ہیں ہم
عالم اسباب دیکھو تو عالم دیگر ہے اب

وہ سیاہی جیسے لوگوں ہی میں ستا ہی کہا
گرد بیٹھی اوس شمع حیا کی لشکر ہے اب

گفتگو انسان کی محشر میں ہے یعنی کہ میر
سارا ہنگامہ قیامت کا مری سر ہے اب

خلاف وعدہ بہت ہوے ہو کوئی تو وعدہ وفا کرو
ملا کرو اکھیں دروغ کہنا کہاں تلک کچھ حیا کرو اب

بعد مدت آنکھین کھلی ہین سو یہ جانا گیا
دیکھنے کی اسکی ہر جی مین تھی حسرت بہت

سنکے ضائع روزگاری اسکی جی لایا نہ تاب
آپکو کر بیٹھے ضائع ہمکو تھی غیرت بہت

آنکھین جاتی ہین بضعف دل سی دمبدم
ان نے نون انکو سبھی اید ہرہی ہی غفلت بہت

دل گئی پر آج کل سی چیپ نہین مجھکو لگی
گذری اس بھی بات کو ای ہمنفس مدت بہت

دل مین چلکرتا ہی طور میر شاید دوستان
ان نی صاحبدل کسو سی رکھی ہی صحبت بہت

چشم رہنی لگی پر آب بہت
شاید آوی گا خون ناب بہت

دیر و کعبے مین اوسکی خواہش مند
ہوتی پھرتی ہین ہم خراب بہت

دلکو دل ہی مین رہ گئی ارمان
کم رہا موسم شباب بہت

مارنا عاشقون کا گر ہی ثواب
تو ہوا ہی تمہین ثواب بہت

کیجیے بی پردہ کیونکہ عاشق ہین
ہمکو لوگون سی ہی حجاب بہت

میر بیخود ہین اس جناب سی اب
چاہیے سبکو اجتناب بہت

دلنی کام کیے ہین ضائع دلبر ہی دلخواہ بہت
قدر بہت کم ہی دلکی پر دلمین ہی چاہ بہت

راہ کی بات سنی بھی تو جانا حرف غریب و اسکو
خوبی پر اپنی حسن پہ اپنی پھرتا ہی گمراہ بہت

ردیف ثای

ہم تو آ سکے ہی مر رہے ہیں میر
تیغ کھینچے پھرے ہے یار عبث

ردیف جیم

حال ہے بُرا تجھکو ہستی اتنی غفلت کیا ہے آج — کوئی گھڑی تو پاس ہو یاں پھرون فرصت کیا ہے آج
ساتھی ہی تہ آئینہ پر آنکھ نہیں کھل سکتی ہے — دلتنگی سے رُکی ہے دم کیا کہیے صورت کیا ہے آج
فرق تیغ خشم پہ تھے ہیں جیسے دل کی لاگ لگی — اُس ظالم بے رحم کی میری ایسی صحبت کیا ہے آج
شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کل تک بھی حاضر تھے — کوئی بادہ فروشانمین میری حرمت کیا ہے آج

میر گھڑی اک ساعت ہی مین غش تم کر رہے گئے ہو
تاب نہیں کیا ضعف ہے دل میں جی کی طاقت کیا ہے آج

ہم تو لب خوش رنگ کو اسکے مانا لعل احمر آج — اور غرور سے ان نے ہمکو جانا کنکر پتھر آج
عشق کی جو سرگشتہ ہوئی ہم رفتہ رفتہ دوار ہوا — پانو مین چکر ہوتا ہے یاں سر کو بھی ہے چکر آج
عرش پہ وے ہونی لگائی کو تھی پر وہ درد کسی کب تک ہم — خاک پہ پائی درویشانہ ہمنے بچھایا بستر آج
جیسے سے ہے غم کشتونکی خاطر تم بھی جمع کرو — کل تک کلام نہیں کھینچے گا عشق آتا ہے اکثر آج
ملکون ملکون شہرون شہرون قریہ قصبہ دیہہ دیار — شعر و بیت و غزل ہے اپنے ہنگامہ ہے گھر گھر آج
خط سے آگے مہر و وفا کا دعوی سب کچھ صادق تھا — جامۂ مصحف گو پہنے وہ کون کرے ہے باور آج

ردیف جیم فارسی

٣٣٨

منہ اسکا دیکھہ رہیے کہ رفتار ناز کو
سر تا قدم ہی لطف ہی اس خوش پسر کے بیچ

ہر دانہ سرشک مین تار نگاہ ہے
اس شہر کی روش کہ جو ہو وے گہر کے بیچ

کیا دلکو خون کیا کہ تڑپنے لگا جگر
یکتا ہی روزگار ہین ہم اس ہنر کے بیچ

ایسا ہوا ہے معتبر کہ اب ہی حساب پاک
کہیے جو کچہ ہی باقی ہوا ہی جگر کے بیچ

ہے اپنی خانوادی مین بپا ہی شور میر
بلبل بہی ایک ہی بولتا ہوگا گہر کے بیچ

رنج کیا کیا ہمنی کہینچے دوستی یاری کے بیچ
کیا ہوئی تقصیر اسکی ناز برداری کے بیچ

دوش و آغوش و گریبان دامن گلچین ہو گئے
گلفشانی کر رہی ہی چشم خونباری کے بیچ

ایک کو اندیشہ کار ایک کو ہے فکر یار
لگ رہے ہین لوگ سب جلنے کی طیاری کے بیچ

منتظر تو رہتی رہتی پہر گئین آنکہین ندان
وہ نہ آیا دیکہنے ہم کو تو بیماری کے بیچ

جان کو قید عناصر سے نہین ہی درا رہے
تنگ آئی ہین بہت اس چار دیواری کے بیچ

روتی ہی گذری ہمین تو شب نشینی باغ کی
اوس سے پڑتی رہی ہی رات ہر کیاری کے بیچ

یاد پڑتا ہی جوانی تہی کہ آئی رفتگی
ہو گیا ہون مین تو مست عشق ہشیاری کے بیچ

ایک ہو وین جو زبان و دل تو کچہ نکلی بہی کام
یون اثر ہی میر کیا ہو گریہ و زاری کے بیچ

عشق کی کہیں طرح کیا وامق و فرہاد و قیس	یکسانہ مر گئے وے لوگ ساری اس طرح

جو عرق تحریک میں اوس رشک مہ کے منہ پہ ہے
میر کب ہووے ہیں گرم جلوہ تاری اس طرح

ہو چکے ہیں ہمکو عشق میں آزار ہر طرح	ہوتی ہیں ہم ستمزدہ بیمار ہر طرح
ترکیب و طرح ناز و ادا سب سے دل لگی	اوس طرحدار کے ہیں گرفتار ہر طرح
یوسف کی اس نظیر سے دلکو جمع رکھ	ایسی متاع جاتی ہے بازار ہر طرح
جس طرح میں دکھائی دیا اوس سے لگ پڑے	ہم کشتنی ہو خونکے ہیں سزاوار ہر طرح

جیب لگ کر بام دور گلی کوچے میں سے میر
میں دیکھ لوں ہوں یار کو اکبار ہر طرح

ردیف خای

ہے میری چو سرشک دمادم کا رنگ سرخ	ریزش سے اسکی تختہ ہے سنگو کا سنگ سرخ

ردیف دال

زردی عشق سے ہے تن زار بد نمود	اب میں ہوں جیسے دیر کا بیمار بد نمود
بے برگی بے نوائی سے ہیں عشق میں ہزار	پائیز دیدہ جیسے ہوں اشجار بد نمود
ہر چند خوب تجھکو بنایا خدا نے لیک	اے ناز پیشہ کہے ہے بسیار بد نمود

خوف کر عاشق کی سرکشتگی کی قطعی ہی دلیل	ہو جہاں شمشیر پروا اسکی خم حد سی زیاد
کچھ بھی نزدیک اوسکی ٹھہرا ہو تو دیکھی بہر نظر	قدر ہی عاشق کی ان آنکھوں مین کم حد سی زیاد

پاس اسکی دم بخود بہرتی تہی سو طاقت کہان
بات کہتی میر اب کرتی ہین دم حد سی زیاد

شعر دیوان کی میر ہی کر کر یاد	مجنون کہنے لگا کہ ہان استاد
خود کو عشق تہا نہین بہول بچا	متوکل ہو کر خدا کو یاد
سب طرف کرتی ہین نکو یان کی	کس سی جا کر کری کوئی فریاد
وحشی اب گردباد سی ہم ہین	عمر افسوس کیا گئی برباد

چار دیواری عناصر میر
خوب جاگہہ ہی پر ہی بی بنیاد

ردیف ذال

درویشی کی جو سو خشکی ہی سو ہی لذیذ	نان جو نمک ہی داغ کا بہی ایک شی لذیذ

ردیف رای

مت اس چمن مین غنچہ روش بود و باش کر	مانند گل شگفتہ جبین یان معاش کر
دل رکھ قوی فلک کی زبردستی پر نجا	گر کشتی لگ گئی ہی تو تو بہی تلاش کر

عشق محبت یاری مین کیا لطف کہی ہی کرنا ضبط
مانگ پناہ خدا سی بند ہی دل لگنا ایک آفت ہی

چہپاتی ہی جو ہو کوہ الم کا تو بہی نالہ و آہ نکر
عشق ہمارے زنہار نکر واللہ نکر باللہ نکر

گیا اس ہی مہمانی کی بہتر ان شیخونکی مصلی سی
پانو نر کہہ سجادی پہ انکی اس جادے سی راہ نکر

میر نہ ہم کہتی تہی تجہسی حال نہین کچہ رہنے کا
چاہ بلائی جان و دل ہی آجا نی دی چاہ نکر

کل سی دل کی کل بگڑی ہی جی مارا بیکل ہو کر
آج لہو آنکہون مین آیا درد و غم سی رو رو کر

ایک سجود خلوص دلی سی آہ کیا نہ جوانی مین
سرزدہ ہین محرابونمین یعنی شیخ وقت کو سب کہو کر

جیب دریدہ لی خاک ملی جا اسکی گیا آگاہی مین
راہ چلو ہو ناز کنان دامن اٹہا کر تم ٹہوکر

ایک تو ہم تو ہوتی نہین ہین سر پہ تہیر ایار چلی
اب تیری تیغ ستم کی جلد لگا کر تو دو کر

جی ہی ملا جاتا ہی اپنا میر سماں یہ دیکہی سی
آنکہین ملتی اٹہتی ہین بستر سی دلبر جب سو کر

یہ لطف اور پوچہا مجہسے خطاب کر کر
کای میر کچہ کہین ہم تجکو عتاب کر کر

میہانی چلی ہی کیسی اڑتی جو یہ سنی ہی
وان مرغ نامہ بر کا کہایا کباب کر کر

خونریزی سی کچہ آگی تشہیر کر لیا تہا
اس نے ال زدگیوان نی مارا خراب کر کر

گنتی مین تو تہا مین کل خجل ہوا وہ
کچہ دوستی کا میری دلمین حساب کر کر

مست وبیخود ہم اسکے در پہ گئے	لوگ اسکو خبر کرین کیونکر
سو رہا ہال سنہ پہ کھول گئے وہ	ہم شب اپنی سحر کرین کیونکر
مہ فلک پہ ہے وہ زمین پر آہ	انکو زیر و زبر کرین کیونکر

دل نہین دردمند اپنا میر
آہ و نالے اثر کرین کیونکر

ردیف زای

ہے زیر خاک لاشہ عاشق طپان ہنوز	پیدا ہے عشق کشتہ کا اوسکے نشان ہنوز
گردش سے اوسکی خاک برابر ہوئی ہے خلق	استادہ روی خاک پہ ہے آسمان ہنوز
اوس تک پہونچنے کا تو نہین حال کچھ ولے	جاتی ہین گرتی پڑتی ہی ہم ناتوان ہنوز
پروانہ جل کی خاک ہوا پر اڑا گیا	ای شمع تیری رہتی نہین ہے زبان ہنوز
چندین ہزار جانین گئین اسکی راہ مین	ایک آدہ تو بھی مر رہی ہے نیم جان ہنوز
مدت ہوئی کہ خوار ہو گلیون مین مر گئے	قصہ ہمارے عشق کا ہے داستان ہنوز

لخت جگر کے غم مین کہ تہا لعل پارہ میر
رخسار زرد پر ہے مرے خون روان ہنوز

دیوانگی کی ہے وہی زور آوری ہنوز	ہر دم نئی ہے میری گریبان دری ہنوز

خاک ہو کر اڑین ہین یار ہنوز	دل کا بیٹھا نہین غبار ہنوز
نہ جگر مین ہی خون نہ دلمین خون	در پی خون ہی روزگار ہنوز

دست بر دل ہون مدتون سی میر
دل ہی ویسا ہے بیقرار ہنوز

دوستان حسن و خوبی ہی کیا چیز	ٹھہری ہی جان سی بھی کیا چیز

ردیف سین

مدت ہجر مین کیا کری بیان یار کی پاس	حال پرسی بھی لگی آن کی بیمار کی پاس
حق یہ ہی خواہش دل تو ہی مری آجاتا	جبکہ خونریزی کو شبلائین مجھی دار کی پاس
دراسیری کا کہلا منہ پہ ہمارے کیا تنگ	مر ہی رہینگی گا قفس کی در و دیوار کی پاس
آنا اسکا تو دم قتل ضروری ہی ولے	کون آتا ہی کسو خون کی سزاوار کی پاس
پائیگا یار اکیلا تو غم دل سے کہئے	سو تو بیٹھا ہی اسی باتین دو چار کی پاس
منہ پہ ناخن کی خراشون سی لگا دل سبنے	چشم نکلی ہین نئی چشم جگر یار کی پاس

مین تو تلوار تلے اوسکے لیے بیٹھا میر
وہ کھڑا بھی نہوا آ کی گنہگار کی پاس

کل ہا تہہ جا رہا تھا دل بیقرار پاس	گویا کہ جا رہا کسو زندہ یا رپاس

عیب سا عیب میری نظار مین
مجھسکو آیا نہ یہ ہنر افسوس
میر اب تر بہت ہے دل کا حال
حیران پڑا ہی گھر افسوس

ردیف شین

ردیف صاد

ردیف ضاد

ردیف طای

ردیف ظای

کیا چال ہنگی زہر سپہری روزگار کی
سب سے گر زندگی ہے سیہ بار کی روش

وہ رفت وخیز گرم تو مدت سے ہو چکی
رہتی ہین اب گری ہوئی دیوار کی روش

جاتی ہین رنگ ہی گل سے جو آج سے چلے
آئی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہے سرو گلستان کا دل بہت
کچہ آگئی تہی اسمین ترے یار کی روش

زندان مین جہان کی بہت ہین خراب حال
کرتی ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر کہیں ہی عشق مین ہیرتی نہین ہین میر
اظہار ہی کرین ہین تو اظہار کی روش

رہتی ہین بہت دل کی ہم آزار سے ناخوش
بستر پہ گری رہتی ہین ہم بار سے ناخوش

جانا جو مقرر ہے مر اوار فنا سے
اس بستی کی مین ہون در و دیوار سے ناخوش

ہمواری سے ہین ترم و خشن ایک سے دونون
خوش ہین گل تر سے نہ ہم خار سے ناخوش

سر رشتہ دل بند نہین زلف و کمر مین
کیا جانیے ہم کس لیے ہین یار سے ناخوش

ہے عشق مین صحبت مری خوبان کی عجب کچہ
اقرار سے بیزار ہین انکار سے ناخوش

خوش رہتے ہین احباب بہم ربط کسی سے
رہتی ہو تمہین ایک مری پیار سے ناخوش

اک بات لکا ہے لوگون مین پہیپ اکر کرنا
ہم ہینگے بہت میر کے گفتار سے ناخوش

ردیف عین

ردیف غین

احتیاط صراحی سے	ہمنے سجادہ کے دہلائے داغ

دیکھیں دامن کے نیچے کیسی دیئی
میر نے گرتلے چھپائی داغ

ردیف فا

آج ہمارا سر پھرتا ہے باتیں جتنی سب ہیں توف	حرف و سخن جو بالکل بگڑے تھے سوائے توف
کسکو دماغ رہا ہے یاں آٹھ پہر کی منت کا	ربط اخلاص سے دن گذرے خلطہ اسے سب ہے توف
اسکی گلی میں مرد شدر کی گھات ہے [illegible]	اب جو شکستہ پا ہو بیٹھے ڈھب کرنیکی ڈھب موقوف
[illegible] تو کیا ہے شوق کمال [illegible]	وقفہ ہو گا تب ملنے میں ہم بھی کرینگے جب موقوف

حلقے پڑے ہیں [illegible] میں کیسے تم تھے
رونا گریہ عشق میں اسکی میر کرو گی کب موقوف

میں آگے تنہا دیدہ پر آب سے واقف	پلکیں بھئی تہیں مری خوناب سے واقف
پھر تو بہت اشکوں کی کھائی ہیں [illegible]	ہم اب بھی جنون کی نہیں آداب سے واقف
ہم تنگ خلائق یہ عجب ہے کہ نہیں [illegible]	اس عالم اسباب میں اسباب سے واقف
شب آنکھیں کھلی رہتی ہیں ہم منتظر [illegible]	جوں دیدۂ انجم نہیں ہیں خواب سے واقف
بل کھاتی نہیں بالوں کی ہم جاتی ہیں [illegible]	ہیں پیچ و غم و رنج و تپ و تاب سے واقف

ردیف قاف

[illegible]

گهر کیسی کیسی دین کی تمہ گونکی ہین خراب	القصہ ہی خرابہ کہنہ دیار عشق
تو ضبط کر کی ہو دین جراحت جگر کی زخم	روتا نہین ہی کہو ل کی دل راز دار عشق

مارا پڑا ہی انس ہی کر نی مین زرہ میر
ہی دور گرد وادی وحشت شکار عشق

ردیف کاف

وحشت تهی ہمین بهی وہی گهر بار سی اب تک	سر مارتی ہین اپنی در و دیوار سی اب تک
مرتی ہی سنا انکو جنہین دل لگی کچہ تهی	اچہا بهی ہوا کوئی اس آزار سی اب تک
جب سی لگی ہین آنکہین کہلی راہ تکی ہین	سوئی نہین ساتہہ اوسکی کبہو پیار سی اب تک
آیا تہا کبہو یار سو ماسول ہم اوسکے	بستر پہ گرے رہتی ہین بیمار سے اب تک
بد عہد یونہین وقت وفات آن بهی پہنچا	وعدہ نہوا ایک وفا یار سے اب تک
ہی قہر و غضب دیکہہ طرف کشتی کے ظالم	کرتا ہی اشارت بهی تو تلوار سی اب تک

کچہ رنج دلی میر جوانی مین کہنچا تہا
زردی نہین جاتی مری رخسار سی اب تک

رہا پہول سا یار تربت سے اب تک	نہ ایسا کہلا گل نزاکت سے اب تک
لبالب ہی وہ حسن معنی سی سارا	ندیکہا کوئی ایسی صورت سی اب تک

کیا چلے جاتے ہین جہانسے لوگ	لگ گئے تھے میہمانسے لوگ
ٹھہرے بات بات پر گالی	جان جاتے ہین تری زبانسے لوگ
شہر ہین گھر خراب سب اپنا	آتے ہین یان اس نشانسے لوگ
ایک گردش مین ہین برابر خاک	کیا جھگڑتے ہین آسمانسے لوگ
درد دل کی کب سبے بھیڑ	لگ رہتے ہین اسکے کانسے لوگ
یاد سے بھی [illegible]	ہم بھی سبزی وہان ہانسے لوگ
شوق [illegible]	ہم خمیدہ قدان کمانسے لوگ

آدمی اب نہین جہان مین میر
اٹھ گئے اس بھی کاروانسے لوگ

ردیف لام

بلبل نے کل کہا کہ بہت ہی کہان گئی گل	ایکدن ہزار حیف ٹھہری ہوا کی گل
رعنائی [illegible] رہتی ہین گل [illegible]	سر پر بہار کے داغ جنون کی [illegible] گل
دل پر جوشی ہے مرغ چمن کی نظر	بیہودہ کیا فروش [illegible] لی گل
حیف آفتاب مین [illegible]	جون [illegible] کشیدہ [illegible] شم پا گل
بوے گل تو ہے خوش عندلیب میر	آتی چلی گئی ہے [illegible] وفای گل

آنکھ میری تھی جو سبت کن حلقہ موسی
بتیا ب کچھ ہے گاہ پیچ ہو گئے دل

حال تو حال زار ہے تا حال — دل وہی بیقرار ہے تا حال
بڑ اتی ہے حال کی خرابی روز — گرچہ کچھ روزگار ہے تا حال
خستہ جانی نے تنگ خلق کیا — پر اوسی مجھسے عار ہے تا حال
حال فکر سخن مین کچھ نہ رہا — شعر میر اشعار ہے تا حال
حال مستی جوانی تھی سو گئی — میر اسکا خمار ہے تا حال
آنکھین بد حالی سے ٹھہرتی نہین — شوق دیدار یار ہے تا حال

غم سے حال آنکہ خون دل سو کہا
چشم تر اشکبار ہے تا حال

جاتا ہے اوس طرف ہی کوبی اختیار دل — دیوانہ دل بلا زدہ دل بیقرار دل
سمجہا بہی تو کہ دل کسی کہتی ہین دل ہی کیا — آتا ہے جو زبان پہ تری بار بار دل
آزردہ خاطری کا ہماری نگر عجب — اک عمر ہم رہا کیے ہین مار مار دل
وا شد فسردگی سے تری اس چمن مین ہے — دل جو کہلا تو جیسے گل بی بہار دل
میر اوسکی اشتیاق ہم آغوشی مین نہ پوچھ — جاتا ہی اوچھی ہی رہا درکنار دل

۳۴۹

[illegible]

کیا ظلم ہو کہ کھینچے شمشیر وہ کہیں سے	آزردہ ہونگا پھر مین جا کہیں جو ٹلے تم
کم پائی اسقدر ہی منزل سے ہے دور انتھی	طی کسطرح کرو گی یا راہ یہ مرحلے تم
اکثر نڈہال ہین ہم پر یون نہین وہ کہتا	کیا ہو کہ جاتی ہو گی کچھ اتنی ہی ڈرے تم
یہ جانتے نہ تھے ہم ایسی بری ہوئی ہو	ہو تھوڑن یہ جان آئی تم بن گئی بہلے تم

قربانی اوسکی گھر تھی یہ طرح نخچھوڑی
سکتے ہو میرا ادہر تلوار کے تلے تم

یارب وس محبوب کو پھر یک نظر دیکھینگے ہم	اپنی آنکھوں سے ادہر یان جلد [illegible] دیکھینگے ہم
مین کہا دیکھو ادہر ٹک تم تو مین بہی جان دون	ہنس کے بولا یہ تری باتین [illegible] دیکھینگے ہم
پاس ناموس ہوا ہے اب دیکھنا دشوار ہے	جا نکلا مجلس مین تو [illegible] دیکھینگے ہم
یون نہ نکلے دل کسو کا ہے بدن زرد دوست کو	ابتدائے عشق مین اتنا ہی جا کر پھر دیکھینگے ہم
کام کہتے ہین سماجت سی کبہو لیتی ہین لوگ	ایک دن اسکی گلی جا کر پھر دیکھینگے ہم
راہ تکتے تکتے اپنی آنکھین بہی پتھرا چلین	یہ نجانا تہا کہ سختی اسقدر دیکھینگے ہم

شورش دیوانگی اسکی نہین جا نیگی لیک
ایک دو دن میر کو زنجیر کر دیکھینگے ہم

صبر کیا جاتا نہین ہم سے رہ کے جدا نہ ستاؤ تم	پانو کا رکھنا گرچہ ادہر کو عار سہی پر آؤ تم

[illegible]

کہہ سکے کون ہکو ناہموار | اتہو ہین خاک سے برابر ہم
کوفت سی کہ [illegible] اپنے دلپر ہے | چہاتی کوٹا کیے ہین اکثر ہم

ابر کرتا ہے اب کمی سے میر
دیکہین ہین سوے دیدۂ تر ہم

تہا ہے حیرت عشق سے گفتگو کو ہم | خموش دیکہتے رہتے ہین اوسکے رو کو ہم
اگرچہ وصل ہے پر ہین طلب مین سرگردان | یہ وہم کا ہے جاتی ہین جستجو کو ہم
اب اپنی جان سے [illegible] تنگ دم رکے ہے بہت | بلا ہی دینگے تری تیغ سے گلو کو ہم
جلا کے خاک کرے [illegible] کہ داغ کرے | لگاوین آگ سے کیا اپنے گرم خو کو ہم

رہے یہ پیر خرابات یون نہوتے میر
سمجہتے عارف اگر اور بہی کسو کو ہم

عشق تو نسبت نکرے [illegible] عہد کیا ہے خدا سے ہم | آجاوین جو یہ ہرجائی تو بہی نجاوین جا سے ہم
گریۂ خونین [illegible] منہ پر پڑتی ہے | شام و سحر رہتے ہین یعنی اپنے لہو کے پیاسے ہم
اسکی نہ چہوڑ [illegible] پرستش جان ہمارے رہیگی | ہمکو دیکہو مارے گئے ہین آکر پاس وفا سے ہم
جسکے لیے کیا انواع اذیت عشق مین کہینچی جاتی ہے | دل تو بہرا ہے اپنا تو بہی کچہ نہین کہتے حیا سے ہم
کیا کیا عجز کرین ہین لیکن پیش نہین کچہ جاتا میر | سرگڑے ہین آنکہین ملے ہین اسکی حنائی پا سے ہم

[illegible]

351

پھرتے ہی مست ہی آوے چلا تو اوسکے منہ کو پھیر لین
پہرتے ہین سرمست محبت [illegible] نا خوردہ [illegible] ہم
ہائے جوانی وہ [illegible] لگتا تو تخم عشق نے
نعل چڑہی جاتی ہے چہاتی پر [illegible]
عشق تو کار خوب ہے لیکن میر [illegible]
[illegible] عالم ہستی مین [illegible] عشق و محبت [illegible] ہم

ردیف نون

[illegible]

دل لگ نہیں ہے پس نہیں جاتا ہے جی ادھر دیکھہ ادھر — احیاء رنج کو جیا نہیں ہے بال سکی کو جال نہیں

کبتک لگی تکڑی جوڑون ہمیں جگر کی لختون سے
کسب نہیں ہے پارہ دوزی میں کوئی وصال نہیں

ہی وضع کشیدہ کا جو تو را سکی جہان مین — نکلی ہی مگر تازہ کوئی شاخ کمان مین
ہر طور مین ہم حرف و سخن لاگ سی دلکی — کیا کیا کہین ہین مرغ چمن اپنی زبان مین
کیا بادنی بھی دست تطاول کو دیا طول — پھیلی پڑی ہین پھول ہی سب کی خزانمین
خوشرنگ ہی کس مرتبہ انہار کا پانی — خونناب مری چشم کا ہی آب روانمین

رو دو مری احوال پہ جون ابر بہت میر
بیطاقتی بجلی کی سی ہی آہ و فغان مین

دلگی لگی بیدل کہلائی آگی دیکھیئی کیا کیا ہون — محزون ہو وین مفتون ہو وین مجنون ہو وین سوا ہون
عشقکی رہ مین پانو رکھا سو تیر لگی جیہ رفتہ سے — آگی چلکر دیکھین ہم اب گم ہو وین یا پیدا ہون
خار و خس الجھین مین آیہی بحبث اپنو کسی کیا کہیئی — موج زن اپنی طبع روان سی حبابہم جیسی دریا ہون
ہم بھی گئی جا گہہ سی اپنی شوقمین اس ہرجائی کی — عشق کا جذبہ کام کری تو بیہ ہم رزون ہیجا ہون

کوئی طرف یان ایسی نہین جو خالی ہووی سودے سی میر
یہ طرفہ ہی شور جرس سی چار طرف ہم تنہا ہون

قطعہ

احراق تپ قلب کا رونی سی کب گیا
پانی کی چہار بوندین ہین کیا احتراق مین

تحصیل علم کرنی سی دیکھا نہ کچھ حصول
مین ڈرکتا ہون رکھین اٹھا گہر کے طاق مین

دم ناکمین بقبول زنان عاشقونکی ہین
ہلنا بلا ہی موتی کا اوسکی بلاق مین

اک نور گرم جلوہ فلک پہ ہی ہر سحر
کوئی تو ماہ پارہ ہے میر اس رواق مین

صبح ہوئی گلزار کی طائر دل کو اتنے نہ تنگ
یاد مین اس خوش رو کی گل تر کیسے کیسے بولین ہین

باغ مین جو ہم دیوانی سی جا نکلین ہین ناگہان
غنچے ہو ہو منہ چمن کی ساتھ ہمارے ہوئین ہین

یار ہمارا آسان کیا کچھ سینہ کشادہ ہم سی ملا
خون کرین ہین جب اوسکو بند قبا کی کہولین ہین

سینہ جو برسی ہی شدت سی دیکھو اندر ہی کیا ہی
یعنی تنگ جو ہم آئی ہین لوگو لگ کر رولین ہین

وہ دہوبی کا کم ملتا ہی میل دل آئے ہی بہت
کوئی کہو اس سی ملتی ہین تجہکو کیا ہم دہو لین ہین

سرو تو ہی سنجیدہ لیکن پیش مصرع قد یار
ناموزون سی نکلی ہی جب ملین ہی تو لین ہین

مرگ کا وقفہ اس رستی مین کیا ہی میر سمجھتے ہو
ہارے ماندے راہ کے ہین ہم لوگ کوئی دم سو لین ہین

غزل میر کی کب پڑہائی نہین
کہ حالت مجھے غش کی آئی نہین

زبان سی ہماری ہی صیاد خوش
ہمین اب میسر رہائی نہین

وہ نہین اب کہ فریبون سے لگا لیتے ہین
ہم جو دیکھین ہین تو وہ آنکھ چھپا لیتے ہین
کچھ تفاوت نہین ہستی و عدم مین ہم بھی
اٹھ کے اب قافلہ رفتہ کو جا لیتے ہین
نازکی کا ہی جو طالع کی تلوئی سے کبھو
پھول سا ہاتھون مین ہم اوسکو اٹھا لیتے ہین
محبت اہل کو بگڑتی ہی سخن سازی مین
کیا ور انداز ہی اک بات بنا لیتے ہین

وہ یار حسن مین دل کی نہین خریداری
وفا متاع ہی اچھی یہ بیان کی بات نہین

حساب پاک ہو روز شمار مین تو عجب
گناہ اتنے ہین میرے کہ کچھ حساب نہین

گذر ہی عشق کی بیطاقتی سے مشکل آہ
دو تو نکو چین منہین ہی شب و نکو خواب نہین

بہار کر باغ کا یہ عیش ہی کہ گل کی رنگ
ہماری جام مین لوہو ہی سب شراب نہین

تلاش میر کی اب سیکڑون نہین کاش کرین
کہ مسجد و نہین تو وہ خانمان خراب نہین

سبکو کسو کی تئین بزم مین جا دیتی ہین
شیشہ باقی نہین ہم کہ اٹھا دیتی ہین

ان طیور رفتہ سے ہو نہین سبھی کراتی ہی صبا
باغ کے چار طرف آگ لگا دیتی ہین

گریہ پلتے ہین فلک غیرت سے ہی لڑکی
دل جگر دو نونکو یک لخت جلا دیتی ہین

دیر رہتا ہی ہما لاشہ پہ غم کشتونکی
استخوان انکی ہی کچھ تو مزا دیتی ہین

اس شہ حسن کا اقبال کہ ظالم کے تئین
ہر طرف سیکڑون درویش دعا دیتی ہین

دل جگر ہو گئی بیتاب غم عشق جہان
آج بھی ہم شوق کی مارونکی دعا دیتی ہین

کیونکی اس راہ مین پا رکھی کہ صاحب نظران
پان سے ہی وان تئین آنکھین ہی بچھا دیتی ہین

ملتے ہی آنکھ ملی اسکی تو برہم ہی تہ
خاک مین آپ کو بھی الفور ملا دیتی ہین

طرفہ صناع ہین اے میر یہ موزون طبعان
بات جاتی ہی بگڑ بھی تو بنا دیتی ہین

نہیں وا ہوا مرغان گلشن سے کیا
کہا عشق کا جوشش دل میں بہلا

یہ بے حوصلہ ہمکو رسوا کریں
کہ بدنام ہوویں جو سودا کریں

بری حال اوسکے گلی میں ہے میر
جو اٹھہ جائیں وان سے تو اچھا کریں

ہجر میں روتا ہوں ہر شب میں تو اس صبح ریز گریبان
کسقدر بیگانہ خو ہیں مرد مان شہر حسن
اٹھہ گئی ہیں جیسے ہم سو نا پڑا ہی باغ سب
سر کوئی سہو ری محبت میں تو بار ہی اسطرح
دلکشی اس بزم کی ظاہر ہی تم دیکھو تو ہو
صورتوں سی خاکدان یہ عالم تصویر ہے
فہم حرفونکی تنافر کا بہی یاروں کو نہیں
پنج روزہ عمر کرتی عاشقی یا زاہدی

وی اندہیری منہہ پر جو رکہو شدت سی بیان
بات کرنا رسم عادت ہی نہیں الفت سی یان
شور ہنگام سحر کا مہر ہے مدت سی یان
مرگیا ہر عشقمیں فرہاد جس قدر سے کہ یان
لوگ بھی دیکہو چلی جاتے ہیں کس حسرت سی یان
بولیں کیا اہل نظر خاموش ہیں حیرت سی یان
اسپر کہتے ہیں تنفر سب کو صحبت سی یان
کام کچہ چلتا نہیں اس تہوڑی سی مہلت سی یان

کیا سر جنگ جدل ہو بید ماغ عشق کو
صلح کی ہی میر نی ہفتاد و دو ملت سی یان

داغ فراق سی کیا پوچھو ہو آگ لگائی سینی مین
چہاتی سی ورنہ لگا رکہ گر اس بہی مہینی مین

حیا ہمت مین بس ہے جیا کو مرنیکی شایستہ ہوئے
جیا بہی چکی ہی دلکی ہوس اب جینیکا ارمان نہین

شور نہین یان سنتا کوئی میر قفس کے اسیرونکا
گوش نہین دیوار چمن کے گل کی شاید کان نہین

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین ہے اک کام کرین
رسوا ہو کر مار ہی جاوین اوسکو بہی بدنام کرین

جسکو خدا دیتا ہے سب کچھ وے ہی سب کچھ دیتے ہین
ٹوپی لنگوٹی پاس اپنے ہم اسپر کیا انعام کرین

منہ کہولے تو روز ہے روشن زلف بکہری رات ہے پھر
ان طورونسے عاشق کیونکر صبح کو اپنی شام کرین

خط و کتابت حرف حکایت صفحۂ رو تمین آجاوے
دستے کی دستے کاغذ ہو جو دلکا حال ارقام کرین

شیخ ہوئی ہے محراب حرم مین پہر دن دوگانا پڑہتا ہو
سجدہ ایک اس تیغ تلے کا اسسے ہو تو سلام کرین

دل آسودہ ہو تو رہی تسکین پر ہم سو بار گئے
وہ سو بہی کہتہ بہیجے ہے باہر جاوین آرام کرین

میل گدائی طبع کو اپنی کچہ بہی نہین ہے ورنہ میر
دو عالم کو مانگ کے لاوین ہم جو تکلف ابرام کرین

پہرا مین صورت احوال ہر یک کو دکہاتا یان
مروت قحط ہے آنکہین نہین کوئی ملاتا یان

خرابہ دلی کا دہ چند بہتر لکہنؤ سے تہا
وہین مین کاش مر جاتا سراسیمہ نہ آتا یان

محبت دشمن جان ہے جو مین معلوم یہ کرتا
تو کاہیکو کسوسے میر اپنا دل لگاتا یان

ردیف واو

دیتی ہے طول بلبل کیا شورش فغان کو
اک نالہ جو صدا سے بس ہے وداع جان کو

کہا تہا ممنو کہ ہر حرف پر ہے بوسۂ لب | جو باتین کہین ہین تو اب قرض کا حساب کرو

قطعہ

ہوا ہی اہل مساجد پہ کام از بس تنگ | نہ شب کو جاگتی رہنے کا اضطراب کرو
خدا کریم ہی اوسکی کرم سے رکہکر چشم | دراز کہینچو کسو سیکدے مین خواب کرو

جہا نہین دیر نہین لگتی آنکہین مندتی میر
تمہین تو چاہیے ہر کام مین شتاب کرو

وہ گل سا رو سراہون یا چیدار مو کو | نرمی بہی کاش دیتا خالق ٹک اوسکی خو کو
ان گیسوونکی حلقے ہین چشم شوق عاشق | وے آنکہین دیکہتی ہین حسرت سے اوسکی رو کو
دم کی کشش سی کوشش معلوم تو ہی لیکن | باقی نہین ہم اسکی کچہ طرز جستجو کو
آسودہ خون دل سی صد حرف منہ پر آئے | مرغ چمن نہ سمجہا انداز گفتگو کو

دل میر دلبرون سی چاہا کرے ہے کیا کیا
کچہ انتہا نہین ہے عاشق کی آرزو کو

عجب گر تیری صورتکا نہ کوئی یار عاشق ہو | جو صحن خانہ مین تو ہو در و دیوار عاشق ہو
تجہے اکبار اگر دیکہی کوئی بیجا ہو دل اسکا | خرام ناز پر تیری لٹا گہر بار عاشق ہو
تری چہاتی سی لگتا ہار کا اچہا نہین لگتا | مبادا اس وجہ سی گلے کا ہار عاشق ہو

کتنی دنون کہا تھا دلا ضبط نالہ کر
پھر شب کو ناشکیبی سی نالان ہوا نہ تو

ہوتا ہے میر روسے سخن آدمی اور
افسوس ای ستمزدہ انسان ہوا نہ تو

کیا کرون مین صبر کم کو اور رنج بیش کو
زہر دیوے ہین کاشکی احباب اس درویش کو

کھول آنکھین صبح سی آ کہ شیر اینڈ کی
دیکھتی رہتی ہین غافل وقت گرگ و میش کو

عشق کر بیتاب کی آزار مین سرگشتہ سا
جان دیتی دیر لگتی ہی نہین دل ریش کو

دشمن اپنا مین تو فکر دوستی ہی مین رہا
اب کہون کیونکر سلامت جان عشق اندیش کو

مختلط ترسا بچون سی شیر خانہ مین رہا
کن نی دیکھا مسجدون مین میر کافر کیش کو

نازکی کوئی یہی ہو تمسک سے جی کا ہیکو کرتا ہو
آتی ہو تمکین سے ایسی جیسی کہین کو جاتی ہو

غیر کی ہمراہی کی عزت جی مارے ہی عاشق کا
پاس کبھو جو آتی ہو تو ساتھ اک تحفہ لاتی ہو

سر نیچی ہین بال ہین بکھرے بیچ گلیمین نگہ کی
ساختہ ایسی بگڑی رہو ہو تم جیسے مرہ ماتی ہو

پردہ سا کر لیتی ہو جب آتی ہو مجلس مین
آنکھین سب سے ملاتی ہو کچھ ہم ہی سی شرماتی ہو

سوچ نہین فقیر ہوا اپنا جیب پھٹا دیوانا
ٹھوکر لگتی دامن کو کس ناز سے تم یان آتی ہو

رفتہ عشق کسو کا یارو راہ چلی ہی کسکی گے
کون ہا ہی آپ مین یان تم کسکی تئین بھاتی ہو

ردیف ہائے ہوز

کوہ کن مجنون دونون میر آگے تھے صحبت مین
منہ نہ لگایا ہم نے کنہون ایسے ہرزہ کارونکو

جی رکا رہنے سے ہو ہی کچھ تو
جو نہ ہووے نماز کیجئے نیاز

آسمان آ گیا وری کچھ تو
آدمی چاہیے کری کچھ تو

عالم وجذب و زاری و زر و زور
جینا کیا ہے جہان فانی کا

عشق مین چاہیے ازی کچھ تو
مر ہی جاتے ہین کچھ مری کچھ تو

سہمے سہمے نظر پڑین ہین میر
اسکے اطوار سے ڈرے کچھ تو

رفتن رنگین گلرویان سے کیا ٹھہرو ہو
قد جو خم ہو رہی سی ہو تو سر کا دہنا ہے ہے

ساتھ انکی چل تماشا کر لی جسکو چاؤ ہو
ہو چکا ہونا جو کچھ تھا اب عبث پچتاؤ ہو

خون کی سیلاب مین ڈوبی ہوؤنکا کیا شمار
تھی وفا تم تو بہت دیار عشق سے

تک بیچ آوہ جدول شمشیر تو ستھرا ؤ ہو
دیکھین شہر حسن مین اس جنس کا کیا بھاؤ ہو

گریہ خونین سے ہین رخسار میرے لعل تر
دیدۂ خونبار یون نہین جیسے منہ پہ گھاؤ ہو

جیکی لگ جاہی کوئی دل چینی سے اٹھا جابیٹھو
بیٹھ کر ٹھیر گلی مین کسو کی بیچ اٹھا جابیٹھو

دوار فتہ ہی گلستان وس رو بیچہ کا
ہی فصل گل پہ گل کا اب وہ نہین مزا کچھ

وہ آرسی کہ آگے سہبران ہی بی تکلف
منہ سی ہمارے اسکو آتی نہین حیا کچھ

دل ہی کی غم مین گزری وس بن جو عمر گزری
آنچ ہی اس نگر سی جاتا نہین دیا کچھ

منہ کر سی یتہ جانب سوتا نہین کبھو کچھ
کیا جانون اوسکی جی مین ہی اسطرف سی کیا کچھ

دل لی فقیر کا بھی ہاتھون مین ٹل دیے کر
آجا ہی جھا نہین آگے لیا دیا کچھ

یارون کی آہ زاری ہووے قبول کیونکر
انکی زبان مین کچھ ہی دلمین ہی کچھ دعا کچھ

ساری وہی حقیقت ملحوظ سب مین ہے
کہیے نمود ہووے جو اسکے ماسوا کچھ

حرف سخن کی وس سی اپنی مجال کیا ہے
ان نی کہا ہی کیا کیا مین نی اگر کہا کچھ

کبتک یہ بدشرابی پیری تو میر آئے
بانی کی ہو مھیا اب کر چلو بہلا کچھ

ہمت طلب کو کام نہین ہی کسو کے ساتھ
جان عزیز ابھی ہی مری آبرو کی ساتھ

یکرنگ آشنا ہین خرابات ہی کے لوگ
سر میکشونکی پہوٹتے دیکھی سبو کی ساتھ

قمری کا لوہو پانی ہوا ایک عشق مین
آتا ہی اسکا خون جگر آبجو کے ساتھ

خالی نہین ہی خواہش لیسر کوئی بشر
جاتی ہین سب جہانسی یک آرزو کی ساتھ

دم مین ہے دم جہان تہین گرم تلاش ہون
سوپیچ و تاب رہتی ہین ہر ایک سو کی ساتھ

کیا کیا نہ دیدہ درائی سی ہم کر گئی اس عالم میں
حسرت وصل نہ دو جدائی نہ خواہش کا ہش و غم
تمسی آگی سنو ہو صاحب نہیں ہوا کیا کیا کچھ
ہوں تو ملا ہوں کیا لیکن سلتھ ہے چلا کیا کیا کچھ

کیا کہئیے جب مین نے کہاہی میر ہر سو زر اس پہ تو
اپنی زبان مت کہول تو الی اور کہاہی کیا کیا کچھ

ردیف یای

مین تو شنکِ صبر ہی اپنی رہ نہیں سکتا اکدم بھی
ناز و غرور بہت ہے اوسکا لطف نہیں ہی کم بھی

جامۂ احرام آخر تہ کردل کی اور توجہ کی
در پہ حرم کر اس لئی تو ہم کو بہی بیگانہ ہم بہی

دیکہہ ہوا کو طائر گلشن کس حسرت سی کہتی تھی
گل ہی چلی جاتی نہیں یا چلنے کو بیٹھی ہین ہم بہی

کیا کیا مین بیتاب رہا ہوں رنج والم سو محبت کی
ہی عالم کچھ اور ہی میری دل کی مرض کا عالم بہی

عینہ وداغ کیاہی کیا کیا اچہی ہو نی جدائی نہ تہی
زخم تن چہپاتی کی میری رکہہ دیکہو تم مرہم بہی

گرم ہوا ہی ہو گا جو سیر چمن کی کیجیے
پہول بکہرتی جاتی ہین کچھ آخر ہی اب موسم بہی

نعل جڑے ہے سینے کو لوٹا جہری کچی پہ خاک ملی
میر کیا ہی مین نے نہایت دل جانیکا ماتم بہی

نقد دل غفلت سی کہویا راہ کہوٹی کر گئے
کاروان جاتا رہا ہم خواب ہی مین مر گئے

کیا کہین اس نے جو پہیرا اپنی در پر سے ہمین
مر گئی غیرت سی ہم بہی پر نہ اوسکے گہر گئے

ہی بلا دہوم دل تڑپ لی کی ‏ ‏ ایسا ہوتا نہیں ہے اور ہم بہی

کچہ نہیں اور دیکہیں ہین کیا کیا ‏ ‏ خواب کا سا ہے یان کا عالم بہی

حیف دل جانی پڑ گئی جی کی ‏ ‏ ورنہ غم کرتے لیتے ماتم بہی

حرم کعبہ کا نپایا بہید ‏ ‏ نہ ملا وان کا ایک محرم بہی

خشک نے ساتہا شیخ حیف سوا ‏ ‏ یون تو یار اسکو دیتے تہے دم بہی

کہپ ہی جاتا ہے آدمی اے میر
آفت جان ہے عشق کا غم بہی

لطف ہے کیا انواع ستم جو اوسکی کوئی بیان کرے ‏ ‏ گوشنزد اگر ان ہوویں ہمیں تعین بی لطفی سے زبان کرے

ہم تو چاہ کر اس تہر کو سخت ندامت کہینچی ہے ‏ ‏ چاہ کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کرے

سود میں ولکی نفع جو چاہے خام طمع سودائی ہے ‏ ‏ سارا سارا عشق میں کیا جی کا بہی نقصان کرے

حشر کی ہنگامہ میں جا ہین تہاد عشق تو حسن نہیں ‏ ‏ کاشکی یان ہو ظالم اپنے دل ہی میں دیوان کرے

آتش جو مغرور سے ویسی عمدہ برا کیا عاشق ہو ‏ ‏ دلکو جلاوے منت کرکے جی مارے احسان کرے

مین عشق غم افزا سی کام نہایت مشکل ہے ‏ ‏ اب نہیں امیدی دلکو شاید عشق آسان کرے

کہنے میں یہ بات آتی نہیں ہے سیر خدا کی قدرت ہے
موند کر آنکہیں میر اگر تو دلکی طرف ٹک دہیان کرے

قسمت کیا ان لوگون سی ہمکو شہریار نہین دیکھی ایسی ہم
ہی فرہاد اگر دم کو ہی مجنون کی صحرائی ہی

سے پتھر سا چھاتی مین سیر کر کر شاعر کی حیرت سے
کیا کہیے پہلو سے دلکی سخت اذیت پائی ہی

باغ مین جا کر ہم جو رہے سو دماغ آشفتہ ہوا
کیا کیا سر پہ ہمارے آکر بلبل شب چلائی ہی

کیسا کیسا عجز ہی اپنا کیسے خاکمین ملتے ہین
کیا کیا ناز و ادا اوسکو ہے کیا کیا بے پروائی ہی

قصہ ہم غربت زدگان کا کہنے سے شایستہ نہین
بیصبری کم پائی ہے پہر دور اوس سے تنہائی ہی

خشمک جیون نیچی نگاہین جا بہ کی ہیر کی مشعر ہین
میر عبث بگڑے ہی ہمسے آنکہ کہین تو لگائی ہے

دنیا کی قدر کیا جو طلبگار ہو کوئی
کچھ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئی

کیا ابر رحمت اسکی برستا ہے لطف سے
طاعت گزین جو ہے سو گنہگار ہو کوئی

کیا ضعف نہین ہی جگر و دل دماغ بن
پوچھے جو اس قشون مین سردار ہو کوئی

ہم عاشقان زرد و زبون و نزار سے
مت کر ادائین ایسی کہ بیزار ہو کوئی

جیسے ہین ہم تو حیرت حالات عشق سے
کر دے بیان جو واقف اسرار ہو کوئی

یکسان ہو ہین خاک سے پامال ہو کے ہم
کیا اور اوسکی راہ مین ہموار ہو کوئی

وہ رہ سکے ہی دل زدہ کچھ منتظر کہڑا
حیرت سے اوسکی زیر جو دیوار ہو کوئی

یک نسخہ عجیب ہے لڑکا طبیب کا
کچھ غم نہین ہے اوسکو جو بیمار ہو کوئی

[illegible]

جی جامہ اوٹھا دینگے گھر بار لٹا دینگے	ایدھر نہین آتا وہ آوے تو تصدق کر

معشوقون کی گرمی بھی ای میر قیامت ہے
چھاتی مین گلے لگ کر تک آگ لگا دینگے

صاحب ہی نی ہماری یہ بندہ پروری کی	جنگل مین جو یہ تم نی بستی کی رہبری کی
اسکی گلی کے سگ نی کیا آدمی گری کی	شب سنکے شور میرا کچھ کی نہ بید بانگی
ہم دل شدہ فلک ان نی کیا خوب دلبری کی	کرتی نہین ہین [illegible] خون اس رنگ سی سہو کا
اچھی لگی نہ ہمکو خوش صورتی پری کی	اندر ہی کیا ایک ہی آدم کی حسن مین بھی
اس رنج مین نہین ہی امید بہتری کی	ہر ایک مہ [illegible] ہی جا نگاہ و دل گدازان
اس خود نمائی کیسی خود رائی خود سری کی	رفتار ناز کا سے پامال ایک عالم
جی ہی سی مارتی ہی آزادی بے پری کی	ایکاش اب نہ چھوڑی صیاد قیدیون کو
بخت سیہ نی بارہان روزون یاوری کی	اس رشک مہ سی ہر شب ہی غیر سی لڑائی
ایسی دری سیدہ کی پھر لیکنی گھری کی	کسب بحر طاعیان ہی کی ہین صرف کی توہمسے

گذری بسان صرصر عالم سی بی تامل
افسوس میر تم نی کیا سیر سرسری کی

اب کب گئی اٹھائی ہی زور ناتوانی	اکثر کی بیرہا ہی ہر دم کی سرگرانی

[illegible]

کرین ضبط گریہ سے دل کی عمارت
ملادیے ہے خاک سے آدمی کو

ہوئی چشم تر اس خرابی کی بانی
محبت ہے کوئی بلا آسمانی

گرامی گہر میر جی تھا ہمارا
دل عشق مین قدر ہمنے نجانی

چلتے ہو تو چمن کو چلیے کہتے ہین کہ بہاران ہے
پات ہرے ہین پھول کھلے ہین کم کم باد و باران ہے

رنگ ہوا سے یون ٹپکے ہے جیسے شراب چواتے ہین
آگے ہو میخانے کے نکلو عہد بادہ گساران ہے

عشق کے میدان دارون مین بھی مرنے کا ہے وصف بہت
یعنی مصیبت ایسی اٹھانا کار کار گذاران ہے

دل ہے داغ جگر ہے ٹکڑے آنسو سارے خون ہوئے
لوہو پانی ایک کرے یہ عشق لالہ عذاران ہے

کوہکن و مجنون کی خاطر دشت و کوہ مین ہم نہ گئے
عشق مین ہمکو میر نہایت پاس عزت داران ہے

ہم اس مرتبہ پھر بھی لشکر گئے
تعب ایسی گذری کہ مر مر گئے

نظر اک سپاہی پسر سے لڑی
قریب اسکی تلوار کر کر گئے

بہم مہر ورزی کے سر گرم تھے
خدا جانے وہ لوگ کیدھر گئے

سو میری آنکھون مین آتا نہین
جگر کے مگر زخم سب بھر گئے

رباط کہن مین نہین میر جی
ہوا جو لگی وے بھی باہر گئے

نگاہ غور سے کر میر سارے عالم میں
کہ ہو وے عین حقیقت وہی تو ساری ہر

نہ خاطر پہ الم تیری نہ دل پر کچھ ستم میرے
جو تنک بھی سایہ گستر ہوگا تو اس خستہ رنج پر

محل رحم ہو وے ہیں کس طرح مظلوم ہم تیرے
بہت ہم ہونگے احسان مند اے ابر کرم تیرے

انہیں سے طبع جانا ہے میر مایل ہوگی سنبل کی
نہیں دیکھے جنہوں نے گیسوے پیچ و خم تیرے

عشق میں کہوئی جاؤ گے تو جا تکی تہ بھی پاؤ گے
صبر کہاں بیتابی سے چین کہاں بیخوابی سے
شوق کمال کو پہنچا تو ہیں خط و کتابت حرف و سخن
صنعت گریاں صاحب منہ ور لگی لگی کسب پر بھی نہیں
جاہ گئی درویش ہوئے تو آب و خورش کی فکر نہیں
جو رنگ محبت کی ہیں کتنی کوئی تمہیں خوش آوینگا
رہتے ہیں ہم صورت الفت میں گم گشتہ کلفت میں
اشک تو پانی سے ہیں لیکن جلتے جلتے آویں گے
چاہت میں سبھی کرتے ہیں رنج و تعب ہیں دلگیر

قدر ہماری کچھ جانو گے دلکو کہیں جو لگاؤ گے
سو سو بار گلیمیں تکتے گھر سے باہر آؤ گے
قاصد کے محتاج نہ ہوگے آپہی دوڑے جاؤ گے
ایک نہیں سنے کا تم باتیں بہت بناؤ گے
تو ہو پیرہن تم غم غصہ ہی کھاؤ گے
خون کرو گے یاد کرو گے یا داغ جگر پہ جلاؤ گے
بھولے بھولے آپہی پھرو گے کسکو راہ بتاؤ گے
دل کی لگی حیران ہو صاحب کس سے لگی چھپاؤ گے
تم جو آپہی بیتاب ہو ایسے جی سے ہاتھ اٹھاؤ گے

قطعہ

کل میر شعر کہتا کیا ہے کمال انسان
یہ بھی خیال سا کچھ خاطر میں آگیا ہے
شاعر نہیں جو دیکھا تو تو یہی کوئی ساحر
دو چار شعر پڑھ کر سبکو رجھا گیا ہے
سو سو کرے فراق اوسکا تو جیکو میر کیا ہے

میر انہہ تبکدے سے کبھی گیا
کیا کرے جو خدا خراب کرے

افسانہ خوان کا لڑکا کیا کچھ دیدنی ہے — قصہ ہمارا اسکا یارو شنیدنی ہے
اپنا تو دست کوتہ زہ تک ہی ٹک پہونچا — نقاش سے کہین وہ دامن کشیدنی ہے
پروانہ مر مٹا ہے جل کر نہ کچھ کہا تو — اے شمع یہ زبان تو ظالم بریدنی ہے
حسرت سے عاشقی کی ہے ہر یمین گیا کہیں — دندان نہیں ہین منہ مین وہ لب گزیدنی ہے

ہر راست میر صاحب کس کس کا حیف کریئے
سر ہی فگندنی ہے قد ہی خمیدنی ہے

حال رہا ہو ہم مین کچھ تو حال کسو سے کہا جاوے — آن رہی ہے جان بدن مین کل تک کیونکر رہا جاوے
اسکی گلی وہ ظلم کدہ ہے آنکلے جو کوئی وہان — گر زرہ عشق آلودہ تو لوہو مین نہا جاوے

آنسوئی خونناب فشانی دیکھیں میر کہان تک یہ
زرد ہمارے رخساروں پر ہر دم خون بہا جاوے

عشق چہپا کر پچتایا ہم سوکھہ گئے رنجور ہوئے — یعنی آنسو پی پی گئے سو زخم جگر ناسور ہوئے
ہم جو گئے سر مست محبت وسل باش گرچہ ہے — کہائین کہڑی تلوارین اسکی زخمی نشہ مین چور ہوئے
کوئی یہ سکو جانی تہا ہم ایسے تہی گمنام آگے — بس عشق سے رسوا ہو کر شہر و فہو مشہور ہوئے

٣٦٧

ہوتی نہیں تسکین دل گلستان کے بھی

قطعہ

جہانگا ہمین اے زمین آسمان کے بہی

روز وداع لگا چھاتی سے وہ جو خوش پرکار گیا
گور بغیر آرا نکھہ وسکو دنیا مین پہر کوئی نہین
ضعف دماغی جسکو ہووے عشق کے رنج و محنت سے
شور جرس شبگیر کا غافل طیاری کا تکیہ ہے
بال نہین عاشق کے بدن پر ہر بن سے مو نکلا ہے

دل ٹرہا ہے جان کبھی ہے سینہ سارا جلتا ہے
عشق کا مارا آوارہ جو گھر سے اپنے نکلتا ہے
جی بھی سنبھلتا ہے پر بعد از دیر سنبھلتا ہے
یعنی آنکھہ نہ لگنے پاوے قافلہ صبح کو چلتا ہے
بل کر اسکو جلا ہی گیا ہوا یسی جلتا بلتا ہے

میر ستم کشتہ کی سماجت ہے مشہور زمانے کی
جان دیئے بن آگے سے اسکے کب وہ ظالم ٹلتا ہے

جب سے ستارہ صبح کا نکلا تب سے انسو جھمکا ہے
آمد و رفت دم کی اوپر پہنچی بنا ہے زیست کہی
کہہ صوفی چل ہینیائی مین لطف نہین اب مسجد مین
کیا امید رہائی رکھے ہمسا رفتہ وارفتہ

دل ٹرپا اس ہجر و بن گرکو ہمارے دہمکا ہے
دم سو ہوا آوے نہ آوے کسکو بہروسا دم کا ہے
ابر ہے باران بادہ ہے برگ رنگ بدن میں جھمکا ہے
دل اپنا تو زنجیر مین اس زلف خم در خم کا ہے

دل کی نہین بیماری ایسی جس مین ہوا امید بہی
کیا سنبھلے گا میر ستمکش وہ تو مارا غم کا ہے

خواہش دل کی کس سے کہیے محرم تو نا پیدا ہے
ہین متوقع پرسش اسکی ہم جو گرے ہین بستر پر

چپ ہین کچہ کہہ سکتے نہین چھبین ہمارے کیا کیا ہے
رہنا اس بے حالی ہی سے اپنے حق مین اچھا ہے

ہماری جان لبوں پر ہے سوئی گوش گئی
کہ اسکے آنے کی سن گن کچھ اب بھی ہاں پاوے

بہار ہوئی ہیں میر انکی طائر آزاد
نسیم کیا ہے دو گلبرگ اگر اڈا ہر لاوے

میں اسکی جدائی میں تصدیع بہت پائی
درویشی کم و بیابانی بے صبری و تنہائی

اس رفتہ کی جان بخشی تک تو ہوئی اوسکے
رکھتے ہی قدم مجھ میں پھر جان گئی آئی

تھا صبر و سکون جب تک ہنستا تھا مجھے بخش سا
بیتابی دل سر پر ایک اور بلا لائی

اس میر کے جراحت پر کل داور محشر بھی
ڈرتا ہوں کہیں دیکھا کیا تیغ و ستم کھائی

اے میر کسو در میں ہیں جبتک نہ نصیبہ ہو
کر شکر بلا ہے جو اس در کی جبیں سائی

کیا کیا ہم رنج اٹھائے کیا کیا ہم ہی شکیبا تھے
دو دن جوں توں جیتے رہے سو مرنے ہی کے ایما تھے

عشق کیا سو باتیں بنائیں یعنی شعر شعار ہوا
باتیں ہے جو مشہور ہیں تو شہر میں رسوائے

کیا کیا پڑی کو سہیں رکھتے کیا سر بیچ منہوتا تھا
لطف نہیں اب کیا کیجے کچھ آگے ہم بھی کیا کیا تھے

انکی وصال قرار دیا ہے ہجر ہی کی سی حالت سے
ایک سمے میں ان بن ہی تھا تو بھی ہم دو یکجا تھے

کیا ہوتا ہے جو پاس اے میر دکھ ہوا آجاتے
عاشق تھے درویش تھے آخر بیکس بھی تھے تنہا تھے

عالم ہیئت مجموعی سے ایک عجب مرقع ہے
ہر صفحہ میں ورق ہیں اسکو دیکھے تو عالم دیکھے

دیکھے رہیے خرام ناز اوسکا / پر کسو پاس گر رہا بھی جاے

درد دل طول سے کہے عاشق / رو برو اسکے جو کہا بھی جاے

حیرت گل سے آبجو ٹھہرا کا / یہی بہتیرا ہے بہا بھی جاے

کیا کوئی اوس گلی مین آوے میر / آدمی تو ہو وہین تنہا بھی جاے

اب ترک کر لباس توکل ہی کر رہے / جیسے کلاہ سر پہ رکھی دربدر رہے

اس دشت سے غبار ہمارا نہ ٹک اٹھا / ہم خانماں خراب نہ جانا کدھر رہے

آنے سے اس طرف کے تری مین نے غش کیا / شکوہ بھی اوس سے کیجیے جو بے خبر رہے

دونون طرف سے دیدہ درائی نہین ہے خوب / اس جاہ کا ہے لطف جو آپس مین ڈر رہے

جبتک کہ خون دل مین جگر مین مزہ ہون ہم / نہ کچھ بھی جو نہ ہووے تو کیا چشم تر رہے

رہنا گلی مین اوسکی نہ جیتے جی ہو سکا / ناچار ہو کے وان جو گئے اب سو مر رہے

عاشق خراب حال تری رہ مین گر پڑے / جون لشکر شکستہ پریشان اتر رہے

عیب آدمی کا ہے جو رہا اس دیار مین / مطلق جہان نہ میر رواج ہنر رہے

میر اب چلو چمن مین کھلے غنچے رک گئے / شاخون سمیت پھول نہالونکے جھک گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان نجم

دل رفتہ جمال ہے اوس ذو الجلال کا
مستجمع جمیع صفات و کمال کا

ادراک کو ہے ذات مقدس مین دخل کیا
اودہر نہین گذار گمان و خیال کا

حیرت سے عارفون کو نہین راہ معرفت
محال ورکچہ ہے بیان اونہونگی حال قال کا

ہے قسمت زمین و فلک سے غرض نمود
جلوہ وگرنہ سب مین ہے اوسکی جمال کا

مرنے کا بھی خیال رہے میر اگر تجھے
ہے اشتیاق جان جہانکی وصال کا

ہے حرف خامہ دل زدہ حسن قبول کا
یعنی خیال سر مین ہے نعت رسول کا

سخن مشتاق ہے عالم ہمارا
غنیمت ہے جہان مین دم ہمارا

سینے تدارک کچھ ہوتا تو نفع بھی ہوتا سو تو میر
کام ہے آخر عشق مین اسکی بیمارون پر جانونگا

اگر ہنستا اسے سیر چمن مین ابکی پاؤن گا
تو بلبل آشیان تیرا ہی مین پھونسی جہاؤنگا

مجھے گل اسکی آگی خوش نہین آتا کچھ اسیر بھی
جو تو آزردہ ہوتی ہے گلستان مین نہ آؤنگا

بشارت ای صبا دیجو اسیران قفس کو بھی
تسلی کو تمہاری سر پہ رکھ دو پھول لاؤنگا

دماغ ناز برداری نہین ہے کم دماغی سے
کہانتک ہر گھڑی روٹھی کو پھیرون مناؤنگا

خشونت بدسلوکی خشمگینی کس لیے آسی
نہ منہ کو پھیرو پھیریان نہ آؤنگا جاؤنگا

ابھی ہون منتظر جاتی ہے چشم شوق ہر جانب
بلند اس تیغ کو ہونی تو در سر بھی جھکاؤنگا

بلا مین پر سر ہون کاش افتادہ رہون یونہین
اوٹھا کر خاک سے تو میر ہنگامہ اٹھاؤنگا

رسوائی شہر ہے یہان حرف و سخن ہمارا
کیا خاک مین ملا ہے افسوس فن ہمارا

دل خون ہو گیا تھا غم لکھتے سوری ہے
شنگرف کی قلم سا پر خون دہن ہمارا

ظل ریاض مین شب مہتاب کے نہین گل
انگارون سی بھرا ہے اس بن چمن ہمارا

میدان عشق مین تو قیمہ بدن ہوا ہے
تہ کر کی خاک ہی مین رکھدین کفن ہمارا

میر اسکی آنکھین دیکھین ہمنے سفر کو جاتے
عین بلا ہوا ہے سواب وطن ہمارا

میر جوانے منہ کو ادہر کر ہمسے کوئی بات کہی
لطف کیا احسان کیا انعام کیا اکرام کیا

عشق ہو حیوان کا یا انس ہو انسان کا
لاگ جیکی جس سی ہو دشمن ہی اپنی جان کا

عاشق و معشوق کی مین طرفہ صحبت میر کی
ایک جی مار ی ہی مرہون ایک ہی احسان کا

مین خرد گم عشق مین اس لڑکی کی آخر ہوا
یہ ثمر لایا نہ دیکھا چاہنا نادان کا

مرنا اسکی عشق مین خالی نہین ہی حسن سے
رشک کی قابل ہی جو کشتہ ہوا اس میدان کا

گر پڑینگی ٹوٹ کر اکثر ستارے چرخ سے
ہل گیا جو صبح کو گوہر کسیکے کان کا

ہر ورق ہر صفحے مین اک شعر شور انگیز ہے
عرصۂ محشر کا عرصہ میرے بہی دیوان کا

کیا ملا دی آنکھہ نرگس اسکی چشم سرخ سی
زرد اس غمدیدہ کو آزار ہے یرقان کا

بات کرتی جا ہے منہ تک مخاطب کی جہلک
اس کا لعل لب نہین محتاج رنگ پان کا

کیا کہون سارا زمانہ کشتہ و مردہ ہے میر
اسکے اک انداز کا اک ناز کا اک آن کا

عشق ہمارے خیال پڑا ہی خواب گئی آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہی صبح گیا یا شام گیا

عشق گیا سر دین گیا ایمان گیا اسلام گیا
دل نے ایسا کام کیا کچہ جس سی مین ناکام گیا

کسکس اپنی کلکو رووے ہجران مین بیکل اسکا
خواب گئی ہی تاب گئی ہی چین گیا آرام گیا

کیسا کیا جگر خون آزار کیسے کہینچے
آسان نہیں ہوا دل اندوہگین ہمارا

حرف و سخن تہے سلنے یاد استان چین
مذکور بہی نہیں ہے یا ابکہین ہمارا

کیا رائگان تہون کو دیکہ ہوئے ہین کافر
ارشد پدر جواب تہا یہ کہنہ دین ہمارا

لخت جگر بہی اپنا یاقوت ناب سا ہے
قطرہ سرشک کا ہے در ثمین ہمارا

کیا خاک مین ملایا ہمکو سپہر دون نے
ڈہونڈہا نشان تربت پاتی نہیں ہمارا

حالت ہے نزع کی یان رک جاتی ہین ہم
آنکھون مین منتظر ہے دم واپسین ہمارا

اک عمر مہرورزی جنکے سبب سے کی تہی
پاتے ہین میر انکو سرگرم کین ہمارا

آج ہمارا دل ترپے ہے کوئی ادہر سے آویگا
یا کہ نوشتہ ان ہاتہون کا قاصد ہم تک لاویگا

ہم نہین لکہتے اسلیئے اسکو شوخ بہت ہے وہ لڑکا
خط کا کاغذ بادی لیگا باؤ کا رخ بتلاویگا

رنج بہت کہینچے تہے ہمنے طاقت جسکی تمام ہوئی
اپنی گلی سے پاویگی یہ وہ بہت پچتاویگا

آندہی سے ہم چاہ مین آئے گو ای ناصح پہر ڈوبین
سوجہتا ہے کچہ کر آوینگے کیا تو ہمکو سمجہاویگا

عاشق ہو وہی بہلی ربط چہپا سکنا بہی
یعنے حال سنیگا وہ بہی اک گہڑی تسکین لگاویگا

عاشق کی دلجوئی کی بہی آہ و رسم سے واقف نہ
ہو جو ایسا گم شدہ اپنا اسکو نہ تو پہر پاویگا

آنکہین موندی ہے دلبر نے سو کر جین بہتر ہے
جیتے مت کہنا ایک انہون کا سو فتنے جگاویگا

ایسا پلید آلودہ دنیا خلق ہوئی ہوا ہوگا
شیخ شہر ہوا ہے کہتے ہین شہر عدا پاک کیا

قدرت حق مین کیا قدرت ہو دخل کسو کے فضول کرے
اسکو کیا پکالہ آتش محبکو خس و خاشاک کیا

آہ ہی تہی رخنی جہانی مین ہلنا الکا یہ سہل نہ تہا
دو دو ہاتہ ترپہ کر دل نے سینہ عاشق چاک کیا

خوگر ہو نا خرن و بکا سے میر ہمارا یونہین نہین
برسون روتے کڑہتے رہے ہم تب دلکو غمناک کیا

بعد ہمارے اس فن کا جو کوئی ماہر ہووے گا
درد انگین انداز کی باتین اکثر پڑہتا ہووے گا

چشم تماشا وا ہووے تو دیکہا بہا غنیمت ہے
مت موندے آنکہونکو غافل سیر تلک یہ ہووے گا

حسبت وجو بہی اسکی کرتی جسکا نشان کچہ پیدا ہو
پاؤ اسکا میر یہ مشکل جی تو یونہین کہووے گا

رہ گئے تہا ناتہ مین سر رشتہ بہت سینے کا
رہ گیا دیکہ رفو چاک مری سینے کا

اے طپش لوہو پیے میرا جو تو جہوتا ہے
کس سے یہ قاعدہ سیکہا ہے لہو پینے کا

میر کی نبض پہ رکہ ہاتہ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

عید آئندہ تک رہیگا گلا
ہو گئی عید تو گلے نہ ملا

ڈوبے لوہو مین جکتیے سر خار
حیف کوئی بہی آبلہ نہ چہلا

مطلب کا سررشتہ کم ہے کوشش کے کوتاہی نہین	جو طالب اس راہ میں آیا خاک ہے مانگی جہان گیا
خاک سے آدم کر دکھلایا یہ منت کیا تھوڑی ہے	اب سر خاک ہے ہو جاوے تو سر کیا احسان کیا
ترک بچے سے عشق کیا تھا یہ تجھکو کیا کیا مین نے	ریختہ رفتہ ہندوستان سے شعرا ایران گیا

کیونکہ جب ہو دلکو اسے میر مقام حیرت ہے
چارون اور نہین ہے کوئی یان وان عین نہین سیان گیا

دل تڑپے ہے جان کھپے ہے حال جگر کا کیا ہوگا	مجنون مجنون لوگ کہین ہین مجنون کیا ہم سا ہوگا
دیدۂ تر کو سمجھ کر اپنا ہمنے کیا کیا حفاظت کی	آہ بخار نار ونے کو یہ چشمہ دریا ہو گا
کیا جانین آشفتہ دلان کچھ اس سے ہمکو بحث نہین	وہ جانیگا حال ہمارا جسکا دل بیجا ہو گا
پاؤن حنائی اسکے لئے آنکھون سے اپنے ہمنے رگڑے	یہ دیکھا رنگ کفک پہنا کے یہ پیا ہو گا
جا لگے ہے پتہ جاتی ہین دیکھو ویسے ہی کر دی ہین	انکو غرور ناز نہ ہوگا جنکو کچھ آتا ہو گا
روتے ہی لاہی چکی ہین ہم سے قطع امید کرو	روگ لگا ہے عشق کا جسکو وہ اب کیا اچھا ہو گا

دل کی لاگ کہین ہو ہو تو میر چھپائے اسکو رکھ
یعنے عشق ہوا ظاہر تو لوگون مین رسوا ہو گا

جا ذیہ میر اتنا کامل ہو بعد کئی وہ گھر آیا	شکر خدا کا کر دی کہاں تک عہد فراق بسر آیا
بجلی سا وہ چمک گیا آنکھون سے ہم بن ذی لگیں	ابر غلط بختنگے سی سن جی بھی نہ دل بھر آیا

۳۷۷

دل رہے وصل جو مدام رہے
مل گئے اوس سے گاہ گاہ تو کیا

ایک اللہ کا بہت ہے نام
جمع باطل ہون تو سو آلہ تو کیا

میر گیا ہے فقیر مستغنی
آوے اوس پاس بادشاہ تو کیا

بتیاں ہونگے بور سے مین جب سمر گیا
ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا

ای آہ سرد عرصۂ محشر مین یخ جما
جلتا ہون مین سنون کہ جہنم ٹھہر گیا

مفلس سو مر گیا نہ ہوا وصل یار کا
ہجران مین اسکے جی بہی گیا اور زر گیا

تیرے ہی رہگذر مین جی جا رہا ہی شوخ
سنیو کہ میر آج ہے کل مین گذر گیا

دل گیا مفت اور دکھہ پایا
ہو کے عاشق بہت مین پچھتایا

مر گئے پر بہی سنگسار کیا
نخل ماتم مرا یہہ پہل لایا

صحن مین میرے اے گل مہتاب
کیون شگوفہ لے کہلنے کا آیا

یہہ شب ہجر ہے کہ رہی نہ رہے
ہو سفیدی کا جس جگہہ سایا

جیسے بیخود ہوا ہے اسکو دیکھہ
آپ مین میر پہر نہین آیا

بیدلی ہین ہے میر غوش او سی سے
دل کے جانیکا حیف غم نہوا

کل تلک وا غنچہ سی خونکی دامن ہین پاک تھا
آج تو کشتہ کوئی کیا زینت فتراک تھا

کیا جنون کو روؤن دستی سے اسکے گل مطر
اے گریبان ہے نہ دامن تک اکیہی چاک تھا

رو جو آئی رونیکہ مژگان ٹہری ایک پل
... ہی ور کی گویا خس و خاشاک تھا

ایک شمع شعلہ خو کی لاگے ہین جل بجہا
جب تلک پہنچے کوئی پروانہ عاشق خاک تھا

بادشاہ وقت تہا مین تخت تہا میرا دماغ
جیکے چار دل وراک جوش گل تر پاک تھا

ڈہال تلوار اس جوان کے ساتہ اب ستی نہین
وہ جفا آئین سنا ہین لڑکا ہی بیباک تھا

تنگ پوشی تنگ رزمی اسکی ہمین کہپ گئی
کیا ہی وہ محبوب خوش قطع ترکیب خوش پوشاک تھا

بات ہے جی مارنا بازیچہ قتل عام ہے
اتنو ہے صد چند اگر دہ چند وہ سفاک تھا

غنچہ دل وا ہوا نہ باغون باغون مین پہرا
اب ہے ہی ویسا ہی جیسا پیشتر غمناک تھا

درک کیا اس دور سے گہہ ہین میر عقل و فہم کو
کسکے تئین ان صورتون مین معنی کا ادراک تھا

عہد اس سیمتن سے کیسا سونا
کہ مٹی کو ترسے گا اب ہے بچھونا

بہت سے جستجو اسکے نپایا
ہمین در پیش ہے اب جی کا کہونا

بیدل ہوئی یہ کرتے تدارک جو رہتا ہوش
ہم آپ ہی مین آئی نہین جب سے دل گیا

دیکھا نہین پہاڑ گران سنگ یا سبک
زور رون چڑہاتا تھا عشق میری دل گیا

شبنم کی سی مجھکو تہا مین عرق عرق
یعنی کہ ہستی ننگ عدم تہے خجل گیا

غم کنشتے ملا نہین جا گہہ سے کیا کرون
دل جا لگا پہ جو دم بدم اور دہر ہی مل گیا

صورت نہ دیکھی ویسی کشادہ جبین کہین
مین میر اس تلاش مین چین و چگل گیا

ایک نہ خواہش ہے آئی تا جیکا غبار نکل جاتا
کاشکے آہو چشم اپنا انکھونکو پاون سے مل جاتا

آتش دلکی لپٹونکا ہے بار دیکھ عالم ہے جدا
لا یہ کوئی کہتا سر تو سارا عالم جل جاتا

نعرہ کرنا عاشق کا ہے سات ایک ہیبت کی یعنی
سن آواز اس شیر نرکی سیل بلا سے دل جاتا

اہل زمین تو کیا ہین انکا سہل تہا سے لیجاتا
چرخ نہ ہوتا وہ جو چہلاعا خیل ملک کو چہل جاتا

کشتے زبردستونکی اسی پاک ہوئی تو کیا عجب
رستم سامنے ہو جاتا تو راہ بچا کر ٹل جاتا

غم سے ہو کر زرد سا صورت ہے غنچہ انکی ہے
آن نکلتی سو کہین تو رنگ ہوا کا بدل جاتا

ڈہاتے ڈہلتی ضعف سے آئی میر سو نے منہ پہیرا
یا قوتی سے بوسۂ لب کی جی شاید کہ سنبہل جاتا

کیا کیا عشق مین رنج اٹھا تا دل اپنا سبحان ہوا
کیسے سے کتے تہے خفگی سے آخر کار جنون ہوا

کب سرمہ کرتی ہے صدا چپکے ہو دل مین	بلبل سے کوئی سیکھے لی انداز سخن کا
کب شست نمک سے ہوئی تسکین جراحت	لب جیش ہے بکسار مرے زخم کہن کا

یہ چاک گریبان کہ دامن کی ہو زہ تک
قربان کیا میر اسے چاک کفن کا +

یہ تو ہے اجڑی ہوئی بستی عاشق کا تو کہیے گا	پاس ہمارا اگو نکر و تم پاس یہاں سے رہیگا

ردیف بای

کب ہے صحبت گرمی سے کیونکر کوئی ہمدم ہے	ناز و نیاز کا جھگڑا ایسا کسکے گئی لیجاوے اب
سوتے آوے ہے مین پر پکڑی گل رکھی ہے	کسکو دماغ رہا ہے اسکی صبح نوازش اٹھاوے اب
تیغ بلند ہوئی ہے اسکی شست ہوئی زخم رسا	سر و اگر ہے صید حرم تو کوئی جراحت کھاوے اب
داغ سر سینے کی میر جسے حسرت آگین چشم ہے	دیکھین کیا کیا عشق ستم کش ہم لوگونکو دکھاوے اب
دم دو دم گھبراہٹ ہو تو ہو سکتا تدارک ہی	جیسے چال ہے پیدا ہے انہین گھڑی مین جاوے اب
جلکے چراغ ہی گل ہین لیکن دل کی تسلی ہوتی نہین	کاشکے وو گلبرگ ادھر سے باد اوڑا کر لاوے اب

اسکی کفک کی پامالی مین دل جو گیا تھا شاید میر
یار ادھر ہو پاؤں تک تو وہ رفتہ ہاتھہ آوے اب

دل خون ہوا تھا یکسر پانی ہو اجگر سب	خون بستہ بنیان تھین پلکین اب ہین تر

پاؤن چھو سر رکھنے کی مجھکو رخصت دیتی میر نے
کیا لوہو ہو سر پر میرے منت ہے اب

سا کے جتنی نظر آتی ہین دیکھو تو عیار ہین سب
زردہ و زار و زبون جو ہم ہین ہائے بیمار ہین سب

بلبل سی بلکے عاشق ہون نقش بس خوش ہین اور ہین
تہ پائی نہین جاتی انکی دریا سے تہ دار ہین سب

ایک پریشان طرفہ جماعت دیکھی ہے دیوانونکی
جینے کی خواہان نہین ہین مرنیکو طیار ہین سب

کیا کیا خواہش ہیکس نے مشتاق یار سے گئے ہین
لیکن یکبہ کی رہجاتی ہین جیکے سینہ چار ہین سب

عشق جنونکا پیشہ ہووے سیکڑون ہون تو ایک ہی ہین
کوہکن و مجنون و وامق میر ہمارے یار ہین سب +

کاوش سے ان پلکونکی رہتی ہے خلش سی جگر مین
سیر ہی نظر جو اسکی نہین ہے پاس انکے نظر مین اب

موسم گل کا شاید آیا داغ جنونکی تازہ ہوے
دل کھنچتا ہے جانب صحرا جی نہین لگتا گھر مین اب

نقش نہین پانی مین ابھرتا یہ تو کوئی اچھنبا ہے
صورت خواب سبکی ہے پھر اکثر چشم تر مین اب

ایک جگہہ پر جیسے ہنوز ہین لیکن جگر پر رہتا ہے
یعنی وطن رہا ہے اسمین جا بطرف ہین سفر مین اب

حسرت نو ملنے کی آیا میر تمہارا خون پیا
تیغ و تبر اس ترک بچے ظالم کی نہین ہے کمر مین اب

ردیف تای فوقانی

باہم ہوئی ہے ترک ملاقات کیا سبب
اب کم بہت ہے ہم پہ عنایات کیا سبب

رات سے شہرت اس بستی میں میر اٹھہ جانیکی ہے
جنگل میں جو جلد بسا جا شاید تھا بیمار بہت

باد صبا نے اہل چمن میں کس چہرے کی چلائی بات
وہ تلک قاصد کے جیسے کچھ کہتا میں جاتا تھا
آگ ہوا آتی ہے میرے لال آنکھیں کر کہو رہا
لعل کو نسبت ان ہونٹوں سے بنیا سب کا تصنع تھا

اس لب و لہجے پر بلبل کو اسکی آگہ نہ آئی بات
شوق ستم کش ظالم نے کیا رفتہ رفتہ بڑہائی بات
کیا جانو سرگوشی میں کیا غیر نے اس سے لگائی بات
کچھ بن آئی جب کسو سے تب ایک بنائی بات

غیر سے کچھ کہتا تھا سو سامنے سے میر آیا میں
پھیر لیا منہ میری طرف سے یعنی مجھسے چھپائی بات

زرد ہیں پھر سو کیے نہیں بیمار بہت
نالہ و زاری عاشق کی گیا ابر بہار طرف ہوگا
برسوں سے ہم لوگ نشستی آنا ہے انکی ہمیں ملتی
ارض و سما کی پستی بلندی تھا ہمکو برابر ہے
سو غیروں میں سو عاشق تو ایک ایسی سجے شیر مار من
کم ہے ہمیں امید ہے سو اتنی تراری پہ اسکے
میر نہ ایسا ہو وے کہیں پہ کبھی پڑے مارے

عشق کی گرمی لاکو پہنچی کہتی ہیں آزار بہت
دل ہے نالاں حد سے زیادہ آنکھیں ہیں خونبار بہت
برسوں تک آپس میں باہم اپنے جنہوں کی پیار بہت
اپنے نشیب و فراز جو دیکھے طبع ہے سو ہموار بہت
اس مستی میں آنکھیں اسکی رہتی ہیں ہشیار بہت
پچھلے دنوں دیکھا تھا ہمنے عاشق تھے بیمار بہت
ڈر لگتا ہے اس سے ہمکو بھی ظالم ہے خونخوار بہت

رہا تھا نہ یہ دیوار اسکی مین سا مین جا کر
گری اس منہہ مین سر پر نہ وہ دیوار یا قسمت

ہوی ہم تشنہ لب پیدا کو جا ان آنکہہ گریاں تہی
نصیب آپ ہے سو کی شبنم دریا بار یا قسمت

در مسجد یہ ہو کر بینوا بیٹھے ہین یا ہادی
ہمین تھی ورنہ میخانے مین تکیہ دار یا قسمت

نصیبون مین ہے جنکی عیش وہ بہی میر جیتے ہین
جیے ہین ہم بہی ہو مرنیکو تیے تیار یا قسمت

ردیف ثای مثلثہ

دلکو اس بھیر سی ہمنے لگایا ہے عبث
مہر کی رکہہ کر توقع جی کہپایا ہے عبث

دیکہکر اسکو کہڑی سو بیہم عاشق ہوے
بیٹہے بیٹہے ناگہان یہ رنج اوٹھایا ہے عبث

اپنی تو نگبڑی ہے کوئی کام کی صورت نہین
اُنکی لطفی سی منہ اچہا بنایا ہے عبث

جبکے باز وہ جو نو خط آتا تو بابت بہی تہے
لطف کر مردی یہ عاشق کی آیا ہے عبث

تب تجے خانہ باغسے اپنے نیو چہی بات بہی
کیا ہو تربت پر مری اب پہول لایا ہے عبث

رات دن سنتا ہے نالی یون نہین کہتا کبہو
میر دل آزردہ کو کسنے ستایا ہے عبث

ردیف جیم

کشتہ نازہ مقتل یہ کشندی تیر ہوے گذرا آج
زرہ دامن کے بہرے، لہو کسکو تونے مارا آج

رنگ یہ ہے دیدۂ گریان سے آج — لہو ٹپکتا ہے گریبان سے آج

سر بفلک ہونے کو ہے کسکی خاک — گرد یک اٹہتی ہے بیابان سے آج

کہون سو کیا کہون نے صبر و قرار آہ — جو اس چمن مین یہ اک طرفہ انتشار ہے آج

سر اپنا عشق مین ہے یون ہی پھرا تہا — پر اسکو کیا کہین ور ونکا اعتبار ہے آج

گیا ہے جانب و ادی سوار ہوکے یار — غبار گرد پہر ہے بہت شکار ہے آج

جہان کے لوگو مین جسکے تہی کل عزت — اُسے عزیز کو دیکہا ذلیل و خوار ہے آج

سحر سواد مین چل زور ہو کے ہی سرسون — ہوا ہے عشق ہی کل زندگیا بہار ہے آج

سوا ہے اوسکی ہی سرگرم گشت دشت مگر — کہ خیرہ تیرہ نمودار یک غبار ہے آج

سپہر چہر یون مین کل تک یہی تہا لکہ — عجب ہے سبکا اسی سفلی پہ مدار ہے آج

نجار دل کا نکالا تہا درد دل کہہ کر — سو درد سر ہے بدن گرم ہی بخار ہے آج

کسو کے آنے سے کیا اب کہ غش ہے کل دلسے
ہمین تو اپنا ہی اے میر انتظار ہی آج

ردیف جیم فارسے

آج ہمین ہر جالی سی ہے حال ہمین جہانکی ہیچ — کیا عاشق ہونیکا نتیجہ یہ ہوتا ہے جہانکی ہیچ

پایہ اسکی شہادت کا ہی عرش عظیم سی بالا تر — جو مظلوم عشق ہوا ہے بہ نکر تک سید انکی ہیچ

چشمک غمزہ عشوہ گرشمہ آن انداز و ناز و ادا
حسن سوا احسن ظاہر میر بہت ہین یار کے بیچ

اے بوی گل سمجھ کے مہکیو پونکی بیچ
زخمی پڑے ہین مرغ ہزار اس چمن کے بیچ

یہہ بھی کیا مین اندر ہی اندر گداز ہو
وہ ہو کہا ہی جون حباب اس کے پیرہن کے بیچ

ردیف حای حطی

گھر سے لئے نکلتا ہے تلوار کسطرح
اب تو نئی سج بنائی ہے خونخوار کسطرح

جی بچنے کی طرح نظر آتی نہین کوئی
کرتا ہے میرے خون اوپر اصرار کسطرح

چہرہ تو اوسنے اپنا بنایا ہی خوب لیک
بگڑا پھرے ہے اب خط رخسار کسطرح

کسطرح جای بگڑ پڑنی بال سکی چشم مین
کہتا ہی بیٹھا متصل اب یار کسطرح

تو ہو مین ڈوبے دیکھیو دامان و جیب میر
پھرا ہے آج دیدۂ خونبار کسطرح

وہ تو بادہ گلشن خوبی سے رکھی ہی بہار طرح
شاخ گل سا جائی ہو لہکا اس پہ ڈالی طرح

مونڈھے سے چلے ہین جو بہی جیسے کہ مہر بیچے بند کے
اس دیا شنے پہنا کی سینہ پر ہی اس کی طرح

جبہہ نوچا منہہ نوچا سب سینہ نوچا ناخن سے
میر سنے کی ہی غم غصے مین اپنے پہ چالی طرح

۳۸۵

کیا کام اوسکو یانکی نشیب و فراز سے | رکہتا ہی پانون یکبہ کی ہموار رہ رو مند
اس کاروان سرائی کی ہین لوگ رفتنی | حسرت ہے انکا کرتی ہین نظارہ رہ رو مند

سو بار ہو صلے سے اگر رنج کش ہو میر
پہر فرط غم سے مر ہی گیا یارہ دردمند

ہے عشق کا فسانہ میرا زبان زد | ہر شہر مین ہوئی ہے یہ داستان زبان زد
حسرت ہے حسن گل کی چپکا ہوا ہون ورنہ | طیران باغ مین ہون خوش زبان زبان زد
مذکور عاشقی کا ہر چار سو ہے باہم | یعنی نہین کہانی میری کہان زبان زد
فرہاد و قیس و وامق ہر یک سے پوچہہ لو تم | شہرو ن مین عشق کی ہون مین ناتوان زبان زد

کیا جانی میر کسکی غم سے ہے چپ وگرنہ
حرف و سخن مین کیا ہی تہا ہوا زبان زد

کیا کہیئے ہوئی مملکت ہستی مین وارد | بے یار و دیار تہو ہین اس بستی مین وارد
کچہہ ہوش نہ تہا منبر و محراب کا ہمکو | صد شکر کہ مسجد مین ہوئے مستی مین وارد

ایضا

کچہہ تم بہی تاؤ ہمکو دل اپنا ہے درد آلود | خاک اڑاتی کہان تک پہرو نہ ہو سینہ بہ گرد آلود

ردیف رای مہملہ

بھری تھی مگر آگ دلمین عدو مین — ہوئی اشک شورش سے اوسکی شرر پر

گیا لی جو اوس آنسوونکے تئین مین — سراسر ہین اب داغ سطح جگر پر

سرِ عجز ہر شام تھا خاک پر سے — تہ دل سے تھے کیسے ہے آہ سحر پر

پلک اوٹھے آثار اچھے نہ دیکھے — پڑی آنکھ ہرگز نہ روے اثر پر

طرف شاخ گل کے لچک سے نہ دیکھا — نظر میر کی تھے کسو کے کمر پر

غزل در غزل صاحبو یہ بھی دیکھو
نہین عیب کرنا نظر یک ہنر پر

بھروسا اسیرے مین تھا بال و پر پر — سو پروا ہو سکے نہ قفس کے بھی در پر

سواران شایستہ کشتے ہین تیرے — نہ تیغ ستم کر علم ہر نفر پر

کھلا پیش زندان نہ اوسکا گریبان — کنھون نے بھی تھوکا نہ سلک گہر پر

جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظر سے — کسو شوخ پرکار رعنا پسر پر

نہ محشر میں چونکا مر اخون خفتہ — رہی تھا یہ خوابیدہ اس شور و شر پر

کیے زخم کھا کر تہ پیتا رہا دل — تسلی تھی موقوف زخم دگر پر

سنا تھا اوسی پاس لیکن نہ پایا — چلے دور تک ہم سگ اس خبر پر

سرِ شب کہے تھا بہانہ طلب وہ — گھر سے ایک رات آئی ہوگی پہر پر

گل کہانی دیکہ بلبل نے شور قیامت کا کیا
دیکہ چمن میں اس بن سیر جیکے جی ہلانے پر

سینے کہ لیتا تہا تلوار چلانی ہم پر وے
یہ سمجہ گئی خونریزی میں آپ اوسکی پہر شرمانے پر

لگانی مار غم پر مین نے صبر کیا خاموش رہا
رحم نہ آیا ٹک ظالم کو اس میر کے غم کہانے پر

نادیدہ مین نام خدا کی ایسے جیسے قحط زدہ کا
دوڑ گئی مین کیا آنکہیں اپنی سجی کے دانے پر

حال پریشان سن مجنون کا کیا جلتا ہے جی اپنا
عاشق ہم بہی میر رہے ہیں اوس ہی کے دیوانے پر

روز وعدہ رہ سکیں گے ہم بن شراب کیونکر
گذریگا اتقا میں عہد شباب کیونکر

تہوڑی سی پانی میں بہی چپل نکلی پہرتا
بے تہ ہے سر نہ کہینچے یک دم حباب کیونکر

چشمے بہرے اب تک ہیں یادگار اوسکے
وہ سوکہہ سب گئے ہے چشموں میں آب کیونکر

دل کے طرف کا پہلو سب متصل جلے ہے
مخمل ہو فرش کیوں آوے گی خواب کیونکر

اول سحور کہانا آخر صبوحی کرنا
آوے نہ اس عمل سے شرم و حجاب کیونکر

اجڑی نگر کو دل کے دیکہیں تو ہوں کہیں ہم
اب پہر بسے گی ایسی بستی خراب کیونکر

جرم و ذنوب تو ہیں بے حد و حصر یارب
روز حساب لیں گے مجہسے حساب کیونکر

پیش از سحر اٹہے ہے آج اوسکی منہ کا پردا
نکلے گا اس طرف سے اب آفتاب کیونکر

خط میر آوے جاوے جو نکلے راہ ادہر کی
رستا نہیں ہے قاصد لاوے جواب کیونکر

کیا ہی عشق عالم کش نی کیا ستھرا و لوگونکا
نکل چل شہر سی باہر نظر کر ٹک ہزارون پر

تڑپ کر گرم ٹک چون تو ہو مند ہیں جاتے ہیں
برساں ابر رحمت رو بہت ہم بیقرارون پر

بڑی دولت ہی درویشی جو ہو ہمرہ قناعت کے
کہ عرصہ تنگ ہی حرص و ہوا تا جدارون پر

سیاحت خوب مجھکو یاد ہی پر کی بہی وحشت کے
پہر اپنا پاؤن پہلے دشت کی تیز خارون پر

گئے فرہاد و مجنون ہو کوئی تو بات بھی پوچھیں
لگا ایک کیا بلا آئی ہماری غمگسارون پر

گئے اس تو ان عشق کی آگ سے پیارے مخل
سیکڑوں ہی مری ای میر بہاری ہی ہزارون پر

ایک آدہ دن نکل مست آ ابرا و دہر سی ہوکر
بیٹھا ہو نہیں بہی ٹک سارا جہان ڈبوکر

اب کل نہیں ہی تجھکو تو قتل غم کشونکے
کہتے تو تھی کہ ظالم خونریزی سی نہ خوکر

کہتے ہیں راہ پائی زاہد نے اس گلی کی
رونا کہیں نہ آوی ایمان و دین کو کہوکر

ہے نظم کا سلیقہ ہر چند سب کو لیکن
جب جانیں کوئی لاوی یون موتی سی پروکر

کیا خوش زندگی کی دنیا میں شیخ جی نے
تعمیر کرتی ہیں سب اب اونکو مردہ شوکر

گر تیر ہو نہ تمہ ظالم آب حیات ہون اب
کیا ہمکو چیکی بیٹھی ہم جی سی ہاتھ دہوکر

کس کس ادا سے قتل کرتی ہیں قصد دہر کا
جب بید باغ سی تم اٹھ بیٹھتے ہو سوکر

تیر نگہ جگر کی میری مت چشم کم سے دیکھو
کاڑہی ہیں نی جوا ہر دریا کو میں ہوکر

ردیف زای

دل کیا امکان اوسکا کیا سخن میر لیکن
غالب ہی تو سعی مین میدان لا امکان پہ

آیا نہ پہر ادہر وہ مست شراب ہوکر
کیا پہول مرگئی ہین اس بن خراب ہوکر

صید زبون ہین میری یکقطرہ خون نہ نکلا
خنجر تلی رہا مین خجلت سے آب ہوکر

وعدہ وصال کا ہی کہتی ہین حشر کے دن
جانا ہوا و لیکن وان سی شتاب ہوکر

دارو بہی نہ ساتہ آ غیر سے نکی بیشتر یان
غیرت سی رہ گئی ہین عاشق کباب ہوکر

یکقطرہ آب اس بن ہین نی اگر پیا ہے
نکلا ہی میر پانی وہ خون ناب ہوکر

ابر سیہ قبلہ سی اوٹھکر آیا ہی میخانی پر
بادہ کشون کا جہرمٹ ہی کچہ شیشی پر پیمانی پر

رنگ ہوا سی ٹپکی نکلا ہی سبزہ مین گو پہول کہلا
یعنی خیمہ گل کرتا ہی فصل بہار کی آنی پر

شور جنون ہی جو انکی سر مین یا تو نمین زنجیر ہین
سنگ زدن لڑکی پہر تو ہین کیا سود دیوانی پر

بہتا بانہ شمع پہ آیا گر پہرا پہر جل ہی گیا
اپنا جی بہی حد سی زیادہ رات جلا پروانی پر

قدر رہا نہ جو کچہ ہووی تو صرفہ ہی ہم میر کرین
منہ موڑین کیا آنی سی اکی اپنی جان کی جانی پر

راتوں پاس لگ سوئی تنگی ہو کر ہی عجب	ان کو ابی پردہ نہیں ملتی ہیں سے شرماتی ہیں ہنوز
ساتھ کی پڑھنی والی فارغ تحصیل علمی سی ہوئی	جہل سی مکتب کی لڑکو نہیں ہم دل ملاتی ہیں ہنوز

گل صد رنگ چمن میں آب اہ خزان سی بکھری گئی
عشق میں جنون کی بہار عاشق آمیز گل کھلاتی ہیں ہنوز

کب سی قیدی ہیں یہ نالش بسیار ہنوز	دل بہاران چمن کا ہے گرفتار ہنوز
وہ ہر چار رہ اس شہر سے کب کا نکلا	ہر گلی جھانکتے پھرتے ہیں طلبگار ہنوز
بالا بالا ہی بہت عشق میں ہو گئے یار	وہ تہ دل سے کسو کا نہوا یار ہنوز
سال میں ابر بہاری کہیں آکر برسا	لیکن ہو برسات تھا میں دیدہ خونبار ہنوز

ابکی بالیدن گلہا تھا بہت دیکھو تم میر
ہمسر لالہ ہے خار سر دیوار ہنوز

سرکشی ہی تند خوئی عجب ہی زبان دراز	آتش کا ایسا لایحہ کب ہی زبان دراز
پروانہ تیری چرب لسان سی ہوا ہلاک	ہر شمع تو تو کوئی غضب ہی زبان دراز

ردیف سین

یار ہم سے جدا ہوا افسوس	نہ جدا ہو کے پھر ملا افسوس
جب تلک آن کر رہی مجھ پاس	مجھ میں تب تک نہ کچھ رہا افسوس

کیا میر اسیروں کو جو در باغ جدا ہو
ہے رنگ ہوا دیکھنی کو چاک قفس بس

آنکھہ کھلتے گئی بہار افسوس | گل کو دیکھا نہ ہزار افسوس
جسکی خاطر ہوئے کنارہ گزین | نہوئے اوس سے ہمکنار افسوس
نہ معرف نہ آشنا کوئی | ہم ہین اور یار و بے دیار افسوس
بیقراری نے یونہین جی مارا | اوسی نے عہد نے قرار افسوس
خون ہوئی دل ہی مین امید وصال | مر رہے جی کو بار بار افسوس
چارۂ اشتیاق کچھہ نہ ہوا | وہ نہ ہمسے ہوا دوچار افسوس
اک ہی گردش مین اوسکی آنکھون کے | سیر گیا ہمسے روزگار افسوس
گو رہی رہے گذر کچھہ مین | نہوا یار کا گذار افسوس

منتظر ہی ہم اسکے میر گئے
یان تک آیا کبھو نہ یار افسوس

کیا کیا تمنے ہمسے کہا تھا کہ نکیا افسوس ہو | کیا کیا کٹر ہا یا جی ہم یار الو ہو بیا افسوس ہو
نوخیز باغ جہان مین تھا کچھہ یونہین سا آیا لیکن وہ | گل سو ہی گیا آخر کو یہہ پتا سا دیا افسوس ہو
رخصت مین بھی بوس کو سکی جی جاتا تھا سو ان نے | ہاتھہ مین عاشق و دامن کہ دل نہ لیا افسوس ہو

ردیف صاد

[illegible]

ردیف ضاد

[illegible]

ردیف طای

[illegible]

کیسا خود گم ہو کہ پھرے میر ہی بازار مین
ایسا اب پیدا نہین ہنگامہ آرا و فروش

ادہر آتا بھی وہ سوار ای کاش
اوسکا ہو جاتا دل شکار ای کاش

زیر دیوار خانہ باغ اوسکے
ہمکو جا ملتی خانہ دار ای کاش

کب تلک بیقرار رہیے گا
کچہہ تو ملنے کا ہو قرار ای کاش

راہ تکتے تو بہت گئین آنکھین
اوسکا کرتے نہ انتظار ای کاش

اوسکی پامالی سرفرازی ہے
راہ مین ہو مرا مزار ای کاش

پہول گل کچہہ نہ تہے کہلی جب چشم
اور بہی رہتے اک بہار ای کاش

اب وہی میر جی کہپانا ہے
ہمکو ہوتا نہ اس سے پیار ای کاش

غصے مین ناخنون نے مری کی ہے کیا تلاش
تلوار کا سا گہاو ہے برچہی کا ہے خراش

صحبت مین اوسکی کیونکہ رہے مرد آدمی
وہ شوخ شنگ و بیتہ و اوباش بدمعاش

بیرحم تجہکو ایک نظر کرنے تہی ادہر
کشتی کی تیری ٹکڑے ہوئی [illegible] لاش

آباد اجڑا لکہنؤ چغدون سے اب ہوا
مشکل ہے اس خرابے مین آدم کی بود و باش

عمر عزیز پاس ہی مین جاتی ہے چلی
امیدوار اوسکے نہ ہم ہوتے میر کاش

[illegible]

خبث یارون کا کر فسانو نہین	عیب کرنیکو بہی ہنر ہے شرط

لعل پارے ہین میر لخت جگر
دیکھکر خون رو نظر ہے شرط

رکھتا ہی میری دل سے تمہارا غم اختلاط	ہر لمحہ لحظہ آن و زبان ہر دم اختلاط
ہم ویسی ہی رہتی ہین مردم کی شکل کیا	ان صورتون نہین ہوتا نہین باہم اختلاط

شیرین لبان جہان کی نہین چہوٹ جاتے
ہون گو کہ میر صاحب و قبلہ کم اختلاط

ردیف ظای

لطف جوانی کے ساتھ گئے پیری کی کیا ہی کیا محظوظ	کیونکہ جئین یارب حیرت ہی دی مزہ ایسی نامحظوظ
روز ازل سے عیش کہو ہم تو تمہارے دعاگو ہین	یونہین ہمیشہ عشق مین اسکو رکہی ایسا خدا محظوظ

زردی منہ کی اشک کی سرخی درد نہوا تو رنگ پہ ہین
شاید میر بہت رہتے ہوا ہوگی جو محظوظ

ردیف عین

لئے داغ سر پر جو آئی تہی شمع	سحر تک سب آفی ہی کہائی تہی شمع
پتنگے کے حق مین تو بہتر ہوئے	اگر موم کی بہی بنائی تہی شمع

تب کھلے آنکھ میر اپنی جب
جا چکا کاروان دریغ دریغ

ہمکو شہر سے اس ماہ ہے عزم راہ دروغ دروغ — یہ حرکت تو ہم نہ کرینگے خانہ سیاہ دروغ دروغ
الفت کلفت کون کہے ہے چاہ گناہ لکھا کر — ہیں ایسے دیسے وہ کہتے ہیں سے گناہ دروغ دروغ

شیخ کو وہ تو جھوٹھ کہے ہے جھوٹھ کو کیونکر جھوٹھ کہیں
اہل درد جو ہو کوئی تو کہئے آہ دروغ دروغ

عشق کے مارے غمزدگان سے انس کریں بتان کب — اس کی پھری ہم لوگوں سے الفت چاہ دروغ دروغ

کس دلبر کو شوق سے دیکھا میر غلط ہے تہمت ہے
منہ پہ کسو کی پڑتی نہیں نگاہ دروغ دروغ

کیا کہیے میاں اب کی جنوں میں سینہ اپنا یکسر داغ — ہاتھ گلوں گلدستے ہیں شمع نمط ہے سر پر داغ
داغ جلائے فلک نے بدن پر سرو چراغاں ہمکو کیا — کہاں کہاں اب مرہم رکھیں چشم ہوئے سراسر داغ
صحبت درگیر آتی اسکی پہر گھڑی سی ساعت ہوئے — جب آتے ہیں گھر سے اوسکی تب آتے ہیں اکثر داغ
غیر کو دیکھا اس مجلس میں غیرت عشق سے آگ لگی — اچھا کودے سینہ نمط ہم ہو گئے آخر جلکر داغ

جلتی چھاتی پر سنگ رکھی کی سختی ایام سے میر
گرمی سے میری آتش دل کی ساری ہو گئی پتھر داغ

۳۹۵

پھر کر طرف نہو سکے رخسار یار کے	پھیکے ہوئے اوسکے سامنے گلزار کی طرف

کچھ گل صبا کا لاگو نہین اس چمن مین میر
کرتی ہین سب ہی اپنی طرفدار کی طرف

نظر کیون گئی روبرو کی طرف	کھنچا جائے ہے دل کسو کی طرف
نہ دیکھو کبھو موتیون کی لڑی	جو دیکھو مری گفتگو کی طرف
اگر آرسی مین صفائی ہے لیک	نہین کرتی منہ اوسکی رو کی طرف
جھکے ہے نہ کہین کدو سیہ مغز مین	نکر شانہ تو گل کی بو کی طرف

اوسے ڈھونڈھتے میر کھوئی گئے
کوئی دیکھے اس جستجو کی طرف

ہنستے ہنستے مار رکھا تھے جو ہم ظریف	ہے یار بھی ہمارا قیامت ستم ظریف

ایضاً

بہار و باغ و گل و لالہ دلربا ہین حیف	بھری ہین پھولون سے جیب و کنار لیکن حیف

ایضاً

ای تجھ بغیر لالہ و باغ و بہار حیف	گل سے چمن بھرے ہین نہو تو ہزار حیف

ردیف قاف

رونا جہان تو ہمین آرزو ہی لیکن	روتا ہون رویا جاو میر کی جہان تک
اکثر صلاح مجبور رہتا ہی عاشقی مین	تصدیع درد و غم سی کھینچی کوئی کہان تک
آوارہ ہی ہوئی ہم سر مار مار یعنی	تو پر نکل گئی ہین پر سب آشیان تک
ای وای بدنصیبی سر سی ہی گذری لیکن	پیشانی تک نہ پہونچی اس خاک آستان تک

نفع کثیر اٹھایا کر عشق کی تجارت
راضی ہین میر اتو ہم جانکی زیان تک

دل کی خرابی نے ہلاک کیا ہی دہر مین ان سبکو اور جہان کی	خشک ہی ہوا خون اشک کی بدلی رنگ رو آئی خاک
صورت مین ہم آئینہ کی سی ظاہر فقر نہین کرتے	ہوتی ساتی روتی یا اون منہ کو لگائی خاک
پیچ و تاب سی خاک ہی میری جیسی بگولا پھر لگی	سر مین ہوا اونکی بہت تھی تب تو سہی ہو گئی خاک
اور غبار کسو کی دلکا کس انداز سے نکلے آہ	روی فلک پر برلی سی تو سارے ہماری چہائی خاک
نعمت رنگا رنگ حق سی بہر بخت سیہ کو نہین	سانپ ہا گو گنج کی اوپر کہائی گو تو کہائی خاک
اپنی تئین گم جیسا کیا تہا یان سر کھینچ کی گو گوزنی	عالم خاک مین ویسی ہی اب ہو نہ ہو اون نی بہائی خاک
انس نہین انسان سی اچہا عشق جنون آئی آفت ہی	فرق ہوئی کیا چہوڑ دی آدم مین اسکی جدائی خاک
ہو کی فقیر گلی مین اسکی چین بہت سا پایا ہم	لیکے سرہانی تہر رکہا جا ہی فرش بچہائی خاک
قلب گیا زہین جنکو وی ہی مٹی سونا کرتی ہین	میر اکثیر بنائی انہون نے جنکی جہان سی اٹہائی خاک

جی میر نے دیا نہوا لیک وصل یار
افسوس ہی کہ مفت ہوا یہ جوان ہلاک

اب بھی تو بت تمنی تو گوش ہوش نکھولنگ
اب جو چہاتی جلی فی الواقع لطف سہی نہ سہتے شتکا

چپکے چپکے کسو کو چاہا پوچھنی آئی نبولنگ
صبر کو کیا ہوتا ہی یون ہو پڑین لگتی سے ٹک

آنکھین کہو یہین حال کی کہتے دیر ہوئی ہی بس بعنر
ساری رات کہانی کہی ہی میر اب چلکر سولی ٹک

ردیف کاف فارسی

راہکی بات کمین ہم کس سے کہین تیریان اکثر ہین لوگ
بدتر آپ سے پاؤن کسو کو تو مین اسکا عیب کہون

سرگرم سیر راہ رکو ہین خود گم ہی رتبہ ہین لوگ
خوب تامل کرتا ہون تو سب مجھسی بہتر ہین لوگ

دیوانی ہین شہر وفا کی راہ و رسم کی ہمتو میر
دلکی کہنی جی دینیولی قاطبتاً گھر گھر ہین لوگ

رہتے ہین اسی لاگ پہ ہم بیقرار الگ
تہا گرد بوئی گل سی بہی دامن ہوا کا پاک
پاس اسکا بعد مرگ ہی آداب عشق سے
ناگاہ اس نگاہ سے ہین سبھی ہوا نہان

کرتی ہین دور نیت سی تماشائی یار الگ
کیا ابھی اس چمن سی کئی ہے بہار الگ
بیٹھا ہی میری خاک سے اٹھکر غبار الگ
جاتا ہی جون نکلکی کسو کا شکار الگ

ردیف لام

بستر سے اوسکے پھول تر و تازہ گر گرے	سو کچھ ہی دیر رکھے تو ہوتا ہی خار گل

دیکھا کبھو نہ ہمنے سنا ہی شگفتہ میر
داغ جنوں ہے سر پہ ہمیشہ بہار گل

صد ہزار افسوس اگر خالی پائی جاوی گل	ہو خزاں میں اس سی لب تک ہائی گل ہائی گل
بی نصیبی سے ہوئے ہم موسم گل میں اسیر	تھو نہ پیشانی میں ہے سجدہ ہای پای گل
دعوی حسن سراپا تھا یہ نازاں تجھکو دیکھ	شاخ پر گل جھک گئیں یعنی بہت شرمائے گل
کیا گل مہتاب شبو کیا سمن کیا نسترن	اس حدیقے میں نقش پاسے اوسکے پائی گل
جیتے جی تجھ داغ ہی رکھا موئے پر کیا حصول	گور پر دلسوز کے جوں شمع سر کھلائے گل
بیدلی بلبل نکر تاثیر میں گو تو ہی داغ	خوش زبان عشق کی جب منہ بھر کی کھائی گل

اس چمن میں جلوہ گر جس حسن سے خوباں ہیں میر
موسم گل میں کہیں اس خوبی سے کب آئی گل

رنگا رنگ چمن میں کیسے موسم گل میں تھے گل	ہمتو اس بن داغ تھے سو اور بھی جلا کر کھائی گل
ہاں گل کی بو کر جیسے یاد رکھا تب عرصے میں	طرفہ تو یہ ہے اب منت سے گور پہ میری لائے گل

آتی شب گل میر ہمیں کیا صبح بہار کیا حاصل
داغ جنوں ہے سر پہ ہمارے شمع کی رنگوں چھائے گل

عشق سے ہمارے رو پی جان آئی گھر سے نکلکر ہم
باہر پر دیکھا یہی فلک سے جاوین چلکر کیدہر ہم

بل کہائی ان پانو سے کب عہدہ برا ہوئی ہین آزار
نکلے گا سانپ نکلا ہے ٹک جو جلی تہی بل کر ہم

مت پوچھو کچھ پچتاتی ہین کیا کیا گھبراتی ہین
ہجی تو لیا ہے پاس بغل مین دل بیٹھی ہین ڈلکر

ہجر تنگ و دو کیا پہرتی ہو دیدار کی ہم ہستی نشتونکو
پانی بہی پی سکتی نہین ٹک اپنی جگہہ سے ہلکر

عشق ہجو تا واقع مین تو سیدہ جاتی تیغ تلے
راہ ہوس کی پہرلی ہم نے یعنی چلی ہین ٹلکر

ہوائی جوانی شور کنان پابوس گئے اسکی پہرتی تہی
اب چپ بیٹھہ رہی ہین یکسو ہاتہہ سے بہت ملکر

آگی تو کچھ اس کی آہین گرم شعلہ فشانی تہین
اب تو ہوئی ہین میر ایک ڈہیری خاکستر کی جلکر ہم

دل لگائی بہتیری پر ڈہب یہ کبہو نہین آئی تم
آنا یکسو کب دیکہو ہوا یدہر آئی جاتے تم

ہر صورت کو دیکہہ رہو ہو ہر کوچے کو جہانکو ہو
آگی عشق کیا ہوتا تو پہرتی جی نہ کہپاتی تم

چاہت آفت کنفت کلفت مہر و وفا و رنج و بلا
عشق ہی کی سب نام ہین دل کاش کہین نہ لگاتی تم

شایق ہو مرغان قفس کی آئی گہر صیادونکی
پہول اک دو سکین کو انکی کاش چمن سے لاتی تم

دونون طرف کشش رہتی تہی نیا نیا تہا عشق اپنا
دہوپ مین ہے داغ ہوئی تو گرمی سے گل کہاتی تم

کیدہر اب وہ یکرنگی جو دیکہہ نسکتے دل تنگی
رکتے پاتی ٹک جو ہمین تو دیر تلک گہبراتی تم

کیا کیا شکلین محبوبونکی پردہ غیب سے نکلی ہین
منصف ہو ٹک ایسے نقاشان ایسی چہری بناتی تم

سر نہ بالیں سے اٹھاویں کاشکے بیمار عشق
ہوگا اک ہنگامہ برپا فتنہ زیر سر ہیں ہم

سو طرف لیجاتی ہے ہمکو پریشاں خاطری
یاں کسے ڈھونڈھو ہو تم کیا جانیے کیدھر ہیں ہم

گر نہ رہیں کیا کریں ہر چار سو ہے بیکسی
بیدل و بیطاقت و بیدین و بے دلبر ہیں ہم

وہ جو رشک مہ کبھی اس راہ سے نکلا نہ میر
ہم ہنر رکھتے تھے ستارہ یعنی بد اختر ہیں ہم

کہا سنتے تو کاہے کو کسو سے دل لگاتے تم
نجاتے اس طرف تو ہاتھ سے اپنے نجاتے تم

شکیبائی کہاں جو اب رہی جاتی ہے جی عجب
کہ ہر وہ ناز جس سے سر فرو ہرگز نہ لاتے تم

یہ حسن خلق تم میں عشق سے پیدا ہوا ورنہ
کہے ہر یک کو روٹھے کو دو دو پہر تک کب مناتے تم

نظر دزدیدہ کرتے ہو جھکی رکھتے ہو پلکوں کو
لگیں ہوتیں نہ آنکھیں تو یہ آنکھوں کو چھپاتے تم

یہ ساری خوبیاں دل لگنے کی ہیں منت آبانو
کسو کا بار منت بے علاقہ کب اٹھاتے تم

پھرا کرتے تھے جب مغرور اپنے حسن پہ آگے
کسو سے دل لگا جو پوچھتے ہو آتے جاتے تم

جو ہوتے میر سو سر کو نکرتے اک سخن اس سے
بہت تو یاں کہاتے ہو منہ غصے سے چھپاتے تم

اسکی گلی میں غش جو کیا آ سکے نہ ہم
پھر ہو چکے وہیں کہیں گھر جا سکے نہ ہم

سوتے تو غنچہ ہو کسو گلشن کی آس پاس
اس تنگنا میں پاؤں بھی پھیلا سکے نہ ہم

رونا رونا شمار کا مجھکو تھہ بھباب رہتا ہے — یعنی میر گناہون کو کچھ حد و حساب نہیں
رنگ شکستہ ایہہ شکستہ ہی سی ہستی مین — حال کسو کا اپنا سا اس میخانہ مین خراب نہیں

ٹھہرین میر کسو جا گہہ ہم دلکو قرار جو ٹک آوے
ہو کی خفقیہ اس دریہ مین ہو سکی بہی ہم تاب نہیں

آنکھین سفید دل بہی جلا انتظار مین — کیا کچھہ نہ ہم بہی دیکہہ چکی ہجر یار مین
دنیا مین ایک دو نہیں کرتا کوئی مقام — جو ہی روا روی ہی مین ہر اس دیار مین
دیکہی تہین ایکروز تری مست آنکھڑیان — انگڑائیان ہی لیتی ہین اب تک خمار مین
اخگر تہا دل نہ تہا مرا جیسی تہ زمین — لگ لگ اوٹھی ہی آگ کفن کو مزار مین
بیدم ہین نزامگاہ مین یکدم تو چل کے دیکہہ — سنتی ہین دم نہیں کسی تیری شکار مین
محمل کی تیری گرد مین محمل کئے ہزار — ناقہ ہی ایک لیلی کا سوکس قطار مین

شور اب چمن مین میری غزلخوانی کا ہی میر
ایک عندلیب کیا ہی کہون مین ہزار مین

طلب ہی کام دلکی اوسکی بالونکی اسیر مین — گدائی شب کرون ہو مین خجالت سی فقیر مین
نگہہ عزلت مین وسل برو کمانکی ہی ادہر یعنی — لگا تیر اوسکا چہاتی مین ہماری گوشہ گیر مین
نظر اوسکی نظر آئی نہ سیاحان عالم کو — سیاحت [illegible] رنگ کی ایکہ ہی کوہ ہے نظیر مین

گل خوبان مین میر مہر نہین
ہمکو غیرون مین سان دیتے ہین

پلکین پھرین ہین کھچی ہوئین ہین تیغ سی کھچی نگاہین ہین
اوس اوباش کی سادگی دیکھیو شوخی سی ہم چاہین ہین

کیا پہناوا خوش آتا ہی ان لڑکونکا جیسا ان خوش بونکا
موتی ہی جیسی ہین جیبین ہین ٹیڑھی ہی ٹیڑھی کلاہین ہین

ضبط گریہ نسی ہو تو کوزی مین دریا کرتا ہی
حوصلہ داری جنکی ہو ایسی عشقین اونکو سراہین ہین

جب سی جدا اونسی ہوا ہون حال عجب ہی روز و شب
چشم تر سی چپکی ہین آنسو خشک لبون تک آہین ہین

دل ہی داغ جگر ہی ٹکڑی رنجا ہین چپکی سی
جیاتی سراپا آہ اون لوگونکی جو چاہت ہی ہین

دل الجھا ان بالونمین تو آخر سودا ہوتا ہی
کوچی کو زنجیر کی تیغ زلفون سی دور اہین ہین

یہ بھی سماں عجب تھا ترکیبون کا میر نہ انکی دل سی گیا
سوتی سی اٹھکر آنکھین ملتے ہین لی انگڑائی جماہین ہین

صبر کیا ہی برسون ہم نی رات سی کچھ بے طاقت سی ہین
دور گزارا کب تک ہوگا کچھ اب ہم زحمت سی ہین

رسمین لطف نہین ہی مطلق شہر خوش محبوبان مین
دیکھی کم جو کرتی کسو پر ہم عاشق تہمت سی ہین

عشق کی دین ورنہ سب مین مرجانا واجب آیا ہی
کوہکن و مجنون تو موی اب ہم بھی اوسی ملت سی ہین

ملنا نفرت نسی ونکا چھوٹا اگر میری صحبت مین
پہر متنفر بھی یہ دلی تو مجلس کی صحبت سی ہین

فرصت اونکو کم ہی اگرچہ پر ملتی ہین قابو پر
برسون میر سری مل دیکھا ہی کچھ وی کم فرصت سی ہین

رونا روز شمار کا مجھکو تھا کچھ اب رہتا ہے
یعنی میر گناہوں کو کچھ حد و حساب نہیں

رنگ شکستہ اپنا ہر شکستہ سے ہو مستی میں
حال کسو کا اپنا سا اس میخانے میں خراب نہیں

ٹھہریں میر کسو جاگہ ہم دلکو قرار جو ٹک آوے
ہو کے فقیر اس در پہ بیٹھیں اوسکی بھی ہم تاب نہیں

آنکھیں سفید دل بھی جلا انتظار میں
کیا کچھ نہ ہم بھی دیکھ چکے ہجر یار میں

دنیا میں ایک دو نہیں کرتا کوئی مقام
جو ہے روا روی ہی میں ہے اس دیار میں

دیکھی تھیں ایک روز تری مست انکھڑیاں
انگڑائیاں ہی لیتی ہیں اب تک خمار میں

اخگر تھا دل نہ تھا مرا جیسی تھی زمین
لگ لگ اوٹھی ہے آگ کفن کو مزار میں

بیرم ہیں رامگاہ میں یکدم تو چلکے دیکھ
سنتے ہیں دم نہیں کسی تیرے شکار میں

محمل کی تیری گرد ہیں محمل کئے ہزار
ناقہ ہے ایک لیلی کا سو کس قطار میں

شور اب چمن میں میری غزلخوانی کا ہے میر
ایک عندلیب کیا ہے کہوں میں ہزار میں

طلب ہے کام دلکی اوسکی بالوں کی اسیری میں
گدائی شب کروں ہوں میں خجالت سے فقیری میں

نگہ غزلت میں وسل ابرو کمانکی ہے ادہر یعنی
لگا تیر اوسکا چھاتی میں ہماری گوشہ گیری میں

نظر اوسکی نظر آئی نہ سیاحان عالم کو
سیاحت و ورنگسا کی ایک ہے وہ بے نظیری میں

منہ کئے اودھر زرد ہوئے جاتے ہیں ڈر سے کساران
کیونکی ہوگی اس رستے میں ہمسو آہ گرانباران

جی تو بہت چاہا دیکھا آئینہ برقع مزار کا جامہ تہا
بہار گریبان تنگدلی سے ترک لباس یاران

کی ہے عمارت دلکی جنہوں نے انکی بنا کچھ رکھی ہے
اور تو خانہ خراب ہے یکہی اس بستی کی معماران

میخانے میں اس عالم کے لغزش ہے مستونکی بجا
سکر میں اکثر دیکھی ہم نے چوکے ہیں یان ہشیاران

کیا ستہرا شفاخانے میں عشق کے جاکر دیکھیں ہیں
ایدہر اودہر سیکڑوں ہیں پشت بام ہی بیماران

بعد صبوحی گہنگیانے گہگیانے ناہیں بیٹھا بہی گئے نیا
یارب جگی قبول کبہو ہی دعائی صبح گنہگاران

عشق میں تمسی کہین تو کہتے جاتے ہیں غم کسکو ہے
مارے گئے اس سیدانی میں کیا دل والے جگرداران

حاکم شہر حسن کے ظالم کیونکہ ستم ایجاد نہیں
خون کسو کا کوئی کرے وان داد نہیں فریاد نہیں

یاری ہماری یکباری خاطر تو فراموش ہی آگہی
ذکر ہمارا اوس سے کیا سو کہنے لگا کچھ یاد نہیں

کیا کیا مردم خوش ظاہر ہیں عالم حسن میں نام خدا
عالم عشق خرابہ ہے وان کوئی گھر آباد نہیں

عشق کوئی ہمدرد کہیں مدت میں پیدا کرتا ہے
کوہکن گونالان برسون لیکن اب فرہاد نہیں

لرزان کا ڈرا کی سی فلک کا پیش پا افتادہ ہے
میر طلسم غبار جو یہ ہے کچھ اوسکی بنیاد نہیں

تدبیر کوئی بناوے جو آپکو سمبہالین
جینے کی اپنے ہم بھی کوئی طرح نکالین

کوئی ناکام یون رہے کب تک
مین بھی اب ایک کام کرتا ہون
یا تو لیتا ہون داد دل یا اب
کام اپنا تمام کرتا ہون

ردیف واو

ان اجڑی ہوئی بستیون مین دل نہین لگتا
ہی جی مین وہین جا بسین ویرانہ جہان ہو

وحشت ہی خرد مندون کی صحبت سی مجھی میر
اب جا رہونگا وان کوئی دیوانہ جہان ہو

اے جوہر حسن قیمتی پر آج مت مغرور رہو
دیکھہ کر وہ راہ چلتا ہی نہین تکتا رہتا ہم
شہر دل کی کیا خرابی کا بیان باہم کرین
ہم بغل اس سنگدل سی کاشکی اسدم ہو جب

پاس تو ہی جسکی وہ ہی کل کہین گی دور رہو
پاؤن اسکی انکھون پر رکھہ لیوین جو منظور ہو
اسکو ویرانہ نہ کہیی جو کبھو معمور رہو
شیشۂ می پاس ہووے اور وہ مخمور ہو

عشق دلکش نیچ ہی پہیل قدرت کا ہی میر
صرف کر دی اسمین اپنا جسقدر مقدور ہو

عاشق ہو تو اپنی تئین لوگ یہ سب مین جاتی رہو
دوستی جسکو ہوگی کہین ہین جانتی اسکو حقوقت سے
دل لگنی کی جو شہرت ہی ہم اس صدقی خدا حافظ
آئی بہا جنون مبارک عشق الله ہمارے لیے
شاعر ہو مت چپکی رہوا اب چپ میں چاہنین جاتی ہین
ابر سیہ قبلی سی آیا تم بھی شیشو پاس کرو

جگر پارہ جیسے بگولا خاک اڑاتی آتی رہو
ہو جاوے جو تمکو کسی سی تا مقدور چھپاتی رہو
بار سعی و کوشش کوشش سی جیسکو اپنی بچاتی رہو
نعل جگر در سینہ ہو گئی پھر تم داغ سرون پہ جلاتی رہو
بات کرو ابیات پڑہو کچھہ بیتین ہمکو بناتی رہو
تحقیقی تک لطیفی باندہو ساختہ ہی یہ باتی رہو

رنگ صحبت کسکو دکھاوین ہی اپنی قسمت کے | ساغر مے دشمن کو ہو ہمکو زہر منگا دو ہو
بند نہین ہو کرتی ہو تم سینہ کی سوراخونکو | جیکے رخن مین ان غنچون سے شاید دل کو ہوا دو ہو
آنکھہ جہپک جاتی نہین تہا آگی چہرہ روشن کی | آہ ہی چھپا جاتا ہے جب منہ سے نقاب اٹھا دو ہو
غیر سے غیرت ہی آسان لیکن تم کچھہ ہمکو نہین | بات بتاوین کیا ہم تمکو تم ہمکو تو بتا دو ہو

میر عقار تسی ہم اپنی جیب پہ جاتی ہین جان
طول ہمارے گہٹنے کو دیکھ جیسے چراغ بڑہا دو ہو

کہتے نہ تھے ہم تمسے دل ہاتھہ سے مت دیجیو | مت کہائیو غم اتنا اپنا نہ لہو پیجیو
ان پلکونکی کاوش سے زخمی ہے جگر سارا | لے تار نگاہونکی نازک سا رفو کیجیو
کیا جان لیے جبکے جانا سے چہپاتا منہ | جینا تو کوئی دن ہی تم میر بہت جیجیو
دل خستہ شکستہ دل دل بستہ گرفتہ دل | ہو آن مین کوئی اوسکا دل ہاتھہ مین ٹک لیجیو
اس راہ سے ترتا ہی دل کسب ہوا کا ہے | میری بہی سینے کو زنہار نہ تم سیجیو
بات کہون کیا جیکو چہپکی دیکھو ہو آئینے کو | دیکھتے ہو تو دیکھو ہمارے جلتی تو ہے سینے کو
کیا جانو تم قدر ہماری مہر و وفا کی لذت کے ہو | لو ہو اپنا دین ہین تمہارا گرتی دیکھیہ سینے کو
پہر ایام نحس کا مجھکو بہت کرہے آتا ہے نظر | تم بہی غنیمت جانو میان دن نکی میر مہینے کو
وہ جو غیرت ہے ملتا ہی غیر سے ہم ہین غیرت کش | سال ہمارے جیکا ہو گا ظاہر کوئی مہینے کو

تم بہی ٹک اے آہ و نالہ قفیو نہین تاثیر کرو
آگے ہی آزردہ ہین ہم دل ہین شکستہ ہمارے سب
حرف رنجش بیچ مین لا کر اور نہ اب دلگیر کرو
کیا ہو محو عمارت منعم اسے معمار خرابی سے
بن آوے تو گہر ویران درویشون کی تعمیر کرو
عاشق ہو تو رسا بیچکان پہرنا کیفیت حاصل ہو

خشم و عتاب جبین چین تو حسن ہے گلرخسار کا	وہ محبوب خنک ہوتا ہے جس میں ناز و عتاب نہ ہو
میں نے جو کچھ کہا کیا ہے حد و حساب سے افزون	روز و شمار میں یا رب میرے گنہ کا حساب نہ ہو
صبر بلا ہا ہے عشقی پر حوصلہ والے کرتے ہیں	رحمت ہے اس خستہ جگر کو دل جسکا بیتاب نہ ہو
جس شب گل دیکھا ہے ہمنے صبح کو اوسکا یہ گا	خواب ہمارا وہ ہے لوگو نقا سا خواب نہ ہو
نہر میں چمن کی سیر کہیں ہیں گویا بادۂ لعل آگے	بر عکس گل لالہ بھی ان جو ہو نہیں آب نہ ہو
اس شہر میں تو پھر ستانہ ہوتا ہوں کوئی کوچہ گدا	جس دن کاسہ چوبین میں میری کچھ عمر بھی شراب نہ ہو

تہ داری کچھ دیدۂ تر کی میر نہیں کم دریا سے
جوشان شور کنان آجاوے یہ شعلہ سیلاب نہ ہو

تمکو ہنسی آگ لگی ہے روتے ہیں تو ہنستے ہو	ہنسی کم کو کہوں رکھا ہے اپنی کم تم گستر ہو
درج گوہر لال نہیں کچھ ہے دربستہ مصرا گر	تو بھی ایسی قیمت پہ تم آگے ہماری سستی ہو
ہستی راہ میں دیکھ لیا ہے بستی میں نکلے تمہیں	کیا جانیں ہم روز و شب تم کیدھر رہتے بستے ہو
ابر کرم کی راہ تکو اب رحمت حق پر نظر رکھو	گو کہ تم اے مستان مے ہم اس سے دل خستہ ہو

پیری میں بھی جوان رکھا ہے دختر تاک کی صحبت نے
یعنی پی پی میر انگوری ہیں ہوئے گشتہ مستی ہو

راہیں رکھیے اوس سے ملاقات ہو تو ہو	خاموشی ان لبوں سے کوئی بات ہو تو ہو

روئی ہی سب برائی خاک ہمارے سر پر میر
مدت میں ہم تنک لگ بیٹھے تھے اسکی دیوار کے ساتھہ

اب کچھہ مزے پہ آیا شاید وہ شوخ دیدہ — اب اسکی پوست میں ہی جون میوۂ رسیدہ
آنکھیں بلا کبھو تو کب تک کیا کرون میں — دنبالہ گرد تیری آئی آہوئی رمیدہ
پانی بھر آیا منہ میں دیکھے جنھونکی یارب — وی کس مزے کے ہونگے لبہائی نا مکیدہ
سائے کو اس پری کے لگتا تھا چمن میں — مغرور کا ہی یہ ہی شمشاد قد کشیدہ
آنکھیں مین بچھہ رہی ہین اہل نظر کی یکسر — چلتی ہوئی زمین پر رکھہ پاؤن دیدۂ دیدہ
چل سیر کرتی تو بھی تا صبح آنکھیں کھوئیں — منہ پر ترے چمن میں گلہای نو دمیدہ
محراب میں رہو نہ سجدہ کیا کرو نہ — بیوقت کیا ہی طاعت قد اب ہوا خمیدہ
پروانہ گرد پھر کر جل بھی بجھا و لیکن — خاموش رہنکو تھی شمع زبان بریدہ
دیکھا مجھے شب گل بلبل نے جو چمن میں — بولا کہ میر منہ پر کیا کیا دہن دریدہ
قلب و کبد تو دونون تیر و نسیم چمن رہے ہین — وہ اس ستم کشی پر ہمسے ہوئی کبیدہ

اشعار میر سب نے چن چن کے لکھہ لئے ہین
رکھیں گے یاد ہم بھی بیتیں چیدہ چیدہ

ہم جانتے تو عشق نکرتے کسو کے ساتھہ — لیجاتے دلکو خاک میں اس آرزو کے ساتھہ

خراش سینے کھو دل کی جو حاصل تو سوت ہی
احوال میر دیکھیے نہیں جی تو بار دیکھیے

پیدا ہے یا خدا نہیں اس دلربا کی ساتھ
ملتا رہا کشادہ جبین خوب و زشت سے
سکو دست لطف سے سر کہا کوئی شفیق
تدبیر دوستان سے ہے بالعکس فائدہ
کی کشتی اوسکی پاک زبردست عشق نے
اوباش لڑکون سے تو بہت کر چکے معاش

دیر و حرم میں ہو کہیں ہووے خدا کی ساتھ
کیا آئینہ کری ہے بسر یان حیا کی ساتھ
دلکا لگاؤ اپنا ہے دست دعا کی ساتھ
ہے درد عاشقی کو خصومت دوا کی ساتھ
جن نے ملائی ہاتھ تنک ایک اس بلا کی ساتھ
اب عمر کاٹیگا کسو میرزا کے ساتھ

کیا جانون میں چمن کو ولیکن قفس میں میر
آتا ہے برگ گل کبھو کوئی صبا کی ساتھ

عز و وقار کیا ہے کسو خود نما کی ہاتھ
ٹہلا دیا فلک نے ہمیں نقش پا کی رنگ
آنکھون نہیں آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہین
دیکھ اوسکو مجھکو یارون نے حیران ہو کہا
دلکی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کہلے

ہے آبرو فقیر کی شاہ و لا کی ہاتھ
اٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کی ہاتھ
تو گل کل ایک دیکھا ہے مین نے صبا کی ہاتھ
کٹ سب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کی ہاتھ
عقدہ کہلے گا میر یہ مشکل کشا کی ہاتھ

وہ جو کہتا تھا تو ہے کریو قتل
میر کا سو کہا کیا تو نے

انکھوں کی طرف گوشہ کی در پردہ نظر ہے
کچھ یار کی آنکھ کی مگر گرم خبر ہے

یہ راہ و روش سرو گلستان نہیں ہو گی
اس قامت دلچسپ کا انداز دگر ہے

یہ بادیہ عشق ہے البتہ ادھر سے
بکلکر نکل اے سیل کہ یان شیر کا ڈر ہے

وہ ناوک دل دوز ہوا لاگو مری جی کا
تو ساتھ ہو ہمدم اگر تجھکو جگر ہے

کیا بیہیل پڑے ہے مدت ہجران کہ نپوچھو
یہ سال ہوا ہمکو گھڑی ایک پہر ہے

کیا جان کہ جسکے لئے منہ ہو مری تجھسے
تم آؤ چلو داعیہ کچھ تمکو اگر ہے

تجھسا تو سوار ایک ہی محبوب نہ نکلا
جس دلبر خود کام کو دیکھا سو نفر ہے

شب شور و فغان کرتے گئے جھکو تو تو جو
دلکش ہو نالہ ای مرغ چمن وقت سحر ہے

سوچے تھے کہ سودا محبت میں ہے کچھ سود
اب دیکھتے ہیں اسمیں تو جی ہی کا ضرر ہے

شافی یہ رکھا ہار جو ہو نکا تو لکھے
کیا ساتھ نزاکت کہ رگ گل سی کمر ہے

گر کام کسو دل میں گئی عرش پہ تو کیا
ای آہ سحرگاہ اگر تجھ میں اثر ہے

پیغام بھی کیا کرئی کرہ باش ہے ظالم
ہر حرف میان دار یہ شمشیر و سپر ہے

ہر بیت میں کیا میر تری باتیں گتھی ہیں
کچھ اور سخن کر کہ غزل سلک گہر ہے

جب سو رہا اسکی دیکھا کرو ہے اکثر | محفوظ رکھو الٰہی اسکو نظر گذر سے
وحشی اطہر آنکھیں ہر سو لگا رہی ہین | گرد رہ اسکی دیکھین اوٹھ کر چلتی ہی کدہر سے
شاید کہ وصل اوسکا ہووے تو جی بھی ٹھہرے | ہوتی نہین ہی اتنو تسکین دل خبر سے
مدت سی چشم بستر بیٹھا رہا ہون لیکن | وہ روی خوب ہرگز جاتا نہین نظر سے
گویا تہہ وہ نہ اودہر دل غم سی خون کرتا | ہو داغ میر جیکو وس شوخ کی کمر سے
یہ گل نیا کھلا ہی دی بال تو قفس مین | کوئی کلی نہ نکلی مرغ چمن کی پر سے
دیکھو نہ چشم کم سے یہ آنکھ دیدہ ہائے | سیراب ابر ہوتی دیکھین ہین چشم تر سے
گلشن سی دی قفس تک آواز ایک سی ہی | کیا طائر گلستان مین نالہ کش اثر سے
ہر ایک خراش ناخن مجھی سی صد تک ہے | رجھوار ہو تو پوچھے کوئی ہمین ہنر سے

یہ عاشقی ہی کیسی لیے جیو گے کب تک
ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈر سے

بسکہ ہے گردون دون پرور دنی | ہووے پیوند زمین یہ رفتنی
بزم مین ہوا تو چل اے رشک صبح | شمع کی اوپر پھری ہے مردنی
مین چراغ صبح گاہے ہون نسیم | مجھسے اکرام کے لئے کیا دشمنی
مجھسا محنت کش محبت مین نہین | ہر زمان کرتا رہا ہون جانکنی

[illegible]

اور ہر طرب کا عود ہی سنگ کب طناز آتا ہے
عجب ہیں لوگ جو کہتے ہیں موج فنا ساز آتا ہے

خبر ہے شیر طا استامت برس لے ابر زندہ
ہمیں بھی آج رونا در دل پرواز آتا ہے

اوٹھی ہے گرد معشوقانہ ان ہر بت عاشق کے
کبھو ٹک جبکے اوپر پردہ سراپا ناز آتا ہے

عجب رنگ حنا مائل ہے دست آموز خوبان کا
اگر ہے تو یہی ہاتھوں ہے میں گہ پرواز آتا ہے

وہی نازان خرامان کبک سا آیا مری جانب
کوئی مغرور وہ شوخی سو لپنے باز آتا ہے

رہائی اپنی ہے دشوار کب صیاد چھوڑیگا
اسیر دام ہو طائر جو خوش آواز آتا ہے

اگر مسجد سے اوٹھ میر تو بھی لوگ کہتے ہیں
کہ میخانے سے پھر وہ دیکھو شاہد باز آتا ہے

اسکے رنگ چمن میں شاید اور کہلا پھول کوئی
شور طیور اٹھتا ہے ایسا جیسے اوٹھے ہول کوئی

یوں پھرتا ہوں دشت و دمن میں جیسے ہیں کشتہ
غم کا مارا آوارہ جوں ہو گیا ہو بہول کوئی

ایک کہیں سے کھینچی ہے ایسا جسکے کرے سیب جو ہے
سو سہر اک کو قبول ولہا کہ یکا قبول کوئی

کس امید کا جھگڑا ہے دل جا رہا میں اسکے حصول
شنع وصلا ہیں شیع شمر و پان رہتا ہے یا ملول کوئی

لینے اسکے بانو لکا ہیں صف لکھا ہے دور تلک
طرف مار تو طور آتا تھا پہر ہی وہم طول کوئی

مست حسن پرستی زندگی عمل ہے مدت سے
پیر کبیر ہے ہو تو کیا ہے چھوڑی ہی معمول کوئی

صرف شکایت تسکر تو سکایت تیری اک وضع ہو تیرے
میر کو جا کر دیکھا ہم نے ہی مرد معقول کوئی

[illegible]

آ ناادہر اس بت کا کیا میری شش سعی ہے — ہو موم جو پتہر تو تائید خدا کی ہے

داماں درازاسکا ہو صبح نہیں کہنچا
اسیر یہ کوتاہی شب دست دعا کی ہے

ملواں رہوں ہمسے اک رات جانے
شکایت کروں ہوں تو سونے لگے ہے
ادا کیہنچ سکتا ہے بہزاد اسکے
ملاقات ہوتی ہے تو کشمکش سے

کہاں ہم کہاں تم کہاں پہر جوانی
مری سرگذشت اب ہوئی ہے کہانی
کبہی صورت ایسی تو یہ ہمنے مانی
یہی ہمسے ہے جب تب انیچاتانی

بستی تہا پر ترے مر گیا ہے
کفن میر کو دیجیو زعفرانے

جی اسکے تیر مقیمیں کوئی کیا دعا کرے
لے سر دمہر کوئی مری رہ تو گرم نالہ
دامن بہت وسیع ہے آنکہوں کا اے سحاب
آ کر بکہیرے پہول مری مشت خاک پر

عاشق کہیں جو اب تو ہو تو خدا کرے
پرسش کسو کے حال کی تیری بلا کرے
لازم ہے تجھکو ان ہی کا پانی بہرا کرے
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

پہری چہاتی جاہی ہے میر عشق میں
جی جاتا ہے اوسکا جو کوئی وفا کرے

صورتیں بگڑی ہی کتنی کیوں نہ اسکو تو عجب ہے رو | سامنے رکھی آئینہ ہمسروں طرحداری مین ہے

میر کوئی اس صورتیں امید ہی کی کیا رکھے
ایک جراحت سینے کی میری ہر زخم کاری مین ہے

دل ہے بھرا رہتا ہے میری بھی نہ دا کچھ جاتا ہے | کیا جانوں مین ہو وے لگا کیا دریا چڑھتا آتا ہے
سچ ہے وہ ہو کیا کرتا ہے کوئی تو کیا سمجھے ہیں | بیگانے تو ہے ہی مین ہم ویسے یاروں کا چاہ کا ناتا ہے
تو بلبل آزردہ نہ ہو گل ہوا سے باغ بہارین | رنج کش الفت ہو عاشق بھی اپنا بلاتا ہے
عشق و محبت کیا جانوں لیکن اتنا جانوں ہوں | اندر ہی سینے مین میر دلکو کوئی کھاتا ہے

عاشق اپنا جان لیا ہے ان نے شاید میر ہمین
دیکھ کے پھر ہی مجلس مین اپنے ہم ہی سے شرماتا ہے

اس مغرور کو کیا ہوتا ہے حال شکستہ دکھائی | جسکو تبسم ہو وے نہ ہرگز جسکی ہمارے چلے
کیسا کیسا ہو کے جدا پہلو سے اس بن تڑپا ہے | کیا پوچھو ہو آئی قیامت سر پہ دل لگا کے
مین تجھ سے ہی عمر اپنی اوروں جہاں سے گذرتا ہوں | وحشت ہے خورشید نمط اپنی ہی جہاں سو ساتھی
ہر کوئی در ہر برزن مین یا پھر وہ جویاں تھا | یا اب تنگ اسی آتا ہے پاس ہمارے آئے سے
ایک جراحت کیا تسکین ہی ہوتی سو کھنچ دیں | شاید دل ہو تسلی اسکا زخم دگر کھاتے
رنج و عناء درد و بلا پہ صبر کئے ہم بیٹھے ہین | کاغذ الفت باقی نہیں کیا جور و ستم کرے محبت کی

دل کی لاگ کہیں ہوتی ہے یہ مسکی تک جاتی ہے
آئے بیٹھے اور بھی کچھ بیتاب ہوئی پھر آتی ہے

آنکھ تنک میلی ہوتی ہے مطلق عقل بجا نہ ہو
دل کی مصیبت کیسی ہے کیا کیا رنج اٹھاتی ہے

محنت کے ہو تو نہ دیکھی ہرگز ویسی ہی جلتی رہتی ہیں
پلکوں پر جنا اسکے ہنسے آنکھوں سے سہلاتی ہے

رنگ نہیں ہے منہ پہ کسکی باد خزاں گلستاں میں
برگ و بار گرے بکھرے ہیں گل غنچے مرجھاتی ہے

نفع کچھ ہو کیا نہیں جینے سے ایسے کی اٹھاتی ہے
دل کی گداز سی لو ہو رو داغ جگر پہ جلاتی ہے

عشق میں اسکے جان ہی مشتاق پھر یہ لگی ہے
شوق لگے ہیں ایسا ہے تو جیتے کہاں سجاتی ہے

تا جبر برگ مقیم ہوئے اب شاعر عالم کامل ہیں
پیش گئی کچھ میر نہ اپنی لوگوں نے بیت سی لائی ہے

کوئی نام انکا نہ موج بحر سے ہے
کہ بیتاب دل کی بنا صبر سے ہے

نہ سوز جگر خاک میں ہے گڑا
ہوئے پھر پیدا آتش ہر سے تب سے ہے

گلستاں سکیں ہو دونوں پلک بھر
بہار اسطرف اوسطرف کبر سے ہے

جو روشیں نہیں ہے بہر ہی لباس
تو پھر چیتہ شہید ہے ببر سے ہے

در کعبہ پر کفر بکتا ہے میر
مسلمان نہیں دیکھو گبر سے ہے

طمانچے ہیں داغ ہمارے سینے ادہی ہیں ہر کھینچے
ابتدا دل میں تاب نہیں کب تک اس سر کھینچے

[illegible]

چلتے ہو تو تسلی کو کچھ پیار کہہ گئے ۔ اس قافلے میں ہم بھی تھے افسوس رہ گئے

کیا کیا مکان شاہ نشین تھے وزیر کے ۔ وہ اٹھ گیا تو یہی گھر بیٹھے تو ڈہ گئے

اس گردش سے ملنا خرابات میں تھا ۔ بےطور ہم بھی جاکے ملے بے جگہ گئے

وے زوردار جوان ضعیفین کیئے پہاڑ تھے ۔ جب آگئے موج حادثہ تنکے سے بہ گئے

وہ یار تو تھا نہ دل سے کسو کا میر ۔ ناچار اسکے جور و ستم ہم بھی سہہ گئے

ہای جو اوصل میں اسکے کیا کیا لذت پاتے ۔ بوسہ کنج لب سے پھر بھی البتہ اپنی بناتے تھے

کیا کیا تمنے فریب کیئے ہیں سادگی میں دل لینے کو ۔ سیر ہو کر کی کلاہ آتی تھی مے ناخوردہ بانے تھے

ہای جدائی انکی جا لگی ہے مار رکہ ہمکو تو ڈر رکھا ۔ وہی دن یاد آتی ہیں اب جب انکے آتے جاتے تھے

غیروں کی تم سنتے رہے ہو غیرت سے ہم سنتے رہے ۔ وہی تو تمکو لگا جاتے تھے تم آ ہمکو جلا جاتے تھے

رنج و الم غم عشق ہجر کی اعجاز سے کھینچتے تھے وے ۔ حوصلہ کتنا اپنا جسمین بے آزار سماتے تھے

وہی دن کیسے سالتے ہیں جو اگر سو پاتے کبھو ۔ آنکھوں سے ہم سہلا سہلا تلوے اسکو جگاتے تھے

چاہت لوگ برا ہے جیسا میر سی پر ہے نزبلا ۔ اگلے لوگ سنا ہے ہمنے دل کسو سے لگاتے تھے

بات ہماری یاد رہے جی بہولا بہولا جاتا ہے ۔ وحشت پہ جب آتا ہے تو جیسے بگولا جاتا ہے

تھوڑے سے پانی میں ہمنے سر کھینچ کر کے جیسی جینا ۔ کہتے ہیں لینا مجھکو کیا ابرا ہوا جاتا ہے

[illegible]

برسون مین پہچان ہوئی تھی سو تم صورت ہو گئے — یہ بھی شرارت یاد رہیگی ہمکو بچاتا جانی سے

سنی سنائی بات ہے وان کی کیا جیتے ہین ہم غافل — دونون نکا بہر مین اپنے جینا کی منسائی سے

میر کی تیزی کیا سلجھو گی حرف و سخن مین کج بحثی — کوئی عاقل الجھے پڑے ہے اپنے ناصح دیوانے سے

گئی روز اب دید وادید ہے — لگی سے ہماری لگو عید ہے

گریزان سہون سائی سے نور شید سان — جہان جیسے ہے مجھکو تجرید ہے

تصرف مین جب حال دیتے ہین بات — خدا رس کہین ہین یہ توحید ہے

ہو آوین بتان مذہب یان تو یہ — خدا کی طرف ہی کی تائید ہے

لپیٹا ہے مین بوریائے نماز — یہی میر جانے کی تمہید ہے

ہجر مین خون ہوا تھا سب غم سے — دل نے پہلو تہی کیا ہم سے

عالم حسن ہے عجب عالم — چاہیے عشق اس ہی عالم سے

طرح چھریون کی پلکون سے ڈرا لے — نکلے تلوار ابرو کے خم سے

نسبت اون بالونکی درست ہوئے — دیر مین میرے حال درہم سے

درپئے خون میر کے ورنہ
ہو سبب جاتا ہے جرم آدم سے

آنکلیو سے چاہئے طفلی مین جان مارے — تمام خدا ہوا ہے اب وہ جوان مارے

یہ میں کب تلک سہے یہ صحبت	گالیاں کھائے دعا کرئیے
کچھ کہیں تو کہے سہے یہ نہ کہو	کیونکر اظہار مدعا کرئیے
اتفاق انکا مار ڈالے ہے	ناز و انداز کو جدا کرئیے
بیماری کا شکے رہے ہر روز	صبح اسکے گلے لگا کرئیے
راہ تکنے کو بھی نہایت ہے	منتظر کب تلک رہا کرئیے
ہستی موہوم و یک سر و گردن	سیکڑون کیونکہ حق ادا کرئیے
ویہین سرگذشت سنتا میر	یون کہانی سی کیا کہا کرئیے
مترتب ہو نفع جو کچھ سے	دل کے بیماری کی دوا کرئیے

سو تو ہر روز ہے بترا احوال
متحیر ہیں آہ کیا کرئیے

دو چار جو نہ لگے چھاتی لگی تھی کوئے	ہجران کا غم تھا نہ میں یختی سی جان ہوئی
کلیان ٹھہری ہیں کچی اک ہی ہیں پھول سا	پائیز نے چمن میں کیا کیا بھار ہوئی

سیر چمن کی کچھ تو جیسے ہوس سکتے
موسم میں گل کے بلبل افسوس ہے نہ چھوٹے

گہ تیغ کی اٹھائی جو سین لڑائی ہوئی	آخر وصل و باش دمار اک تیہی گئی ہوئے

واے وہ طائر پر بال ہوس ناک سب جسے
شوق گلگشت گلستانین گرفتاری ہے

جرم بے جرم کیے رہتی ہے جسکی شمشیر
اوس ستمگار جفاجو سے ہمین یاری ہے

آنکہہ مستی مین کسو پر نہین پڑتی اوسکی
یہہ بہی اوس سادہ و پرکار کی ہشیاری ہے

وان سے جز نازو تبختر نہین کچہہ پاتے میر
عجز ہے روتی ہے عشق ہے غمخواری ہے

درد و غم سے دل اگر ہو فرصت نپائے
یہہ صعوبت کب تلک کوئی اوٹہائے

طفل تہ بازار کا عاشق ہون مین
دل فروشی کوئی مجہہ سے سیکہہ جائے

زار روتا چشم کا کب دیکہتے
دیکہے ہین لیکن خدا جو کچہہ دکہائے

کب تلک چاک کفن سے جہانکیے
برگ گل یان بہی صبا کوئی تو لائے

کب سے ہمکو ہے تلاش دست غیب
تا کمر پیچ اسکا اپنے ہاتہہ آئے

اسکی اپنی بنتی ہے ہرگز نہین
بگڑی صحبت ایسی کیا کوئی بنائے

جو لکہی قسمت مین ذلت ہو سو ہو
خط پیشانی کوئے کیونکر مٹائے

داغ ہے مرغ چمن پائیز سے
دل نہو جلتا جو اسکا گل نہ کہائے

زخم سینہ میرا اسکے ہاتہہ کا
ہو کوئی رہوار تو اسکو دکہائے

میر اکثر عمر کے افسوس مین
زیر لب بالا ہی لب ہے ہای وائے

صاحب ہو تم ہمارے نبری ہین ہم تمہارے
ہو ملتفت کہ ہم بہی جیتیون مین کوئین جنکے
آشوب بحر ہستی کیا جانیے ہے کب سے
کوئی تو تہا طرف یہ آواز دی نہ ہمکو
بیطاقتی سے کیونکر سر مارتی رہے نہ
کوئی تو ماہ پارہ اس بہی روا قمین ہے

موقوف رحم پر ہین دشوار کام سارے
یہ عشق بی محابا تا چند جان مارے
موج و حباب اٹہکر لگ جاتی ہین کنارے
ہم بیقرار ہوکر چارون طرف پکارے
صبر و قرار دونون یکبار گی سدہارے
چشمک کرین ہین ہر شب اسکی طرف ستارے

دنیا مین میر آکر کہولا ہے بار ہمنے
اس رہگذر مین دیکہین کیا پیش آوے بار

عشق ہمارا دری جان ہی کیسی خصومت کرتا ہے
شاید لنبی بال اوس مہ کی بکہر گئی تہے با دلچی
صورت اسکی دیدۂ تر مین پہرتی ہے ہر روز و شب
کیا دشوار گذر ہے طریق عشق مسافر کشتی یار
حال کسو بی تہ کا یان مانا ہے حباب دریا کے
یا د خدا کو کرکی کہوٹک پاس ہماری ہو جاؤ
دامن دیدۂ تر کی وسعت دیکہی ہے بن آ ویگی

چین نہین دیتا ہے ظالم جب تک عاشق مرتا ہے
دل تو پریشان تہا ہی میرا رات سحر بی بکہرتا ہے
ہے نہ اجنبہا یہ بہی کہین پانی مین نقشا بہرتا ہے
جی سے اپنے گذر جاتا ہے جو اس راہ گذرتا ہے
تک جو ہوا دنیا کی لگی تو یہ کم ظرف ابہرتا ہے
صد سالہ غم دیکہے اس جوش چشم ور کی بسرتا ہے
ابر سیاہ و سفید ہو سو پانی انکا بہرتا ہے

سچ ہے راحت تو بعد مرنے کے — پر بڑا واقعہ یہ حایل ہے

تیغ اگر درمیان رہی تو رہی — یار میرا جوان جاہل ہے

رو نہیں چشم تر سے اب رکھیے — سیل اسی در کا کب سی سایل ہے

حال ہم ڈوبتوں کا کیا جانے — جسکو دریا پہ سیر ساحل ہے

میر کب تک بحال مرگ جئین — کچھ بھی اس زندگی کا حاصل ہے

بیکسان عشق تو ہم غم مین کھپ سارے گئے — باز خواہ خون تمہارے گئے مارے گئے

بار گل تک ناتوانونکو تھا اس بزم مین — گر پڑے ہم بھی عاجز آج وان بارے گئے

چھاتی میری سرد آہون سی ہوئی تھی سب کرخت — استخوان اب اسکی اشک گرم سی دہارے گئے

سخت جانی ہے نہ ٹک جو ہو خبر گہر مین آئے — صبح تک ہم رات دیوارون سی سر مارے گئے

میر قیس و کوہکن ناچار گذرے ہین جہان سی — دو جہان حسرت لیے ہمراہ بیچارے گئے

بے یار ہون بیکسی مین آگاہ نہین کوئی — بے غم کر خونریزی خونخواہ نہین کوئی

کیا تنگ مخوف ہے اس ہستی کا رستہ — تنہا پڑا ہی جانا ہمراہ نہین کوئی

موہوم ہے ہستی تو کیا معتبری اسکی — ہو گاہ اگر کوئی بیگاہ نہین کوئی

کیا شکایت کریں اوس خورشید چہرہ یار کی
پھر وہ برسوں نہیں کرتا ستم کی انفور ہے

وصل کی دولت گئی ہوں تنگ فقر ہجر میں
یا الٰہی فضل کر یہ جور بعد الکور ہے

اوسکی دیوانی کے سر پر داغ سودا ہے جو میر
وہ محیط عاشقوں کا اس سبب سرمور ہے

گردن کش زمانہ تو تیرا اسیر ہے
سلطان عصر تیری گلی کا فقیر ہے

چشمک کرے ہے سیر یطرف کو نگاہ کر
وہ طفل شوخ چشم قیامت شریر ہے

تنکا سا ہو رہا ہے تن آگی ہی سوکھ کر
اب تنگ کیا فقیر جو سب میں حقیر ہے

جھڑ باندہ دی ہے رونے جو لگتا ہے صبح کو
ہر چشم ترکہ غیرت ابر مطیر ہے

اک دو اجل رسیدہ جو صید آ ہے کب گہیا
پرپیچ جال گیسوؤں کا جرگہ گیر ہے

جوں جوں بڑہا آتا ہے جاتی ہیں اٹھتے
کس مٹی کا نجانے اپنا خمیر ہے

اس خوبصورتی سے نہ صورت نظر پڑی
صورت تلک تو سیر کی وہ بے نظیر ہے

پر جوہر اسکی تیغ ہے نامہ برائے قتل
پیغام مرگ عاشقوں کو اسکا تیر ہے

پوچھو اسی سے مضطرب الحال دلکی کچھ
وہ آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہے

جو طفل شوخ و شنگ و جوان بلند طبع
شایستہ فلک ہی اگرچہ فرخ پیر ہے

فریاد و شب کی سنکے کہا بید ماغ ہو
دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہے

بسکہ حوصلہ تیرا ہی جو تنگ نہین آتا
کسکو یہ ستم ورنہ اے میر سہا جاوے

سہہ پر تیکھتی ہین اسکی ابرو ڈالے
لڑکا عطار کا ہی کیا معجون
کجروی یار کی نہین جاتی
آنکہ کہتا ہے پہر نہین آتا
کر چلو نیکی اپنی جس تس سے

کلی تلوار تو صفائی ہے
ہمکو ترکیب اسکی بہائی ہے
یہی بدطور بی ادائی ہے
یہی بدعہدی بی وفائی ہے
شاید اسہی مین کچھہ بہلائی ہے

برسون مین میر سے ملے تو کہا
اس سی پوچھو کہ یہ کجائی ہے

یا رب کوئی دیوانہ بی ڈہنگ سا آجاوے
خاموش رہین کبتک زندان جہان مین ہم
کب عشق کی وادی ہی سر کہینچنے کی جاگہہ
عاشق ہی سبکین و اسمین نسبت سگ و آہو
افسوس کی جگہہ ہی یان بازپسین دم مین
ان تو خطون سے میری قسمت مین نہین خواری
دیکھہ اسکو ٹھہر رہتا ثابت قدمو نسی ہو
کہئے جہان کرتا ہی تاثیر سخن کچھہ بہی

اغلال و سلاسل کی اپنی ابہی ہلا جاوے
ہنگامہ قیامت کا شورش سی اٹھا جاوے
ہوسیل بہلا سا تو منہ موڑ چلا جاوے
جون جون بجرش رسیدہ وہ تو تیغ تن لگا جاوے
ہو روبرو آئینہ وہ منہ کو چہپا جاوے
کس طرح الکہا مین اکوئی آکی مٹا جاوے
اس راہ سی آوے تو ہم سے [illegible]
وہ بارے نہین سنتا کیا اوس کی کہا جاوے

ترے بندے ہم ہین خدا جانتا ہے
خدا جانے تو ہمکو کیا جانتا ہے
نہین عشق کا درد لذت سے خالی
جسے ذوق ہے وہ مزا جانتا ہے
ہمیشہ دل اپنا جو بیجا ہے اس بن
مرے قتل کو وہ بجا جانتا ہے

پری اسکے سائی کو بھی لگ سکے نہ | وہ اس جنس کو کیا بلا جانتا ہے

جہان میں عاشق ہوا خوار ہی تھا
یہ سودائی کب دل لگا جانتا ہے

یہی عشق ہی جی کھپا جانتا ہے | کہ جانان سے بھی جی ملا جانتا ہے
بدی مین بھی کچھ خوبی ہوویگی تب تو | برا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہے
مرا شعر اچھا بھی دانستہ ضد سے | کسو اور ہی کا کہا جانتا ہے
زمانے کے اکثر ستمگار دیکھے | وہی خوب طرز جفا جانتا ہے
نہین جانتا حرف خط کیا ہین لکھے | لکھے کو ہمارے مٹا جانتا ہے
سمجھانے جو ہیگا نہ تو بات پوچھے | سو مغرور کب آشنا جانتا ہے

نہین اتحاد تن و جان سے واقف
ہمین یار سے جو جدا جانتا ہے

تمام شد دیوان پنجم میر تقی میر

۴۲۵ کلیات میر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان ششم

فلک نے پیس کر سرمہ بنایا — نظر مین اسکی مین تو بھی نہ آیا

زمانے مین مرے شور جنون نے — قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا

بلا تھی کوفت کچھہ سوز جگر سے — ہمین تو کوٹ کوٹ اون نے جلایا

تمامی عمر جسکی جستجو کے — اوسے پاس اپنے اکدم بھی نہ پایا

نہ تھی بیگانگی معلوم اوسکی — نہ سمجھے ہم اوسی سے دل لگایا

قریب دیر خضر آیا تھا لیکن — ہمین رستا نہ کعبے کا بتایا

کاروان ہائے صبح ہوتے گیا — مین ستمدیدہ محو خواب رہا

عمر مین جی ڈہہاری ہی رہا — ضعف سے حال دل خراب رہا

دن رات اسکو ڈہونڈہی ہی ذوق شوق نی مجھے
دوراس سی زار زار جو روتا رہا ہون مین
تا یاب کس گہر کا طلب گار کر دیا
لوگونکو میری زاری سے بیزار کر دیا

خوبی سے بخت بد کی او سی عشق سی مری
جسکی لگائی جیمین نہ اوسکی ہوس رہی
یارون نے رفتہ رفتہ خبردار کر دیا
یعنی کہ ایک وار ہی مین پار کر دیا

پہلو مین دل نی لوہگ آتش سی شوق کی
تا یان کار آنکھونکو خون بار کر دیا

کیا جانون عشق جان سی کیا چاہتا ہی میر
خونریزی کا مجھے تو سزاوار کر دیا*

موئے ہم جسکی خاطر بیوفا تھا
نجانا اون نی تو یون بہی کہ کیا تھا

معالج کی نہین تقصیر ہرگز
مرض ہی عاشقی کا لا دوا تھا

نہ خود سر کیون کہ ہون ہم یار اپنا
خود آرا خود پسند و خود نما تھا

رکہا تھا منہ کبہو اس کنج لب پر
ہمارے ذوق مین اب تک مزا تھا

نہ ملیو چاہنے والون سے اپنے
نجانا تجہ سے یہ کن نی کہا تھا

پریشان کر گئی فریاد بلبل
کسو سے دل ہمارا پہر لگا تھا

ملے پر سون وہی بیگانگی سے
ہمارے زعم مین وہ آشنا تھا

نہ دیوانے تہے ہم سے قیس و فرہاد
ہمارا طور عشق انسے جدا تھا

کیا نماز میر اس اوقات سے کے
جب کہ قد محراب سا خم ہو گیا

وہ دیکھنے ہمین ٹک بیماری مین نہ آیا	سو بار آنکھین کھولین بالین سی سر اوٹھایا
گلشن کو طایرون نے کیا بیمروتی کی	یک برگ گل قفس مین ہم تک نکوئی لایا
بی ہیچ اسکا غصہ یار و بلای جان ہے	ہر گز منا نہ ہمسے بہتیرا ہی منایا
قد بلند اگرچہ بی لطف ہی نہین ہے	سرو چمن مین لیکن انداز وہ نہ پایا
انگڑائی خوبرویان حسن سے پیش و پس مین	انیڈا پہری ہر سو جب وس پر یکا سایا
نقشہ عجب ہی اوسکا نقاش نے ازل سے	مطبوع ایسا چہرہ کوئی نہ پھر بنایا
شب کو نشے مین باہم تھی گفتگوی درہم	اس مست نے جھنکایا یعنی بہت جھکایا
دل بستگی ہمین کہلنا اوسکا نہ اس سے دیکھا	بخت نگون کو ہمنے سو بار آزمایا

عاشق جہان ہوا ہی ڈھنگیان ہی کین ہین
اس میر مخزنی کب ڈھب سی دل لگایا

باتین ہماری یاد رہین پھر باتین ایسی نہ سنیئے گا	پڑھتے کسو کو سنیئے گا تو دیر تلک سر دھنیے گا
سعی و تلاش بہت سی ہوگی اس انداز کے کہنی کی	صحبت مین علما فضلا کی جا کر پڑھیے گنیے گا
دلکی تسلی جب کہ ہو گی گفت و شنود سی لوگونکے	آگ پھنکے گی غم کی بدن مین اسمین جلیے بھنیے گا

جب رفتنی کو عشق کا آزار ہوگیا
دو چار دن مین برسونکا بیمار ہوگیا

نسبت بہت گناہونکی میری طرف ہوئی
ناکردہ جرم مین تو گنہگار ہوگیا

حیرت زدہ ہین عشق کی کامونکا یار کے
دروازے پر کہڑے کہڑے دیوار ہوگیا

سینے فگار سینوں کے اطراف درد سے
کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہوگیا

بازار مین جہانکی ہی حسن کیا متاع
سو جیسے جیسے دیکہے خریدار ہوگیا

دل لیکے میری جان کا دشمن ہوا اندان
جس بیوفا سے اپنے تئین پیار ہوگیا

عاشق کو اسکی تیغ سے ہی لاگ کیچہی ہے
یہ کشتنی بہی مرنے کو تیار ہوگیا

مرنے میں وار ہا نہوا تنگ ہی رہا
پہندے مین عشق کی جو گرفتار ہوگیا

کیا جرم تہا کسو پہ نہ معلوم کچہہ ہوا
جو میر کشت و خون کا سزاوار ہوگیا

دشمن ہو جیکا گاہک ہوتا ہی جسکو چاہا
کی دوستی کہ یارو اک روگن مین بسایا

جی ہی جہان قیامت درد و الم رہا وان
بیمار عاشقی مین شب صبح تک کراہا

تازہ جہلک سی شب کو تارو نمین آسمانکی
اس آسیا کو شاید سپہر کہنون میرا لیا

خمیازہ کش ہون اسکی مدت سی اس ادا کا
لگ کہ گلے سے میرے انگڑائی لے جانا

جانا کہ منہ کہلا ہی آتشکدے کا شاید
سینے کے زخم سے ہر کا ہی لپک ہی ہیولا

۴۲۹

گھر سے وہ معمار کا جو اوٹھہ گیا | حال ابتر ہو گیا گھر یار کا
نقل اسکی بیوفائی کی ہے اصل | کب وفاداری ہے شیوہ یار کا
سر جو وہ دیواری گھر مین سپہرے | رنگ دیگر ہے در و دیوار کا
اک گدائی در سے ہے سیلاب بہار | غم کشون کی دیدۂ خونبار کا
دلبران دل جنس سے ہے گنجایشی | اس مین کچھہ نقصان نہین سرکار کا

عشق کا مارا ہے کیا بہنچ گا میر
حال سے ہے بدحال اس بیمار کا

جو تو ہی صنم ہمسے بیزار ہوگا | تو جینا ہمین اپنا دشوار ہوگا
غم ہجر کریگا بیتاب دل کو | ہمین کڑہتے کڑہتے کچھہ آزار ہوگا
جدا افراط الفت ہے ایسا تو عاشق | کوئی دن مین برسون کا بیمار ہوگا
اجنبیتی ملاقات کب تک رہیگی | کبھو تو تہ دل سی بہی یار ہوگا
تجھے دیکھہ کر لگ گیا دل نجانا | کہ اس سنگدل سی ہمین پیار ہوگا
لگا کرنے ہجران سختی سی سختی | خدا جانے کیا آخرش کار ہوگا

یہی ہوگا کیا ہوگا میری نہونگی
جو تو ہوگا ہی یار و غمخوار ہوگا

باغ کو بی لالہ و گل دیکہہ کہتے تہی طیور
جہڑ گئی پت جہڑ مین لگی ہای کیا کیا آشنا

انتہو تو اُڑکا نہین عشق و ہوس مین گر تمیز
آشنا سی فرق ہوتا ہی بہت نا آشنا

ملتی ملتے منہ چہپانا بہی لطیفہ سے نیا
آشنائی یا نکرئی ہو جیسے یا آشنا

تہا جنون کا لطف مجنون نسی سو دنیا سی گیا
مغفرت ہو اسکو وحشی ہمسی بہی تہا آشنا

اب چہپا تہرے ہین ہم مت شغت کہو دیکہو یہین
پہر نہوگا تمکو ایسا کوئی پیدا آشنا

کیسا ہی پانی ہوا اسکو پہر پہچان جاتا ہے میر
تہا جوانی مین مگر تو میر دانا آشنا

کہتی تہی سیر چمن کو اوٹہ گلون مین بہی لگانہ اپنا
تلاش جوش بہار مین کی نگار گلشن مین تہا نہ اپنا

ملا تو تہا وہ بخواہش دل مزا بہی پاتی پر اس سمین کے لیکن
پہر گئی مستی مین اسکی آنکہین ہوش ہمکو رہا نہ اپنا

نہ سمایا دریا پہ بیکران تو سراب پایان کار نکلا
جو لوگ تہی کچہ آشنا تہی اونہون نی اب کیا نہ اپنا

نکالی سرکش نی چال ایسی کہ دیکہہ حسرت سے بیکسی کی
دلون مین کیا کیا ہمارے آیا کرین کیا بس چلا نہ اپنا

کہے بہی جی تو اسکے سمین سخن کسو کا اثر کر کچہ
بکا گئی ہم ہمیشہ نانا کسو دن اسنے کہا نہ اپنا

نہ ہوش ہمکو نہ صبر دلکو نہ شور سر مین نہ زور پا مین
جو رودین کس کس کو جور دین ہم وفا مین کیا کیا گیا نہ اپنا

جہا مین رہنے کو جی بہت تہا نکر سکے میر کچہ توقف
بنا تہی نا پایدار اسکی اسی سی رہنا بنا نہ اپنا

دہوپ مین آگی گہڑا اسکی جلا کرتا ہون
جاہ کر اسکی تئین مین تو گنہ گار رہوا

ہوش کچہہ جنکی سر و مین تہہا شتابی چاہئیے
حیف صد حیف کہ مین دیر خبر دار رہوا

ہو بخود تو کسو کو ڈہونڈہ نکالی کوئی
وہی خود گم ہوا جو اوسکا طلبگار رہوا

مرغ دلکی بہی رہائی سی مرا دل اب جمع
پر شکن بالو نمین وہ اسکی گرفتار رہوا

پیار کی دیکہی جو جیتون کسو کی مین جانتا
کہ یہ اب سادہ و پرکار ہمارا یار رہوا

تکیہ اسپہ جو کیا تہا سو اگر اب ترہا
یعنی مین شوق کی افراط سی بیمار رہوا

کیونکہ سب عمر صعوبت مین کٹی تیری میر
اپنا جینا تو کوئی دن ہمین دشوار رہوا

آج اوس شش پرکار جوان مطلوب حسین نے لطف کیا
پیر فقیر نے سنگ ندان کو اون نی دندان سرد دیا

آنسو کی بوند آنکہو نسی دونون اتہو لکلی ایک نہیں
دلکی طپیدن روز و شب نی خوب جگر کا لوہو پیا

مرتی جیسی صبر کیا تہا ویسی ہی بیصبری کی
ہائی دریغ افسوس کہ کئی دن اور نہ یہ بیمار جیا

ہاتھہ رکہی رہتا ہون لبپر برسون گذری ہجر انمین
ایکدن اون نی گلی سی ملکر ہاتہہ مین میرا دل لیا

اب یار دیدہ پر کو کٹہر اشک جو یان رہا
حیرت سی آفتاب جہانکا تہمان رہا

جو قافلی گئی تہی انہونکی اوٹہی بہی گرد
کیا جانیی غبار ہمارا کہان رہا

نقش ملک سے ہوئے لپک اس کمر کی بکھیہ / عاشق سے جو بندہو نہ کمر تو ہے کیا عجب

ترک وطن کیا ہے عزیزوں نے جاہ مین / گر جا ہی کوئی رفتہ سفر تو ہے کیا عجب

برسوں سے ہاتھہ مارتے ہین سر پہ اس بغیر / ہو جاوے ہمسے دست بسر تو ہے کیا عجب

معلوم سو مندی عشاق عشق مین / پہنچے ہی اوس سے ہمکو ضرر تو ہے کیا عجب

گھر بار مین لگا گیا گھر سے بہی نکل / اب وہی وہ کہو رہے گھر تو ہے کیا عجب

ملتی نہیں ہے آنکھہ اوس آئینہ رو کی میر / وہ دل جو لیکے جاوے مگر تو ہے کیا عجب +

آیا ہے شیب سر پہ گیا ہے شباب اب / کرنا جو کچھہ ہو ہمکو سو کر لو شتاب اب

تکبیر اپنا ہوں عشق ہی سو بار عاقبت / پایا قرار یہ کہ رہو نہیں خراب اب

خونریزی ہماشعوں کی ہے ظالم اگر ثواب / تو تو ہوا ہے ہمکو بہت سا ثواب اب

باہر کی در سے ہوئی آتش سوزندہ عشق کے / دل رہ گیا ہے پہلو مین ہو کر کباب اب

ہوا ان مین عشقی رہو کے بدا مین جحیم مین / رہتا ہے میری خاک کے سر پر عذاب اب

تا عہد ہو آیا ہے پشیمان شعلہ کا پہنچ مین / دیکھیں جو لا دے ہاو کوئی کیا جواب اب

[illegible] / یاں خود حسابی میر کو ہے بے حساب اب

[illegible] / نزدیک شاید آیا ہے ہنگام خواب اب

ردیف تاے فوقانی

سنگ شیشہ تا بہی کہتے تہا کسو بجلی کی تاب | یا کہ نکہت گل کی تہا آیا گیا عہد شباب
کی نماز صبح کو کہو کر نماز اشراق کے | ہو گیا مجہ پہ ستم اچہٹا شک مستی مین خراب
دیکہنا منہ یار کا اس وجہ سی ہوتا نہین | یا اٹہی دری زمانی سے اٹہا رسم نقاب
ضعف ہی اسکے مرض اور اسکی غم سی الغرض | دل بدن مین آدمی کی ایک ہی خانہ خراب
یار مین ہم مین پڑا پردہ جو ہی ہستی ہی یہ | بیچ سی اٹہہ جاے تو ہووے ابہی رفع حجاب
صورت دیوار ہی مدت کہڑی در پر سر ہی | پر کبہو صحبت مین اسکے ہم ہوئے نہ بار یاب
می سے توبہ کرتے ہی ہم معقول گر ہم جانتے | ہم ہی شیخ شہر پر سون کرتے ہیں اجتناب

ہم سے خوبان بہت لیکن پیدا وسکو کیا
کیا غلط مین نے کیا اے میر وقت انتخاب

اس مغل زادے سے نہی ہر بات کی تکرار خوب | بد زبانی کی بہی اوسنی تو کہا بسیار خوب
لگ نہین پڑتی ہین لیکر ہاتھ ہین شمشیر تیز | سبکسیونکی قتل مین اتنا نہین اصرار خوب
آخر ان خوبان نے عاشق جان کر مارا مجھے | چاہ کا اپنے مانا انسے تہا اظہار خوب
آج کل سے مجہکو بیتابی و بدحالی ہی کیا | مجہ مریض عشق کی کب تہی تہی آثار خوب
کیا کہیں اوسکی کیفیت درستہ و | ورنہ بمفلس غم دو کی کچہ تہی کردار خوب
مخترع جو ستم مین پیشے ہوا وہ نوجوان | ظلم تب کرتا ہی جب کوئی منت دار خوب

تو بہی سے بہار میں نہ کہروں — گو کرے شیخ احتساب بہت

اس عصیلی سے کیا کسو کے بنہی — مہربانی ہے کم عتاب بہت

کشتن مردمان اگر ہے ثواب — تو ہوا ہے اسے ثواب بہت

دیر تک کعبے میں سے تہے شب بیہوش
پی گئے میر جی شراب بہت

کیا کہیں ہے حال دل درہم بہت — کہرتے ہیں من رات اسپر ہم بہت

رہتا ہے ہجر انہیں غم غصے سے کام — اور رہی ہے سنکے ہیں برہم بہت

اضطراب اسکا نہیں ہوتا ہے کم — ہاتہ ہی رکتی ہیں دل پر ہم بہت

اس گلی سے جی اچٹتا تک نہیں — دل ہی گہر کرتے ہیں تیہر ہم بہت

میر کی بدحالی شب مذکو تہے
کڑہ ہیگئے یہ حال سنکر ہم بہت

باہر چلنے میں یار سے کر نہ تغافل یار بہت — وحشتے وحشی طور [illegible] تیر نگار بہت

وہ جو عاشق بیچارا کیا کوئی جیتا ہے محشر میں — خیل ملا ایک [illegible] ہونگی اسکی خاطر دار بہت

خشکی لب گریہ زاری نمناکی آنکہوں کی — جو دیکہے [illegible] آزار بہت

جسم کی حالت جیسی کچہ تہی نبض سے کر معلوم طبیب — کہنے لگا جا نبر کیا ہو گا یہ تو ہے بیمار بہت

۴۳۵

جو بفا عاشق ہے ہے سو وہ لوگون پر نہین — اسے سید اکہی کہ مین ہی ہون گنہگارونکی بیچ

مر گئی بہتیری صاحب دل اہوس کسکو ہوئی — ایسے مرنے جینے کی ان عشق کی مارونکی بیچ

رونا کڑہنا عشق مین دیکھا مرا جنھنے کہا — کیا ہی گا یہ ستمدیدہ ان آزارونکی بیچ

منتظر برسون رہے افسوس آخر مر گئے — دیدنی تہی لوگ اس ظالم کی بیمارونکی بیچ

خاک تربت کیون نہ اپنی دل پرانہ اٹھ چلے — ہم ہی تہے اس زمین کے نازبردارونکی بیچ

صاف میدان مکان سا ہو تو ہو دل کیلیے — تنگ ہو عمو وہ دنیا کی دیوارونکی بیچ

باغ مین تہے شب گل مہتاب میرے آس پاس
یار بن یعنے رہا مین میر انگارونکی بیچ

دل ہی ہے جسکو ملا ہے ہر اس عالم کے بیچ — کاش یہ آفت نہ ہوتی تہا آب آدم کے بیچ

چہاتی لگتی سنگ سے ہے دل کی جاتی مین نہین — لعل سینون پر جڑے جاتی دیں اس ماتم کے بیچ

نقشہ اسکا مردم دیدہ مین میری نقش ہے — یعنے صورت اسکی ہی پہرتی ہے چشم نم کی بیچ

شاد و کامیاب ان آزنہ ہو کہین شہر مین — دلزدہ ہم شب تہی مین اپنے غم کی بیچ

دل ایسا شیم کر کہ پشت وہ نازک کری — سو بلائین مین بیان ان ابرونکی خم کی بیچ

حد سی افزون دل وسگلی ہی شیوہ ہے عشاق کا — کون سنتا ہے کہ سکتا دل وہ ہمدم کی بیچ

رونق آبادی ملک سخن ہے اس تلک — ہون ہزار سو غم الٰہی میر کی آدم کی بیچ

بے سدھ پڑا ہوں میں بستر پہ اب تک نہیں | کیا آفت آگئی ہے اس نیم جان کے اوپر

عشق و ہوس میں کچھ تو آخر تمیز ہووے | آئی طبیعت اسکی گہ امتحان کے اوپر

الفت کی کلفتوں میں معلوم ہی ہے سو ہو | تھا اعتماد کلی تاب و توان کے اوپر

محو و ما تھا اکثر غیرت سے لیک گاہے | آیا نہ نام اوسکا میری زبان کے اوپر

وہ جان و دل کی خواہش آتا نہیں جہان میں | آئی ہے اک قیامت اہل جہان کے اوپر

کیا لوگ ہیں محبان سودائے عاشقی میں | اغماض کرتے ہیں سب جیسے زبان کے اوپر

حیرت سے اسکے رو سے چپ لگ گئی ہے ایسے | گویا کہ مہر کی ہے میرے دہان کے اوپر

جو راہ دوستی میں اے میر مر گئے ہیں
سر دینگے لوگ ان کے پاس کے نشان کے اوپر

آیا جو اپنے گھر سے وہ شوخ پان کھا کر | کی بات ان نے کوئی سو کیا چبا چبا کر

شاید کہ منہ پھرا ہے بندوں سے کچھ خدا کا | نکلے ہے کام اپنا کوئی خدا خدا کر

کان اوس طرف نہ رکھے اس حرف ناشنو نے | کتنے کہے بہت ہم اسکو سنا سنا کر

کہتے تھے ہم کسو کو دیکھا کرو نہ اتنا | دل خون کیا نہ اپنا آنکھیں لڑا لڑا کر

آگے ہی مر رہے ہیں ہم عشق میں بتان کے | تلوار کھینچتے ہو ہمکو دکھا دکھا کر

وہ بیوفا نہ آیا بالیں پہ وقت رفتن | سو بار ہم نے دیکھا سر کو اوٹھا اوٹھا کر

زلفون پہ سر ہوا اکثر مت فکر اسقدر کر
دل کعبے کی لی گیا ہے تو میر ٹک جگہ کر

خورشید ماہ دونون آخر نہ ویسے نکلے
آنکھون مین پھر نہ آئی جی سے مرے ادھر کر

یوسف عزیز دلہا جا مصر مین ہوا تھا
ذلت جو ہو وطن مین تو کوئی دن سفر کر

ہمنشین عشق کی ہی محفل مین نہین ہون
مجھکو مرے ہی بانی سو بار اب جبہ کر

کیا حال زار عاشق کر لی بیان نہ پوچھو
کرتا ہے بات کوئی دل کی تو چشم تر کر

ویتے نہین ہین سونچ تک آہ نالی اسکے
یارب شب جدائی عاشق کی بھی سحر کر

اتنا ہی منہ چھپایا شوخ اسکے محرمون نے
ہو جھپ گئی ہین زلفین اس چہرے پہ بکھر کر

کیا پہ پہیر گردن باتین کہی ہین سب مین
جاتے ہین غش کئے ہم مشتاق منہ ادھر کر

بن تیری مین تو بیمار ہو گیا ہون
حال تبہ مین میر تو بھی تو ٹک نظر کر

رخنے کئے جو تونے تہہ کی سل مین تو کیا
لے آہ اس صنم کی دل مین ہے ٹک اثر کر

مارے ہی غل کئے سے جاتا نہین ہے ہرگز
نکلے گا اس گلے سے شاید کہ میر مر کر

باندھے کمر سحر کہ آیا ہے میرے کین پر
جو حادثہ فلک سے نازل ہوا زمین پر

اقرار مین کہان ہے انکار کی سی خوبی
ہوتا ہے شوق غالب اسکی نہین نہین پر

کنج قفس مین جون تون کاٹینگے ہم اسیران
سیر چمن کی شایان اپنی رہی نہین پر

ردیف کاف

[illegible]

آنکھیں جن کو دیکھتے ہیں ہم تو کہتے ہیں مجھکو کیا — سارے ہی ہنت کہانی کہی پر تو بھی وہ نکلے تو تک

مشکل ہے زلزلہ عشق ہر سو من و ہیتاب ہے — طاقت اس دل کو میرے تھی ہیں آپ تو ہی تک

ایسے درد دل کہ انکو میر کہاں سے جگر آوے — گرم سخن لوگو نہیں ہو کہ کبھی بات کرو تو دلے تک

رہے ہی غش و در رو دو دو پہر تک — سر زخم پہنچا ہے شاید جگر تک

ہوئے ہیں حواس اور ہوش و خرد گم — خبر کچھ تو آئی ہے اس بے خبر تک

زمین گرد اس مہ کی میرے عاشق — ستارے فلک کے رہے ہیں ادہر تک

قیامت ہے مشتاق لوگوں کی کثرت — پہنچنا ہی مشکل ہیں اسکے گھر تک

کہاں تک اسے سر سے مارا کروں میں — نہ پہنچا مرا ہاتھ اسکے کمر تک

بہار آئی پر ایک پتے ہی گل کے — نہ آئے اسیران بے بال و پر تک

بہت میر بر ہم جہان میں رہیں گے

اگر رہ گئے آج کی شب سحر تک

وہ تو نہیں کہ اوڈ ہم رہتا تھا آشیان تک — آشوب نالہ اب تو پہنچا ہے آسمان تک

لبریز جلوہ اسکا سارا جہان ہے یعنی — ساری ہے وہ حقیقت جاوے نظر جہان تک

ہم ان کے سختیوں سے تہہ دل و جگر ہیں — صبر اسکے عاشقی میں کوئی کرے کہاں تک

سود ہے عاشقی میں نقصان ہے جیکا لیکن — ہم راضی ہو سے جی پہنچے زیان جان تک

ردیف لام

[illegible]

ٹک توجہ میں ہی ہے سیہ اسکے عرش پر / غفلت میں آتی نہیں ہے طرفہ طرفہ کار دل

باغ سے لا دشت تک کتنی ہی اک شور ہے / ہم اسیران قفس کے نالہای زار دل

اس سبکروحی پہ جون باد سحر در در پھرے / زندگی اب یار بن اپنی ہوئی ہے بار دل

تنگی و وسعت سے اسکی ای عبارت ساز فہم
میر کچھ سمجھے گئے نہ معنی اسرار دل

زنہار گلستان میں بکھر منہ کو سوگ گل / چڑھ جا کے مغز میں نہ کہیں گرد بوی گل

موسم گئے نشان ہے کہیں تیرے کا نہ تھا / کی شوق کشتگان نے صحبت جستجوی گل

تیر دی خزان میں سے اتنے کہ مر گئے طیور / جاویگی ساتھ جسکے بلکہ آرزوی گل

آئی نظر بہار میں پائیز میں گئے / ہے بیوفائی کہ دیکھے ہر سال خوی گل

مدت ہوئی کہ دیکھا تھا سیر چمن میں میر
پھرتا ہے اب تلک مری آنکھوں میں روی گل

طریق عشق میں ہے رہنما دل / پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل

قیامت تھا مروت آشنا دل / موئے پر بھی مرا اسمیں رہا دل

رکا اتنا خفا اتنا ہوا تھا / کہ آخر خون ہو ہو کر بہا دل

جسے مارا اوسے پھر کر نہ دیکھا / ہمارا طرفہ ظالم سے لگا دل

ردیف میم

عشق کیا ہی اوس گل کا یا آفت لائی سر پر ہم
جہانکتی اسکو ساتہہ صبا کی صبح بہ یہ بین گہر ہم

روز و شب کو اپنی یارب کیونکہ کرینگی روز و شب
ہاتہہ رکہی رہتی ہین دلپر بیتابی مین اکثر ہم

پوچہی راہ شگفتہ دلی کی جانکلی تہی کعبہ مین
سوچ وہان تو گذرا جی مین آئی کدہر سی کیدہر ہم

شام سی کریا منزل آگر گہر کو ہماری صدر نشین
رکہتی ستارہ اوس ہوش کی جاہ مین کر اخترہم

برسون خس و خاشاک پہ سوئی مدت گلخن تابی کی
بخت نجانی کیا اوس سی ہوا ایک شبہی بستر ہم

روز بتر ہی حالت عشقی جیسی ہون بیمار اجل
ہی نہ دوائی کوئی معالج کیونکر ہونگی بہتر ہم

اسکی جناب سی حرمت ہو تو جی بچتا ہی دنیا مین
اس جانب سی تو بیٹہی ہین مرنا کرکی مقرر ہم

ابتو ہماری طرف سی آشنا دلکو تپ حسرت کرلیو
سختی سی ایام کی ابتک جیتی رہی ہین مر مر ہم

آہ معیشت روز و شب کی ساتہہ اندوہ کی ٹہہری ہی
رو رو کر رہتی رہا کرتی ہین غمسی ہوئی ہین خوگر ہم

شعلہ ایک اوٹھا تہا دلسی آہ عالم سوز کا میر
ڈہیری ہوئی ہی خاکستر کی جیسی شب مین جلکر ہم

کرتی ہین جور ہی ہجر مین بیمار ہوئی ہم
بستہ بہ گری رہتی ہین ناچار ہوئی ہم

بہلانیکو دل باغ مین آئی تہی سو بلبل
چلانی لگی ایسی کہ بیزار ہوئی ہم

جلتی ہین کہڑی دہوپ مین سب جاتی ہین دیکہ
عاشق نہوئی اسکی گنہگار ہوئی ہم

اک عمر دعا کرتی رہی یار کو دن رات
دشنام کی اب اسکی سزاوار ہوئی ہم

کلیات میر

۱۳۴۴

دہوپ مین جلتے ہین پہرون آگے اسکے میر جی
زندگی سے دل کی ٹہہرے ہین گنہگار و نہین ہم

ردیف نون

سر سے ایسی ہی لگی ہاے کہ جلے جاتے ہین
متصل شمع سے روتے ہین گہلے جاتی ہین

اس گلستان مین نہو وانہی ہے جون پروان
دم بدم برتو سے اسکے چلے جاتے ہین

تن بدن ہجر مین کیا کہیئے کہ کیسا سوکہا
ہلکی بہی باو نہین تنگی سے ہلے جاتے ہین

رہتے دکہلائی نہین وہ تہی بلا کش اسکی
ہجی کہیجاتی ہین ال نپٹ دلے جاتے ہین

پہر تجہو آئی نہ یہ حال مین تجہہ جو ہوئی
آپ سے جاتی ہین ہم بہی تو بہلی جاتی ہین

خاک پا اسکی ہے شاید کسو کا سرمۂ چشم
خاک مین اہل نظر اس سے رلے جاتے ہین

گرم ہین یا اسکی طرف جانیکو ہم لیکن میر
ہر قدم ضعف محبت سے ڈہلے جاتی ہین

ایسے دیکہے ہین اندہیر لوگ کہین
بہولی ستہے ہین آنکہی سہتے ہین

مر گئے نا امید ہم مہجور
خواہشین جسکی اپنی جیہین ہین

دیر دریا کنارا کرتا رہا
عشق مین آنکہین اپنی رود نہین

مرتے تہے اوس گلی مین لاکہون جان
ہم بہی مارے گئے نذران وہین

یک بیابان ہی مری بیکسی و بیتابی — مثل آواز جرس سب سے جدا جاتا ہون
تنگ آ دیگا کہاں تک نہ میرا قلب سلیم — گرمی صحبت کی تئین روز بہا جاتا ہون

گرمی عشق ہی یکلی بھی ہمدم دل مین
روز شب شام و سحر مین تو جلا جاتا ہون

تری راہ مین گرچہ ای راہ ہون — پہ یہ غم ہی مین بھی سرراہ ہون
مری درپی خون ناحق ہی اتنک — نہ خونخوار ہون نہ بدخواہ ہون
تری دوستی سی جو دشمن ہین سب — انہونکی بھی خون تک مین ہمراہ ہون
نہ سمجھو مجھے بیخبر اسقدر — نہ دل سے لوگونکی آگاہ ہون

مری گمرہی سادگی سے ہے میر
بہت اس روئی پہ گمراہ ہون

بھا آئی مزاج جونکی سبھی تدبیر کرتی ہین — جو انکو انھیں ایام مین زنجیر کرتی ہین
برہمن زادگان ہند کیا پرکار سادی ہین — مسلمانونکی یارائی ہی مین تکفیر کرتی ہین
موئی پر ور بھی کچھ بڑھ گئی رسوائی عاشق کی — کہ اسکی نعش کو اب شہر مین تشہیر کرتی ہین
ہماری حیرت عشقی سی چپ رہ جاینگی اس سے — مخالف مدعی کسکس طرح تقریر کرتی ہین
تماشا دیکھنا منظور ہو تو مل فقیرون سے — کہ جنکی خاک کو ہاتھ مین اکسیر کرتی ہین

اظہار فرخی ہی دم کی بیدماغی
ان روزون میر صاحب کچھ بیمزا ہوئی ہین

بیکار مجھکو مت کہہ مین کار آمدہ ہون	ہر یگانہ وضع تو ہون پر آشنا زدہ ہون

ہین منہ نہین لگایا بنت العنب کو گاہی
تب تھا جوان صالح اب پیر میکدہ ہون

اسرار دل کے کہتے ہین پر وہ جوا نہین	مدت نہین ہی شہد ہماری زبان مین
رنگینی زمانہ سے خاطر نہ جمع رکھ	سو رنگ بدلی جاتی ہین یاں ایک آن مین
شاید بہار آئی ہی دیوانہ ہین جوان	زنجیر کی سی آتی ہی جھنکار کان مین
لا وقفہ اس ضعیف پہ جور و ستم نکر	طاقت تعب کی کم ہے بہت میری جان مین
اسکے لبون آگی کنہون نی نبات کی	آئی ہی کثر شہد مصفا کی شان مین
چہرہ ہی یار کا رہی ہی حیرت چڑھا سدا	خورشید و ماہ آتی ہین کب ایسے دھیان مین
اب میر ہی اسکے عہد مین شاید کہ اوٹھ گئی	آگی جو رسم دوستی کی تہی جہان مین
تارے تو یہ نہین مری آہون سی رات سے	سوراخ پڑ گئی ہین تمام آسمان مین

ابرو کی طرح اسکی چڑھی ہی رہی ہی میر
نکلی ہی شاخ تازہ کوئی کیا کمان مین

شوخ چشمی تری پر یہین ہو جبتک تب جگک
نفع ہماری عشقی کو کرے سو معلوم
آگ کا لاکھہ ظاہر نہین کچھہ لیکن ہم
اوسکی قربانیونکی سب سے جدا ہے رہ و رسم
رشک ایک آدھ ہی کا جی مارتا ہے عاشق کا
بندہ بندہ انکی جدا دیکھون آئی ہین یہی
دلکو جانا تھا گیا رہ گیا ہے افسانا
وانسے یکحرف و حکایت بھی نہین لایا کوئی
بہ درود باش ایسی زمانی مین کوئی کیونکر
حوصلہ چاہیے ہے جو عشق کی آزار کھینچین

ہم نظر باز ہی آنکھونکی حیا کرتے ہین
یار مقدور تلک اپنی دوا کرتے ہین
شمع تصویر سے دن رات جلا کرتے ہین
او دل و عدہ دل و جان فدا کرتے ہین
ہر طرف اسکو تو و چار دعا کرتے ہین
میر صاحب کو جو بندی سے جدا کرتی ہین
روز و شب ہم بھی کہانی سی کہا کرتے ہین
یا نسے طومار کی طومار چلا کرتے ہین
اپنی بدخواہی جو کرتی ہین سہلا کرتی ہین
ہر ستم ظلم پہ ہم صبر کیا کرتے ہین

میر کیا جانے کسے کہتے ہین واشد دی تو
غنچۂ خاطر سے گلستا نہین رہا کرتی ہین

نا آشنا کی اینہہ جیسے ہم آشنا ہین
باہم جو یاریان ہین اور آشنائیان ہین
ناتکدہ ہی تکیہ کیا تازہ یکہ سہارا

اس طور اسطرح کی ایسی کم آشنا ہین
سب ہین نظر مین اپنی ہم عالم آشنا ہین
یکجا فقیر کب سے ہم سب عزم آشنا ہین

منہ چاہئی جو کوئی کسو سی حساب کی
تا کس سی گفتگو نہین روز شمار مین

گنتی کی لوگونکی وہان صف ہوویگی کہڑی
تو میر کس شمار مین ہی کس قطار مین

گو کہ تجہائی جا رہا ہون مین
بخدا با خدا رہا ہون مین

سب گئی دل دماغ و تاب و توان
مین رہا ہون سو کیا رہا ہونین

برق تو مین تہا کہ جل بجہتا
ابر تر ہون کہ چہا رہا ہونین

اسکی بیگانہ وضع ہی معلوم
برسون تک آشنا رہا ہونین

دیکہون کب تیغ اوسکی آ بیٹہی
دیر سی سر اوٹہا رہا ہونین

اوسکی گرد سمند کا مشتاق
آنکہین ہر سو لگا رہا ہونین

دور کی لوگ جن نی باری قریب
اوسکی ہمسائی آ رہا ہونین

مجہکو بد حال رہنی دین لیکاش
بی دوا کچہہ بہلا رہا ہونین

دلجلونکو خدا جہان مین رکہی
باشتقایق ہی با رہا ہونین

کچہہ رہا ہی نہین ہی مجہہ مین میر
جب سی اونسی جدا رہا ہونین

ردیف واو

کیونکہ کہیے ہاتھہ کر رکہا دل بیتاب کو
وہ جو رڑ پالی گیا آسودگی و خواب کو

کم نہین ہر سحر سر یہ بہی تصرف عشق کا
پانی کر آنکہو نہین لایا دل کی خون ناب کو

تہا یہی سرمایہ بحر بلا پہیلے دنون
چشم کم سے دیکہو مت اس دیدۂ پر آب کو

تو کہو تہی برق خاطف ناگہان آ گر کوئی
اک نگہہ سے مار رکہا اون نے شیخ و شاب کو

کیا سفیدی دیکہی اسکی آستین کی چاک سے
جسکے آگے روتا تہا کچہہ پرتو مہتاب کو

چاہتا ہی جب مسبب آپہی ہوتا ہی سبب
دخل اس عالم مین کیا ہی عالم اسباب کو

دم بخود رہتا ہون اکثر سر رکہا زانو پہ میر
حال کہکر کیا کرون آزردہ اور احباب کو

چہوڑا جنونکی دور مین رسم و رہ اسلام کو
تہ کر صنم خانی چلا ہون جامۂ احرام کو

مرتا مر جیتا جیوا اور کوئی جا [illegible] کوئی
ہر کام ہم لوگو نسے کیا اس لبر خود کام کو

جس خود نماتک جاون ہون اس شہنشون دور دور
کیا منہ لگاوی کوئی ایسی روسیہ بدنام کو

بی چین بستر پر رہا بیخواب خاکستر پہ ہون
صبر و سکون جیسی گئی پایا نہین آرام کو

آسایش و راحت سے جو پوچہو کوئی تو کیا کہون
مین عمر بہر کہینچا کیا رنج و غم و آلام کو

میر اب بہلا کیا ابتدائے عشق کو روتا ہی تو
کر فکر جو پاوے وہی اس آغاز کی انجام کو

فرصت بود و باش یان کم ہی
کام جو کچھ کرو شتاب کرو

محو صورت نہ آرسی مین رہو
اہل معنی سے ٹک حجاب کرو

جیسے اسکا نشان ندو یارو
ہم خرابونکو مت خراب کرو

منہ کہلے اوسکی چاندنی چھٹکے
دوستو سیر ماہتاب کرو

میرجی راز عشق ہوگا فاش
چشم ہر لحظہ مت پر آب کرو

بسیر اسیا ہین چمن رود موی سمن بو
گری ہوگی بیہوش مشاطہ یکسو

نہ سمجھا گیا کچھ قدرت کا ہم سے
گیا اوسکو بدخو بنا کر نکو رو

نہ دیکھے نکر ہوا آپسمین صحبت
کہ مین بوریا پوش وہ آتشین خو

ہوا ابر و سبزی مین چشمک ہر گل کی
کرین ساز ہم برگ عیش لب جو

سپارا آئی گل پہول سر جوڑے نکلے
رہین باغ مین کاش اس رنگ ہم تو

رہے آبرو میر تو ہے غنیمت
کہ غارت مین دل کی ہے ایما ابرو

نکمی سے کچھ تو کج کر چشم و ابرو
برات عاشقان بر شاخ آہو

گیا وہ ساتھ سوتی لیکے کروٹ
لگا بستر سے پہر اپنا نہ پہلو

عاشق کا کتنا حوصلہ یہ معجزہ ہی عشق کا ۔ جو خستہ جان پارہ جگر سوداغ دلبر کہائی وہ

مشکل عجائب سیر ہی دیدار جوئی یار کی
دیکہے کوئی کیا اوسکو جو آنکہین لٹی شرمائی وہ

اب دل خزانمین رہتا ہی جینکی رکون کی ساتہہ ۔ جاتا ہی تہا ہمین بہی بہار چمن کی ساتہہ
کب تلک خراب شہر مین اسکو پہرا کرین ۔ اب جاوی یان سی کوئی غریب الوطن کی ساتہہ
ہم باغ سی خزانمین سگئے پر ہزار حیف ۔ جانا بنا نہ اپنا گل و یاسمن کے ساتہہ
کا ننت سی کیا نکلتی ہین اسکی منہ سی بات ۔ چپکا ہی حرف یار کی شیرین دہن کی ساتہہ
جی خواب مرگ لیگئی حسرت ہی ہین ان ۔ اک شب نہ سوئے ہم کسو گل پیرہن کی ساتہہ
جی پہٹ گیا ہی رشک سی چسپان لباس کے ۔ کیا تنگ جامہ لپٹا ہی اسکے بدن کی ساتہہ

کیا جانبین لوگ عشق کا راز و نیاز میر
اک بات اُس سی ہوگئی دو دو بچن کی ساتہہ

مرتی ہین ہم تو اس صنم خود نما کی ساتہہ ۔ جیتی ہین وہی لوگ جو تہی کچہہ خدا کی ساتہہ
دیکہین تو کار بستہ کی کبتک کہلے گرہ ۔ دل بستگی ہی یار کی بند قبا کے ساتہہ
ایکاش فصل گلین گئی ہوتی اپنی جان ۔ مل جاتی یہ ہوا کوئی دن اوس ہوا کے ساتہہ
مدت ہوئی گزر ہوئے ہمکو پر اب تلک ۔ اوڑتی پہری ہی خاک ہماری صبا کی ساتہہ

ملنا نہ ملنا ٹھہرے تو دل بھی ٹھہرا اپنا	اقرار ہے ہمیشہ انکار ہے ہمیشہ

آمادۂ فنا کچھ کیا میر اب ہوا ہے
جی مفت دینے کو وہ تیار ہے ہمیشہ

دل ہے سمہی بغل مین صد پارہ	اور ہر پارہ اسکا آوارہ
عرق شرم رو سے دلبر کے	رفتہ ثابت گذشتہ سیارہ
خواری عشق اپنی غربت سے	کی ہے ہموار ہمنے ہموارہ
کام اس سے پکڑ نکر نہ لیا	ہیچ کارہ بھی ہے یہ ناکارہ
ٹوٹتے سہو ٹتین نہ کاش آنکھین	کرتے ان رخنون سے ہی نظارہ
گو مسیحا مزاج آوے طبیب	عشق مین مرگ بن نہین چارہ

کیا بنی اُس سے میر مین سکین
وہ جفا پیشہ و ستم کارہ

مکتوب دریہ ہو نچا ہر دو طرف سے سادہ	کیا شوخ طبع ہے وہ پرکار سادہ سادہ
جب سیکڑون گئے ہین ہم بوس ہی کیا اپنے	ہے ہمچہ ہمارا گویا کہ پیرزادہ
سائے مین تاک کی ہم خوش بیٹھے ہین سا اپنا	اس سلسلے مین بیعت کرنیکا ہے ارادہ
دل اسقدر نہ رکتا گھبراتا جی نہ اپنا	چہاتی لگا جو رہتا وہ سینہ کشادہ

حالات عشق ... دل دادہ میر ... زیادہ

ردیف یای

کہتے ہین مرنے والے یار نے گئے
سب ہمین رہ گئے کہان سے گئے
دم مین دم جب تلک تھا ساتھ رہا
سانس کے ساتھ ساری سانس گئے

اس پریشان گو نشانہ کر | یار نے جمع افگنی کی ہے
کردیا خاک آسمان نے ہمین | یہ بھی ہمت اسی دنی کی ہے
تکیہ ویران فقیر کا بھی ہو | یان خرابی بہت غنی کی ہے

قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا
عشق نے میر رہزنی کی ہے

مین ہون تو ہے درمیان شمشیر ہے | سنگ کرم مین میری اب کیا دیر ہے
خضر دشت عشق مین مت جا کہ وان | ہر قدم تحت قدم خوف شیر ہے
راہ تک تک کر ہوئی ہین جان بلب | پہ وہی اب تک بھی یان او سیر ہے
جو گرسنہ دل تھا اس دیدار کا | اپنی جی ہی سے وہ اب سیر ہے
کچھ نہین جان انکی پیش تار ہو | گھر مین شمعی رنگون کی اندھیر ہے
پاک ہی ہوتی رہے کشتی خلق | ہر زبردست اوس جوان کا دلیر ہے
طائرون کی گل فشان کی میری گور | سامنے ہونگا گو ہاڑ دہیر ہے
آشنا ڈوبی بہت اس دور مین | گرچہ جامہ یار کا گم گھیر ہے

انچل اوس دامن کا ہاتھ آتا نہین
میر دریا کا سا اسکا پھیر ہے

اب صبر صبر ہو نہین سکتا فراق مین
یک عمر جان و دل کی فریبندگی ہوئی

یار نے ہمسے بیوفائی کی
وصل کی رات مین لڑائی کی

بال و پر بھی گئی بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کلفت رنج عشق کم نہ ہوئی
مین دوا کی بہت شفائی کی

طرفہ رفتار کے ہین رفتہ سب
دھوم ہے اسکی رہگرائی کی

خندۂ یار سے طرف ہو کر
برق نے اپنی جگ ہنسائی کی

کچھ مروت نہ تھی ان آنکھون مین
دیکھ کر کیا یہ آشنائی کی

وصل کے دن کو کار جان نہ کھنچا
شب نہ آخر ہوئی جدائی کی

منہ لگایا نہ دختر رز کو
مین جوانی مین پارسائی کی

جور اس سنگدل کے سب کھینچے
عمر نے سخت بیوفائی کی

کوہکن کیا پہاڑ توڑیگا
عشق نے زور آزمائی کی

چپکے اسکی گلی مین پھرتے رہے
دیر وان ہم نے بینوائی کی

اک نگہ مین ہزار جی مارے
ساحر کی کہ دلربائی کی

نسبت اوس آستانے سے کچھ نہ ہوئی
برسون تک ہم نے جبہ سائی کی

جس آنکھہ سے دیا تھا اون نے فریب لوگو — اس آنکھہ کو جو دیکھو اب آشنا نہین ہے

جب دیکھو آئینے کو تب روبرو ہے اسکی — بے چشم درد اوس سے کچھہ شرم و حیا نہین ہے

مین برگ بند اگرچہ زیر شجر رہا ہون — نقر تک سے لیکن برگ و نوا نہین ہے

شمشیر بن نمک لبون بن اسکی نہین علاوہ — اس تلخ زندگی مین اب کچھہ مزا نہین ہے

اعضا گداز ہو کر سب بہہ گئے ہین میرے — ہجرا نمین اسکی مجھہ مین اب کچھہ رہا نہین ہے

سن سانحات عشقی ہنس کیون نہ رو دو پیارے — کیا جانو تم کسو سے دل تک لگا نہین ہے

دل خون جگر کی ٹکڑے جب میر دیکھتا ہون — ابتک زبان سے اپنی مین کچھہ کہا نہین ہے

لاکھون فلک کی آنکھین سب مند گئین ادھر سے — نکلی نہ نا امیدی کیونکر مری نظر سے

برسے ہے عشق یان تو دیوار اور در سے — روتا گیا ہے ہر ایک جون ابر میرے گھر سے

جو لوگ چلتے پھرتے یان چھوڑ کر گئے تھے — دیکھا نہ انکو ایکی آئے جو ہم سفر سے

قاصد کسو نے مارا خط راہ مین سے پایا — جب سے سنا ہے ہمنے وحشت ہے اس خبر سے

سو بار ہم تو تم بن گھر چھوڑ چھوڑ نکلے — تم ایکبار یان تک آئے نہ اپنے گھر سے

چھاتی کی جلنے کی ہے شاید کہ آگ سلگے — اٹھنے لگا دھوان اب میرے دل و جگر سے

نکلا سو سب چلا ہے نومیدی چلا ہے — اپنا نہال خواہش برگ و گل و ثمر سے

یارب نسیم لطف سی تیری کہین کھلے
مین نی کہا کہ آتش غم مین جلی ہے دل
رکنے سے میری اتنکی سارا جہان رکا
برسون کیا کری مری تربت کو گلفشان

دل اس چمن مین غنچہ سا کبتک رہا کرے
وہ سرد مہر گرم ہو بولا جلا کرے
آئی نسیم صبح کہ اک دم ہوا کرے
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

عارف ہے میر اوس سی ملا بیشتر کرو
شاید کہ وقت خاص مین تمکو دعا کرے

مدت سے تو دلونکی ملاقات بہی گئی
کتنے دنون مین آئی تہی اوسکی شب وصال
کچہہ کہتی آکے ہمتو سنا کرتے دے خموش
نکلے جو تہی تو بنت عنب عاصمہ ہی تہی
عمامہ جانماز گئے لیکے مغبچے

ظاہر کا پاس تہا سو مدارات بہی گئی
باہم رہی لڑائی سو وہ رات بہی گئی
اب ہر سخن پہ بحث ہے وہ بات بہی گئی
اب تو خراب ہو کی خرابات بہی گئی
واعظ کی اب لباس کرامات بہی گئی

پہرتے ہین میر خوار کوئی پوچہتا نہین
اس عاشقی مین عزت سادات بہی گئی

گل نی بہت کہا کہ چمن سے نجائیے
مین بید ماغ کر کی تغافل چلا گیا

گلگشت کو جو آئیے آنکہون پہ آئیے
وہ دل کہان کہ ناز کسو کی اٹہائیے

گرہا کرین ہین ہوا مورد جہان جسپلم جیسے اپنا
نہین جو دیکہا ہم ہمنے اسکو ہوا ہی نقصان جان اپنا
بجا بہی ہے جو نہووے مائل نگار سیر چمن کا ہرگز
کسے ہی رنج و غم و الم سے دماغ سر کی اٹھانیکا اب

غم جدائی جہان جان لگا ہماری دلمین جہان جہان ہے
او دہر نہ یکہی ہم وہ کبہو تو نگہہ کا اسکی مگر زیان ہے
گلو نمین ہمدم ہے کوئی اسکا سو کسکا ایسا گمان ہے
مصیبت اسکی زبانی مین تو ہماری اور نہ زبان ہے

نہین ہے اب میر پہ سنا جو ذکر حق سی تو منہ چہپا وے
پگاہ نوحہ زنے کیا کر ابہی نام خدا جوان ہے

سر راہ چند انتظاری رہے
رہا ہے کئی آنسو پلکون پہ شب
کہا بوسہ دیکر سفر جب چلا
کہین خشک ہو چشمہ چشم بہی
بس اب رہ چکی جان غمناک بہی
تسلی نہو دل اگر یار سے
تری ہی دعا گوش نا خوب ہی
شب وصل تہی یا شب تیغ تہی
کرین خواب ہمسائی کیونکہ یان

بہلا کب تلک بیقراری رہے
کہان تک ستارہ شماری رہے
کہ میری بہی یہ یادگاری رہے
لہو منہ پہ تا چند جاری رہے
جو ایسی ہی تن کی نزاری رہے
ہمین سالہا ہمکناری رہے
فقیرونکی گر گوشہ داری رہے
کہ لڑتی ہی وے رات ساری رہے
بلا شور و فریاد و زاری رہے

۴۵۵

پیام اوس گل کو پہونچا پہر نہ آیے
سبب حیرت کا ہے اسکا توقف
جفائین سہیگا کہتے تھے اکثر
جوان ہونے کی اسکی آرزو تھی
گیا تہا رات دروازی پہ اسکے
لگا کہنے کہ یہ تو ہمنشینان
رہا تہا دیکہہ پہلے جو نگہہ کر

نہ خوش آئی میان گیری صبا کی
سبکپا وان یہ اب تک کیا کیا کی
ہماری عمر نے پہر گر وفا کی
سوا اب بار ہی ہین سہہ یہ جفا کی
فقیرانہ دعا کر جو صدا کی
صدا ہی دل خراش اسہی گدا کی
ہمارے میر دلمین اون نے جا کی

ق

ملا اب تو نہ وہ ملتا تہا اوسکا
نہ ہمسے دیر آ لکہہ اوسکی بلا کی

ہم رو رو کی درد دل دیوانہ کہینگے
سودائی و رسوا و شکستہ دل و خستہ
دیکھے سو کہے کوئی نہین جرم کسو کا
ہون دربدر و خاک بسر چاک گریبان
ویرانی کو مدت کی کوئی کیا کرے تعمیر
مین رویا کڑہا کرتا ہون نہ رات جو درویش

جی مین ہے کہون حال غریبانہ کہینگے
اب لوگ ہمین عشق مین کیا کیا نہ کہینگے
کہتے ہین بجا لوگ بھی بیجا نہ کہینگے
اس طور سے کیونکر مجھے رسوا نہ کہینگے
اُجڑی ہی ہوئی آبادی کو ویرانہ کہینگے
مین بعد مرے تکیے کو غم خانہ کہینگے

[illegible]

نہوے ہم نظیری سے یون تو	شعر کے فن میں بے نظیر ہوئے

بات کا ہم سے انکو کب ہے دماغ
میر درویشی میں امیر ہوئے

آؤ کبھو تو پاس ہمارے بھی ناز سے	کرنا سلوک خوب ہے اہل نیاز سے
پھرتے ہو کیا درختوں کے سائے میں دور دور	کر لو موافقت کسو بے برگ و ساز سے
ہجران میں اسکی زندگی کرنا بھلا نہ تھا	کوتاہی جو نہووے یہ عمر دراز سے
مانند سبحہ عقدے نہ دل کے کبھو کھلے	جی اپنا کیونکہ اچٹے نہ روزی نماز سے
کرتا ہے چھید چھید ہمارا جگر تمام	وہ دیکھنا ترا مژہ نیم باز سے
دلبر سے ہو اختیار تو ہرگز نکر یہ عشق	پرہیز کریئے اس مرض جانگداز سے
آگے بچھا کے نطع کو لاتے تھے تیغ و طشت	کرتے تھے یعنی خون تو اک امتیاز سے
مانع ہون کیونکہ گریہ خونین کے عشق میں	ہے ربط خاص چشم کو افشائے راز سے

شاید شراب خانے میں شب کو رہے تھے میر
کھیلے تھا ایک مغبچہ مہر نماز سے

رشک شمشیر ابرو کا خم ہے	تیر و نشتر سے کیا پلک کم ہے
تم کرو شاد زندگی کہ سبھے	دل لگے خون ہونیکا باعث غم ہے

۵۷

[illegible]

کیا زمانہ تھا وہ جو گذرا میر
ہمکو لوگ چاہ کرتے تھے

دے سے یہ موئی و گرفتاری
در زد غمزوں کی ویسی عیاری

ابکی دل انسے بچ گیا تو گیا
چھوڑ جاتی رہی کہ اندھیاری

اچھا ہوتا نہیں مریض عشق
ساتھ جسکی ہی دل کی بیماری

کیونہیں تر ابر بہار پھورنگ
برسون دیکھی ہی میری خونباری

شور و فریاد و زاری شب سے
شہریونکی ہی مجھسے بیزاری

چلے جاتے ہیں رات دن آنسو
دیدۂ تر کی خیر ہے جاری

مر رہیں اسمیں یار ہیں جیتے
شیوہ اپنا تو ہی وفاداری

کیونکہ راہ فنا مین بیٹھے گا
جرم بیحد سے ہی گران باری

وانسے خشم و عتاب و ناز و عتاب سب
یان سے اخلاص و دوستی یاری

میر چلنے سے کیون ہو غافل تم
سب کی یان ہو رہی ہی تیاری

جمع افگنی سے اون کی ترکش کیے ہین خالی
کس تیر مین ہو گئی سینونکی خستہ حالی

در کیونکہ ہو گئی اس سفلہ خو سے صحبت
دیوانگی یہ اتنی وہ اتنا لاابالی

فخر سے ہمت و کلہ اپنی فلک پر پھینکیں
مغبچے لیگئے سجادہ و عمامہ او جبہ
دھجیاں جامہ کی کردونگا جنونیں اکیا
خاک کا پتلا ہے آدم جو کوئی دیکھے
بات واعظ کی مؤثر ہو دلوں میں کیونکر

اسکے سگ سے جو ملاقات تا سادات رہے
شیخ کی میکدے میں کیونکہ کرامات رہے
گر گریبان دریکا کام مرے ہاتھ رہے
عالم خاک میں برسوں تبکیں وہ بات رہے
دن کو طامات رہی شب کو مناجات رہے

تنگ ہوں میں جی بیطاقتی دل سے بہت
کیونکہ یہ ہاتھ تلے قبلۂ حاجات رہے

کیا عشق بے محابا سیر اُڑ کر رہا ہے
غیرت سے دلبری کی ڈر جاندنی ندیکھی
خونریز ناتوان میں اتنا نکوئے بولا
پایز کب کرے ہے افسردہ خستہ اتنا
خجلت سے آج کل کیا اون نے کیا کنارا
میں اک نگاہ گاہے خوش سرو کوئی ندیکھا
رہتا نہیں ہے رکتے تھمتا نہیں تھمائے
یہ کاروان سرا تو ہے کی گون نہ نکلے

میدان بن گھوڑنگی کشتوں سے بھر رہا ہے
مثالی ہر رخ اسکا پیش نظر رہا ہے
کیا مارتا ہے اسکو یہ آہی مر رہا ہے
تو بھی جدا کسو سے اے گل نگر رہا ہے
دریا ہمیشہ میری گریہ سے تر رہا ہے
الفت رہی ہے جس سے اسی کا ڈر رہا ہے
دل اب تڑپ تڑپ کر اب ظلم کر رہا ہے
ہر صبح یاں سے ہمکو عزم سفر رہا ہے

گیسو و رخسار یار آنکھون ہی مین پھرتے ہین
سیر یہ لیل و نہار دیکھیے کب تک رہے

فلک گردی کی قابل آسمان ہے / کہ یہ پیرانہ سر جاہل جوان ہے

گئے ان قافلون سے بھی اٹھی گرد / ہماری خاک کیا جانین کہان ہے

بہت نامہربان رہتا ہے یعنے / ہمارے حال پر کچھ مہربان ہے

اسیکا دم بھرا کرتے رہینگے / بدن مین اپنے جب تک نیم جان ہے

ہمین جس جا کی گل غش آ گیا تھا / وہین شاید کہ اوسکا آستان ہے

مژہ ہر اک ہی اسکے تیر ناوک / خمیدہ بھون جو ہی از زرین کمان ہے

اسے جب تک ہے تیر اندازیکا شوق / زبونی پر مری خاطر نشان ہے

چلی جاتی ہے دھڑکون ہی مین جان بھی / یہین سے کہتے ہین جان کو روان ہے

پڑا ہی پھول گھر مین کا ہیکو میر
جھمک ہے گل کی برق آشیان ہے

ہم رہین بادہ جامہ احرام کر چلے / مستی کی دیر مین قسم اقسام کر چلے

جامہ ہی وجہ حرمین ہمارا نہین گیا / دستار و رخت سب گرو جام کر چلے

زنار رینا سبحہ کی رشتے کے تار توڑ / ترک نماز و روزہ و اسلام کر چلے

[illegible]

ہے اضطراب دلکا بیتابی سے جان کی

دیوان ششم تمام شد

یہ راہ دور عشق نہین ہوتی میر طے
ہم صبح بھی چلے گئے ہین شام بھی چلے

اب دشت عشق مین ہی تنگ آ گئی جانسی
آنکھین ہماری لگ رہی ہین آسمان سے

پڑتا ہی پھول برق سی گلزار کی طرف
دھڑکا ہی جی قفس مین غم آشیان سے

کیدست جون صدا ے جرس بیکسی کی ساتھ
مین ہر طرف گیا ہون جدا کاروان سے

ہمکو تو التفات نہین حال زار پہ
اب ہم ملینگے اور کسو مہربان سے

تم ہم سی صرفہ ایک نگہ کا کیا کیے
اغماض ہمکو اپنے ہی جی کا زیان سے

جاتی ہین اسکی اور تو عشاق تیر سے
قامت خمیدہ انکی اگرچہ ہین کمان سے

دلکش قد اسکا آنکھون تلی ہی پھرا کیا
صورت گئی نہ اسکی ہماری دھیان سے

آتا نہین خیال مین خوشرو کوئی کبھو
تو مار ڈالیو نہ مجھے اس گمان سے

آنکھو نہین آگے دلسے نہ ٹھہرا تو ایکدم
جاتا ہے کوئی دیدہ گر ایسے مکان سے

دین گالیان انہین تو وہی بیدماغ ہین
مین میر کچھ کہا نہین اپنی زبان سے

گلبرگ سی زبان سی بلبل نے کیا فغان کی
سب جیسے اڑ گئی ہے رنگینی گلستان کی

مطلوب گم کیا ہے تب اور بھی پھرے ہے
بیوجہ کچھ نہین ہے گردش یہ آسمان کی

بسم الله الرحمن الرحیم

فردیات

کیا کہیے عشق حسن کی آپہی طرف ہوا	وله	دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا
مے گلگون کی بو سے بسکہ میخانہ مہکتا تھا	وله	لب ساغر پہ منہ رکھا کہ ہر شیشہ بھبکتا تھا
جب کہ تابوت مرا جای شہادت سے اٹھا	وله	شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اٹھا
گرچہ امید اسیری پہ ناشاد آیا	وله	دام صیاد کا ہوتے ہی خدا یاد آیا
یکبارہ جیب کا بھی بچا مین نہین سیا	وله	وحشت مین جو سیا سو کہین کا کہین سیا

خاک سی میر کیون نہ یکسان ہو — عجب یہ تو آسمان ٹوٹا سے

سوای سنگدلی اور کچھ ہنر بھی ہے — ولہ — بتان دلو نہین تمہاری خدا کا ڈر بھی ہے

تری فراق مین کچھ کہا کی سو رہونگا مین — ولہ — تو کس خیال مین ہی تجھکو کچھ خبر بھی ہے

ہنس دی ہی دیکھتے ہی کیا خوب آدمی ہے — ولہ — معشوق بھی ہمارا کیا خوب آدمی ہے

انسان ہو جو کچھ ہی ادراک سر ہو لاک — ولہ — نادان زمین زمان سی مطلوب آدمی ہے

ہم روز روکی درد دل دیوانہ کہینگے — ولہ — جی مین ہی کبھو حال غریبانہ کہینگے

موقوف غم میر کہ شب ہو چکے ہمدم
کل رات کو پہر باقی یہ افسانہ کہینگے

وصل کی جب سی گئی ہی چھوڑ دلداری مجھی — ولہ — ہجر کی کرنی پڑی ہی ناز برداری مجھی

مین گریبان پھاڑتا ہون وہ سلا دیتا ہی میر
خوش نہین آتی نصیحت گوئی غمخواری مجھی

حیران اوس بھبھوکی سب ہوش ہو گئے — ولہ — شمع و چراغ بزم مین خاموش ہو گئے

عمر گذری کہ تری کوچی کی آنے سی گئے — ولہ — دور سی ایک نظر دیکھنے جانی سی گئے

کیون گردن ہلال ابہی سی ڈہلک چلی — ولہ — ابرو تو ایک طرف پلک اوسکی نہین ہلے

ہمت رکہی بادِ تند کو ایسی کہ بعد مرگ — ولہ — مشت غبار میر نجف پہونچی یا علی

پیر کنعان سے گیا کب درد عشق — وله — گو شکل ہو آنکھہ سے ہوئی بہہ گئی

وابستہ دلبرونکی خاموش ہین ہمیشہ — وله — ان ساحرون نے ایسی منہ عاشقونکی باندہے

نسنے گا فغان مری پہر تو — وله — مین تری کان کھول رکھتا ہون

آرسے آرسے وہ ہر دم ہی — وله — یہ نہ منہ دیکھی کی سی مین نے کہی

بخت دشمن بلند تہے ورنہ — وله — کوہکن نے بہی سر کو پہوڑا تہا

جو ترے لب سے کار رکھتے ہین — وله — یعنی کو درے نام رکھتے ہین

دل تاب تنگ بہی لاتا تو کہنی مین کچھ آتا — وله — اوس تشنہ کام نے تو پانی بہی پہر نہ مانگا

لائق نہین تمہاری مژگان خوش نگاہان — وله — مجروح دلکو میری کانٹو نہین مت گھسیٹو

غم مین دل صبر و ہوش ای پیارے — وله — ہاتھہ کانو نہین رکھہ گئے سارے

لٹ گئی اوسکو دیکھہ گل کی فصل — وله — ساری گلبن تہے تو کہو بے اصل

کر نظر اک دور سے مجہہ داغ مین — وله — آنکھین نیچی کر گیا گل باغ مین

اون نے دیکھا جو اوٹھہ کر سوتی سے — وله — اوڑ گئے آئینے کے توتی سے

کیسہ پر زر ہو تو جفا جو یان — وله — تمسے کتنے ہمارے جیب مین ہین

دیکھتا ہون تو کام میر امیر
اول عشق ہی مین آخر ہے

خود بخود کھو یا گیا ہے کتنے روزون سے فقیر | وله | وہ نہین ہے اب جو تم نے پیشتر دیکھا تھا میر
دوستان ظلمی بجان نامرادم رفتہ است | وله | واشتم چیزی کہ من بودم زیادم رفتہ است
نہ اپنے در سے مجھے دور کر شتابی سے | وله | کہ آہ یان نہین پہنچا ہون کس خرابی سے
ز ضعف دست بدیوار داده آمده ام | وله | بہر دو گام ز ماندنے ستاده آمده ام
مشہور ہین عالم مین تو کیا ہین کہیں ہم | وله | القصہ نہ پیچھو ہمارے کہ نہین ہم
عنقا سر در بر گیم میرس از فقر ہیچ | وله | عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ
مین رہ گیا تھا لاجرم شکوے سے جب اپنے میر | وله | تب کے بلا اب بنے گئے ہنگامہ تھا ہمیر تیرے
اکنون کہ تنہا دیدمت لطف آرہ آزار کمن | وله | تلخی بگو سنگے بزن تیغی بکش کاری بکن
چمن مین کل تہ ہہ ستانہ بر رنگ گل | وله | کہ صبح شاخ پہ یہ بیت پڑھتے تھے بلبل
بہار و خزان ہم آغوش است | وله | زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است
رہے ہم تشنگان دید منت یار کی کیسی | وله | کہ پھر پانی نہ مانگا ہم لگی ایک ہے ایسی
بامید کسی نگذاشت بیداد ش دل ما را | وله | خدا اجری دہد در کشتن ما قاتل ما را
دور سے ہی مین طاقت نہ رہی رات کے آخر | وله | رو رو کے کہو ہی رات ملاقات کے آخر
ز بہر غم ہجر تو بجان کار گرا فتاد | وله | امید وصال تو بعمر و گرا فتاد
آشنا کے کفر و دین عاشق نہین ہوتے ہین میر | وله | جانتے ہین طور میر سب جانے خود دیہہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعیات

دامن عزلت کا اب لیا ہے مین نے
دل مرگ سے آشنا کیا ہے مین نے
تھا چشمہ آب زندگانی نزدیک
پر خاک سے اوسکو بھر دیا ہے مین نے

رباعی

اے تازہ نہال عاشق پامالے
یہ تو نے طرح ناز کی کیسی ڈالے
سب تجھ سے جہان بھرا ہے نکلے اوپر
دیکھین ہین جا ہے گی تیری خالے

ولہ

افسوس ہے عمر ہم نے یونہین کھوئے
دل جسکو دیا اُنے نہ کی دلجوئے
جھنجھلائے گلا چھری سے کاٹا آخر
ٹھل ایسی ہی عشق مین کرے ہے کوئے

ولہ

طاعت مین جوان ہوتے تو کرتے تقصیر
وہ سر مین نشین ہوئے ہین اب پیر
ابکی روز دان مین یون سنا ہی ہے
یہ خانی مین بیٹھے معتکف ہو کر میر

آزار بہت کھینچے ہیں اس بن دل نے — ہجران ہے شاید کہ وصال اپنا ہے

دل جان جگر آہ جلاوے کیا کیا — وله — درد و غم و آزار کھنچا وہی کیا کیا

ان آنکھوں نے کی ہو نہ کسو دم وا کے — دیکھیں تو ہمیں عشق دکھائے کیا کیا

چپکا چپکا پھرا نہ کر تو غم سے — وله — کیا حرف و سخن عجب ہے کچھ محرم سے

آخر کو رکے رہتے جنون ہوتا ہے — اے میر کوئی بات کیا کر ہم سے

کیا کہئے اداتیوں سے کیا ہوتی ہے — وله — جو دل زدگان پہ یہ جفا ہوتی ہے

یہ کیا کہ سجود میں نہ کیا اگر گھڑی — اک وقت نماز بھی قضا ہوتی ہے

اب وقت عزیز کو تو یوں کھوؤ گے — وله — پہ سوچ کی غفلت کو تئیں رووگے

کیا خواب گران پہ میل سونے کا شب ہے
جاگو ٹک میر پھر بہت سووگے

پر پیچ بہت ہے شکن زلف سیاہ — وله — وارفتہ نہ رہ اوسکا لا بسکہ گاہ

دیوانگی کر نہ کی جگہ ہی ٹک دیکھ — جا ملتے ہیں یہ کوچۂ زنجیر میں راہ

جاتا ان نے ہمیں کبھو نہ جاتا افسوس — وله — جو ہینے کہا سو وہ نہ مانا افسوس

تب آنے میں میرے کی قیامت اب سو — آیا نزدیک ہے کہ جانا افسوس

ہر لحظہ رلاتا ہے کڑھاتا ہے مجھے — وله — ہر آن ستاتا ہے کھپاتا ہے مجھے

چپ رہے ہین گویا کہ نہین منہ مین زبان
جب نام ترا لین تو زبان اپنی بہرے

ولہ
شب ابر کے پیش رو تہو رسکا
او سے ناگاہ ایک بجلی چمکی
آیا دل داغ کو گیا جس سکا
کیا جانئے اوس نے گہر جلایا کسکا

ہم میر سے کہتے ہین نہ تو رویا کر
پایا نہین جانے کا وہ درنایاب
ولہ
ہنس کہیل کی تک چین سے بہی سویا کر
کڑہ کڑہ کے عبث جان کو مت کہویا کر

ابرو سے مہ تو نے کمان جسم مارا
زلفون کو ترے ہم بہی پریشان کی مین
ولہ
ہونٹھو نسے ترے لعل نے کب دم مارا
اک جمع کو ان دونو نے برہم مارا

بہان ہے بدن لطیف در ده ہے نازک
بلبل سے سمجہ کے کیا تجہی نسبت دے
ولہ
پاکیزہ ہے تیر طبع و خو ہے نازک
گل سے تو ہزار پردہ تو ہے نازک

پوچہو نہ کچہ اس بے سروپا کی خواہش
جاتی ہین چلے جی ہی تبو نکی خاطر
ولہ
رکہتے نہین صد اہل وفا کے خواہش
معلوم نہین کیا ہے خدا کی خواہش

دل غم سے ہوا گداز سارا اللہ
ہے نسبت خاص تجہسے ہر ایک کے تئین
ولہ
غیرت نے ہمین عشق کے مارا اللہ
کہتے ہین پہ تجہ سب ہمارا اللہ

وصف اپنی دلو نکی کسنے کئے ساری
بالو نمین چہپا منہ کہو یون پوچہا
ولہ
اوس شوخ کی تمکین نے توجہا ہی ماری
کہہ میر گئی ہے رات کیونکر ساری

ولہ

کچہہ خواب سے ہے میرؔ یہ صحبت واری
اٹہہ جائینگے یہ بیٹہے ہوئے یکبار ہی

ولہ

کیا آنکہونکو کہولا ہے تنک گوش کو اپنا
افسانہ ہے پل مارتی مجلس ساری

دل خون ہوا ضبط ہی کرتے سکرتے
ہم ہو ہی چلے دکہونکے بہرتی بہرتے

ای مایۂ زندگی ستم ہے یہ اگر
بہر آنکہہ تجہے دیکہیں نہ مرتے مرتے

ولہ

مستی نکر ای میرؔ اگر ہے ادراک
دامان بلند ابر مطر رکہہ تو پاک

ولہ

ہے عار تیرے جامہ ہستی تیرا
ہشیار کہ اوسپر نہ پڑے گرد خاک

کیا تمسے کہون میرؔ کہانتک رونا
رودون تو زمین سے آسمانتک رودون

جون ابر جہان جہان بہرا ہون غمسے
شایستہ ہون وونی کا جہان تک رودون

میرؔ اس سے ملے کہ جو ملا ہے نہ کبہو
جی یون سے گیا وہ آہ پہرا ہے نہ کبہو

ولہ

چپ جسکے لئے لگ گئی ایسے انکو
ان نے تو کچہہ زیر لب کہا ہے نہ کبہو

کیا کوفت ہے لخت دلکی کوئی نکلے
ٹکڑے جو ہوئے جگر کی ٹوٹی نکلے

چہاتی جو سبتے مدان جلتے جلتے
اوس میں پہپہولے ہمارے پہوٹی نکلے

وله

پہر عشق مین میر پانو دہرتا ہے گا
بے اور منغص اپنا کرتا ہے گا

سب ملکے چلو بلاسے سمجہاوین
دل تجہہ پہ چلے نہ کیونکر میر ابتیاب

وله

افسوس کہ وہ جوان مرتا ہی گا
یان تجہکو توقع ہے کہ لاتا ہی جواب

وان اون نے شراب پیکی مستی مین میر
کرکیائے ہی ناصہ بر کبوتر کے کباب

کہتا ہے یہہ اپنی آنکھون دیکہینگے فقیر وله ہنگامہ نہین رکہتی کیا جوان ہوان کیا پیر

آندہی ہین جہان کے لوگ سارے اے میر
سوجہے نہ جسے دسے یہہ کہتے مین بصیر

پیغمبر حق کہ حق نے کہا یا اسکا
سایہ اور سکے تہا یہہ باعث ہی گا

وله

ملنج ہے کمترین پایا اسکا
کل حشر کو سب پہ ہوگا سایہ اسکا

وله

چپکے رہنا نہ میر دلین ٹہانو
بولو چیا لو کہا ہمارا مانو

اک حرف نہ کہہ سکوگے وقت رفتن
کی حسن نے تجہسے بیوفائی آخر

وله

چلنے کو زبان کے غنیمت جانو
خوبی نہ رہی نہ میرزائی آخر

رباعی از غزل

از غزل مربع

مستزاد ہندی

دنیٰ مین بہت سخت کی اپنی گذران — دلکو کر تنگ
غیرت نرہی عاقبت کار نہ شان — کہنچا یہ تنگ
یارو نہین نہ تہا کوئی مروت جو کری — اجڑے سے گہر
نامرد نظر صاف پڑی تہے میدان — عرصہ تہا تنگ
تک ہزیمت سے بنگر قال مقال — بس اب جپ رہ
ہر چند خموشی سے ہے سخن گو کو وبال — ایذا ہی سہہ
ایسا نہین یہ قصہ کاہش افزا — جو ہو آخر
اٹہہ سو ئی ہو چکا ہی بیچارونکا حال — آگی مت کہہ
ہستی کا یہ ہنگامہ تمام اوسکا ہے — اب تو ہی وبال
شہرت کی جواب جہان جہان برجا ہے — سو وہم و خیال
جو کی مین اوڑی بعد فنا کی جب اب — تسبیح ہی سبب
پہر نام سوا جہان مین رہتا کیا ہے — عنقا کی مثال
منعم جو بہی برسے بنا تے گردر — تہا عہد شباب
پیری مین بنا وہم یہ رکہتا اکثر — ہی کچہ بہی شباب

ہے علیؑ مدعا علیؑ مقصود / وہی مشہود ہے وہی موجود

ہے علیؑ وہ کہ سارے صاحب دل / لیتے نام اوسکا بیچتے ہین درود

کیا زمین کیا سپہر کیا مہ و مہر / کی علیؑ کے لیے سبہو نے نمود

جمع رکھہ دل علیؑ سبب ہوگا / کیا ہے اسباب اگر ہوئے مفقود

بندگی کے مقام مین معلوم / ہے یہ صاحب ہمارا تو معبود

مصطفی مرتضیؑ خدا ہے ایک / لیک آگاہ راز ہین معدود

جہک ہی جاتے ہین سرسن اسکا نام / یعنی سب اوسکو جاتی ہین مسجود

حشر ہوگا علیؑ کے ساتھہ اپنا / کیا ہوا انکا ہمین غم بہبود

عند یہ اپنا اپنا ہے اے شیخ / گوش کر اوسکو تو اچہل یا کود

ہم علیؑ کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

گاہ بیگاہ کر علیؑ خوانی / ہے علی دانی سے خدا دانی

سیر کا اوسکے رہ سر آشفتہ / ہے ولائے علیؑ مسلمانی

فرش راہ علیؑ کر آنکھون کو / یون بچہا تو بساط ایمانی

مور بے زور ہو علیؑ کا تو / کہ جہان مین کرے سلیمانی

خاک در ہو شہ ولایت کا	شامیان لگگئی ہین یالئے فقیر
یونہی فرزرزیرہ دست ہو داوسکا	جیسے برسے ہر کوئی ابر مطیر
صاحب ایساہی ہو تو صاحب ہے	گنہ آمرزا اور عذر پذیر
جسے نبدون کی ورنہ کیونکی سنے	دمبدم جسے ہوتی ہے تقصیر
کچھ محبون کا مقتدر مت پوچھ	ہے علیؑ ہی ہوا معلے کبیر
شان سے کہتے ہین محیط کل	قدرسی قادر و خداسے قدیر
تو موالے علی پرست نصیر	چاہے سو ہمکو کھولے اب کی میم

ہم علی کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

مخمس در منقبت

ہادی علیؑ رفیق علیؑ رہنما علےؑ	یاور علیؑ ممد علیؑ آشنا علیؑ
مرشد علیؑ کفیل علیؑ پیشوا علیؑ	مقصد علیؑ مراد علیؑ مدعا علےؑ

جو کچھ کہو سوا ئی تو ہان مرتضی علیؑ

نور یقین علی سی ہمین اقتباس ہے	ایمان کی علیؑ کی ولا پر اساس ہے
یوم التناد مین بھی علی ہی کی آس ہے	ہنگامہ نادعلیؑ اپنے پاس ہے

تہا بزم لامکان مین بہی رونق فزا علیؑ

خواہش مرد کی غیر سے ہے یہ خیال خام — کرتا ہے کب قبول اوسے عاقل تمام
کافی ہے دو جہان مین مولیٰ کا میرے نام — لاریب اوسپہ آتش دوزخ ہوئی حرام

یکبار بہی زبان سے جس نے کہا علیؑ

سرتا قدم ثبات دل جیسے ادب — صورت پکڑ کے سامنے آیا تہا لطف رب
ظاہر ہوئی ظہور جہان مین عجب عجب — محراب مین نہ گرم رہا تہا کدام شب

ہفتاد بار نہ کون سے روز غزا علیؑ

عنتر کو نار خشم نے اوسکے جلا دیا — اژدر کو جسنے ایک ہی دم مین کہپا دیا
خورشید کو نکال دوبارہ دکہا دیا — ہنگامہ کفر و شرک کا آکر مٹا دیا

تہا جانشین ختم رسل کا بجا علیؑ

گو چشم دل کہلے نہ کسی رو سیاہ کی — اوس تک مجال کب ہے کسو کی نگاہ کی
اللہ ری بلندی تری قدر و جاہ کی — مرکز جبرئیل نے دربان سے راہ کی

شاہا ملک سپاہ جہان صفا علیؑ

دشمن کو تو آگہی ہے کیا جیسے کہان — قدرت سے اوسکی قدر حق ہو گئی ہے عیان
زور آوری مزاج مین آوے تو الامان — کچھ بہی نہین ہے یہ جو سب کچھ ہے درمیان

۳۷۶

بہت ہے گرچہ ہنگامہ روا زین العبا بس ہے

دلا باقر کی فرض عین ہے حیدر پرستی میں | جسپا گر نام کو اوسکی تو ہشیاری کا دعوی ہے
غرض ہو ہو سکا وحشت میں ہو تو کہ بستی میں | عجب ہے نونہال اک سایہ دار اس باغ ہستی میں

کرم اسکا ہی ہر شخص کی برگ و نوا بس ہے

محبت چاہیے صادق جناب پاک جعفر میں | اسی کا شوق دل میں ہو اسیکا شور ہو سر میں
وہی یاں بھی نشہ ہے تھا جو کچھ ساقی کوثر میں | عنایت کی جو ہو ہے چشم رکھنا شور محشر میں

بلا صد رنگ ہو لیکن آئے کیمیا اسکی دلا بس ہے

رکھی کاظم کو جو سر پر غم معصوم نے کیا اوسکو | تو دیکھو یہ امام دین بلا میں مبتلا اوسکو
بلیک چشمک زندان حاصل ہو لیسا تر پہ اوسکو | کہ رکھی کفش جسکی سر پہ دیکھو بادشاہ اوسکو

تو جہ کو نہ ہو لیکن ہر رضا بس ہے

جسے ای مجلس آرایان دین بہرہ ایمان سے | اوسے اک بندگی خاص ہے شاہ خراسان سے
نگہ سان چشم پہ آتی ہے خلق ایران و توران سے | گذرجاتی ہیں اوسکے نام پر جن جنس خوش جان سے

جو ہو سودا اس میں جو ہے تو پہ راضی رضا بس ہے

جو وہ دن ہو کہ نکلا آفتاب و عرش پر جم سے | ہو کل دردانہ لا دین سخن جنت جہنم سے
کرین پرسش یہ وہ نیک عمل کی خلق عالم سے | مخاطب ہے کسو سے ہو یہ یارب کوئی ہم سے

یکتا ہی عرصہ دو جہان مرتضی علی

ہرچند کام ایسی جگہہ کیا کرے سمجھہ
یعنی نہ ذات پاک سے آشنا دری سمجھہ

اس راز کو سمجھہ جو سکے تو ا سی سمجھہ
عقل نخست سی بھی اسے کچھ پری سمجھہ

ہے آنسوئی خیال وگمان مرتضی علی

موجود اوسکی ہونے سے روشن جہان ہوا
فرمان شاہ بحر و برا و نپر روان ہوا

اس پردے میں جو تہا بس پردہ عیان ہوا
پیر زمانہ دیدۂ عالم جوان ہوا

چشم و چراغ کون ومکان مرتضی علی

شخصیت ایسی کسکی تہی کسکو تہا یہ شرف
اللہ رے زور کوئی نہ اوسکا ہوا طرف

اسقدر سا تہہ کون بغیر از شہ نجف
دریای موج خیز تہا اوسکی کرم کا کف

ابن عم رسول زمان مرتضی علی

ہرچند ہی یہ عرصہ ہمیشہ سے پر غبار
لیکن کہان یہ حربی کہان ایسی مرد کار

یاران رفتہ کی بہی تردد مین یادگار
نکلی نہ ویسی تیغ کہ جیسی تہی ذوالفقار

دیکہا نہ تہا وہ جیسا جوان مرتضی علی

پامال راہ اسکی ہین سرہای پرغرور
شایستہ سجود سمجھتے ہین ذی شعور

نزدیک اہل عقل کی رتبہ ہی اسکا دور
ہی جملہ تن تنزہ و سرتاقدم ہے نور

اس زمانے مین آہ کچھ ہے عظیم	ہے مری جان پر عذاب الیم
مستحق کرم ہوں مین تو کریم	ملتفت ہو بہت ہی حال سقیم

میرے ہر درد کی دوا ہے تو

فرصت وقت زن حباب ہے کم	حال مانند موج ہے در ہم
ڈوب جاتا ہے جی مرا ہر دم	جوش زن گو کہ ہو محیط نعم

غم نہین کچھ جو آشنا ہے تو

تجھ سے ظاہر ہوئے ہین سب بھید	جلوہ تیرے ظہور کا جاوید
ذرے ذرے کو تجھ سے ہے امید	دن ہی طالع ہوا جہان خورشید

سب پہ روشن ہے کیا چھپا ہے تو

میر کو کب تلک یہ رنج و غم	اس بھی اندوہگین کو خرم
منبسط ہے ترا سحاب کرم	یعنی سائے مین ہے ترے عالم

سارے عالم مین چھا رہا ہے تو

مخمس در منقبت

ہے حقیقت سے تو اگر آگہ	یاد مین روز و شب علی کی رہ
کعبہ اوسکا ہے در ہے اے ابلہ	میر مولی کی ذات پاک سے وہ

ہے وہ امید گاہ خلق خدا	روز محشر اوسی سی سبکو رجا
وہ مروت شعار وجملہ حیا	بحر زخار جود وکان عطا
اوس سی نفع گدا تتمع شہ	
مرتبہ کچھ نہو چھو اس گھر کا	بندگی یانگی فخر قیصر کا
شاہ چین پیش دست قنبر کا	آسمان ہے گدا اسی در کا
دیکھتے ہین ادہر ہی مہر و مہ	
اوسکے ہمت اوسکیو بن آوے	دولت اوسکی جہان سب کہاوے
بار اس در پہ جو گدا پاوے	ایک آواز کرکے لیجاوے
مال واسباب وملک وتاج وکلہ	
سیر عازم ہوئے ہو کید ہر کے	جو تلاشی ہو یار و یا ور کے
رہگرا دوستی حیدر کے	نہین محتاج ہوتے رہبر کے
ہے اسے راہ مین خدا ہمرہ	

مخمس در منقبت

قدر کو میری بہت ہے برتری	کب مری خورشید سے ہو ہمسری
حکم بزرگی سے ہے یان شیری تری	گر مخالف سوچ کر تک اژدری

اے مخالف بحث مت کر نا بکار — بات ایسی سی ہے مجھکو ننگ و عار
بس کہا اِس آستان کا ہون غبار — کیا کہا تجھسے کرون مین بار بار

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

شیخ کو نسبت نہین تجرید سے — ہے یہ خرِ جکڑا ہوا تقلید سے
بے عقائد ہوتی ہین تائید سے — گو کہا اِن نے مرے تقلید سے

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اِس عقیدے ہی پہ لپٹے مین ہون — گو خوارج کے ستم اسمین سہون
بے ولا حیدر کے ہون مین تو نہون — لب ہین جبتک بس یہی تبتک کہون

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اب ہوا پیری سے تک مین مضمحل — ورنہ تہا یہ شور تا چین و چگل
شوق میرا کچھ نہ تہا بے صدق دل — رات دن رہتا تھا کہتا متصل

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اے میرے سرمایۂ ہر دو جہان — عشق تیرا ہے مرے ہمراہ جان
ہو اگر تن پر مرے ہر مو زبان — بیگمان ہر دم ہو یہ سب ہر زمان

حیدری ہون حیدری ہون حیدرے

جور انواع دشمنوں کے سہہ	پر نکر یار گفتگو بے تہ
دو دستے مین علی کے بیخود رہ	بات یہ ہے گی اور کہیو مت کہہ

یا علی یا علی کہا کر تو

اسم یہ ایک جو مکرم ہے	سب کے نزدیک اسم اعظم ہے
یہ سب اوپر مقدم ہے	غرض اے ہمنشین جو آدم ہے

یا علی یا علی کہا کر تو

رہ ولا سے علی کا خواہش مند	ہے یہ شیوہ خدا رسول پسند
ورنہ کہے ہرگز نہ رکھہ زبان کو بند	پست کرنے کو مدعی کے بلند

یا علی یا علی کہا کر تو

بدر آسا علی تمام ہے نور	ذات پاک اوسکی ہے علیم و صدور
بھول مت اوسکو گر تجھے ہے شعور	یا و خاطر رہے ضرور ضرور

یا علی یا علی کہا کر تو

سونپ رکھہ اوسکو اپنی موت و حیات	سمت صرف ہے علی کی ذات
بس ہے اوسکے ولا برای نجات	باتین یون سو ہین پر یہی ہے بات

یا علی یا علی کہا کر تو

ایضاً ترکیب بند

تقصیر ہے بوالہوس کی اور منت
مارا جاتا ہون درمیان مین

ایسا ہی نہ تیغ کہا کے بارے
فارغ ہوا دیکھے امتحان مین

اے طفل کہے گا بعد میرے
مارا کاہیکو یہہ جوان مین

ہون مین تو چراغ آخر شب کا
کوئی دم کا ہون میہمان مین

دل سوز ہی میری کر اے صبا تک
ہونے تئین صبح کے کہان مین

رونے ہی کو رونا ہے گا ناصح
پہرتا ہون دربائے خانمان مین

کوئی نہین شہر غم مین میرا
بیچارہ غریب ہون گدایان مین

غم کہہ کے رلاتا ہون مین سبکو
تجہہ غم مین ہوا ہون نغمہ خوان مین

پائے نہ وفا کسی مین دیکھا
غربال تمام کر جہان مین

بارے مین یہہ سب دیار دیکھا
ہر کوچے کو بار بار دیکھا

شب ہی عالم مین ہو گئے تہے
اپنے دلکا غبار دیکھا

آنکہین گئین روتے روتے لیکن
تو نے نہ ادہر کو یار دیکھا

اب وعدہ نہ کر زیادہ بس ہم
جانا ترا اعتبار دیکھا

کہتے تہے یہہ ہم نکر تمنا
اے جان امید وار دیکھا

۴۸۳

ہے بندہ نواز ظلم مجھ پر	ہم نالہ نکر تو مجکو ہے سے
گو موسم دے خنک ہو مجھسے	دل گرمی ہے مجکو ہو رہے سے
تک دیکھ فلک نے شاہ خوبان	کیا کچھ کیے خاندان کیسے
سر پیچ سے عشق مین رکھے پا	واقف نہین دل تو پائکی رہے
ہاتھون مین مرے ہین نے خوبان	کہتے ہین کہ اس کئے ہین پیسے
کیا تجھسے کہون معاش اپنی	بارے گذرے ہے جیسے تیسے

رہتا ہے غرض ہمیشہ سودا
کوچہ کوچہ ہوا ہون سودا

وہ تشنہ دہن ہون ل چلا مین	لب جس جسکا نہو وسے دریا
کہتے ہو جسے فلک ہوا ہے	میرے ہے غبار دل سے پیدا
کہلتا تو سبے کبھی بلا سے	دل میرا ہیے کاش غنچہ ہوتا
اب جان سے جانا آرہا ہے	موقوف اشارۂ تقاضا
ہو جسکی خراب عاقبت ہے	وہ مین ہون کہ مین اور دنیا
مین ہون کہ سرآمد جنون ہون	مجنون کو خلیفہ مین کیا تھا
وہ خستہ ہون مین ہے جسکو کیسے	رونق افزاے کوہ و صحرا

یکروز ہہ پنا نچہ ہول دل سے	اندوہ تنگ مجھے ہوا تھا
کھو دیا اپنا دوستوں نے	جس جا کہ مرا عرق گرا تھا
ہون اب جو بلا مین مبتلا مین	بیگانہ ہے جو کہ آشنا تھا

یہہ رنج و بلا و ہجر و محنت
ایوائے حواس و صبر طاقت

ایدہر ہے کبہو تلک ایک چشمک	ہمسے یہی ضرور ہے مروت
مت فرصت وقت سے ہو غافل	آخر کو نہ کہینچے تا خجالت
ہر آن مین اپنے تربیت کر	دیتا ہے زمانہ کسکو فرصت
غیرونکے رہوگے دیر تک تم	ہمکو تو سویرے کر دی رخصت
کیا تمسے کہین سلوک ہجران	دل مین نرکھے ہماری حسرت
قطرہ تو ہے پر نہ تہہ اوٹھاؤ	دریا کو کرے ہے یہہ کفایت
خالی دل پر کو ہم ہے کرتے	افسوس ندی اجل نے فرصت
بس میرا ہو تو کردن مناوے	کوئی نکرے کہین محبت +
گردن مارین شتابی اوسکو	رکھے جو کسی سے میہ الفت
عمر گذری ہو چکا ہو گی کاروزگار	رنج و محنت کی تئین آرام سمجھو تنگ تھا

وصل خاطر خواه تو معلوم تھا میسر نہین
گاہ باشد رحم کو بہی رحم فرماکے ز شوخ
ایک ساعت پاس بیٹھے درد دل میرا سنے
سو تو یہہ سب ہو چکا ہی کاشکے ملتا نہ تو

آس مین لکھو لکھ ہی ہی جبتلک تہا مین جدا
دیکہہ مجہہ ناکام کو بکدم کرتے ترک جفا
کرکی غمخوارکی تیہہ تیئین کیا ہو گیا
ایسے آجانی کا تیرے سکون نا مشتاق تہا

آمدی وحسرت وصل از دلم برداشتے
حسرتی بود از وصال آن ہم بمن نگذاشتے

ہین خرابی آج جتنے محل یہ تیری لوگو سنے کہہ
طاق کسری تو سنا ہوگا کہ کیسا تہا محل
گہر کا صاحب تو اُڑ ایا کہ کی یکسان خاک سے
خط باطل سے لکہا ہی صفحہ کون مکان
ایسے ایسے خان اور خانمان آسمین بہا ملگئے

مت بنا ای خانہ مین منعم رہا کرا سقدر
اب کہین بس طاق کا کسری کے پیدا ہی اثر
اینٹ مارین اینٹ سے یکجہ ہوا اس گہر پر
کیون دماغ اپنا جلاتا ہی رہے تو کدہر
جای عبرت ہی یہہ معمورہ جہان لکابی خبر

ہر کجا انتادہ بینی خشت ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

محبت سننے مین آتا ہے کوئی رشتہ
رشتے آنکہونکی یہہ منظور ہے آگ بیا تہ

یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
قوت دل کا جدہر دیکہو تو ہر ہر کو رشتہ

تجھے میں دیکھہ تماشے کا کیا مہیا ہون | خدا کی دین ہے پر بیت آنکھین کیا میں اندھا ہون
نصیب لطف نہ باقر کا تجھ سے چھوٹا ہون | دو چار شعر میں الفت سے جو جعفر الیہ اکہا ہون

امام چھمین اس اپنے پیشوا کے قسم

جو سرو دیکھوں نظر مین تو صبح و شام کی سنون | پڑا ہو پانو کہین تو تیرے خرام سے کی سنون
کلام ہو کسی سے تو مجھے کلام کی سنون | جو سات پانچ ہو جو بین جھٹے امام کی سنون

غبار رہ ہون تیرا اوسکے خاک پا کی قسم

کبھی جو لطف جو تک تو بحال آتا ہون | وگرنہ آپ سے مین لمحہ جاتا ہون
تیرے ہی واسطے یہ غم یہ غصہ کھاتا ہون | گواہ دیجو کا کاظم کو اپنے لاتا ہون

سیح اوسکو مان تجھے اوسکی ہی لا کے قسم

جو تجھکو خوش نہین پاتی تو جان کہتی ہین | ہلاک ہوتی یہ تجھہ ہی سے راضی ہوتے ہین
کبھو ہے آٹھہ پہر مین تک ایک سوتی ہین | ہمیشہ راتون کو آٹھہ آٹھہ انسو رویتی ہین

امام ضامن ثامن علی رضا کی قسم

گدا ہی رسول تقی کا نقی کا ہون مملوک | رکھون ہون عسکری کی لطف سے امید سلوک
طریق مہدی ہادی کا رکھتا ہون مسلوک | جہانکے لوگ ہین مفلوک سارے دیتے ہین ملوک

قسم جو کہائی ان چار بادشا کی قسم

کے جو کچھ اوس سے ایسا ویسا ہو | ورنہ کیا دخل کوئی کیسا ہو
کتنا ہے وون جو پاس پیسا ہو | سو تی جو وہ نہ ایسا میتا ہو

علق ناحق ہے میرے جی کا وبال

ایک عمدہ کی یان ہے اہل کار | فوج کے لوگون کا سب اسپہ دار
سو یہ بڑچود ایسا خوش اقرار | کہے ہر اک کو دینے سو سو بار

پھر ندے جز فریب تا دہ سال

یا مہینون تلک رہے روپوش | یا طلے ہے تو بیحواس و بیہوش
لوگون کہتے پہ رونہ جوش و خروش | یہ کچہری مین بیٹھا ہے خاموش

زرد رو بیٹھا ہے گویا لال

جبسے یہ ہے محرر دفتر | تب سے ہنگامہ ہے رہا اکثر
ہو وے پر چا جو وے کسو کو زر | سو یہ بچی پڑا نہین ہے لچر

سب ہے اوسکو ہے ایک جنگ و جدال

لات مکی ہو گئے رہیلون سے | دہول جہکڑ ہے گاہ چیلون سے
کم نہین ہے کچہری میلون سے | آتے جاتے مین لوگ ریلون سے

نکلے ہے تیغ گہر کی ہے وان ڈہال

یہ کمر باندہ کر گئے دربار	وہ ہوئے گرم جستجوئے یار
آنے دروازے پر لگے سو بار	سر پہ رکھہ بانکے پگڑی کہڑکی دار

پھر ہوئے پیر وہ جوان فی الحال

کچھہ حمیت نہ زنجلب کے تیئن	ساتہہ لیجاے گہر مین سب کے تیئن
نہ رہے پاس جور و شب کے تیئن	نہ تو پانے ہین اوسکے ڈہب کے تیئن

نہ سمجھتے ہین اوسکی چال کی چال

قصہ کوتاہ بعد چندین ماہ	مری اس بہروسے پہ ہوئی تنخواہ
جانی آدم لگا کہ وہ بیگاہ	یہ تو معزور ہے نہ و گمراہ

مفتری کاذب و سفیہ و ضلال

سہل سا مجکو بہی سمجھہ کے فقیر	ستگھنے وعدون ہی مین لگا بچلے پیر
یہ نجانا نہین ہے اوسکے نظیر	اوسکو جانو ہی بادشاہ و وزیر

دور تک پہنچیگے یہ قیل و قال

اوسکی خاطر کہین گے خورد و کلان	سے اس مین کرینگے عمدے بجان
دوست اوسکو کہین ہین پیر و جوان	لے گا منت علی محمد خان

رکہنا ان پیسیون کا ہے کسکے مجال

یاں آتا نہیں ہے نقش شوم — ورنہ کشتے اٹھے ہے ایسے وہوم
ہر سحر روز والونکا ہے ہجوم — ہے تمہیں حال یہاں کا کیا معلوم

تم تو سو ثنا لیے کرو ہو سوال

ایک دن جا کیا نفر نے شور — اُن نے دیکھا نہ مطلق اسکے اور
ہے غرض صحبت اپنی اسکے زور — وہ تو مچھر کی جھول کا ہے چور

میں بے کھینچو لگا خوب اسکی کھال

اسپہ تنخواہ جو کہ گھر لاوے — سو وہ اپنا کیا ہے بھر پاوے
پاشکستونکو برسون دوڑ آوے — ایسے سے ہاتھ خاک کیا آوے

جیسے دل ہوں تہ غبار ملال +

بد زبانی نہیں ہے اتنی خوب — بات اچھی نہیں ہے بے اسلوب
گفتگو اسطرح کی ہے معیوب — مل رہے گا جو کچھ کہ ہے مطلوب

بس قلم اب زبان اپنی سنبھال

نیچو دانہ ہیں گئے حرف زبان ہر گہر گوش — آج کہتا ہوں کہ ہے خمکدۂ دلمیں جوش
پای سفتن تو نتھے لیک مجھے تھا کچھ ہوش — سرخوش از کوئی خرابات گذر کرد وش

بطلبگاری ترسا بچۂ بادہ فروش

بیخود و بیخبر و مست مئے صاف الست — آتش مے سے بھر افروختہ کچھ بادہ پرست
بلکہ گھر پانو کی لغزش کے سبب مست بدست — دیدم از دور گروہے ہمہ دیوانہ و مست
از تف بادۂ شوق آمدہ در جوش و خروش

گرچہ ظاہر تھا خراب انکا عملی سب معمور — کاسۂ سر پہ ہوئی پھرتی تھی سار فغفور
نو لباس طرب و جامۂ اندوہ سے عور — بے دف و مطرب و ساقی ہمہ در عشق و سرور
بے مے و جام و صراحی ہمہ در نوشا نوش

نام و ناموس کا دفتر تھا سب انکا برہم — دیکھکر پہلے کیا مینے تامل یکدم
پھر جو دیکھا تو مجھے بدلہی گا کیا عالم — چون سر رشتۂ ناموس برفت از دستم
خواستم تا خبری پرسم از و گفت خموش

عقل رکھتا ہے تو نکتے ہئیو رب کا پابند — یہان فراغت ہے دو عالم کی ہر اک جام میں بند
یہ وہ جا ہے کہ نہ فردوس ہو اسکے مانند — این خرابات مغانست و درو مستانند
از دم صبح ازل تا بہ قیامت مدہوش

میرا ان مستونمین کوئی نہیں پابستۂ زیست — کیونکہ یہ زیست بہت ہوسکتو وہ زیست گریست
جتنے میمست نظر آتے ہیں اب سب ہیں نیست — گفت ازینہا بچہ فرقہ سر یکرنگی است
دین و دنیا سبکی بر رخ عصمت بفروش

واں ان کے دل کیا ہے مانند سنگ خارا	یاں تن ہوا ہے پانی ہو کر گداز سارا
کیا پوچھتا ہے ہمدم احوال تو ہمارا	نے رمز نے کنایہ ایما ہے نے اشارا

اسکے تغافلوں نے ان سوزوں ہمکو مارا

ہو شہر یا کہ صحرا بارے مکان تو ہو	غم میں نہ ہووے کچھ تو اک تیں جان تو ہو
حالت تغیر ہو کر منہ میں زبان تو ہو	سو بار دیکھ صورت ہو مہربان تو ہو

اپنے تئیں نہیں ہے پر اب گفتگو کا یارا

یہ چشم تھی کہ ترکاں اکثر سوار ہونگے	ہم لوگ انکے رہ کی گرد و غبار ہونگے
یہ جانتے نہ تھے ہم اسطور خوار ہونگے	اب کہتے ہیں کہ یارب کیونکر دوچار ہونگے

اس بے طرف کو ہوگا انکا کبھو گذارا

پھر انہیں کٹ پر چھکو ملو در باغ میں ہم	بوئے وفا نہ پائی گلہین باغ میں ہم
مدت سے ہیں اگرچہ گلگشت باغ میں ہم	پر لطف کچھ جو دیکھا سینے کے داغ میں ہم

اوس بن جو گل چنے تھے انکا کیا نظارا

تشنے ہیں اپنے خونکو اے ہمدمو آؤ	ہے کوئی طبیب گر خضر اسکو بھی بلا لاؤ
اب تانو ہم سو ٹانی گو اسمیں جان جاؤ	آب سبز قدہ اوسکے شمشیر کا پلاؤ

آب حیات سے اپنے جی کو نہیں گوارا

۴۹۳

عیب و شہود دونو نمین مشہود ہی تو تو	ہے سب ہماری وہم ہے موجود ہی تو تو
حاصل کے دو جہانکا مقصود ہی تو تو	مسجود تمکو جانی مین معبود ہے تو تو

ناجی ہین وہی ہی لوگ تہہونکا ہے یہ یقین

احوال خوش انہونکا صنین تجسسے ہی ملا	آمد اقو آسمان زمین پر خاک مین ملا
آئینہ ہے کہ دین کو تجسسے ہوئے جلا	برپا وہی رہیگا جو تجہہ تک ہے سلسلا

یارون نے جتنے رسمین نبہائین تہین اٹہہ چلین

فتنے کو تیری عہد مین سوتے گذر گئے	آشوب حنظری ترے سو دے بسر گئے
آفت کہان کہ کب کے کنارا ہی کر گئے	آوازہ تیر اسنکے بلا جیسے مر گئے

یون مٹ گئے فساد کہ مذکور ہی نہین

داور ہوا ہو تو تو ملے بکسونکی داد	تلوار مارنی سے ترے مٹ گئے فساد
اٹہہ نہ گرد زندقہ و کفر پر عناد	زنار ٹوٹی مہر جلے بت گئی برباد

برہم ہوئی گہڑی مین ہزارون برس گئے دین

ہنگامہ گرم یارونکی سب سرد ہو گئے	چہرہ منافقونکی دہین زرد ہو گئے
سر در نقاب خاک بہرے مرد ہو گئے	جیسے تہا پر غبار جہان گرد ہو گئے

گلون مین بکریون کی جہپٹی شیر خشمگین

لاثانی اسکے دیکھیں وہ ہی مصطفےٰ کو دیکھیہ — اس رخ کا کرے تصور وہ نور خدا کو دیکھیہ
رنگینیٔ عدالت شاہ ولا کو دیکھیہ — نرگس نے غش کیا تھا کہیں ابر دا کو دیکھیہ

گلشن میں دلبروں نے نہ پھر انکھڑیاں ملین

عاجز نوازی تیری سے ہو شستجا کی ز ر — برسے گدا پہ ابر کرم سے تری گہر
جور فلک نے کیا جی سے رحم کر — مہمان تری سماط پہ ہے خلق بحر و بر

حاتم بکے شمال ہے یان فعن ریزہ چین

جس دل کو ہو نہ شوق ترا ہو جیو گداز — جس چشم کو نہ میل ہو ترا نہ ہو جو باز
جو سر ترا خیال سکے رہیو بے نیاز — سجدہ سے تیرے در کی جو بچے ہو سرفراز

مسجود ہو جو جلیع سعادت کی وہ جبین

اہل نظر سے دیکھنا اودہر کا ہے عجب — آنکھوں نسنے تیرے رہ نہ چلی واقف ادب
کسکو تہی یہ بزرگی کوسکا تہا یہ حسب — یہ قدر تہی تیری مری معلی ہوا تو جب

رونق فزای کعبہ محمد کا جانشین

کیا کہیے تیر تو قرب سے اے سایۂ اٰلہ — بیدل نشے سے کچھ کہے کوئی مرون سیاہ
اپنی تو تجھ پہ پڑتی ہے جا کر وہیں نگاہ — فہم و گمان و وہم کو جسجا نہیں ہے راہ

ہے چشم شوق عینک شفاف دوربین

۴۹۵

جانا جہان تہا مجھے سو بار وان گیا
ضعف قوی سے دوست بد ہوا سو انگیا
محتاج ہو کے نان کا طلبگار وان گیا
چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار وانگیا
اس جان ناتوان پہ کیا صبر اختیار

در پر ہر یک دنی کی سماجت مری گئی
نالائقوں سے ملتے لیاقت مری گئی
کیا مفت ہائے شان شرافت مری گئی
ایسا پہرایا آن کہ طاقت مری گئی
مشہور شہر اب ہون سبکسار و بیوقار

عرصہ تہا مجھ پہ تنگ اٹہا ہو کے نیم جان
پوچھا نہ مجھکو یک لب سے کنہو نے یان
کم پائی پہر بہی سیر کیا مین نے یہ جہان
آشفتہ خاطری نے پہرایا کہان کہان
ہر سو نکا راز مجہسے ہوا آخر آشکار

پرداخت میری ہو سکی ایک امیر سے
عقدہ کہلا نہ دل کا دعا سے فقیر سے
زخمی ہمیشہ آتی رہی سر پہ تیر سے
ہر چند التجا کی صغیر و کبیر سے
لیکن ہوا نہ رفع مرے دل کا اضطرار

کنہی کی اپنے حال پہ شفقت سے یک نگاہ
نکلے ہے کیسے طور پہ اپنے سخن کی راہ
بولا نہ کوئی یہ ہے کہ تم کیون ہوئی تباہ
اسلوب اپنے جینے کا ہو کسطرح سے آہ
ہم ایک ناتوان و ضعیف اور غم ہزار

جیبی والی ہوتے ہوئی ہین فقیر	تن سے ظاہر رگین ہین جیسے لکیر
ہین معذب غرض صغیر و کبیر	مکھیان سی گرین ہزار دن نقیر

دیکھین گر کرا ابر ابر ماش

شور مطلق نہین کسو سر مین	زور باقی نہ اسپ و اشتر مین
ہو کہہ کا ذکر اقل و اکثر مین	خانہ جنگی سے امن لشکر مین

نہ کوئی رند ہے نہ کوئی اوباش

لعل خیمہ جو ہے سپہرا ساس	پالین ہین رنڈیونکی اسکی پاس
ہے زنا و شراب بُرو سواس	رعب کد لیجیے یہین سے قیاس

قصہ کوتہ رئیس ہے عیاش

جتنے ہین یان امیر بر دستور	پھر بھی ان سلوک سب مشہور
پہنچنا ان تلک بہت ہے دور	بات کہنے کا وان کسے مقدور

حاصل اسنے نہ دل کو غیر خراش

بیاسے ہین مستعد کار	درس تلنگے جو ہون تو ہی دربار
ہین وضیع و شریف سارے خوار	لوٹ سے کچھ ہے گرم بازار

سو ہے قند سیاہ ہے یا ماش

بخشش دو دن جامہ تک جو ہو قدرت | آٹھ آنے کی ہین خرچ یکساعت
دس ور پے دو دن گدا کو بی منت | مقتضی ہووے کب مری ہمت

صاحبان کرم کی تئین شاباش

ہو جوان لوگو نمین گدا کا گذر | سہم رہ جائین سب نہ کہین اودھر
دیر کے بعد یہ کہین ہل کر | شاہ جی لے خدا سبھونکی خبر

سو بہی یہ بات ہے پس از کنکاش

یاروں کے جود کا بیان کیا ہے | وہم مین انکے بہی جہان کیا ہے
آشکارا ہے سب نہان کیا ہے | دیکھتے ہین کہین کہ یان کیا ہے

ایسے صحبت مین ہم نہوتے کاش

بس قلم اب بانکو اپنے سنبھال | خوشنما کب ہے ایسے قال و مقال
ہے کڈہب چرخ روسیہ کی چال | مصلحت ہے کہ رہیے ہو کر لال

فائدہ کیا جو راز کریے فاش

مستخلطی فرد کا سنو احوال | بید ماغی سی مین تو دیتی تہی ڈال
ایک مشفق کو تہا ادہر کا خیال | مہربانی سے آئے کہوج نکال

شیخ جی گاڑ ہے سو عجائب مال

لیکے میری تسلی فرمائے — پھر تقر پاس اپنے رکھوائے

اور لگے کہنے رکھیے استقلال

فرد نواب کو دکھاؤں گا — حال صاحب کا سب جتاؤں گا
ہے مقدر تو کچھ ہی لاؤں گا — لیکے دفتر مین آپ جاؤں گا

آگے میرے کسے سخن کا مجال

قدر والا ہمارے ہی معلوم — خلق خادم ہے اور تو مخدوم
اس سعادت سی جو رہے محروم — ہے یقینے کہ وہ الاغ ہے شوم

حشر کو ہوگا مرکب دجال

تم بنی فاطمہ ہو ہم ہین غلام — ہے غلامی تمہاری اپنا کام
تمکو مسجود جانتے ہین انام — تم سبھونکے ہو پیشوا و امام

تمسے سبکو نجات کا ہے سوال

بار ہی رخصت کیا بصد اعزاز — اور کہا تم ہو خلق مین ممتاز
ہے تمنا کہ تمسے ہون دمساز — دل ہمارا ہو کاش محو نیاز

کریں تم پر نثار جان و مال

شیخ ذکر سلوک حد سے زیاد — فقیر انذوہ سے کیا آزاد

ایک مدت تی آج کل پر بات	اتنو ہی صبح اب ہوی ہو رات
ہی بہت شیخ کی غنیمت ذات	جمع آدم مین اتنی کب ہین صفات

مفتری و ورع و محتال

ایکدن مین کہا جو ہو مضطر	کیسے اس در سے جاؤن اب کیدہر
ہنس کے بولی بہت تلطف کر	سر منڈاتے ہو تم بہی اس گہر

آگے آوینگے جتنے ہونگے بال

راتونکو تنہین مصیبتین گذرین	اور دنونکو قیامتین گذرین
کہنہ نہ پوچہو جو حالتین گذرین	باتون باتونمین مدتین گذرین

وعدہ و چار دن نہ ماہ و سال

پہر جو اوس فرد کا ہوا مذکور	کہنے لاگے کہ نائب دستور
جانتا ہے تمہین کہ ہو مشہور	پر کسے ہے رکہو مجہے معذور

جاری کرنا ہے اسکا امر محال

آنہہ آئی ہین شاہ پر بہاری	اوسکے لوگون نے کی ہی اب خواری
آپ ہے تو یہہ ہی گرفتاری	فوج ہی گی تو قحط کی ماری

کیون نہ جسبجائیے ہین وان تہا کال

یان نہین شہ کی گہر مین وا تاب ہے	کبہو ہوتا ہے پینا کہانا بہی
ورنہ بہوکے رہے ہین بیٹہے نڈہال	
حال یہہ ہے جو اسپہ ہو منظور	پہر بہی نواب سے کہرون مذکور
گاہ باشد کہ ہوا نہین مقدور	پر سماجت ہے اب ضرور سے دور
لطف کیا مین کہون وہی دیوین ٹال	
مین کہا بس بہت خراب ہوا	پردہی مین وا انسے بہی جواب ہوا
دل ہوا داغ جی کباب ہوا	بارے ہونا جو تہا شتاب ہوا
کٹ رہیگا مرا بہی یہہ جنجال	
دل سے اپنے بہی اب بہلا دیجے	فرد میری مجہے منگا دیجے
اس خیالات کو اڑا دیجے	بند چہڑ یا کسے چہڑا دیجے
بس بہیا یا بہت فریب کا جال	
ہنسکے بولے کہ فرد ہے حاضر	اور سمجہیے نہ مہکو بے قاصر
جان کا ہون تمہاری مین ناظر	جمع فرماؤ خاطر عاطر
اب نہین پہر یہہ کام ہونگا سنبہال	
تبسے ابتک وہ فرد لاتا ہون	گاہ بیگاہ انکے جاتا ہون

فقر و فاقہ کی ہر طرف ہے دہوم
وہ تلنگے جہان ہین وان ہے ہجوم
لشکر اک ہے خزابہ مردم بوم
زندگی کرنی کی طرح معلوم

کہ رہے جون خدا ہی ہے آگاہ

قصہ کوتہ کہان نہ رو گذرا
کونسی شکل مین نہ ہو گذرا
آبرو رفتہ رفتہ کھو گذرا
یان گذرنا تہا ظلم جو گذرا

اسپہ جسکو ہو قصد بسم اللہ

پارسا ہین جو جوان پیر ہی کہتے ہین
جو ولایت رکہے ہین شاہ ولا کہتے ہین
سالک مسلک دل راہنما کہتے ہین
ایک مولا کی ہین ایک خدا کہتے ہین

یا علی جو تجہی کہتے ہین بجا کہتے ہین

آفتاب فلک عز و علی تو ہی تہا
چہرہ آرای زمین اور سما تو ہی تہا
جانشین پیمبر کی سزا تو ہی تہا
قالب خاکی کے پردے مین خدا تو ہی تہا

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

ہے ترے قدر سے ختم رسل کون آگاہ
عبد اشان تیری صل علی تیری بجا
نور سے تیرے اگر ہو کوہ لبنان پر کاہ
وہ ثبات اس قد و قامت پہ فدا ہے واہ

یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

۵۰

عالم خاکی میں تھا صلی تا جلوہ نما | عرش اعظم سے بھی تھے رتبہ مین تیرے جا

یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

اے ترا مرتبہ بالا تر فہم و ادراک | ایک تب کی تہین پہنچے ترے جلوے بجز خاک
ہین تیرے شوق مین سرگشتہ شب روز افلاک | پر کہان عالم خاک اور کہان عالم پاک

یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

اسے اسرار کا تو اپ ہی کچھ جانا ہے | ورنہ کن نے تجھے جون چاہیے پہچانا ہے
ایک فرقہ نے تجھے روح قدس مانا ہے | ایک نے ذات مقدس تجھی کو جانا ہے

یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

شان و شوکت تری کیا کر سکے عاجز تقریر | مین مداح ترا کیونکہ ہوں لیکن ہے میر
زیب دیتا ہے تجھے کو شہی کل امیر | مین فقیر و تو تین بخشش دے تاج و سریر

یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

اے مرتفع نشین علی العرش استوا | ور دعوی ماسوائے خدا خویش مصطفے
تو تھا کہ تو نے دوش نبی پر قدم رکھا | بت توڑ توڑ شرک کی صورت دی مٹا

لایا بزور عرصے مین یکتائے خدا

کہتے ہین تجھے چشم کرم صاحب نظر | از فضل ہوئی سبب سے تری خلقت بشر

۵۰۲

زور آوری جہان مین تری داستان ہوئے — عرصی کے پہلوانون کی قدرت عیان ہوئے
کتنونکی جان سامنے تیرے سوان ہوئے — کتنونکی دور بیٹھے ہے خاطر نشان ہوئے

سیسہ ترے کمان کی نہ کوئی اٹھا سکا

فرضا ہوا غلام سے تیرے اگر بگاڑ — دشمن سپاہ کی سامنے ہر ایک جیون پہاڑ
مارا نہ ایک دوہی کو میدان مین پچھاڑ — جسکی کمر مین ہاتھہ چلا یا لیا اوکھاڑ

جسکی طرف کو آن جھکا پھر جھکا دیا

آیا دپٹ کی گھوڑی کو جس وقت بھیر بھیر — خرگوش تھی بھیڑ کی گویا جوان و پیر
سرگرم رزم جب کہ ہوا کھہ کے گیر گیر — اوسکی کمانکی ساتھہ تھا پیغام مرگ تیر

تلوار اسکے ہاتھہ مین تھا نا مگر قضا

بھتیری کوہ و دشت کو بھاگی گذر گئے — بھتیری زخم تن پہ اٹھا جان بلب گئے
تھی بچ سی جوان ہوا ہت سی دب گئے — جوڑا ادہر سی تیر اودہر سہم سب گئے

چمکی ادہر سے تیغ اودہر سر جدا ہوا

ہے کون دادرس جو کھولے دس کی امید — جور فلک سی چھاتی مین سب رہ گئی جھید
امید ہے کہ پہونچی ترے لطف کی نوید — کم بخت بھی پھرا نہ ترے در سے نا امید

از بسکہ وقف کرتے ہین دن طالع رسا

٥٠٣

مسدس در نعت سرور کائنات صلعم

جرم کی کہو شرمگینی یا رسول	اور خاطر کی حزینی یا رسول
کھینچون ہون نقصان دینی یا رسول	تیری رحمت ہی یقینی یا رسول

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

لطف تیرا عام ہے کرم رحمت	ہے کرم ست تیری چشم مکرمت
مجرم عاجز ہون کر ٹک تقویت	تو ہے صاحب تجھسی ہے یہ مسلکت

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

کیا سیہ کاری نے منہ کالا کیا	بات کرنے کا نہین کچھ منہ رہا
رحم کر خاک مذلت سے اوٹھا	میری عفو جرم کی تخصیص کیا

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

اب ٹھہرتا ٹک نہین پای ثبات	دستگیری کر کہ پاؤن نہین نجات
جرم کیا ہین میری کتنی مشکلات	ہے کفایت ایک تیری التفات

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

کچھ یہی جو ہین واقف رازونیاز شعر یہ مشہور سب وی دل گداز	عام تجھہ انعام پر کر چشم باز پڑہتے ہین جاے دعا بعد از نماز

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

جب تلک تاثیر کا تہا کچھہ گمان وقت یکسان تو نہین ای دوستان	کچھہ قرآن خوان ہین کچھہ سبحہ خوان اب یہی ہر زبان ورد زبان

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

مسدس

ذلہ خوار و نمین شہ روم تری صبح و شام حبشی ہندی و صفاہانی عرب تمام	ریزہ چینی سی تری باد شہ چین کا قیام ہین بکف دست نگر دیکھیے کس کس کا نام

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

اہل عالم تری تیغ زمین مین بجھے مدام
مایدہ طور پہ پہنچا تہا تری ہاتھہ سے طعام
من و سلوی تہا فرستادہ کبھو بہر اطعام
قول عیسی ہی یہی تہا یہی موسی کا کلام
یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

نام حاتم کا تھک جیسے لطیفہ مشہور
رنگ بے رنگ طمع مین ہے دل اس پہ فرفور

معن زاہد کا تری بزم مین زاہد مذکور
کیا خداوندی ہے اللہ خدائی مشکور

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

لطف ہے عام ترا سب تجھی سے پاتے ہین
شکر نعمت یہ نہین تیرا بجا لاتے ہین

تیری دولت ہے جو یہ شاہ و گدا کہاتے ہین
اس جہان سے یہی کہتے ہوئے جاتے ہین

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

ارض مین اور سمٰوٰت مین سب تیرا مال
روز بہبود کا تجھ سے گروہ نہین خیال

جسکا گھر چاہے تو کر دیوے اوسے مالا مال
اپنی خوبی کو زمین پر ت کرے تجھ سے سوال

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

فی الحقیقت تری مہمان خلائق ہے سب
تجھ سے ملکی ہے گون تیری مروت کا دہ سب

تیرے دروازے سے محروم کوئی آدمی ہے کب
جاؤن ناکام اگر مین تو نہایت ہے عجب

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست

۵۰۷

اسقدر تجھسو نہ لگ چلتی نہ آتی اس راہ
تو ہی ہوتا تو طرح تیری اور نگاہ

یہ فریبندہ سخن گوش نہ کرتے ہرگز
پہ شب وصل دن اسطو نہ بھرتے ہرگز

خواہش کنج دہن دل پہ نہ دہرتے ہرگز
لعل جان بخش پہ یون تیری نہ مرتے ہرگز

اتفاقات سے ہو جاتی ملاقات تو خیر
دل تجربہ پہ رکھا جب نہ کوئی یار نہ غیر

عشوہ و ناز و ادا سی کسو کو پھر کیا کام
ہو گیا یون تو کبہو ہو گیا آپس مین کلام

جی نہ بہتے ... ہاکرتا نہ دل بے آرام
بر رخ و زلف رکہن کا ہیا و ہر صبح و شام

جنس اچھی تری پر گرمی بازار کہان
سرگران تو تو بہت ہو پہ خریدار کہان

تجھسے ہمدرد و دلکا لگانا تہا غلط
خط دیکر قاصد کو تیرے اور جلانا تہا غلط

آپ کو حرف غلط رنگ مٹانا تہا غلط
آتش غم سے مری جی کا جلانا تہا غلط

اپنی نادانی سمجھئے کہ تو کیا نسخہ ہی
آدمی بہی کسو دانا کا لکھا نسخہ ہی

غم منہ ہین تجھکو مری یاری وفاداری کا
نہ خیال آوے ہی ہر بندہ کی گرفتاری کا

پہر تو جسکو مین کرونگا کسی پہر یہ قربان
راہ و منزل مین پہرونگا اسکے دست افشان
بس بگولا سا ہوا تیرے لئے سرگردان
اسقدر مجھکو دلا غضب ہی کہان دل ہی کہان

گہ رہون آنکھ بجوری خواب سے شبون کو روتا
کاش مشتاق ترے منہ کا نہ اتنا ہوتا

اٹہو جو کچھ ہو دل اوس ساتھ لگا بیٹھونگا
اوسکی دروازے پہ درویش ہو جا بیٹھونگا
ہاتھ ہو وا سوختہ ہو جیسے لگا بیٹھونگا
آؤن گا بہی تو تری پاس آ بیٹھونگا

دور سے ایک نظر کرکے چلا جاؤنگا
سو بہی کتنے دنون پہر کا ہیکو مین آؤنگا

لاگ ہے جس کا بہی اوس سے رکہون میں وقال
دل نشین اوسکی کرون خوب طرح کہنہ مقال
ساری مجلس کی تیئن اوسکی کرون واقف حال
بعد ازان ترک کرون کہا کی قسم تیرا خیال

پہر کبہو ہم مین بہی گذری نہ ملنا تیرا
جب تلک تب در پہ اوسکی رہا ماتہا میرا

لگ چلون اوس سے صبا کی سی طرح شام و سحر
اسکی پاؤن تلک کی خاک کرون کحل بصر
روی گلرنگ سے اسکی نہ اوٹھے میری نظر
جیسے اسکی لب شیرین سی رہین دیدہ تر

دربہی حال کی اس گیسوئے برہم سے رہی

چوٹ مجکو بہی غیر ونکی ملاقات کی ہے
چہوڑدے یہ تو تو پہر آرزو کی کس بات کی ہے

کہی دہرکا ہی کا مرا پہر نہ مری چہاتی جلی — دل نہ سینے مین مری شام وسحر کوئی ملی
شکوہ ناکی سی زبان سے مین رہنہار ملی — آئی جلنی کہین سی بہولی لگ میرے گلی

زور سے بازو یہ اپنے تری سر کو رکہا
دست گستاخ یہ رے تیری کمر کو رکہا

بس ہوس کیشون سے ہل ہل کی تو بدنام ہوا — بسکہ راتون کو رہا شہرۂ ایام ہوا
کاسر لیسو تگی کہہ مرتکب جام ہوا — شوخ وشلتاقی دیدۂ صبح ہی شام ہوا

طور پر میری معیشت کوئی دن اچہی ہے
ایسے بدکار سے صحبت کوئی دن اچہی ہے

آیا گر غیر کو ملنے کی قسم کہاتا ہے — میں بہی حرف درشتانہ سے شرماتا ہے
ذوق ویسا ہی ہے لو سکا تو اوسے بہاتا ہے — دلکو وا سوز سے منہ پر یہ سخن لاتا ہے

ورنہ مشتاق ہے سو جی سے جگر خستہ ترا
کشتہ دمردہ ترا رفتہ تو دل بستہ ترا

مسدس

جی نہ نکلا اگر اسمین تو کڑا ہا کرے گا
مرثیہ اپنا کسین بیٹھے کہا کرے گا

مسدس

جاتی ہے شب ساری گنتی نجم کو پہرتا ہون خراب
دل تڑپتا ہے جدائی کو جدائی اضطراب
کبتلک اس خاک کرا نہین جون بگولا پیچ و تاب
ہر گھڑی تازہ تعب ہر دم نیا ہی اک عذاب
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرا جاتا ہون چشم خلق سے ارے سنبھال
مرحمت کر کرمت کر رنج سے مجھکو نکال
دیکھ مت اس سے زیادہ خوار زار و خستہ حال
کبتلک محزون رہوں نمین تا کجا کھینچون ملال
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکھے اعجاز تیری خامہ جادو شعار
وقت جب ہوتا ہے تنگ ہے قدرت پروردگار
تو وہی ہے ایک لیکن نام تیرے ہین ہزار
نام لی کر تیری کہتا ہے ہر اک یون پکار
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

٥١١

تنگ پوشی سے نہ محفوظ تھیں یا تو تھو
مسکی چولی سے کبھو در ہے نہ تم آتی تھے

تنگ جامی جو سے جاتی تو گھبراتی تھے
لپٹے دامن سے الٹا گھڑی مین جاتی تھے

یا تو اب کبھی بیٹھی ہو منڈھی جیسے رہتی ہین
باہر اندر ہو کہین بند کسے رہتے ہین

شوق زینت سے تھا ربط نہ رعنائی سے
اٹھو سو بار کمر بند تھی ہر اکلائی سے

دل آ آشنا تھا نگا خوبی و زیبائی سے
دیکھتے رہتے ہو ترکیب ہر خود آرائی سے

روسیہ آئینہ سے تمکو فراغت ہی نہین
سرمۂ تیرہ دروں سے کہین فرصت ہی نہین

شانہ اب ہاتھ مین ہر زلف بنا کرتی ہے
پاس سرمہ کی سلائی ہی رہا کرتی ہے

مسی دانتو مین کئی بار لگا کرتی ہے
آنکھ رعنائی پہ اپنی ہی پڑا کرتی ہے

جان آنکھو مین کسیلے ہو نظر تمکو نہین
غش کرے کوئی ستمدیدہ خبر تمکو نہین

کب گلی کوچو مین پھرتی تھو لیے تم تلوار
ساتھ خونخوار نہ سپر آتی تھو نہ تم تھو خونخوار

پر تلا کا ہیکو رہتا تھا گلی کا یون بار
وہم مین لاحق کسی یون جان نہ رکھتی تھو یار

ہائے فتنہ و پرخاش ہوئی ہو اب تو

٥١٢

چھیڑے گی گالی دیکے اشارت کرے گی چشمک ناز کر
عشوہ و غمزہ و انداز بھلا دے سارے

زندگانی ہو تجھے ہاتھ سے اوسکے دشوار
سبھی بیٹھے ہین پرآن مین دونون تجھے سو سو آزار

کوئی دن تو بھی پھر جان سے اپنی بیزار
طعنہ و تعریض و کنایہ کی رہی اک بوچھار

جا کے ٹک سامنے اسکی تو بہت تر آوے
عرق شرم مین ڈوبا ہوا سب گھر آوے

دل جا سوختہ کو اپنے لیئے جاتی ہین
اپنی جا غیر کو ناچار دیے جاتی ہین

غصے سے خون جگر اپنا پیئے جاتی ہین
ابکی یون جاتی نہین عہد کیئے جاتی ہین

آویگا تو بھی منانے کو نہ آوینگے ہم
جان سے جاوینگے پیان سے نجاوینگے ہم

بازگشت ابکی کسو طرح نہین ہے منظور
جا ناشہا نا تو پھر آنے کا سیان کیا مذکور

گو کرو پیش مین آوے یہ دو رازِ دور
جی سے پھلا نہین بھی گزر جائیگا مقدور

منہ ادھر کرکے نہ جس جا سے ٹھا جانا
قدر کسو دیوے ہی سے ہر بار کا آنا جانا

سیما اعراض بھی لوگون نے کیا ہے آ کے
دل کی دوا سوز سے کو ہے بھی پیا ہے آ کے

خوبی رعنائی سے گو تجکو بہت فرصت ہے
چہرہ آرائی شب و روز ہی یہ صورت ہے
اپنی ترکیب بناوٹ سے کہاں مہلت ہے
شانہ و زلف کنگھی رہتی ہیں یہ صورت ہے

سرمے سے آنکھ و ٹہاوے تو ادا رو دیکھو
آرسی چہوڑے تجھے تک تو ادہر تو دیکھے

محو کس روز تجہے پاوتے رعنائی کا
کب کبہی تنہا ہی رہتا تھا میں کلائی کا
ذوق رہتا تھا تجہے کاہیکو خود رائی کا
اتنا دل بستہ تھا جامۂ زیبائی کا

سخ سنجاف نہ لگتی تھی نہ ہوتی تھی جاک
خون سے عشق کی مارونکی یہ دامن تھا پاک

ایسا وہ ہاتھوں کی تقلید میں کب تھی تنگ و رو
پاس دامن کی نہو آتی تہی ساتھ کی سو
تنگ چولی کی نہ رہتا تھا کبہو تا گرد
اتہو ہی پھر تو ڈہیلی ہو کر اک بہی جو

درزی کا نپاہی کرے ٹہیک نہ جب تلک سی
کام ہو نا کہیں سوئی کی کرے جا کہیں ڈہیلے

خط بہی آیا یہ مری تیری صفائی نہوئی
اپنی سج دیکھنے سے تجکو رہائی نہوئی
کس گھڑی آنکے بیٹھے کہ لڑائی نہوئی
اک بلا جی کی ہوئی تنگ قبائی نہوئی

رک گئی دیکھتے وسن جاہے تری خوند و حسینی

جی نہ نکلا اگر اسمیں تو کہا کر ئیگا
مرثیہ اپنا کہیں بیٹھے کہا کریگا

مسدس

جاتی ہے شب ساری گنتی دنکو پہرتا ہوں خراب
دل تڑپتا ہے جدا جی کو جدا ہے اضطراب
کبتلک اس خاک کو انمین جون بگولا پیچ وتاب
ہر گھڑی تازہ تعب ہر دم نیا ہے اک عذاب

یا علیؑ یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرا جاتا ہوں چشم خلق سے لے تک سنبھال
مرحمت کر کرمت کر رنج سے مجھکو نکال
دیکھ مت اس سے زیادہ خوار زار خستہ حال
کبتلک محزون رہوں ہمیں تاکجا کھینچوں ملال

یا علیؑ یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکھے اعجاز تیری خامۂ سحر و شعار
وقت جب ہوتا ہے تنگ ہے قدرت پروردگار
تو وہی ہے ایک لیکن نام تیرے ہیں ہزار
نام لیکر تیری کہتا ہے ہر اک یون پکار

یا علیؑ یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

تھا کبھی سو تجھ پہ ہم اب میر کو بھی ہر گھڑی سوز
آبلہ یک بن گیا ہے جملہ تن ہو کر گداز
شام کہتا ہے یہی رکھ خاک پر روئے نیاز
صبح پڑھتا ہے یہی جائے دعا بعد از نماز

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

مسدس در منقبت

درویش جو ہیں مقصد دلخواہ کہیں ہیں
سالک جو ہیں وہ راہبر راہ کہیں ہیں
اک واقف اسرار دل آگاہ کہیں ہیں
اک چرخ حقیقت کا تجھے ماہ کہیں ہیں
کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

مذکور کہیں نام ترا کام روا ہے
مشہور لقب ایک جگہہ راہنما ہے
ہر ایک نے کچھ حسب خرد اپنی کہا ہے
سمجھا نہ کوئی یہ کہ حقیقت میں تو کیا ہے
کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثلث

یعقوب کا تھا کلبۂ احزان تو غمخوار | یوسف کا ملک ہو کی ہو چاہ میں مددگار
رحمت کا فرشتہ ہو تری لطف ز پربار | کی آتش نمرود براہیم پہ گلزار

کیا مدح ہو جیسے تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

الطاف ہی و انگشت سے در وا ہو خیبر | چھپا ہو کس انداز سے گہوارے میں اژدر
کیا ہاتھ تھا جس سے کہ گیا جان سے عنتر | ظاہر ہو کہ یاں تھا وہی ظاہر وہی مظہر

کیا مدح ہو جب تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

ثانی ترا پایا نہیں تسلیم و رضا میں | ایوب سے ہو صبر ترا ساتھ بلا میں
مشہور سخاوت ہے تری شاہ و گدا میں | میں خود کی تیغیں بخش دیا راہ خدا میں

کیا مدح ہو یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

اے مردہ کہ تو ہی جان مسبحان سلامت ہو قاب | در پہ ترے اکثر ہوں تری سیکڑوں طالب
اک پل میں روا کردی تو ان سبکی مطالب | ہم عاجز و عاجز ہیں تو ہی غالب و غالب

کیا مدح ہو یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں

هر کسے چیزی بیادت در گلستان می کشد

آئی تھی ملاقات کی راہ اسکی ولی سو   تا چشم کنم باز شب وصل سحر بود

عمر گذران بر سر انصاف نیاید

جان سی آئی کھا جاہی مجکو مجہ سے سن   بیا بگور غریبان شہر سیری کن

ببین کہ نقش بلاہا چہ باطل افتادہ است

اگر چہ اب دم آخر سے لیکن ای غم خوار   بجز بزندہ ام آئینہ پیش من مگذار

جدا ز یار بخود در روبرو شدن ستم است

سب ہی جو کہوں بیان سو نہین کہ ہی وہ ماشکی   نیک و بد عالم ہمہ عشقا صفتا نند

یعنی خبر از ہر کہ گرفتم خبری بود

تمام شد مثلث میر

۵۱۷

مثلث میر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت بند

السلام ای رازدار داور جان آفرین | السلام ای لامکان کی حاکم مسند نشین
ذات تیری جون خدا کی ذات ہی والاصفات | بی شریک و بی عدیل و بی نظیر و بی قرین
یہ شرافت یہ سیادت یہ تقدس یہ کمال | یہ تنزہ یہ تعلی یہ تفوق ہے کہین
تو ولی ہی تو وصی ہی تو علی ہی تو وہی | جس سی بالاتر تصور کیجیے تو کچھ نہین
کیا تعقل کیا تحمل کیا تبختر کیا وقار | طفل مکتب درس گہ کا تیری عقل اولین
سید برحق شریف النفس فخر روزگار | باعث عز سپہر و موجب فخر زمین

بند دوم

اے مری سرمایۂ دنیا و عقبیٰ لطف کر
دو مرے مولیٰ مرے صاحب و ہر بی کر نظر
لطف تیرا مس کو سیم کیمیا سازی کرے
مکرمت کی آنکھ ہو وہ کیمیا خاک ہو جاتی ہے زر

بار آیا ہے گراں ہے اور میں ہوں ناتوان
بے نسیم فیض تیری اس چمن میں ہے کہاں

بند سوم

ای شہ خوبی نسب والا حسب عالی تبار
جملہ تن عزت سراپا وقر و یکسر اعتبار

اللہ اللہ بازو قدر و قدرت و دیدنی
ہر کہنی کی جای حشمت سیر قابل اقتدار

قدس کے باشندگان کا ناز تیری ذات کا
نوع انسان کا تمامی تیری اوپر افتخار

قلع خیبر مرگ اژدر کھینچنا خورشید کا
ہیں فسانے زور کی تیری جہان میں یادگار

جنگ گہ کی گرد کشتوں کی سر جہان میں نے کہا
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

تو کہو چارہ ہے اب میدان کین کو تیری تیغ
جیسے نکلی خس و خاشاک کی گرد و غبار

تو نے چھیڑا ہے اگر مرکب کو اپنے کہکے ہان
تو ہوا ہے اوس روش وس باد پیما گا گذار

جون کوئی بجلی چمک جاتی ہے گا ہی پیش چشم
پھر کہیں پر آنکھ کی رہ جاتی ہیں حیران کار

گوشہ محراب میں راتو کی نمین روز سے کام
روز میدان سائہ شمشیر میں ہستا شعار

کیا چھپے ہے کچھ یہ شخصیت جو میں ظاہر کرون
ہر ترے اوصاف سے ہیں قریہ و شہر و دیار

ہے گنہ بخشی سو تیری ابر نیسان یکطرف
ہے کف ہمت کی آگے تیرے ہو دریا یک کنار

مہربان ہو یک نظر اس چشم نم کی اور دیکھ
دیکھ ہمت مہر لطف اپنے کرم کی اور دیکھ

زور ایسا کا ہیکو بالقوۃ انسان ہے — تیرہ ہو تو ملا ہے کر زمین و آسمان

گرچہ عالم دیدہ حضرت خضر بھی ہین آدمی — پر نہین ہے انکو مطلق یا تکی صحبت کا بیان

تجھ پہ ظل اللہ کا اطلاق شاہا راست ہے — جیتر ہے خورشید تیرا چرخ تیرا سائبان

شیر ہو ناتیر اکیا سمجھے بر اخفش ہے شیح — تفسیر ی مین سدا رہتا ہے یان بر ہیان

شن طلسمات جہانکی سب عیان ہین تجھ پہ یاد — حاصل کون و مکان تو واقف راز نہان

نور سے تو ماہ کامل قدر سے چرخ برین — حلم تیرا کوہ تیرا علم بحر بیکران

کیا تسلط کیا تحمل کیا تمول کیا شکوہ — توجہان ہو ایکیان گویا کہ ہین تو ن جہان

سیطرح باتی ہین تجھ مین سب رسول اللہ کی — شبہ ہی نام خدا تو اب رسول اللہ کی

بند ششم

ای چراغ جملہ نور خاندان مصطفیٰ — ای مرے والی مری معبود بہم نام خدا

ہی تو تو مخلوق لیکن عقل مین آتا نہین — دیکھکر اندیشہ تجھکو عرش پر جاتا رہا

تو جہان ہے اوس جگہہ کیا آسمانکی قدر ہے — قدر تیری ہے جہان وان گفتگو کو قدر کیا

گاہ احمد گہہ احمد گاہ علی پایا تجھے — ہر زمانہ مین ہر مکان مین شان تھی تیری جدا

خود عشق بازی ہے کیا حرف و سخن الکام جان — تو ہماری آرزو ہی تو ہمارا مدعا

بند ہفتم

ای امام واجب التعظیم و باب احترام

۵۲۰

مطلع ثانی

تو خریداری کرے تک بہی تو قیمت ہو دو چند | یعنی ہو جنس کا سبب قبول خاص و عام

سو خدا نا کردہ مجھ سے نہین کرتا تقصیر
آرزو ہوتی نہین ہی عیب ہی ایمان میر

قصیدہ در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

ہوا کئی ہیں نہ بس شکوہ فلک تحریر | سیہ ہے کاغذ مشق کی رنگ لوح ضمیر
کرون نہ شکر جفا ہای آسمان کیونکر | سر خرابی میں ان نے کبھو نہ کی تقصیر
دیا ہی ہر دون کو دستان نے خانہ ساز نکال | دل شکستہ کو میری کیا نہ ایک تعمیر
جو میں نے چاہا کہ جلدی اپنا کام کرے تمام | تو رو سیاہ نے ادس کام میں بہی کی تاخیر
سیاہ تہا چشم طمع کو مین اک صحرا اسیر | سو جام خون دیا ان نے جا ہی کاسہ شیر
دماغ رفتہ شگفتن سے آشنا نہوا | کہ اس چمن میں رکہا ان نے غنچہ ساں دلگیر
در تمول سے نا امید ہو پہنچی میری دعا | پہر آیا عرش سے نا لیکو میرے دل کی تاثیر
نہ رکھا صفحہ عالم کو مین کہ ان نے رکھا | ہمیشہ اپنا ہی حیران کار جون تصویر
برای یک لب نان مجھ ضعیف کو ان نے | ہلال وار کیا سارے شہر میں تشہیر
فلک کے شکوہ مین تہا مین کہ ہمنشین بولا | کہ ای جوان ستم کشتہ سپہر پیر
غزل نہ لطف کی اک تو نے میر صاحب کے | سنی نہ ہمنے کوئی آشنا نہ سوز سفیر

مطلع سوم

فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان — تری جلال کو کن لفظوں مین کرون تقریر

رہی یہ حشمت و جاہ و جلال قدرت نو — کہ تیری حکم کی آگی ہی سہل امر خطیر

تری محرر دفتر کا ہی سدا محتاج — جہا نہین شہرہ عطارد جو ہی فلک کا دبیر

رہی علو مراتب کہ در پہ باز نیا سکی — ہزار بار اگر چرخ ماری چرخ اثیر

شریک مشورہ کارخانۂ عالم — کیا ہی تجھکو قضا و قدر مین تیری مشیر

رواں ہو صبح کا گر مرکب ظفر پیکر — تو تا بشام کری روم و شام تک تسخیر

کف سخا کی تری ریزش کرم کی حضور — کیا ہی قطرہ زنان شرمگین ہو ابر مطیر

ہم کو تیری بیان کیا کرون کہ ای ممدوح — ہوئی ہین خلق تری بخششی کو تیغ و سریر

کرون مین عرض سو کیا ہفت گنج خسرو کو — کہ تیری بخشش دریا کی نہین ہین عشر عشیر

لکھوں سو کیا تری خدام کی سخاوت کو — نیاوی وقت وہش رتبۂ خلیل و کثیر

ثبات حرف کو تیری قلم کی کیا لکھیے — کہو تو خامۂ فولاد سے کیا تحریر

برات روزی کسو کی شرف کو دستخط کی — پہونچتی ہی تو نہین مٹتی جون خط تقدیر

نہین ہی شہر مین نام و نشان منہیات — رہی ہی نی کو دی جنگل مین سو ہرا حصیر

مزاج رفع پہ بدعت کی ہو تو نہ اوٹھی — صدا ہی نی کا تو کیا ذکر ہی قلم کی صریر

نسق کو کام تو فرماوی ایک آن اگر — تو پھر زمانہ قیامت تلک نیاوی تغییر

قطعہ در تعریف اسپ وزیر زمان آصف دوران نواب آصف الدولہ بہادر

وزیر زمان نے لیا ایک اسپ
کہ ہے رشک گلگون باد بہار

نظر پوست سے اوسکی آتا ہی خون
کیا جلد پا اوسکے گل گو نثار

اڑا کر اوسے بار ہا سیر کے
نہ نکلا کبھو ابلق روزگار

کرون اوسکی کیا تیز گامی کی شرح
ہرن اسپ شمشیر سے ہوشکار

فلک اک کسمساوی جو راکب تو پھر
نہین اوسکو رانو نہین ہرگز قرار

جہان باگ اچک جای محبوب کی
عنان دل اوسکی ہی پھر اختیار

کرے اسکو ہم ابر کا از ل سے اگر
وہ جان باز جو اسپ پر ہووی سوار

کہے اسکو گر چھیڑ لیسکر کہان
تو یہ باد پیمان کرے یون گذار

کہ لیکے قدم گرد جو اوٹھہ سکے
نہ پہرتے تک اسکے وہ بیٹھے غبار

غرض اسپ ہی یا چھلاوا ہے میر
رہین نہ حیران اوسکی ایسے ہزار

قطعہ در تہنیت صحت

قطعہ

ختم ہوئے یاں یہ مضامین حسبِ — میر کی تصنیف ہے نادر کلام

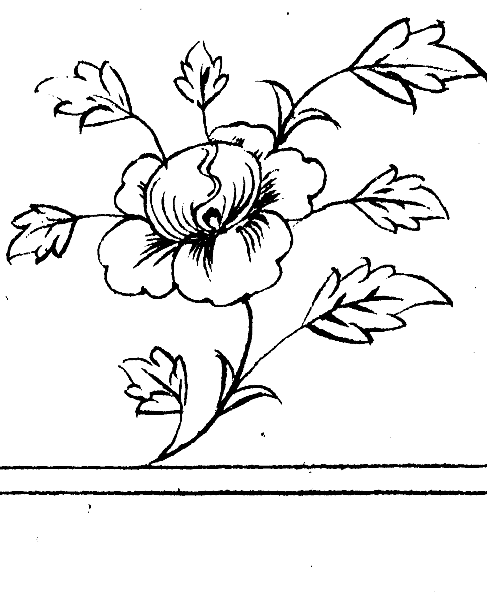
دیکھے ہیں استادوں کے دیوان بہت — پہ یہ ہے مقبول خواص و عوام

سب سے نرالی ہے یہ شیریں زبان — کرتے ہے بس قند و شکر کا یہ کام

نسخہ ہے یہ جانسے زیادہ عزیز — پیش نظر رکھتے ہیں سب صبح و شام

حق سے دعا ہے یہی اسکے لیے
ہووے یہ مقبول خواطر مدام

تمام شد



525

بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز مثنوی مسمی بشعلۂ شوق

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہوتی محبت نہوتا ظہور

محبت مسبب محبت سبب
محبت سے آتے ہیں کار عجب

محبت بن اس جا نہ آیا کوئی
محبت سے خالی نپایا کوئی

محبت ہی اس کارخانے میں ہے
محبت سے سب کچھ زمانے میں ہے

محبت سے کسکو ہوا ہے فراغ
محبت نے کیا کیا دکھائے ہیں داغ

محبت اگر کار پرداز ہو
دلوں کی تئین سوز سے ساز ہو

محبت سے پروانہ آتش بجان
محبت سے بلبل ہے گرم فغان

اسی آگ سے شمع کو ہے گداز
اسی سے ہے گل سر گرم ناز

[illegible]

ستم اس بلا کی ہی سہتے سب گئے
سب اس عشق کو عشق کہتے سنے گئے

اسی آتش سی گرمی ہے خورشید مین
یہی ذرے کی جان نومید مین

اسی سے دل ماہ ہے داغدار
کتان کا جگر ہے سراسر فگار

نئے اسکے چرچے حکایت سنی
گہے شکر گاہے شکایت بنی

اسی سے قیامت ہے ہر چار در
اسی فتنہ گر کا ہے عالم مین شور

کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وان
نہو اس سی آشوب محشر عیان

کب اس عشق نے تازہ کاری نکی
کہان خون سی غازہ کاری نکی

زمانے مین ایسا نہین تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبۂ روزگار

آغاز قصہ

عجب کام سینے بن اس سی ہوا
عجب اہل عالم کو جس سے ہوا

کہ وان اک جوان تہا پرسرام نام
خوش اندام و خوش قامت و خوش خرام

جوانی کی گلشن کا وہ آب و رنگ
گلستان پہ کام اوسکی خوبی سی تنگ

جدہر نکلے رنگین ادائی کے ساتہہ
چلے جائین جی خوش نمائی کے ساتہہ

کہلے بال جاتا تہا وہ سرو ناز
قدم بوس کو آتے عمر دراز

جدہر کو وہ ٹک گرم رفتار ہو
قیامت آدہر سے نمودار ہو

۵۲۷

کوئی دل ستم کشتہ اک نگاہ — کوئی جان ہونٹھون پہ موقوف آہ

کسو پر فسون گردش چشم کا — کسو پر غضب غمزہ و خشم کا

کوئی بست بر دل کوئی بیقرار — کوئی بے خبر کوئی بے اختیار

انھون مین سے اک عاشق زار تھا — اوس آفت کو اوس سے سروکار تھا

محبت مین تھا جذب کامل اوسے — مراد دل اپنی تھی حاصل اوسے

شب و روز ہم بستر کام دل — ہمیشہ ہم آغوش آرام دل

دم اسکے مین یان تلک تھی تاثیر تھی — کہ صحبت اس آتش سے درگیر تھی

بہم ربط چسپان بہم اختلاط — نہ کم ہوتی گرمی نہ کم اختلاط

مرے کوئی غمسے کوئی ہو ہلاک — وہ شعلہ اوسی خس سے رکھتا تپاک

کہان حسن مین تھا وفا کا یہ پاس — یہ سنیے کہ ہیگا خلاف قیاس

بہت سی بہت اسکا مالوف تھا — اوسیکی تسلی سے مصروف تھا

کہ ناگہہ وہ دلبر ہوا کدخدا — رہا اپنے عاشق سے چندے جدا

زن و شو مین اخلاص باہم ہوا — اوس آشفتہ سے رابطہ کم ہوا

نگاہین بہم دلمین کاوش کرین — سخن سے وفائین تراوش کرین

ہوا ربط چسپان بہم اسقدر — کہ دشوار اٹھے ہے دگر یک نظر

ایہ سنکر کہا اوس دل افگار نے — ستم کشتۂ دوری یار نے

کہ مجکو نہین تیری باتین قبول — یہ مکر زنان سے تہا ان پڑہ بہول

وفا کسنے ان ناقصون سے کی — ہوا شوے کسکا کہ وہ پہر نہ جی

یہ ظاہر مین ہر چند ہون رشک ماہ — ولیکن ہین باطن مین مار سیاہ

خدا مکر سے انکے دیوے خبر — نہین اُن سی کوئی فریبندہ تر

جہان مین فریب انکا مشہور ہے — زبانون پہ مکر انکا مذکور ہے

یے امتحان عاقبت یک نفر — مقرر ہوا تا کہ جا اوسکے گہر

کیے غرق دریا ہوا پر سرام — ہوئی زندگانی کی صبح اوسکی شام

گیا تہا نہانے کو وقت سحر — سو ڈوبا وہ خورشید روشن گہر

گیا موج دریا نے سر سے گزار — اُٹہا طبع نازک سے اسکے غبار

وہ گیسو جو بکہرے تہے بالاے آب — سوا ب موج دریا کو ہی پیچ و تاب

پہرین تہین جو وی انکہڑیان آب مین — سو وے گرد شین اب ہین گرداب مین

تمنا مین تہی جسکے سب دل فگار — سو دریا کو اب ہی وہ بوس و کنار

نہ سمجہا وہ نا فہم اسرار عشق — نہ سوچا وہ ناتجربہ کار عشق

کہا غرق دریا ہوا پر سرام — ہوا کام اوس رشک مہ کا تمام

اٹھا مجھو دوبی خرو بے حواس
گرا کے اس پیکر مردہ پاس

لگا کہنے اے مایہ زندگی
مجھے منہ سے تیرے ہے شرمندگی

کیا جلد رخت سفر تو نے بار
نہ میرا کیا آہ ٹک انتظار

نہ میری سنی کچھ نہ اپنی کہی
مرے تیرے دونوں کی جی میں رہی

زمین پر سے آخر اٹھایا اسے
لب آب جا کر جلایا اوسے

جب آگ اوسکے پیکر پہ سب چھا گئی
محبت عجب داغ دکھلا گئی

یہ سرگرم فریاد و زاری ہوا
لہو اوسکی آنکھوں سے جاری ہوا

جگر غم میں یک لخت خون ہو گیا
رکا دل کہ آخر جنون ہو گیا

گئے ہوش و صبر اسکے یکبارگی
طبیعت میں آئی کہ آوارگی

سراسیمگی سے بگولا ہوا
پھرے اسطرح جیسے بہولا ہوا

نہ جینیکو تسلی نہ دلکو قرار
کف غم میں سر رشتہ اختیار

کبھو یاد کر اوسکو نالان رہے
کبھو ٹک جو بھولے تو حیران رہے

کبھو یان کبھو وان بحال خراب
وہی بیقراری وہی اضطراب

رہے گھر تو آتش بگیرہ وہ گلے
چمن میں جو لیجائیں تو بیکلے

کبھو متصل ہو نہہ پر آہ سرد
کبھو دست بر دل کہ دل میں ہے درد

٥٢٩

تو جاتا نہیں شب کو جس روز سے
معیشت ہی افزودہ جان سوز سے
نہیں طاقت صبر ہمکو تنک
بہت دیر ملتا ہے نان و نمک
وہ بولا کہ میں بھی پریشان ہوں
بہت تنگدستی سے حیران ہوں
کہوں کیا کہ کر روز سے شام کو
اٹھاتا ہوں میں اس سبب دام کو

گیا وہ یہ کہکر سوے آسمان | رہی مے مجہہ رات دن خوف جان
سنا حال شعلہ کا ضیاد سے | دہوان ایک اٹھا جان ناشاد سے
ہوا شعلۂ شوق دل سے بلند | رہا لوٹتا آگ مین جون سپند
گئی رات جون تون ہوئی صبح جب | زیادہ ہوئی عشق کی تاب وتب
محبت نے کی اشتعالک کر وہ | سراسیمہ آیا چلا اس جگہہ
جہان سے اٹھی تہی یہ آتش سلگ | پھرا وہ سکے جگر کو لگی گہر کو لگ
تبسم کنان وان یہ ان نے کہا | کہ کلفت مین غم کی بہت مین رہا
چلو سیر کشتی کو ہنگام شب | لب آب خالی کرین دل کو سب
ہوا سو ہوا یونہین تقدیر تہی | جہان سوز الفت کی تاثیر تہی
نہوتے جو دلگیر یان متصل | نہوتی یہ آتش کبہو مشتعل
گیان عقل کی اون نے باتین جو وان | وہ عاشق جو تہا در پے امتحان
لگا کہنے یہ آرزو تہی مجھے | کہ اک روز ہشیار دیکہون تجھے
سو یہ دن خدا نے دکہایا مجھے | سخن تیرے منہ کا سنایا مجھے
ندامت سے ہون تنگ شاہد ہین سب | گرفتار ہون مین بحال عجب
نہ خجلت سے رو ہی جو کچہہ مین کہون | نہ قدرت اجل پر کہ مر بہی رہون

کہ ہو کر فروغ اک سوے آسمان ۔ تڑپنے لگا جیسے آتش بجان
ہوئی دم مین دریا پہ آیا فرود ۔ ہوا نیزہ بالا سبھون کا نمود
سبب آب وہ شعلۂ جان گداز ۔ تڑپ کر بہت باز یابان وراز
پکارا کہان سے پر سرام تو ۔ محبت کا ٹک دیکھ انجام تو
کہ مین جملہ تن آتش تیز ہون ۔ دل گرم سے شعلہ انگیز ہون
بھڑکتی ہے جب آگ دلگی مری ۔ لب آب اترون ہون غم مین ترے
کہ سوزش دل ہو کم آب سے ۔ بچے جی مرا اس تپ و تاب سے
سو یہ آب رکھتا ہے روغن کا کام ۔ کیا عشق نے آہ دشمن کا کام
یہ بیتاب سنکر ہوا بیقرار ۔ سفینے سے اترا بصد اضطرار
ہوا ہمدم اس آتش انگیز سے ۔ کہا اوس بلا سے دل آویز سے
کہ مین ہون پر سرام خانہ خراب ۔ مرا دل بھی اس آگ سے ہے کباب
مرے بھی جگر مین یہی سوز ہے ۔ یہی مجکو جلنا شب و روز ہے
محبت تری برق خرمن ہوئی ۔ تری دشمنی جی کی دشمن ہوئی
سخن مختصر کچھ وہ شعلہ چنلا ۔ کچھ اک اپنی جاگہہ سے یہ دل جلا
بہم گرم جوشی سے یک جا ہوئے ۔ کہ گذری تھی مدت بھی تنہا ہوئے

خصوصاً وہ عاشق ہوا پر خجل
ندامت ہوئی یہ جسے منفعل

تہا اگلی خجلت ہی سے زرد حرف
ہوا دوسرا ماجرا یہ شگرف

تفکر کے دریا مین ڈوبا ہوا
کنارے پہ بیٹہا تہا روتا ہوا

کہ پوچہینگے جو اوسکے واماندگان
تو یہ واقعہ کیا کرونگا بیان

کہون کیونکی یکبار وہ جل گیا
کف خاک ہو خاک مین مل گیا

کہینچے جرم کو بکینا ہی مری
ہوئی شہر مین روسیاہی مری

وہ شعلہ جلاتا مجہے کاشکے
لیے ساتہ جاتا مجہے کاشکے

مقولہ شاعر

اگرچہ ہے یہ قصہ بہی حیرت فزا
ولے میر یہ عشق ہے پر بلا

بہت جی جلائے ہین اس عشق نے
بہت گہر لٹائے ہین اس عشق نے

فسانون سے اسکے لبالب ہے دہر
جلائے ہین اس تند آتش نے شہر

محبت نہو کاش مخلوق کو
نچہوڑے یہ عاشق نہ معشوق کو

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دریاے عشق

عشق سے تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہ اوسکی اک نئی ہی چال

دل میں جا کر کہیں تو درد ہوا
کہیں سینے میں آہ سرد ہوا

کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا
کہیں سر میں جنون ہو کے رہا

کہیں رونا ہوا ندامت کا
کہیں ہنسنا ہوا جراحت کا

گہہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہہ پتنگا چراغ کا پایا

واں طپیدن ہوا جگر کے بیچ
یاں تبسم ہے زخم تر کے بیچ

۵۳۳

آرزو تہا امیدواروں کی	درد مندی جگر فگاروں کی
نمک زخم سینہ ریشاں ہے	نگہہ یاس مہرکیشاں ہے
حسرت آلودہ آہ تہا یہ کہیں	شوق کی یک نگاہ تہا یہ کہیں
کشش اسکی ہے ایک عجوبا	ڈوبا عاشق تو یار بہی ڈوبا
کون محروم وصل یاں سے گیا	کہ نہ یار اسکا پر جہاں سے گیا
کام میں اسکے عشق یکتا ہے	ہاں یہ نیرنگ ساز یکتا ہے
جسکو ہوا اسکی التفات نصیب	ہے یہ مہماں چند روزہ غریب
ایسی تقریب ڈہونڈہ لاتا ہے	کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے

آغاز قصہ جانگداز

ایک جا اک جوان رعنا تہا	لالہ رخسار و سرو بالا تہا
عشق رکہتا تہا اسکی جہاں گرم	دل وہ رکہتا تہا موم سے بہی نرم
شوق تہا اوسکو صورت خوش سے	انس رکہتا تہا شمع دلکش سے
تہا طرحدار آپ بہی لیکن	رہ نہ سکتا تہا اچہی صورت بن
کوئی ترکیب اگر نظر آتی	صورت حال اور ہو جاتی
دیکہتا گر وہ کوئی خوش رفتار	رہتا خمیازہ کش ہے لیل و نہار

وہ تو رکھتی نہ تھی خیال اوسکا بیطرح ہووی گو کہ حال اوسکا
جھاڑ دامن کے تئین وہ مہ پارہ اوٹھہ گئے سامنے سے یکبارہ
وہ سے گئی اوسکے سر بلا آئی خاک مین مل گئی وہ رعنائی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھہ جانے لگا گریبان تک چاک کے پہلے پانو داماں تک
طبع نے اک جنون کیا پیدا اشک نے رنگ خون کیا پیدا
سوزش دل نے جی مین جا گہہ کی داغ نے آ جگر کو آتش دی
بستر خاک پر گرا وہ زار درد کا گھر ہوا دل بیمار
خاطر افگار خار خار ہوئی جان تمناکش نگار ہوئی
اوسکے منہ پر پڑی جو اوسکی نگاہ ناامیدی کے ساتھہ سر کی آہ
خو ہوئی نالۂ حزین کے ساتھہ رابطہ آہ آتشین کے ساتھہ
ہوش سہ سو گئے تو خون ناب ملا خواب و خور دونون کو جواب ملا
خلق اوسکی ہوئی تماشائی پر نہ وہ دیکھنے کبھو آئی
کچھہ کہا گر کسون نے شفقت سے رو دیا اون نے ایک حسرت سے
جا کے اوسکے قریب مد بیٹھا قصد مرنے کا اپنے کر بیٹھا

ایکدم آه سرد بهرا و ٹهنڈا — نالۂ گرم گاه کرا و ٹهنڈا

جی مین کهتا که آه مشکل هے — اسطرف یک نگاه مشکل هے

دوست کو میرے نام سے هے ننگ — دشمنون سے هے جی په عرصه تنگ

چشم ترسے لہو بها کرتا — صبح کو باد سے کها کرتا

کا ے نسیم سحر یه اوس سے کهه — مت تغافل کرا و رغافل ره

اودن بلاؤن مین کوئی کیونکی جیے — جان پر آبنی هے تیرے لیے

جان دوان تیرے واسطے سو تو — آنکهه اٹها کر ادهر نه دیکهے کبهو

رفته رفته ہوا ہون سو دائی — دور پہونچی هے میری رسوائی

نام کو بهی ترے بجا نا آه — تجهسے کیونکر سخن کی نکلے راه

ناامیدانه گرگرون ہون نگاه — دیکهتا ہون ہزار روز سیاه

سخت مشکل هے سخت هے بیداد — ایک مین خون گرفته سو جلاد

کوئی مشفق نہین که ہووے شفیق — بیکسی بن نہین هے کوئی رفیق

ناله ہوتا هے گهه گهے دل جو — گریه آنسو سے پونچهتا هے کبهو

آه جو ہمدمی سے کرتی هے — ابتو وه بهی کمی سی کرتی هے

چشم رکهتا هے وصل کی یه دل — جی هے اس سے اسیر آب و گل

شب مہتابی مین اوسکو کر کے سوار ساتھ دی ایک دائیہ غدار

پار دریا کے جلد رخصت کی اس طرح فکر رفع تہمت کی

گھر تھا ایک آشنا کا دزدگاہ وان ہو روپوش تا یہ غیرت ماہ

ہووے جب اس بلا سے خاطر جمع نور افزاے خانہ ہو جون شمع

گھر سے باہر محافہ جب نکلا اس جوان پاس ہو کر تب نکلا

طپش دل سے ہو کے یہ آگاہ ہو لیا ساتھ اوسکے بھر کر آہ

وان کے رہنے سے اوسکو کام تھا وہ گلے اوسکا کچھ مقام تھا

جس سے جی کو کمال ہو الفت جس سے دل کی درست ہو نسبت

جنبش اوسکی پلک کو گردان ہو دل مین یان کاوش نمایان ہو

وان اگر ہو شکست کا سو باب یان رگ جان کو ہووے پیچ و تاب

وان اگر پانون مین لگے ہے خار دل کریان سر نکالی سے یکبار

یار کو درد چشم گر ہووے چشم عاشق لہو مین تر ہووے

چاک دامن ہین وان پئے زینت یان گریبان ہے چاک گل کی صفت

وان دہن تنگ یان سے دل تنگی حسن اور عشق مین ہے یکرنگی

دست افشان دیا ہی کو یان یہ تھا محافہ کے ساتھ گرم رہ

ناز و خوبی نے دل دیا نہ تجھے | رحم سے آشنا کیا نہ تجھے

اب تغافل نکر تلطف کر | حال پر میرے ٹک یہ تاسف کر

گوش زد دایہ کی ہوئی یہ سخن | تھی وہ استاد کار حیلہ و فن

پاس اسکو بلا تسلی کی | وعدۂ وصل سے تشفی دی

کہ اے ستم دیدۂ غم دوری | ہو چکا اب زمانہ مہجوری

زار نالے نکر شکیبا ہو | عشق کا راز تا نہ رسوا ہو

دل قوی رکھ نہ جی کو کاہش دے | حیل کوئی دم کو داد خواہش دے

سخت دل تنگ تھی یہ غیرت ماہ | قطع تجھ بن نہو سکے تھی راہ

گرچہ یہ حسن اتفاق سے ہے | اوسکی بھی جذب اشتیاق سے ہے

تیرے آنے سے دل کشادہ ہوا | رشتۂ دوستی زیادہ ہوا

بزم عشرت کرینگے باہم ساز | ہو چکا اب اپنے دوست کا دمساز

دیکر اسکو فریب ساتھ لیا | دل عاشق کو اپنے ہاتھ لیا

لیک در پردہ اون نے یہ ٹھانی | کہ جسے اس سے خصمی جانی

یہ تو دل تفتۂ محبت تھا | سخت وارفتۂ محبت تھا

وقت نزدیک تھا جو آ پہونچا | تا سر آب پا بلا پہونچا

بے خبر کار عشق کی تہ سے — جست کی اون نے اپنی جاگہہ سے

تھا سفینے مین یا کہ دریا مین — موج زنجیر ہوگئی پا مین

کھینچ گیا قعر گو یہ گوہر ناب — تھی کشش عشق کی مگر تہ آب

کہتے ہین ڈوبتے اچھلتے ہین — ڈوبی ایسے کوئی نکلتے ہین

ڈوبے جو یان کہین وہ جا نکلے — غرق دریاے عشق کیا نکلے

عشق نے آہ کھو دیا اوسکو — آخر آخر ڈبو دیا اوسکو

جب کہ دریا مین ڈوب کر وہ جوان — کھو گیا گوہر گرامی جان

دایہ حیلہ گر ہوئی دلشاد — وان سے کشتی چلی برنگ باد

خار رفتار دل سے فارغ ہو — لیگئی پار اوس گل نو کو

یہ نہ سمجھے کہ عشق آفت ہے — فتنہ سازی مین اک قیامت ہے

خاک ہو کیون نہ عاشق بیدل — کام سے اپنے یہ نہین غافل

وصل جیتے نہو میسر اگر — لاے معشوق کو یہ تربت پہ

یان سے عاشق اگر گئے ناشاد — خاک خوبان بہی ان نے دی برباد

قصہ کوتاہ بعد ایک ہفتہ — آئی وہ رشک مہر خود رفتہ

کہنے لاگی کہ اب تو اے دایہ — ہو گیا غرق وہ خرد مایہ

جس کسوسے یہ پیار رکہتا ہے — عاقبت اسکو مار رکہتا ہے
جذب سے اوسکے جب کری وہ کلام — عاشق مردہ سے بہی اوسے کام
صبح گاہان وہ غیرت خورشید — اس جگہہ سے روان ہوئی نومید
پہونچے نصف النہار دریا پر — روئے بے اختیار دریا پر
حد سے افزون جو بیقرار ہوئے — دایہ کشتی مین لے سوار ہوئے
حرف زن یون ہوئے کہ ای دایہ — یان گرا تہا کہان وہ کم مایہ
موج سے تہا کدہر کو ہم آغوش — تہا تلاطم سے کسطرف بدوش
تجہکو آیا نظر کہان آکر — پہر جہڑ وہ با تو کس جگہہ جا کر
مجکو دیکہو نشان اوس جا کا — مین بہی دیکہون خروش دریا کا
ہون مین ناآشنای سیر آب — ناآشنا سا ہے موجہ وگرداب
لجہ کیا لطمہ کسکو کہتے ہین — گہر مین ہم نام سنتے رہتے ہین
ہین ہیں سر کہان یہ سیر عبور — اتفاقی ہین اس طرح کی امور
نکہہ مین گرچہ دایہ تہی کامل — لیک تہ سے سخن کی تہی غافل
یہ نسمجہی کہ ہے فریب عشق — ہے یہ مہ پارہ ناشکیب عشق
بیچ دریا کے جا کہا یہ حرف — یان ہجوم تہا وہ ماجرائے شگرف

وا مدا روں سے سب نے کام لیا	آخر انکو اسیر دام کیا
نکلے باہر دلے ہوئے نکلے	دو نوں دست و بغل ہوئے نکلے
ربط چسپاں بہم ہویدا تھا	مر گئے پر بھی شوق پیدا تھا
ایک کا ہاتھ ایک کے بالیں	ایک کے لب سے ایک کو تسکیں
جو نظر ان کو آن کرتے تھے	ایک قالب گمان کرتے تھے
کیا لکھوں مل رہے تھے وصلی وار	ہمدگر سے جدا ہوئے دشوار
کیوں نہ دشوار ہو ہے اتنا فصل	جان دے ہوا ہے جنکا وصل
حیرت کا عشق سے مردم	شکل تصویر آپ میں ہے گم

مقولہ شاعر

میر اب شاعری کو کر موقوف	عشق ہے ایک فتنۂ معروف
قدرت اپنے جہاں دکھاتا ہے	اسے جو تو کہے سوا آتا ہے
کتنی وسعت تری بیاں نہیں ہے	کتنی طاقت تری زباں نہیں ہے

لب پہ اب مہر خامشی بہتر
یاں سخن سے فراموشی بہتر

تمام شد

اگر تک بہی اُلکا تو مارا گیا
پڑے سیکڑون پہاند چار اُگیا

وگر سرکشی سے کی استادگی
تو پیشین آئی اک طرفہ افتادگی

پہاڑ ایک ہاتہی مقابل ہوا
بزور آمد و شد کا حایل ہوا

جبے دونون وے دیو ہیکل
اُٹہا شور محشر بپا بان مین

جہان دونون فیلون کے تہو سر رنے
شتر مرغ سے وان نہو پر زنی

ہوا اس مار کہانی پہ اکڑا رہا
کئے روز رسون سے حکڑا رہا

رہے کسطرح پہٹ گیا تہا جگر
ہوا و پہر مین لہو موت کہر

وگر سرکشی سے نہ اپنے ہٹا
نہ میدان مین تک وبانک گہٹا

اشارہ ہوا او سکے چوزنگ کا
سبہون کو ارادہ ہوا جنگ کا

برسنے لگا مینہ تیرونکا نرے
ہوا فیل باران کا جنگل مین شور

لگے پڑنے بجلے سے تیغ سیاہ
پریشان ہو جیسے ابر سیاہ

نہایت وہ ہاتہی ہوا لخت لخت
گرا یون کہ جون پارۂ کوہ سخت

رکہا لاکے لشکر مین اشناسی اُ
سر اسکا کٹا لاکے بیچ سپاہ

رہے کہتے اس دن عجب سب ہے یہ
سر فیل ہے یا سر شب ہے یہہ

اگر دیو ہین سر گرانی کے ساتہ
نہ اس تیرگی و کلانی کے ساتہ

ہوا حائل راہ بحر عمیق | کہ ہو وہم ساحل پہ جسکے غریق
قریب آکے اتری پہ خائف ہو فوج | کہ بیڈول اٹھتی تہی ہر ایک موج
مہیب اور آلودۂ خاک آب | بعینہ پہٹی آنکھہ تھا ہر حباب
غضب لجۂ بخیرے بلا جوش پر | تلاطم قیامت لیئے دوش پر
چلے بس تو کچھ کوئی چارا کرے | مگر دیکھہ ہی کر کنارا کرے
شرود مین ہر اک کہ ہون کیونکو پار | کنارے پہ سرگشتہ گرداب وار
روان آب ایسی روانی کے ساتھہ | کہ جون خفتگی ہو جوانی کے ساتھہ
لگے پاؤں چلنے جہان شور تھا | کہ کم آب مین بہی بڑا زور تھا
تامل سے اقبال نواب دیکھہ | توقف کیا پہلے تو آب دیکھہ
پہر اس پار جا کر اشارہ کیا | کہ لشکر نے دو ہی مین گذارا کیا
شبا شب اترنے لگے لشکری | نہ خوش آب کا وہ نہ ویسی تری
وہ سوتا جگاتا تھا جس کا خطر | اٹھا شور سے فوج کے چونک کر
نشہ اسکے سر سے اتر سا گیا | چڑھائی سی لشکر کے ڈر سا گیا
کچھہ اک ناؤ ین لے کچھہ شجر کاٹ کر | شتابی سے دریا کتین پاٹ کر
اترنے لگا لشکر بیکران | گذران ناگران تھا یہ محشر عیان

باز قدم رنجہ فرمودن آصف الدولہ بہادر روز دیگر براے شکار

چلا پھر ہے نواب گردون شکار | اسد باؤ کے گھوڑے پہ ہو سوار
روانہ ہوئی فوج دریا مثال | نہنگون کی اک کھینچ چادر دی گی کھال
گیا شور تا آسمان برین | ہوئی گرد افواج گردون قرین
زمین ہو گئی جا بجا خوف و خطر | فلک کو لگے دیکھنے شیر نر
چڑھا سبکہ دریاے فوج گران | اُتر ہاتھیون کی گئین مستیان
دبے چپ لگا چلنے بھیڑون کا گال | پریشان ہے گرگ لغل زن کا حال
پلنگون نے کہسار سے راہ لے | نہنگون نے دریا کے جا تہاہ لے
بچیرے جو تھے دام سے چھا گئے | کشف نیچے ڈہالون کے گھبرا گئے
درندے پرندے چرندے سبھی | گزندونکے منہ گرد نیچے ڈہے ہیے
تلف جانور ہین جہانکے تھان | گوزن اور گورا اور آہو کہان
رہے گو ہر یک شاخ و یکسو غزال | تزلزل مین ہین کیا شجر کیا نہال
نشغال اور روباہ و خرگوش سے | نہین بحث کچہ ہیے ہین بیہوش سے

محیط آبگیرون سے تھے مرد کار — ہوئے مالک الخزن چندین ہزار

بہت دام پانی کی جانب جھکے — کھڑے رہ گئے رو دکیا کیا رکے

نہنگ سو نس گھڑیال رہ رہ گئے — مگر مچھ بچا نا کدہر بہ سگئے

نہ فشقل نہ سلی نہ سرخاب ہے — تمام انکے لوہو سے سرخ آب ہے

عجب روغن قاز ملتے تھے یار — کہ قازون کو لیتے ہوا مین سے مار

منگاتے تھے بطخ کے چر بی ظریف — سو وہ چربی داب بہینک دین ہیچ حریف

ہوئی کتنے اقسام ماہی شکار — نہ آوے قسم کہا و ہو بن اعتبار

مگر مرگ ماہی تھے جانونکے پیچ — کہ یون مچھلیان سب نکالین اپیچ

نہ ارنب ہے جنگل مین نے سو سما — کوئی بد و ہی کیا کہائے پرورد گا

کلنگو نکی الٹی گئی صف کی صف — ہوئی ہیچ مین قرقری بہی تلف

نہ جیسے گئے سیرہ کہا کی جیت — بزی و یسے ہے آئے کہتو نین کہیت

بٹیر اور تیتر کا ہے کیا شمار — کہ باز آگئے جرے کرتے شکار

ہوا زرد سبزک بہت دلمین ڈر — بند مو ہوا گرد ہے شانہ سر

خطرناک تہا دشت کیا کہئے مور — ہوا یون پہرے جیسے دتبا ہی چور

نہ پاڑہا نہ نیلہ نہ چیتل کوئی — سنبہون مین جو دم تہے گیا جل کوئی

نہ پر شانہ پہ زانہ بازو نہ پا — کہون کبہی پوچہا نہ یون تہا نہ گیا

نہ زور سی کود کیا نہ پایا کیپود — نکالا پہر لوگون نے پانی سے دور

سپہ کے بلا تدرک تازی سی ہے — نہ سارہن کی وہ سرفرازی ہے

کماندار مردم سے چارا گیا — کسو کہیت پہ مفت مارا گیا

نہ جو فیل وحشتی کی مستی گئی — وہین ہٹ گیا اسکی ہستی گئی

ستانو نکی نوکون پہ پہرٹ گیا — وہ کوہ گران سنگ سب چہوٹ گیا

بہت جانو چہوڑ آ کہر سے گئے — لگے دوڑن بہت جل گئے مر گئے

اگر بن ہے گویا تباہی اسے — کہرے قصد و انکا تو کیونکر کسے

مگر زور سے کچہہ نکلتا ہے کام — بہت رنج کہینچے سے چلتا ہے گام

خزیدار وستارہ سر خار بن — زمین پر رکہو پانو کانٹو نکو چن

کئے گام یون راہ چلنا پڑے — پہر اس دامگہ سے نکلتا پڑے

تو آگے بیابان پر خار ہے — کہین جہاڑ بوٹا کہین خار ہے

اگر اسمین پانے نظر پڑ گیا — کنارے پہ اوسکی یہہ چڑہ کر گیا

ہوا حال اپنا پریشان بہت — پہرے مضطرب اور حیران بہت

ترائی چڑہوا ایسے گذرنا ہوا — کہار ونکے سر چڑہ اترنا ہوا

قنات اور تنبو پر سب سے گرے | اکہڑے سے جو کندے اتر سب گئے

بہرا پانی لشکر مین پہیلا ہوا | اگر فرش و بستر تہا تہیلا ہوا

ہوا سرد از بس ہوئے ایکبار | کلیجونکے ہو گئے برچہوے پار

پہرے باد سے لوگ منہ ڈھانچے | جگر چہپا تیون مین رہے کانپتے

رہا ایسی سردی مین کید ہر شکار | ہوئے لوگ خیمونکے اندر شکار

بہت پیر جب جی کو تجنے لگے | جوانونکے بہی دانت بجنے لگے

تہ میغ خورشید پنہان ہوا | ندیکیا مگر روے جانان ہوا

بہت اسپ اشتر موئی پانو پیٹ | نکالا انہین خیمہ کہہ کے گھسیٹ

غزل میر یان کوئی موزون کرو | تامل کرو دل جگر خون کرو

غزل

وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو | انداز یک نگاہ سے مارا ہزار کو

چلنا پڑے ہے رکہکے قدم تیغ تیز پر | کس کس ہوس سے کاٹیں اس رہگذار کو

اوٹہنے لگے ہے باد مین تو جان گذار ہی ہے | خجلت ہے اسکے ذلف مین پیچ تیر مار کو

سو بار منہ چڑہاتی ہو کچہ بولتی نہین | یہ بات کیا پڑو سے کہے اپنی بار کو

آتا نہین نظر کہ حصول امید ہو | کیا تمام تمام رکہیئے دل بیقرار کو

۵۴۷

شغال اور خرگوش و ہم روبہان | شکاری سگون نے کہی نوش جان

ہوا پر جو تہے مرغ پرواز مین | گرے سیکڑون ایک آواز مین

بہت جانور کہا گئے کر کباب | ہوئے آشیانے ہزارون خراب

حواصل تہا کیا جو کہون تہا کہین | کہ تعداد کشتونکی پاتے نہین

بہت مضطرب جہکتیون مین پہرے | سلامت نہ آخر گئے بر سرے

انہون ہی مین سیمرغ بہی تہا مگر | کہ پر مارتا ہے نہین کوہ پر

نہین فیل مرغ اور شتر مرغ اب | کہ بازونکے طعمون سے کام آگئے سب

کسو بن مین تہے نیستان اور کانس | چلے راہ وان لے اٹکتے تہے سانس

برس مہینہ دو دن مین کہل ہی گیا | ولیکن ہے کہر المطیعہ بنا

کہ اندہیر تہا جیسے ظاہر ہو دود | ہوئے ہونٹہ سردی سے سبکی کبود

بلا دہوم سے کوئی گہبرا پڑے | جنہین دیکہو وہی کانپتے ہین کہڑے

ہوا سرد ہو کر گئے ہاں مار | اٹہایا بڑا لطف سیر و شکار

دل اس دود تیرہ سے گہبرا گیا | کہین آگ دیکہے تو جی آ گیا

یہی چال تہی ایک دو چار کوس | ہوا ٹہنڈی ٹہنڈی پڑی لمبی اوس

کسو کوہ کے پاس نکلے جو راہ | گئے کوہ کی تیغ تک کم نگاہ

نکلتا ہوا کہینچ کر یہ عذاب
ملا پیشتر ایک تہ وار آب

روان تہا کسو کی طرف تند و تیز
ہوا اسکے چلنے کی تہے بیش خیز

حباب اسکا چشمک زنان موج پر
کہ یون گرم جاتی مین اہل نظر

طلبگار کرتے نہین ساو گے
تو جون گہر ایسے استاو گے

کنارے پر اسکے اترنا ہوا
نہ و بالا ہوئے تہنڈ مرنا ہوا

نہ کہتے تہے جون رند مفلس لباس
نہ ان سے ہوا انہہ جامی کا پاس

غزل کہنے کی یہ بہی جا خوب ہے
جو اچہی ہو موزون تو کیا خوب ہے

غزل

حیف اس شکار پیشہ کو ہمسے خبر نہین
ہم ہین شکار خستہ ہماری جگر نہین

ہم خاک منہ سے ملکے پہرے جیسے آرسے
افسوس ہے کہ ہو دل یار او ہر نہین

آنکہین نکال اسکی قدم کے تلے کہین
تو بہی ہمارے حال پر اسکو نظر نہین

کیا کیجئے جو نہ سمجہے انداز دام کا
گلزار کے تو قابل پرواز پر نہین

نکلی پڑی ہے میان سے کاہیکو گہری
لاگ اسکی تیغ تیز کو ہمسے اگر نہین

سر رکہکے لگسکے تیغ تلی مر چلو شتاب
یان پانون بیٹ بیٹ کے مرنا ہنر نہین

آنکہین ہین اسکی راہ پہ جون نقش پا بیزار
پر میر اسکو کچہہ سر سیر و سفر نہین

قریب یک میا پہاڑی تہی وان — لگا اسے کم کم تہا آب روان
پہاڑی کہ تودا اکہون خاک کا — کہ انبار تہا خار و خاشاک کا
محاذی تہا اس کوہ کی ایک دشت — کہ دشوار تہا اسمین آدم کا گشت
ہوا ابر بہت اور پانی سے لگے — قدم راہ چلتے ہوکی ڈگگلے
چلے باد ہوا اک موحش ہے شور — رکے پاؤن دامن کو کہینچے بزور
فقط خار بن کیا کپڑ پہاڑ تہا — کہ بوٹا بہی وان جہاڑ جھنکاڑ تہا
چلو ہے چلو ہے یہ چلتے نہین — کر اشجار آگے سے ٹلتے نہین
نہ ٹوٹی نہ سر کین نہ کائی کہین — مگر پیچلے پاؤن ہے رہروی ہین
کہین ہاتی آیا ہے بڑ کا ہے اوت — کہڑے لوگ پیچہ مین لوہو کی گہونٹ
کہین ہنکلے انقار سرگرم جنگ — کرے متوہر تل کا عرصہ ہے تنگ
قیامت نمودار ہر ہر قدم — چلے کوئی کیا رکھکے سر پر قدم
کہین پیچ کی نکلے کہین جہک سے چلے — کہین مضطرب تہے کہین رک سے چلے
اسی طور منزل کو کر قطع راہ — پہنچتے رہی ہم بحال تباہ
شجر جہج تہے یکہ تر کوہ سے ہے — فرود آیا اسجا پہ انبوہ سب ہے
زمین اونچی نیچی خشونت بہت — اسکی تہے وان کم سکونت بہت

کہین بیدکے برگ خنجر گذار
کہین پانو رکہنے مین سر تیز خار

تنک دو درختون کے اودہر ہوئے
نیستان پہرتی ہی پہرتی ہوئے

اگر بید آئے تو بن بید باف
نہ آئی نظر دور تک راہ صاف

اگر بالس تہے وان تو تہے دہشت
کہ دشوار تہا دو قدم کا بہی گشت

ہمین چار نالے اترنے پڑے
کنارے پہ دو دو گہڑی تہو کہڑے

رہا ہر قدم گرنے ہی کا خطر
چلے دو قدم راہ پا کے اگر

بہت لوگ دشتِ قلم کو گئے
بہت اسپ و اشتر عدم کو گئے

لگے ہاتہہ فیلان دشتی کی راہ
وہلے پر نہو فیل کوئی سیاہ

نہ ہاتہی ملا کوئی بارے نہ شیر
ہوئی خیر گو طے ہوئے راہ دیر

شجر سر کشیدہ بہت گیا کہون
جو دیکہون تو پگڑی سنبہالی رہون

چنار ان درختون کے تہے پائمال
سفید ارر کہتے تہے حکم نہال

اگر کوئی دریا پہ آتا ہے پیچ
تو لوگونکے رونگٹا سی ہو گیا ہیچ

تل کوہ رفعت نمود ار ہو
گیا آمد و شد مین ہموار ہو

کوئی کل زمین ایسے آئے نظر
کہ عالم نے اودہر لگائے نظر

کہین سبزۂ تر سے جی جا لگے
کہین سرسون پہولی دلونکو ٹہگے

۵۵۱

غزل

[illegible]

ہوا خیمہ استادہ ایسی جگہہ — کہ آنے لگے دید واسنے نگہہ

رواں دو طرف اسکے ایک آب کم — کہ دل کا لیے جاوے سب رنگ غم

جہاں تک نظر کیجے مد نظر — ہوا موج زن کوہ سے تا کمر

نظر والونکے جی بہی مچلنے لگے — گرفتہ دل اس جا سے کہلنے لگے

وہ پانی چلا واسطے دریا ہوا — رواں گرم تر سوے صحرا ہوا

بہا دامن کوہ مین سنگ پر — کیا سنگریزون کو بے رنگ پر

کہ لوگ انکو ہاتہونپر کہنے لگے — جواہر کے رنگوں پر کہنے لگے

کرارون کا کیا عظم کیجے بیان — برابر کہڑے تہے وہ کوہ گران

انہین مین سے تہی راہ اس آب کی — وہین بہیر رہتے تہے اصحاب کے

ہوئے دامن کوہ مین کچہہ مقام — سفر کے سبب مدت ہو شاید تمام

کوئے روز گہاٹے کی بہی سیر ہے — سبہون کو ہے معلوم پر خیر ہے

جو اسمین کسو سیر کا دین نشان — نظر آدمی یا کوئی پیل و بان

تو اور ایک دو دن کے ہوتی ہے دیر — وہ ہاتہی سند ہے کہیگا یا وہ شیر

شکار ایسا دیکہا ہے اس پار کا — کہ جہاڑا ہوا دشت کہسار کا

کوئی دیکہئے کب تک پہاڑ او جہاڑ — ٹلے جاتی ہے سے کہین یہ پہاڑ

[illegible]

۵۵۲

ہوئے کیا وہ جادو گر نہ ہولے | کہو دشمن نے اوسکا منہ کیا بند
نہین تھمتا ہے اب پلکون سے رونا | بہت خاشاک سے دریا رہا بند
ہمین منظور ہر صورت نہین ہے دید | کھلی ہو چشم جون آئینہ پا بند
نہین کام آتی اتنی تیز گامی | سمند عمر ہوتا کاش جا بند
زبردستون کی کشتے ہو گئے پاک | نکالا عشق زور آور نے کیا بند

یہی انداز باندھے ہین یہ نازک
قیامت میر صاحب ہین ادا بند

شکارنامہ

مکرر ہے نواب کو قصد صید | بیابان پہنا اور اب ہونگے قید
روان بحر لشکر ہوا موج موج | گئی چشم خورشید تک گرد فوج
بحار و صحاری پہ ہے عرصہ تنگ | مگر یان سراسیمہ ہین وان پلنگ
بہن بیٹھے ہین شیر ببری لباس | کہ رین لوگ شاید فقیری کا پاس
چکاری ہرن و وحوش اندیشہ مند | دلون مین ہراس کمان و کمند
کہین گرگ روادی کو فکر گریز | نظر آید ہر اودہر گرے شیر تیز
بنون مین ہے آشوب کو نہین ڈر | بیابان وطن سارے ہی گرم سفر

شتر مرغ سیمرغ ازبس ہراس | نہیں آتی کوہ شمالی کے پاس

غزل کہ ہے میر لطف ہوا
بیابان خوش آئندہ و خوش فضا

سبزہ ہے آبجو پہ فصل بہار ہی ہے
سرگرم جلوہ دیکھو پہلو میں یار ہی ہے

یہ تو نہیں کہ ہم پر ہر دم ہے بید مانگے
آنکھیں جو کھاتی ہیں تو تیغ نیں بیار ہی ہے

گل ہمکنار ہوگا ہنس کر کبھو چمن میں
پر کم بغل ہے بلبل دسکو قرار ہی ہے

ہوں وعدہ گاہ میں تو پر میں بھی جانتا ہوں
کچھ اضطراب بے سے کچھ انتظار ہی ہے

حیران موج ہم بغل ہوں پایاب سو گہر سے
دریا کی سیر ہی ہے بوس و کنار ہی ہے

ہم جبر یونسے کیا ہو بیدست و پا دعا گو
کہنے کو کہتے ہیں تو کچھ اختیار ہی ہے

کون اس سہو کے سا ہے پلکیں تک بھی جو
شمع و چراغ و شعلہ برق و شرار ہی ہے

جانا مسلم آیا اس خاکدانسے گو پھر
مشکل گذر ہے رستا گرد و غبار ہی ہے

دل تنگ میر کیوں ہے سہرہ و زمین کی تو
دریا فضا ہوا ہے سیر و شکار ہی ہے

اٹھا فوج میں سے یہ گرد و غبار | کہ منہ پر تہا خورشید آئینہ دار
فلک گھڑی سے تہا دہوانسا نمو | سمان شب کا رکھتا تہا ملک شہو

بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر | بہت آ گئے لشکر میں ہو کر اسیر

لدے ہاتھیوں پر جو ہو کر شکار | ہوئیں بوجھ سے پشت فیلاں فگار

کئے گم جو گیندوں نے اپنے حواس | کھڑا ہو رہا آکے ہنسیوں کے پاس

کہ ہنسیں اسکو بھی جان کر لشکری | چلے جائیں صرصر نمط سرسری

نہ ہو رہا ہے طیر ایک عصفور تک | نہ وحشی سگے اور لنگور تک

لگی باگ شاہیں دستور یوں | پرے بکریوں میں کہیں گرگ یوں

کلنگ ایسے بازوں سے آئے ستوہ | کہ کابل سے آگے گئے صد گروہ

نہیں قوچ سرزن نہ ایل و زنگ | ہوئے قید یا صید یا بیدرنگ

غضب کر گئے جو بڑے عقاب کے | اڑا کھا گئے جیل سرخاب کے

نہ لگ لگ نے تیز رہا دشت میں | نہ غمخوار کریا نظر کشت میں

سبھوں میں جو تھے قاز سالار بن | ہوئے صید یوں جن پر آیا برن

حواصل کو ہوتا اگر حوصلہ | تو گرتا نہ کھیتوں میں ہو وہ پلہ

کہیں سارسے طاؤس مرتے گئے | ادھر لوگ افسوس کرتے رہے

کہیں جو اڑتے تھے زمیں بعد مرگ | نہال اسکے خوش قد بسیار برگ

نہ بستی سے صحرا تلک سبز تھے | نظر جاوے جب جا تلک سبز تھے

چلے ہر طرف اب جو آگر تفنگ
نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ

لگی آگ جنگل مین چارا گیا
بن آئے نہ کچھ مفت مارا گیا

سوا چہرہ کوئی تو جون شیر سنگ
نہ شیری و پیری نہ چہری پہ رنگ

لگی گولی پڑنے نہ پھر چل سکا
نہ جا گہ سے اُکسا نہ نکل سکا

چلے ہم جو بہراج سے پیشتر
ہوئے صید دریا کے وان بیشتر

بھرے فرط ہی سے تو دریا شہر
کہے تو کہ سوتے گئے رود نہر

کسے گولیونسے اگر بیشمار
رہے سونس گھڑیال چھپین ہزار

جو کچھ زخم پانی مین لیکر گئے
وہین بہکے نا سور مر مر گئے

لگا کہنے با خاسر اپنا جھکا
کہ پانی تو جالون سے سارا رکا

اگر جائے تہ کو دہس جائے
و گر گا ڑتیے سر تو پھنس جائے

عجب مخمصہ ہے بچے کیونکے جان
یہی موت ہے سوجھتی ہے ندان

جواب اسکا گھڑیال نے یون دیا
گھڑی ایک دو کا ہے قصہ رہا

پڑی سر پہ بجتی ہے فرصت نہین
پھر اسکو پہنچتے ہین اب کیا کہین

تحمل ہو کچھ بہی تو تدبیر ہو
کرین کیا اگر یو نہین تقدیر ہو

کوئی دشت یکدست نی زار تھا
رکھے وان قدم پانون افگار تھا

لطف سخن بھی پیری مین رہتا نہین ہے میر
اب شعر ہم پڑہین تو وہ شور و شد نہین

کسو واسے بن سے نکلنا ہوا — کہ کوسون تلک وہمین چلنا ہوا

کشیدہ قد اس بن کے سارے درخت — چمن کی سی نوبادگان سبز بخت

برابر برابر کھڑے سر بسر — پھری دیر اودہر کو جا کر نظر

پری چل کہ آیا ترا کم بہت — حراس وہمین جا کر ہوئی کم بہت

کہین راہ نکلی تو چلتے پڑے — رہے پاؤن پر تیل بہت وان کھڑے

کہ شاخون نے جہک جہک لائی تہو سر — بہت آگی جا جا کی آئی تہے پہر

وہی راہ درپیش کثرت ہوئی — قیامت کی اوپر قیامت ہوئی

سرون پر اودہر توپ آئی چلی — پڑی تہی اودہر لوگونمین کہلبلی

کہین اسپ و اشتر کہین فیل مست — زمین پر سر گام بالا و پست

گذر جسطرح اس طرح سے کیا — روندون نے خون جگر ہی پیا

وہین بیچ آیا میانا مرا — کوئی دیکھتا رنج اٹھانا مرا

سواری سے مجھکو ندامت ہوئی — کہ چارون طرف سے ملامت ہوئی

لگے کہنے آیا فرنگی کہان — کہ چوپانی کی رسم چھوڑی یہان

کون وہ ایسا ظالم تہا استاد محمد یاری کا ۔ اشعر سن میں جن کی مجھکو سیکھے غریب سیکھا کی ہین

میر مقدس آدمی ہین تہی یہ یکسر صحنا کی زمین
صبح جو ہم سبہی جا نکلے تو دیکھے کیا شرمائی ہین

کیا ایک نالی سے ہمنے گزر ۔ ہوئی قایم اس پہ جا جشر دگر
گری گاڑی چکڑا پیادی سوار ۔ کہ مقصد تہا سب کا عبور یکبار
گزارا جو فیلون کا پہلا ہوا ۔ ملا خاک مین آب جہیلا ہوا
کمر تک لگی پہنسنے دلدل کی بیچ ۔ کہ نالے کا پانی تہا یکدست کیچ
پہنسے گاو و اشتر گرے بار خر ۔ ہوئے اسپ و اشتر سبہی زیر و زبر
اگرچہ بندہی تہی وہ جب شام ۔ ہوئی ایک ریلے مین وہ نون تمام
نہ نکلی تہی آگ کبہو یہ سمین ۔ ولیکن خدا نے اوتارا ہمین
سلامت رہا اپنا اسباب سب ۔ رہے لوگ لشکر کی کرتے عجب
چلے وان سے آگے نہ ڈیلا ملا ۔ کیا ان نے ایک ایک کو دہ دلا
عجب راہ پرخوف مشکل گزار ۔ نہوتی تہی معلوم ہاتہی سوار
خطر شیر کا شور نہنگاہ کا ۔ عجب وان کی جانے کا غم راہ کا
لہو جا مرے زمین کچہہ ہویدا نہ تہی ۔ کہین اسمین پک ڈنڈی پیدا نہ تہی

غزل

روتا ہوں میں کہ ... شہر جیسے | جوں ابر سیر ... پہ عشق چھا گیا
جو نقش روزگار کے صفحے سے محو ہو | ... نہیں ہوتا مٹا گیا
ہستی مری کہ ہیچ تھی میں منفعل رہا | اس غم سے مر کے زیر زمیں میں سما گیا

داغ دل خراب شہو نکو جلے ہے میر
عشق اس خرابے میں بھی چراغ اک جلا گیا

چلے صبح کو دامن کوہ کو | تماشا کناں فوج وانبوہ کو
درختوں میں چلنا تو دشوار تھا | دلی راستہ بھی قدم دار تھا
گذارا ہوا یوں نہیں اک دہ کوس | ٹیلے پہ ہنگامہ آراستی اوس
نیستاں میں چھپتا تھا گھوڑے سوار | اگر ہو تو واں شیر کا ہو شکار
نہ رہتی تھی سو شیر شرزہ بھی وراں | نہ ہاتھی کے پاؤں کا پایا نشاں
ٹیلے سے کیلے کا جنگل ملا | پھر آگے رہیں یہ جو جنگل ملا
عجب کشمکش درمیاں آ گئی | بہیر اک بلا تھی جہاں آ گئی
نہ ہلنے کو جاگہ نہ چلنے کو راہ | سروں پہ کھڑے اسپ و فیل سیاہ
خطر فیل و شتر کا ہر ہر قدم | گئے شیر کے سر قدم پر قدم
کنار آب کے لوگ اترے تمام | ہوئی دامن کوہ میں کچھ مقام

کنارے کنارے اسی کوہ کے راہ
چلی جاتی ہین گو نہووے پناہ

جہانتک ہے آب و خوراب جانگیر
سین نہ دیکھین گے جو نظر آئینگے

جبل سے ہوئی ظاہر آثار آب
برسنے لگا قطرہ قطرہ سحاب

ہمین پر نہین کچھ ہوا کا ستم
کہین گرگ وادی کو بھی ہے یہ غم

کہین ایسی سنگریزی ہین حیوان دشت
کہ ٹکڑے کرو تو نہون گرم گشت

نہ نکلے ہے ہاتھی تو بولے ہے شیر
کوئی یوز پکڑے ہے سو بعد دیر

اسد یکطرف یوز یکسو رہے
عجب یہ ہے باندہے گئے اژدہے

نہ پوچھو کھنچا دور کار شکار
نہ اب دشت و در مین تھی نہ مال

شکار افگنان راہ کرتی تھی طے
ملے جاتی تھی خاک مین دشت نے

نہ بیرون کو جنگل مین طاقت رہی
نہ مگرون کو پانی مین فرصت رہی

اسد مارے جاتی تھی سگ کی شال
نہ بند آتی تھی یوز و گرگ [illegible]زال

ملا ایک چھپرا اگر یا گڑھا
تو کثرت سے نو نیزہ پانی چڑھا

بہت مشکلون سے کیا ہے عبور
کہ یک گام راہ اور سو سو فتور

غزل بحر کامل مین تہ دار کہہ
کہ اور جا ہے میر اس بحر مین تہ

غزل

۵۶۰

مددگار تھی حضرت زندہ فیل
پکڑ لاتی تھی لوگ تب زندہ فیل

بحیرہ نہ دریای اعظم سی کم
اٹھا کرتی تھی جسکی لطمی بہم

ہر اک موج اسکی سمندر کی لہر
کنارے پہ گرداب غرقاب قہر

یہی جنگل وس جھیل کی آس پاس
درختوں کا انبوہ نیکا کاس

اسی بن مین شیر اور یوز و پلنگ
اسی بن مین گور و گوزن اور رنگ

اسی بن مین ہاتھی وہیں کرگدن
وہین فوج سرزن اوسیمین ہرن

اسی بن مین لنگور بندر رہی تھے
وہین ایک دو ہم قلندر رہی تھے

اسی بن مین بارہا وہین نیل گاو
اسی بن مین یہ صید بندی کا چاو

اسی بن مین تھی حضرت بوحمید
اسی بن مین نسناس تھی انکی مرید

اسی بن مین تھی خوک جاموش رنگ
کیا اس سور بن نی لوگونکو تنگ

اسی بن مین رہنا اسی بن مین راہ
وہین شام کا حسن لطف نگاہ

اسی بن مین وہ جھیل گہری بہت
ہوی صید بری و بحری بہت

وہین مچھلی بکتی تھی دمڑی کی سیر
ولیکن نہ کھاتا تھا ہو کوئی سیر

کہ اس آب کا ہضم دشوار تھا
کہ جوں آب شمشیر دم دار تھا

شغال اور خرگوش جیسی گئے
شکاری سگ انکو اچک لی گئے

غزل

۵۶۱

فواروں کی سیر اور مینہ پر شانگہہ — وہی سیر گاہ و وہی دام گہہ

وہیں صید ہوں مرغ و ماہی تمام — مقام ایسے ہوویں تو کریے مقام

ہوا خیمہ آکر جو نواب کا — فلک سا ہی تھا فرق اس آب کا

ہوا ہوتا اوں کاش دو داب زر — ہوئی جیسے شایستہ شیر نر

عجب تھا ہے سیر کی روشنی صد عجب — کہ دیں چہر تاویں وہی بہر کی سب

جرا ہوویں تو غنچہ چراغ — کہ جیسے عاشق کی چھاتی کے داغ

وری روشنی شعلہ انگیز ناز — پڑی سطح پانی کا آئینہ وار

ہوئیں کشتیاں کچھ وری سی پری — چراغوں سے ہوویں تکو چے بھری

حبابوں میں تھی جو چراغوں کی تاب — حبابی تھا آئینہ سب سطح آب

نمودار جیسے تھا انجم تھی شب — دلوں سے وہ پھیلاؤ پانی کا سب

غرض روشنی کی عجب کچھ تھی لاگ — لگا وے ہے گویا کہ پانی میں آگ

غزل میر کوئی کہا چاہیے — کسو تو زمین پر رہا چاہیے

غزل

کب آوے گا کیا جانیے وہ سرو قیامت — ہماری تو سر پر ابھی ہے قیامت

شمار سفر ہی اشارت اسی سے — کہ تھوڑا سا بیت یہاں ہے وقت اقامت

تقاضا ہی غزل اک رباعی کہو / سخن آگی موقوف چپکے رہو

بہت کچھ کہا ہی کرو میر بس / کہ اللہ بس اور باقی ہوس

جواہر تو کیا کیا دکھایا گیا / خریدار لیکن نہ پایا گیا

متاع ہنر پھیر سے لے کر چلو / بہت لکھنو مین رہی گھر چلو

غزل

کرو تامل کہ حال ہم مین رہا نہیں ہی تمھو نکی مارے / جو کچھ کہ ہو سو سا جنون تھا شکیب و تاب و توان ہمارے

ہوئی ہین غارت قیامت اب تو گئی ہی جگر تک لٹ گئی ہین دل تک / ہی ٹک سبھی دیکھو وہ عقوبت جو راحت سکو کہا و ترسارے

ہماری آنکھین تھمین ہین اتنی کہ اب ہی دریا محیط عالم / کہین کہین جو رہین ہین مردم سو بیٹھی ہین ڈوبی کنارے

کرین تحمل سو کا ہی پر ہم مدام بیجو ہمیشہ غش سے / گئی ہی طاقت جو کونسی شاید نہین ہی آیا جگر ہمارے

کبھو سر دن پر ہی تیغ نالہ کبھو سنان فغان جگر پر / کسو کی کہنی کا کچھ بھی حاصل گئی ہی جی جو ان تیغوں کو جت ہمارے

بھری تھی آتش کہانتکی یار سنبل جگر مین نصف شکوہ / لگا جو رونی تو جا لگی آنسو بھری مژہ سی گرم شرارے

قبول عشق و محبت اتنا ہوا ہی ای میر قابل / مدام جاتی کہا نئی دوون ہی کبھو نہ آئی کہا کر آرے

رباعی

چلنے کو ہوئی بائی سی ہم جو کر رے / مل چلنے کے اتفاق بہتیرے پڑے

مجنون نی کہا تھا مین بھی آتا ہون میر / آیا نہ رہی راہ مین ہم دیر کھڑے

تمام شد مثنوی مسمی صید نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی در بیان کدخدائی نواب آصف الدولہ بہادر

ہے جہان کہن تماشا گاہ — آصف الدولہ کا رچا ہے بیاہ

آؤ ساقی کہ کدخدائی ہے — طبع نواب ادبر کو آئی ہے

دل خوش احباب وشاد شہر ہے — بستہ آئین و وراستہ ہے شہر

نئے سر سے جوان ہوا ہے جہان — عیش و عشرت کی محو خورد و کلان

ہر طرف شہر مین ہے آرائش — رہروان کی نہین ہے گنجائش

شیشہ باز فلک ہے آتش باز — گلستان سے ہوا ہوائے ساز

وجد مین لا تو می پرستون کو ۔۔۔ یاد دی تک سرو و ستون کو

آو ساقی کہ روشنی ہے خوب ۔۔۔ محو آرایش آج ہین محبوب

کاغذین باغ کیا تماشا ہے ۔۔۔ پہول کترا کہ گل تراشا ہے

بکی سے مشعلون کا ہوں ہوا ۔۔۔ نور کا ماہ نے کیا چندا

شیشہ شیشہ شراب ہے درکار ۔۔۔ صحبت عیش کو جہکا یکبار

لالہ رنگ رخ نکو یان کو ۔۔۔ مایہ ناز خوب رویان کو

اوس پری کو نکال شیشے سی ۔۔۔ رنگ مجلس مین ڈال شیشے سی

ہو لی سرمست ہو تماشائی ۔۔۔ حکم کشتی ہے پہر مینا نے

چہوڑ آئین بردباری کا ۔۔۔ سیر کرنے تزک سواری کا

چل گلابی کو ہاتہہ مین لیکر ۔۔۔ ایک دم جام متصل دیکر

ہی سواری کی فیل کی وہ ہو ۔۔۔ جیسے ابر بہار آوے جہوم

آئی دولت سرا سی ہو کر سوار ۔۔۔ لعل ناب و گہر ہین صرف نثار

اک مہابت کی ساتہہ فیل نشان ۔۔۔ آگی مانند کوہ زر کے روان

اور ہاتہی ہین جہومتے جاتے ۔۔۔ جیسے آوین جوان مزہ ماتے

جل زربفت کی ہے ساری شب ۔۔۔ روکش انجم فلک ہین سب

کبتک آئینے کا یہ حسن قبول
منہ ترا اسطرف کبھو بھی ہو

ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے
دیکھیں ہم تب جب ایسی بو بھی ہو

ہے غرض عشق صرف ہے لیکن
شرط یہ ہو کہ جستجو بھی ہو

سرکشی گل کی خوش نہیں آتی
ناز کرنے کو ویسا رو بھی ہو

کسکو بلبل ہے دم کشی کا داغ
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

دل تمنا کدہ تو ہے پر میر
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام شد

مثنوی در بیان مرغبازان

دلی سے ہم جو لکھنؤ آئے
گرم پرخاش مرغ یاں پائے

پر ڈبڑا زا درست و یکساں ہے
مرغ تصویر کا بھی حیران ہے

مرغ ہے ایک ایک جیسے کلنگ
قاز و سارس سے جنگ جسکا ننگ

حوصلہ کس قدر جو اصل کا
ذکر کیا نرگس [illegible] دل کا

لات کی گھات کر جو مرجاوے
نسر طائر کا رنگ اوڑ جاوے

مرغ کا مرغ ہو وے مرغ انداز | مرغ ایسا ہو تو بجا ہے ناز
یعنی اپنا حریف جب پاوے | پر ہلانے نہ دیوے کہا جاوے
سینہ کیا سینہ بال کیا پر و بال | جیسے چشم خروس آنکھین لال
بازی بر بر کے جب اڑاتے ہین | کاٹتے لوہو کے باندہ لاتی ہین
آیا حلقوم سے کہ حلق سے پار | پہوٹتا چہاتی مین ایک لگ کا دوسار
ہاتھ جس مرغ باز کے تہا وہ | پانی کرنے لگا ترا کر وہ
کچہہ جو ٹہرا تو دم دیا ان نے | تعبیہ کر کے رکہہ لیا ان نے
اور جو سست ہو ہوا تہیلا | دونون بازو کے پر رہے پہیلا
دم سے کیا ہو یہ بیدم و مجروح | قصد پرواز مین تہا مرغ روح
ہو چکا ہو چکا ہوا یہ شور | ڈہلکی گردن گیا وہ سارا زور
پہیلا پالی مین وہ غم جانسوز | دل زدہ کہہ مین مرغ دست آموز
جانور رنگ باختہ سب ہین | یعنی حیران فاختہ سب ہین
مرغ قبلہ نما کو وحشت ہے | بال کہولے ہین پر نہ طاقت ہے
ورنہ اوڑ کر کہین چلا جاتا | دیر اپنے مقام پر آتا
جمع منگل کو پالی کی ہر دہوم | گلیو نمین روز حشر کا ہے ہجوم

یہاں ہی کیا کوس رحلت مدام — کسھون نے نہ سمجھا سا یان مقام

یہ ٹیلے جو ہین سامنے ہین کمان — عیان جلد ہے ایک بزم روان

جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش — یہ منزل نہین جای بود او رباش

گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار — تہ خاک سب کا ہے دار القرار

نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی — وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی

ملے خاک مین جہڑ کے گلہاے تر — پریشان ہوے مرغ گلشن کر پر

پتنگون نے گر خاک مسکن کیا — چراغون نے بہی خانہ روشن کیا

گئی خاک دامن فشانی کے ساتہہ — رہا آب سو بہی روانی کے ساتہہ

رہی راکہہ ہو کر آگ تہی — رکن ہے جہان باد کی لاگ تہی

نہ جدول رہیگی نہ سرو روان — گلستان کو پا وسنگے ہو کا مکان

زمین کا رہے گا یہی کیا سبہاؤ — لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ

سکون یان کا دیکھا سراسر شتاب — چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب

جہان ایک ماتم سرا ہے عجب — نہین جاے باش او رجاے عجب

بہلا جی کے جائیگا کیا سے بیان — عیان ہو کہ کہتے ہین جانکو روان

جوانی گئی موسم شیب ہے — تسہو دیا یک دورو زکو غیب ہے

کھڑے ہون تو تھرائی ران و ساق
جیین بیٹھے کیونکر کہ جینا ہے شاق

جو یون پانون چلتے بچلتے رہے
تو دیکھو گے ہم پانسو چلتے رہے

اگر ضعف سے چپ ہی رہتے ہین ہم
یہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہین ہم

کسے ہین نہین اپنے تک پا و دست
کیا خاک مین مجھکو پیری نے پست

جو بازو ہین اپنے سو بازو نہین
اگر منہ کو دیکھو تو د ہ ر و نہین

بدن کی ہوئی سیری صورت ہی اور
وی آنکھین نہین وی نہ چتونکے طور

حسد ناتوان جای جہان تنگ
سخن منہ پر آوے دواعی کے رنگ

لبون پر نہایت ضعیف ایک آہ
در و بام پر حسرتون سے نگاہ

شکن جلد مین دل کو پژمردگی
عزیزی حرارت مین افسردگی

برودت بہت جسم مین آ گئی
مزاجی تھی گرمی سو ٹھہرا گئی

چھڑکتا رہون منہ پہ مین آب کاش
کہ ہوتا رہے روح کا انتعاش

وگرنہ دیا سا بجھا جای ہے
پھر اوٹھہ بیٹھون تو جی جلا جای ہے

سیہ روے شیبا کی ستم کر گیا
لکھون کیا کہ مین جیتے جی مر گیا

قلم رکھدی کر میر ختم کلام
تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دربیان ہولی

ہولی کھیلا آصف الدولہ وزیر / رنگ صحبت سے عجب ہین خرد و پیر

جشن نوروزی اہل ہند سب / ہے یہی تب محو عشرت ہینگے اب

شیشہ شیشہ رنگ صرف دوستان / صحن دولت خانہ رشک بوستان

اوس ہمین سے باغ پر گل سرخ و زرد / نکہت گل جہار ہینگے وان آگی گرد

پھول گل آدین نظر دیکھو جدہر / لالہ و صد برگ سب باغ نظر

دستہ دستہ رنگ مین ہینگے جوان / جیسے گلدستے تھے جودن پر روان

اون دیون کی عکس سے دریا کا آب — آئینہ کی سطح کی رکھتا تھا تاب
کشتیون مین جو دیے بھر کر چلے — پانی مین شعلون کو لیے ہی چلے
منعکس تھے جو چراغان تہ تلک — آب کی وسعت تھی پر انجم فلک
کیا ہوائی چھوٹنے کا ہے بیان — ذو ذنب جیسے ستارے ہون عیان
جا ہی جو ہی چھوڑتا ہے یادبود — روشنیان ذو ذوانب تھی نمود
گنج ہیجو کے ایک سو روشن تھے جھاڑ — دو طرف جس طرح سے جھڑتی ہو باڑ
اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے — ناگہان جیون ہو دین تارے ٹوٹتے
دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین — شعلے تھے لہرون کے پیچ و تاب مین
ہر دو جانب چمن سے گئے تھے انار — گلفشانی سے اونھونکی تھی بہار
ماہتابی اک طرف سے ہو دغی — چاند سا نکلا ہوئے حیران سبھی
آفرین صناع لوگون آفرین — کیا لگایا باغ آکر کاغذ مین
گل کتر کر پھول گل ہی کر دیے — رنگ تازے کاغذون مین بھر دیے
متصل تو بین ستارونکی دغین — لوگون کی آنکھین فلک سی جا لگین
دیکھیان کیا کیا نہ شعلہ خیزیان — تھین ہوا مین سے ستارہ ریزیان
نذر کو نواب کی اہل فرنگ — لیکے آتش بازی آئی رنگ رنگ

غزل

۵۷۱

بجا ہی کیا کوس رحلت مدام | کسھون نے نہ دیکھا سرایان مقام
یہ سب جو ہین سامنے ہین کہان | عجب حال ہے ایک بزم روان
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش | یہ منزل نہین جای بود و باش
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار | تہ خاک سب کا ہے دار القرار
نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی | وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی
ملے خاک مین جہڑ کے گلہاے تر | پریشان ہوے مرغ گلشن کے پر
پتنگون نے گر خاک مسکن کیا | چراغون نے بہی خانہ روشن کیا
گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ | رہا آب سو بہی روانی کے ساتھ
رہی راکھ ہو کر اگر آگ تھی | رکن ہے جہان باد کی لاگ تھی
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان | گلستان کو پاوسنگے ہو کا مکان
زمین کا رہے گا یہی کیا سبہاؤ | لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ
سکون یان کا دیکھا سراسر شتاب | چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب | نہین جاے باش اور جا ہی عجب
بہلا جی کے جانیکا کیا ہے بیان | عیان ہے کہ کہتے ہین جانکو روان
جوانی گئی موسم شیب ہے | شہود ایک دو روز کو غیب ہے

۵۷۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دیگر

چمن سے عنایت کے بادام دار — الٰہی زبان دے مجھے مغز دار

صفت عشق کی تا کرون مین بیان — ہوون عشق کہنے سے مین تر زبان

عجب عشق ہی مرد کار آمدہ — جہان دونون اسکے ہین بر ہمزدہ

جہان جنگ صف کی یہ ظالم لڑا — صف اولٹی جہان ایک مارا پڑا

اگر لوگ مارے گئے سر بسر — ہوئی فتح اوسکی ہر یہ طرفہ تر

کوئی کشتنی جو طرف ہو گیا — تہ تیغ اوسکی تلف ہو گیا

جہان جس کسو سی اسے چاہ ہے — وہین اوسکے تا قتل ہمراہ ہے

محبت سے ہے نیرنگ ساز عجیب
فسانے ہین اوسکی عجیب و غریب

کوئی عشق کرنا دہرا تھا ورے
گئے میکدے سے بہی صوفی پرے

ہزاران مکروفے شید و طامات ہے
خرابات جانا کرامات سے ہے

کہین عشق نے آرزو کش کیے
گئے خوش جو عاشق سو ناخوش کیے

کہین سہل تر یار مرنے لگے
کہین لوگ دشوار مرنے لگے

کہین کام ان نے کیے ہین عجب
فسانہ ہوئی بزم عیش و طرب

کہین بادشہ اس سے درویش ہین
کہین اس سے درویش دلریش ہین

لیا کاہ کا کوہ سے کین کہین
ملائی کہین آسمان و زمین

کہین پڑ گئے اس سے فتنے فساد
رہی زیر شمشیر حد سے زیاد

یہ عالم کا آشوب ہے دہر سے
مراد خطر کہہ ہے اس شہر سے

ہوئے عشق مین بہت کیشان خراب
رہے دل شکستہ پریشان خراب

اٹھا عشق کا شور عزلت گزین
گئے دشت گردی کو کر ترک دین

ہوا عشق سے مجلس حال دہر
تو واجد لگے کرنے شیخان شہر

کیا عشق مین ترک صوم و صلوات
گئے اہل مسجد سوے سومنات

مسلمان ہوئے عشق مین برہمن
گئے کعبے کو چھوڑ دین کہن

یہی عشق جس سے کہ حاصل ہے کام
یہی عشق ہے جس سے نکلا ہے نام
اسی عشق سے رو سیہ رو سفید
یہی عشق سے ناامیدان امید
یہی عشق ہے عقدۂ دل سے یہ
کہین اسکو حال مشکل ہے یہ
کہین ان سے پیدا ہے پایا معان

حکایت

تناسب بہت اسکے اعضا میں تہا ۔ سراپا مین دیکہو تو ہر جا سے خوب

زبان نرم طالع وری و صلاح ۔ نہ طعنہ و کنایہ نہ رمز و مزاح

خوش اندام و خوش رو و پاکیزہ خو ۔ کسو وقت رہتا نہ تہا بے وضو

جوانی کا ہنگام طاعت کا صرف ۔ لب ہرزہ پہ دلبرون کا نہ حرف

حیا کو سیاہی سے پلکون کی راہ ۔ نکلتی تہی باہر نہ گاہے نگاہ

بہت پاک دامن معیشت ہوئی ۔ نظافت نزاہت بہن مدت ہوئی

کہ ناگاہ اس راہ یک زن گئی ۔ جیون پر خدا جانے کیا بن گئی

جوان کی نظر شرمگین جا لڑی ۔ وہ شرمائی آنکہہ اوسے آڑ پڑی

یہ دل مستقل ناشکیبا ہوا ۔ دل طرف ثانی بہی بیجا ہوا

حیادار تہی زن گئی اپنے گہر ۔ وفادار تہا یہہ رہا دیکہہ ادہر

گیا چند شرم و وفا ہی کا پاس ۔ لگے رہنے دونون گہر و نمین اداس

گئی دن مین ہندو زن آنے لگی ۔ لیے پانی اس راہ جانے لگی

نگاہین ہوئین ہمدگر آشنا ۔ محبت کا دونون نے پانی بہرا

یہی مدتون دیکہا دیکہی رہے ۔ دونون کی کسو سے نہ ہرگز کہے

جیون مین شب و روز مرتے رہین ۔ ولے پاس ظاہر کا کرتے رہین

٥٧٥

کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
پیام ایک کا یہ کہ اے باد نرم
تن زار بیجان کیون کر جیے
ملاقات کار گئے کیون کر خیال
اگر دیکھین آنکھین ہین دو اسعاف
اسے دیکھنا ہی سے ارمان بہی
کہہ اس سے کہ مرتے ہین تیرے لیے
نہین صبر آتا ترے بن ملے
کسو سے کسو کو نہو جاے لاگ
کسو کا کسو سے نہ لگ جای دل
کسو کی نہ اچھی لگے کوئی آن
کسو کی مچھر نہ کھل جائین بال
کسو لالہ رخ کا نہ اوٹھے نقاب
قد آرا نہو فتنہ ور سر کوئی
کسو کی نہ چاہ زنخ مین گرین

نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
کہہ اسکو محبت سے کچھہ بہی ہی شرم
جگر مین نہو خون تو کیا خون پیے
رہے کیونکہ جان نا امید وصال
وگر منہ ہمارا ہے سوا رف
اودہر ہی چلی جاے ہے جان بہی
کیا عشق یا جرم ہمنے کیے
لبون سے جگر تک بہرین ہین گلے
کہے تو لگائی ہے سینے مین آگ
کہ کہنا پڑی ہاے دل واے دل
کہ جان الم ناک دیجے بذان
کہ ہو دل کے عقدونکی واشد محال
کہ ہون داغ دونون مہ و آفتاب
کہ سر پر قیامت رکھے ہر کوئی
مبادا کہ وان سے نہ جیتے پہرین

ہوا ناگہاں شوہر زن مریض
نہایت ہوئی تب طویل و عریض

نشستت ہوا تب کا دل کئی تئین
کہنچے رفتہ رفتہ دق و سل کئی تئین

نزاری سے دل ہو گیا زار تر
ہوا خشک ہو کر وہ بیمار تر

بدن کا وسا رنگ کاہی ہوا
بہت حال اسکا تباہی ہوا

دمون پر بہی وہ زندگی کم رہا
ٹہہر کر سکے دم ہوا ہو گیا

فنا یعنی طاری ہوئی ہو چکا
اسے دار و دستہ بہت رو چکا

چلانے کی طیاری کرلے چلے
چلی زن بہی تا ساتہہ اسکے چلے

کہلی دعوی سوختن مین زبان
کیا پاس ظاہر سے تو وہان جان

لگی جلنے چہوڑا نہ اصرار کو
خبر پہونچی اس نو گرفتار کو

اوٹہا وان سے بیتاب آیا چلا
اسے دیکہہ جلتے بہت جی جلا

جہکا آگ کی اور کر اضطراب
کہ جی مین نہ طاقت تہی مطلق نہ تاب

کہا سبہوں کیا کہتی ہو اسکو ہر
نظر اوسکی جلتے ہوا و سپر پڑی

کہا آئے ہو تو چلے آؤ تم
شتابی کرو جو ہمین پاؤ تم

یہ بیتاب تہا آگ پر بہہ پڑا
پتنگا سا اس آگ پر گر پڑا

لگے آگے تب کتنے انفار ساتہہ
وہین کہنچ لائی اسے ہاتہون ہاتہہ

گئے اسطرف لے جدہر تہی چلی | نظر کرتے تھے واقعی یہ سبہی
وے مانعیت کا کسکو جگر | کہ حیران سب رہ گئے دیکہہ کر
ہوئی جاتے جاتے نظر سی نہان | گیا عشق کیا جانئین لیکر کہان
بہت سے ہوئے لوگ گرم سراغ | کنہون نی نہ پایا نشان غیر داغ

نکر میر اب عشق کی گفتگو
قلم اور کاغذ کو رکہدی بہی تو

فسانے ہین اوسکے ہزارون ہزار | بہی کشت و خون کا ہی گرم کار
بہت خاک جل جل کی یان ہوگئے | رہ عشق مین جی بہت کہو گئے

غرض ایک ہی عشق بی خوف و باک
کیے دونون معشوق و عاشق ہلاک

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

آؤ ساقی شراب نوش کریں | شور سا ہے جہاں میں نوش کریں
آؤ ساقی بہار پھر آئی | ہولی میں کتنی شادیاں لائی
شادیاں ہے شگون سراسر ہیں | کوچے سو شہر کے برابر ہیں
دست دستور ہے جو زرافشاں | پھر جہاں کہن ہوا ہے جواں
دو نو رستے عمارت خوش ہے | تازہ کاری شہر دلکش ہے
اور بازاری رنگ لائے ہیں | ساری رنگیں ستون لگائے ہیں

کہین دو جام مے سے ہون سرمست | جا پہنچینگے تہوڑی دور دست بدست

مچلیے بن جاینگے کسو کو دیکہہ | پہر ہنسینگی کسو کی رو کو دیکہہ

اب گلابے لین گے پہر ہم | باقی ساقی پہنچے گے پہر کرم

کہین آرایش آگے دیکہین گے | کاغذین باغ جاکے دیکہین گے

کسو ہوش سے ہوونگی گلباز | کہینچینگے ایک زود دم کر اسکے ناز

آو ساقی مے دو آتشہ دے | اسی مے کا بغل مین شیشہ دے

گرم ہو جود باغ انسان کا | لطف آوے نظر چراغان کا

جسطرف دیکہیے چراغان ہے | شیشہ و شمع ہی نمایان ہے

باغ سے روشنی ہوئی ہے زیاد | ہے یہ ہنگامہ تا جلال آباد

شمع و فانوس کا بہت ہے ہجوم | شمع رنگون نے کر رکہی ہے دہوم

لوٹیے ان گلون کی اب تو بہار | گو کسو کے گلے کا ہو جیسے ہار

اٹہو او دہم ہی مچ گیا ہو | دارو پی کر پہرین چلین ہم تو

تارے سے ہین چراغ چار طرف | آسمان پر زمین رکہے ہے شرف

غنچہ غنچہ دیون کو دیکہین جہان | کسو لوگ سے رکہین صحبت شان

کہین نوبت کو چلکے سنئے گا | نے کے بجنے پہ سر کو دہنیے گا

جشن نوروز ہند ہولی ہے ۔۔۔ راگ رنگ اور بولی ٹھولی ہے

عشق ہے ای گروہ آتش زن ۔۔۔ دو نو رستے چراغ ہین روشن

ٹھاٹھہ کیا روشنی کے باندہ دیے ۔۔۔ شہر ہین نام روشن اپنے کیے

دور دور تے خیال و سوانگ آئے ۔۔۔ گھوڑے دامن سوار کیا لائے

روشنی وار سی ہے پار تلک ۔۔۔ گل کا کاغذ ہے فرق خار تلک

در دولت سے لیکے تا سر آب ۔۔۔ ہے چراغ اور شمع ہے گی تاب

پہر سر پل سے تا عمارت نو ۔۔۔ جلتے ہین مجتمع دیئے سو سو

ہاتھی سنگے گئے کہڑے ہے ہجوم ۔۔۔ جیسے ابر سیاہ آئے ہجوم

خیمہ استادہ کر چلے شب باز ۔۔۔ پیلیون نے ہر کیا خرام ناز

یان کی صحبت کا تہا نمونہ سب ۔۔۔ شاہ و دستور حکم و کار ادب

آئے شکلین بنا کے صورت باز ۔۔۔ ڈوم ڈہاڑی نے بجا کر ساز

نقل معقول کی سو حاجی بنے ۔۔۔ سچ کے عمامے سر پہ کتنے جنے

کوئی جوگی کوئی فقیر بنا ۔۔۔ کوئی ڈاڑہی لگا کے پیر بنا

کوئی بنیا بنا کوئی اوباش ۔۔۔ نقل کرتی تہی ان سبہونکی معاش

کوئی شاعر بنا نہ جسکی نظیر ۔۔۔ یعنی مستغرق خیال تہا میر

۵۸۱

دو طرف سیم بندی کردی ہے — سونے روپے سے راہ بہردی ہے

شمعین لاکھون کنول مین ہین روشن — زور پہولا ہے کاغذین گلشن

واہ آتش زنان آتش دست — دارو پی کر پہرو ہو کیسے مست

تو ہین کیا ڈہالین ہین ستارونکی — کہوئے رونق فلک کی تارونکی

تارے موقوف کچہ سما پہ نہین — تو ہین چہوٹین مگر ہوا پہ نہین

ماہ بہی چشم روشنی کے لئے — ہے چراغان ستارگان سی کئے

گنج چہوٹے ہین یا کہ یار چہرے — یا ہوائی ہے جگنیونکی چہرے

گل مغان ہین پڑین جو پہلجہڑیان — کہلتیان ہین دلونکی گلجہڑیان

چہوٹتے ہین انار مہتابی — رنگ ہین دلبرونکے مہتابی

بادسے دودوئے ہوئے گرانڈ — وغین مہتابیان کہ نکلے چاند

آئوائے مطربان سے آہنگ — ساتہہ اپنے لیے رباب و چنگ

ہو غزل خوان بزم عیش و طرب — پہ نکریون خیال ترک ادب

منعقد مجلس شہانہ ہے — ادب آصف زمانہ ہے

آئو ساقی مجہے قرار ہے دے — در بغل شیشہ ساتہہ اپنے لے

بحر بخشش کی لہرین اب آئین — زر و گوہر کی کشتیان لائین

بے گل رہے نہ یکدم بلبل کی آہ و زاری
محبوب سے کسو کو یارب نہو جدائی

گل ٹک ہنسا نہ تجھسے بلبل نہ بولی ہرگز
کس کس کی بید ماغی بہ یار میں اٹھائی

ہم بھی رہے ہوا وہ جبتک جوان ہیں جاہل
کی عمر رفتنی نے باری نہ بیوفائی

اخوان زمانہ کی تو کیا جانیں دل لگی کو
لگتی ہے جسکے دلکو وہ جانتا ہے بھائی

ہے دامگاہ دنیا ہر جا فریب اسمیں
دیتی نہیں جو کہائی اپنی مجھے رہائی

گزری جو کچھ کہ سو گزری یاریں دلبرونکی
میر اب کسو سے تم تو کریو نہ آشنائی

تمام شد ساقی نامہ

مثنوی دیگر

ای جھوٹھ آج شہر میں تیرا ہی دور ہے
شیوہ یہی سبھو نکا ہی سب کا طور ہے

ای جھوٹھ تو شعار ہوا ساری خلق کا
کیا شہ کا کیا وزیر کا کیا اہل دلق کا

ای جھوٹھ تجھسے ایکخرابی میں شہر ہے
ای جھوٹھ تو غضب ہے قیامت ہے قہر ہے

ای جھوٹھ ریختہ رفتہ ترا ہو گیا رواج
تیری متاع باب ہے ہر چار سو میں آج

ای جھوٹھ کیا کہوں کہ بلا زیر سر ہے تو
ای جھوٹھ سچ یہ ہے کہ عجب فتنہ گر ہے تو

نزدیک جب ہوا کہ وہ مطلوب سے ملے
ایک جھوٹھ شام غنچۂ مقصود دل کھلے
ڈالا کرکے تو پہ وسے میں آ کام کر گیا
دو باتوں میں وہ عاشق دل خستہ مر گیا
ای جھوٹھ تجھسے فتنے ہزاروں اوٹھا گئے
ہنگامہ وفا وہی ہر سو رہا کئے

583

مشکل حصول کام ہر یان حاصل کلام
یا تون ہی با تون کام ہوا خلق کا تمام

ای جہوٹھہ دل مرا بھی بہت دردناک ہی
ان کاذبون سے صبح غمط عیب جاک ہی

یک فرد دستخطی تھی میری ایک شخص پاس
جو دیکھا جو خوب اوسکو تو مطلق نہین ہی یاس

تھا مین فقیر پر نہ گیا شاہ کے حضور
لتنے لیے کہ رتبہ عزت مرا ہے دور

آداب سلطنت سی نہین مجکو رابطہ
حرکت نہوتی مجھسے کوئی غیر ضابطہ

مرزائی مجھسے کہنچتے نہین ہر عزیز کی
پہر شعر و شاعری بھی نہین ہے تمیز کی

صحبت خدا ہی جانی پڑے کیسے اتفلق
کیا بات آوی بیچ مین بڑ رہتی ہی شاق

مین مضطرب گہر اوسکے گیا ادہکی پانچ یار
کہنے لگا زبان سی یہ ہوتی ہی دو و چار

تقصیر میری اسمین نکوئی گا کچھہ خیال
صاحب کہین خموشی کرو مین یہ کیا مجال

لیکن یہ حرف اس بھی سیہ رو کار کہنیے یاد
انداز سے یہ لوگ سخن کرتی ہین زیاد

بہتیری ایسی فرد ین یہ رکہتی ہین جیب میں
رکہتے ہین یو نہین لوگو نکو سو فریب مین

دکھلاونگا چہا ہون سوال آپ کا لیئے
مین نے کہا فقیر کہو کس طرح جیے

بولا نہوگا سعی مین ادیہ ہر سو کچھہ قصور
پہر دیکھیے کہ پہر دیسی ہوتا ہی کیا ظہور

ایک آدہ ایسی بات بنا کر کہسک گیا
دل اس خبر کی سننے سی میرا دہڑک گیا

یہ عرضیاں حضور کو بہونچین ہین صبح و شام
دستخط جو ہو کی آئی کوئی سو اسی کا نام

بیچ مین ہوتی کچھ اگر اسباب — منہ اوٹھانی کی جی مین ہوتی تاب
سو تو کمبل نہ بچھونا کوئی — سایہ گستر نہ ابر بن کوئی
ابر ہی بیکسی پہ روتا تھا — ابر ہی سر کا سایہ ہوتا تھا
کیچ پانی مین کیچڑے خوار ہوئے — وو ہین گاڑی مین جا سوار ہوئے
رہروی کا کیا جو ہم نے میل — بھینس جیلی کی تھی بہل کی بیل
آسمان آب سب زمین سب کیچ — خاک ہے ایسی زندگی کے بیچ
شب کے دریا پہ ہو کے راہ پڑی — پانی کے سطح پر نگاہ پڑی
بیکلی کا کیا کہون مین اوج — باتین کرتی ہے آسمان سے موج
دامن ابر پاٹ دریا کا — وی گرہ تو کہے کہ باندھا تھا
ہوش جاتا تھا دیکھ جوش آب — گوش کرتا تھا کر خروش آب
آب تہ دار اور تیرہ بہت — لہر اوٹھتی جو تھی سو خیرہ بہت
پانی پانی تہا شور سے طوفان — دیکھ دریا کو سوکھتے تھی جان
ہمرہ موج سیکڑون گرداب — ساتھ تھے صد تری کی چشم حباب
ناؤ مین پاؤن ہمنے بارے رکھا — خوف کو جان کے کنارے رکھا
خضر ودہ سب جو اس کھوتا تھا — خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

تنگ دو دو ہر طرف لگے کرنے
تسپہ ٹوٹی تھی مینہہ کے بہرتے

کوئی میدان مین کوئی چھپر مین
کوئی در مین کوئی کسو گہر مین

گہر بلا صاحبون کو ایسا تنگ
جس سے بیت الخلا کو آوے ننگ

بیٹھنے دین نہ جب کہ صاحب کو
کون پوچھے نفر مصاحب کو

ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے سراپائی
ویسے گہر چہوٹے ویسی جا پائی

رہنا بہٹھیاری کے غنیمت جان
جو کہا اون نے ہم گئے سب مان

کچھ پکانے کا جب سوال کیا
مین نے اظہار اپنا حال کیا

پان جو لائے ہین مجھکو اپنے ساتھ
زندگانی مری ہے اونکے ہاتھ

پہونچے ہے اونکے روبرو سو طعام
صبح کا صبح مجھکو شام کا شام

اور پکوائے تو زاید ہو
خامے سے اپنے اور عاید ہو

جو کچھ آیا سو کہا لیا مین نے
کچھ رہا سو اوٹہا دیا مین نے

سنکے اک دلسے کہینچی ان نے آہ
اور بولے کہ واہ صاحب واہ

ہم تو جانا تہا آدمی ہو بڑے
چار پانچ آدمی ہین پاس کہڑے

کچھ یہ کہاوینگے کچھ کہلاوینگے
ہم کچھ انکے سبب سو پاوینگے

سو تو نکلے ہو گورے بالم تم
ہو گدا جیسے شاہ عالم تم

جتنے مالوف تھے وہین رہتے ۔۔۔ اوسے کچھ کچھہ لگا ہو نہین سکتے

کیا نفاست مزاج کی کہیے ۔۔۔ ستہرے اتنے کہ دیکھہ ہی رہیے

خال جون پہول گل کترتے ہین ۔۔۔ یا کہ نقشون مین رنگ بہرتے ہین

چوہے چڑیا پہ ان ذی کب کی نظر ۔۔۔ ہیچ کالکہ زنانہ فرض تہا اسپر

لموشی بہی تو تہی بہن اسکی ۔۔۔ نسبت اسکی تہی وہ بہت کہسکی

پاوے جو کچھہ سو مار کہاوے ہے ۔۔۔ ایک کیا چار چار کہاوے ہے

جانور مارنا تو ہے یک سو ۔۔۔ تیسرے نچہ کیا نہ ان نے کبہو

یہ نزاکت اسی کو بن آوے ۔۔۔ موش دشتی کو دیکھہ ڈر جاوے

ان نے ماری ہین ایسی کتنی ڈہونس ۔۔۔ گہونس دیکہی تو ہووے کوئی گہوس

یہ چہچہوندر کے بولتے بہاگی ۔۔۔ وہ پڑی سوتی بہی ہو تو جاگی

چہپکلی سے یہ پہیر منہ کو لے ۔۔۔ وہ جفا کار جیفہ پہ جی دے

یہ پری سی تہی جو خرام کرے ۔۔۔ وہ جہاو چہلے تو دہوم دہام کرے

کبک اسکی خرام کے عاشق ۔۔۔ جانور اسکے نام کے عاشق

غرض افسوس کی جگہہ بلی ۔۔۔ اب کہان گو کہ جانیے دلّی

ایسی بیگم مزاج سے بلی کہو ۔۔۔ بیگم آباد ہم سے گئے یارو

۵۸۶

کار پردازون کو تقید سے — شور ہے گالی ہے تشدد ہے

وے بچارے بہانے کرتے ہین — رات دن لوگ چوکی بہرتے ہین

کہتے ان سے تو یہ ملے ہے جواب — کسکے گہر سے بناوین لاکے شتاب

ہمکو کہانے ہی کا تردد ہے — صبح بقال کا تشدد ہے

بنیا منہ کو چھپائے جاتا ہے — روٹی کا فکر کہائے جاتا ہے

حال کب پوچھنے کے ہی قابل — ہم فقیرون کے رنگ ہین سایل

سوچین ہین جب تو بہول جاتے ہین — بات کہتے ہین بہول جاتے ہین

تمکو دیوا کیا کہے سبنگے یاد — ہمکو کرنا نہین خدا آزاد

کسکو سوسین کہان سے کچھہ لاوین — دال آٹا جو تمکو پہونچاوین

تم کہو دال ماش کی ہے زبون — یان بہم پہونچی ہے جگر ہی خون

تم کہو آٹا کسکسا کہایا — یان کلیجا ایسا تو ہاتھہ آیا

اور دو چار روز یہ بہی ہے — ایک غم سینہ سوز یہ بہی ہے

فصل ہونے ابہی نہین پائی — پیشگی سب سے قرض لی کہائی

جس سے جہوٹہی ہوئی ہین ہم دربار — چوناوہ کہے ہے ساہوکار

ماش کی دال کا نگر ہے گلا — گوشت یان ہی کبہو کسو کو ملا

کوئی گھورا کرے کوئی ہوں ڈرے — خفتہ خفتہ ہے شور سے چونکے
سانجھ ہوتے قیامت آئی ایک — شور عف عف سے آفت آئی ایک
گلہ گلہ گھرونمین ہر نے لگے — روٹی ٹکڑے کی بو پہ گرنے لگے
ایک نے آکے دیگچا چاٹا — ایک آیا سو کھا گیا آٹا
ایک نے دوڑ کر دیا پھوڑا — پھر پیا آکے تیل اگر چھوڑا
گھور نے ایک لگا اندھیرا کر — ایک نے اور ایک پھیرا کر
گھر مین چھینکے اگر تھے توڑ دیے — ہانڈی باسن گر آکے پھوڑ دیے
لوگ سوتے ہین کتے پھرتے ہین — لڑتے ہین دوڑتے ہین گرتے ہین
جب کہ ہڈی پہ چار چار لڑین — گوشت پر بھیڑیے سے دوڑ پڑین
ایک کے پیچھے ایک روز و شب — لینڈرے وان نہ بندہ رہتے ہیں کب
کتے ہی وان دو چار رہتے ہین — دو گئے ہے تو چار رہتے ہین
جاگتے ہو تو دو بدو سے کتے — سو کدا و شو تو ر و برو سے کتے
سر پہ دربان کے بلا ہی رہے — کتا ایک آدہ گھر مین جا ہی رہے
منہ مین کف دور دور کرتے سے — حال بیحال شور کرنے سے
تو کہے سنکے وہ گلا پھاڑا — باولے کتے نے ایسے کاٹا

چار دانتون کے واسطے جی دین
اس سے آگے بڑہے تو دہنیور تھے
اور آگے گئے تو تھا بازار
ایک کے پاس دال کچہہ آٹا
ایا کچہہ ساتوان اور تو ہی چرچھے
چوتہا باقی رہا سو تہا النگال
اسکا عامل کے یان اوٹھا مایا
ایک کنجڑے چار گٹھے پیاز
کیا کہون مرچ تھے نہ ادرک تھے
ایک دو کان تھے پسارہ کے
اس سے جاکر جو مانگی ہلدی
دیکہہ کر کچہہ کہو وہ یہ کہے
یان جو کچہہ ہے چلن سو دیتا ہون
مانگو اسے جو مرچ یا دہنیا
انمیں دو دانے اور سب کنکر

جان کہا جائین کچہہ نہ جب تک لین
اور جو سب پہرے انہون نے کچہہ گہر تھے
اسمین بنیون کی تہین دکانین چار
تسکو بہے مکہیون نے تھا چاٹا
جہبڑون مین خاک دہول کے تہے
نام کو کہتے تھے اسے اقبال
انے جیسا کیا تہا سو پایا
سیر اسکو سزا رخنہ و ناز
اس مہیندر ہن کچہہ ہے سبزہ کے
انے ہم لوگون سے بہے یاری کے
زر و مٹی کو باندہ دے جلدی
بس تم اس بستی مین بیاجی رہے
مین بہی پیسے اگلے لیتا ہون
دیوے پہچا دہی نہا دہنیا
دیوے کاغذ مین ناتہ لینا کہہ

دونون کا اک جدا ہی مطلب ہے | یہہ کہ روز روزہ کے شب ہے

آسماں پاس اس گہڑی کی آئی جبل | گم تہے برساتون مین طرق و سبیل

ایسی بارش ہر اک جگہ پانی تہا | تہے پہر ہو تلک بہی ہوے چڑہاو

اس سے ورا انکی ہوا بہت مرطوب | ہووے نزلہ زکام بے اسلوب

کتنے روز وان مین ہوتی ہی کہا لسنی | ایسے جیسے گلے مین دین پہانسی

پہر وہ زرجہ ہے جس مین ہو دق | یہ کوئی ایک نکلے ثالث شق

بڑی آفت خطر تہا سلہون کا | کیونکہ وہ ملک گہر تہا سکہون کا

اسمین آجائے تو قیامت تہی | مال و جان غرض سب کے رخصت تہی

نہ کوئی داد رس نہ وقت داد | مفت ہی ہم گئے تہے سب برباد

کیا کہ سب چرخ کج نے پیدا تہا | پر خدا کچہہ ہمارا اسیر ما تہا

تجہے قدرت نمائی کی اپنی | اوس بلا سے رہائی کی لہنی

بس قلم ہے صریر تیرے تند | شور سے تو پڑا جہان مین دند

بد زبانی کا مجہکو کب ہے دماغ | ایسی باتون سے مین کیا ہے فراغ

ہو چکی صاحبو جمی فرمایش | چپ رہو اب ہے زمان آسایش

مثنوی دیگر

جب وہ چھوٹے شور و ہنگامہ ہین — اتھو چھوٹا اتھو چھوٹا سب کہین

چھوٹتا ہے گر پڑے کوئی بھوگ — بندرون سے ناچتے پہرتی ہین لوگ

ہوگئی ہین اس جنس مین بہی ذی خرد — آدم و حیوان مین یہ برزخ ہین بد

طرفہ ہے یہ بات اگرچہ ہے کہی — جو کرے انسان تو بوزنیہ بہی

لیکن اس جاگہہ تو صادق ہے یہ قول — سامنے اسکے آدمی کے سو ہین ول

ہے تماشا آئینہ کے روبرو — عکس سے اپنے اسے ہے گفتگو

دیکھنا جھک جھک کے اسکا ہو نہ ضبط — آرسی بندر کا مشہور ربط

گاہ بوسہ گاہ غرغر بولنا — گاہ آنکھین موندنا گہہ کہولنا

آگے تہا اک بوزنہ شطرنج باز — چال سے اسکے نکلتا امتیاز

کہنہ قرادون سے ہمکو یاد ہے — یہہ لسے فتان کا داماد ہے

جان دین بندر اگر دیکھین چنے — رہتے ہین چانول پڑے اسکی کنے

آنکھہ کب دوڑ ہی ہے اسکی ہر طرف — ہے یہ اپنے نوع کا فخر و شرف

الغرض منوا عبارت جان سے ہے — نام اس دلکش کا منوا یا لسنو ہے

خوش بہت ہے منوا تو خوش احوال میر — ورنہ آدم ہے جوانی مین بہی پیر

دہر مین یا رب نہ یہ محزون سے — جسکا منوا ہے اوسے میمون ہے

۵۹۳

متصل ایسا ہوا جو اتفاق
خفط اسکے کو کہہ کا لازم ہوا
نذرین مانین نقش لائی ڈھونڈہ کر
چھچھڑون پر بعضون نے افسون لکہے
سب بلائی سے بت کی التجا
گوشت کے چیلون کو پھینکی بوٹیان
لڑکیان ٹہلائیان کہائون تلے
دیتے تکڑا منہ کو ہر اک کہو سکتے
صدقے اتر پیے بکرے جو دیر ہوی
کین مناجاتین ول شب لا لقدر
بوہریرہ کے تئین مانا بہت
مرح جس بلی کی کرتا تھا عبید
خواجہ عصمت کرتے تھے طاعت جہان
صبحدم ہو توسے سرگرم سجود
چاہیے بہت اسکی اٹھہ کے ہر سحر

مرگ ان بچون کی گذری سب شتابق
جا ئرسے پہونچے کا ہر اک عازم ہوا
نیل کے ڈورے ونین باندہے پیٹ کر
بعضون نے تعویذ لیکر ضون لکھے
گربۂ محراب سے چاہی دعا
ماش کی موتی پکائین روٹیان
اوس طرح جو دیو بلی بلی کرہے
اور بو بلیونکی بوسکتے
گربہ لا وہنے کہائے ہو گی سیر
گربۂ زاہد سے بہی چاہی مدد
بلیون کو بہی دیا کہانا بہت
تھی دعا گوئی مین وہ بی مکر و شید
ایک بلی بیٹھی تھی آکر وہان
کہہ قیام اسکے تئین تھا کہہ قعود
کچھ تو باطن نے کیا اسکے اثر

سب سے آگے آن پہنچے در تلک — دیکھے میرے پانو سے لو یہ تلک

آنکھ سے معلوم ہو مشتاق ہے — بلی یا اعجوبۂ آفاق ہے

بلیاں ہوتی ہیں اچھی ہر کہیں — یہ تماشا سا ہے بلے تو نہیں

گھر ورہ باندہ ہو تو پھر یہ صور کا — چاندنی میں ہو تو اسکا نور کا

گرم شوخی ہو اگر یہ مثل برق — بجلی میں اس میں کچھ کر سکیے فرق

یا پری اس پردے میں ہے جلوہ گر — اوٹھتی اودھر سے نہیں ہرگز نظر

کیسی ہے بلے ولایت کی ہے زر — خوب دیکھو تو ہے اسکے صدر جو

ربط ہے اپنے ہی جن کو اسکے ساتھ — بیٹھے ہی تو بیٹھیہ پر سیر اپنی ہاتھ

اکدن جا کر کہیں ٹک سو گئی — مانی مانی سارے گہر میں ہو گئی

بلی کا سونا نہیں اسلوب یہ — ہے کبودی چشم یک محبوب یہ

دیکھے جسدم یک وزرا کوئی اسکو ہو — چشم شور آفتاب اسدم ہو کور

حسن کیا کیا مانی کے کریے بیان — ہو جہان جبتک یہ ہووے رہ نہاں

خوبی ھی کی نہ کوئی کہہ سکے — دیکھے اسکو تو نہ اس بن رہ سکے

داغ گلزاری سے اسکی تازہ باغ — اس زمان تیرہ کی چشم و چراغ

کیا دماغ اطلے طبیعت کیا نفیس — کیا مصاحب بے بدل کیسے جلیس

چار دیواری سو جگہہ سے نم ‏ تر تنک ہو تو سو کہتے ہین ہم

لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے مٹی ‏ آہ کیا عمر بے مزہ کاٹی

کیا تھے مینہ سقف چھلنے تمام ‏ چھت سے آنکھین لگی رہین مدام

اس چلچش کا علاج کیا کریے ‏ راکھہ سے کب تلک گڑھی بھریے

جا نہین بیٹھنے کو مینہ کے بیچ ‏ ہے چلچش سے تمام ایوان کیچ

آنکھین بھر لا کے یہ کہین ہین سب ‏ کیونکے پروا رہے گا یارب

جھاڑ باندھا ہے مینہ نے دن رات ‏ گھر کی دیوارین ہین گے جیسے پات

بادرین کانپتے ہین جو تھر تھر ‏ آنپہ رہ دار کے کوئی کیونکر

کیچ لے لے کے مارے چھو پاے ‏ چھونپا کا ہے کا ہے تھوپا ہے

لگو پھر پڑتے بھی ہی نہین ‏ تو تا اک بوریا سا ڈالو کہین

ڈھانکو دیواریا اوبھٹا رکھو ‏ یا ہمارے لئے بچھا رکھو

ایک حجرہ جو گھر مین ہے واثق ‏ سو شکستہ تر از دل عاشق

کہین سوراخ ہے کہین ہے چاک ‏ کہین جھڑ جھڑ کو ڈھیر ہے خاک

کہین گھوسون نے کھود ڈالا ہے ‏ کہین چوہے نے سر نکالا ہے

کہین گھر ہے کسو چھچھوندر کا ‏ شور ہر کونے مین سے جھپڑ کا

کنکنی دیوار کی نپٹ بیال | پتھر سے کا بوجھ بھی سکے دینہہا
توتا مینا تو ایک بابت ہے | پونا پہد کی تو قیامت ہے
کیونکہ ساون چھٹےگا ایکی بار | تھرتھراوے بہنبیری سے دیوار
ہوگیا ہے جو اتفاق ایسا | شاق گذری ہے کیا کہوں کیسا
ہوکے مضطر لگے ہیں کہنے سب | اور بہنبہیری کہ ساون آیا اب
تیتری یاں جو کوئی آتی ہے | جان محزون نکل ہی جاتی ہے
نہیں دیوار کا یہ اچھا ڈہنگ | کہیں کیسکے تو ہے قیامت جنگ
ایک دن ایک کوّا آ بیٹھا | بیگمان جیسے بوّا آ بیٹھا
پہل سے لوگ دوڑے کر کے شور | کہ نہ جا یڑ مین کچھ رہا تھا زور
ہو نہ ایسا کہ اپنی چال سے چلے | دوڑے اور ڈہیلے کہ ہاں ہاں چلے
نہیں وہ زاغ چارپائو پھرا | ایک کالا پہاڑ آن گرا
مٹی اسکے کہیں کہیں سے ہلی | ہے ڈرنا اور پہاٹے ہے دیہلی
سان کر خاک لگ گئے دو چار | بار سے جلد ہی درست کی دیوار
اچھے ہونگے کہنڈر بھی اس گھر سے | ہر سے ہے ایک ہزار بہی گھر سے
اکھڑے پکھڑے کواڑ ٹوٹی و چنید | زلف زنجیر ایک کہنہ جدید

تنکے جاندار ہین جو بیش وکم — تن یہ چڑیون کے جنگ ہو باہم

ایک کھینچے ہے چونچ سے کزور — ایک لکڑی پہ کر رہی ہے شور

پوچھ مت زندگانی کیسی ہے — ایسے چھپر کی ایسی تیسی ہے

کیا کہون جو جفا جکش سے سہی — چارپائی ہمیشہ سر پہ رہے

بوریا پہیل کر بچہا نہ کبھو — کونے ہی مین کہڑا رہا یکسو

خیر یوڈہی کی ہے یہ خوبی گہر ایسا — چھپر اس چو جلے کا گہر ایسا

جنس اعلے کوئی کہٹولا کہاٹ — پائے پٹی رہے ہین جنکے میہاٹ

کھٹملون سے سیاہ ہے سو بھی — چین پڑتا نہین ہے شبکو بھی

شب بچھونا جو مین بچہاتا ہون — سر پہ روز سیاہ لاتا ہون

کیڑا ایک ایک سیر بکوڑا ہے — سانجھ سے کہانے ہی کو دوڑے ہے

ایک چٹکی مین ایک چہنگلی پر — ایک انگوٹھا دکھاوے انگلی پہ

گرچہ بہتون کو مین مسل مارا — پر مجھے کھٹملون نے مل مارا

ملتے راتون کو گھس گئین پورین — ناخنون کی ہین لال سب پورین

ہاتھ تکیے پہ گہہ بچھونے پر — کبھو چادر کی کونے کونے پر

سلسلا یا جو پائنتی کے اور — وہین مسلا گرا چڑیون کا زور

۵۹۷

مثنوی مسمی بمعاملات عشق

مین تو حیران کار تہا اپنا	کوئی اسدم نہ یار تہا اپنا
اینٹ پتہر تہے مٹی تہی یکسر	خاک مین مل گیا تہا گہر کا گہر
چرخ کی کجروی نے پیسا تہا	پر خدا میرا مجہسے سیدہا تہا
کتنے اک لوگ اسطرف دہائے	یا ملک آسمان سے آئے
مٹی لے گئے وو ہاتہو نمین	کام نے شکل پکڑی باتو نمین
صورت اوس لڑکے کی نظر آئی	ہم جو مردے تہے جان سی پائی
آنکہ کہولے ادہر ادہر دیکہا	اس خرابے کو پہر نظر دیکہا
قدرت حق دکہائی دی آکر	یعنی نکلا درست وہ گوہر
داشت کی کوٹہری مین لا رکہا	گہر کا غم طاق پر اوٹہا رکہا
مومیائی کہلائی کچہہ ہلدی	فرصت اسکو خدا نے دی جلدی
غم ہوا سنکے دوستدارون کو	پہر ہنہا یہ خیال یارون کو
کہ مری بود باش یان نرہے	گو تصرف مین یہ مکان نرہے
شہر مین جا بہم نہ پہونچے کہین	چار ناچار پہر رہا مین وہین
اب وہی گہر ہے بے سروسایہ	اور رہین ہون وہی فرومایہ
دن کو ہے دہوپ رات کو ہے اوس	خواب راحت ہے یان سو سو کوس

قیس کیا رنج کھینچ موا
عشق نے چھاتیاں جلائیں ہیں
عشق میں ایک جی کو کھو بیٹھے
ایکوں کا جیب تا بدامن چاک
شان ارفع ہے جنکی خوار ہیں یاں

سر یہ فرہاد کے سنا جو ہوا
آگیں کس کس جگہہ لگائیں ہیں
ایک آنکھوں کو رو کے رو بیٹھے
ایک ڈالے ہے سر کے اوپر خاک
عقل والے جنون شعار ہیں یاں

خستۂ عشق کیہہ نہ میر ہوئے
بادشا عشق میں فقیر ہوئے

کوئی دل تنگ ہو کوئی میں گرا
جب تئیں گا ہوا تھا اس کو داغ
عشق کی فاختہ کشمکش سے
عشق باعث ہوا وطن چھوٹے
مایۂ درد و رنج سب ہے عشق
ٹپ گئے دل جگر میں آخر چھید
اپنی تیغ ستم جو اینچے عشق
عشق سے قمری ہر حریف سرو

کوئی ڈوبا کوئی گیا نہ پھرا
تب دیا جگنوں نے بیش چراغ
عشق سے عندلیب دلکش ہے
مرغ پکڑے گئے چمن چھوٹے
متصل رونے کا سبب ہے عشق
کچھ نہ پایا کنھوں نے عشق کا بھید
جا میں بہتوں کی خون میں کھینچے عشق
مدے سے آنکھیں لگا رہا ہے تدرو

٥٩٩

کس پہ گزرا ہے یہ ستم یہ غضب	قصہ میرا بھی سانحہ ہے عجب

معاملہ اول

ایک صاحب سے جی لگا میرا — اونکے عشوون نے دل ٹھگا میرا

ابتدا مین تو یہ رہی صحبت — نام سے انکے تھی مجھے الفت

خوبی انکی جو سب کہا کرتے — گوش میرے ادہر رہا کرتے

بخت برگشتہ پھر جو یار ہوئے — اک طرح مجھسے وے دوچار ہوئے

کیا کہون طرز دیکھنے کے آہ — دل جگر سے گزر گئی وہ نگاہ

چپکے منہ اون کا دیکھہ رہتا مین — جی مین کیا کیا یہ کچھہ نہ کہتا مین

وے تو ہر چند اپنے طور رکھتے — پر تصرف مین ایک اور رکھے تھے

کرتے ظاہر مین احتیاط بہت — مجھسے بھی رکھتے اختلاط بہت

بات کی طرز میری بھی بھاتی — میری آزردگی نہ خوش آتی

پیار چتون سے پھر نکلنے لگا — دیکھنا دلکو میرے ملنے لگا

کہین دیکھون تو بات دیر کہین — بیدماغ اور بیگمان رہین

کچھہ کچھہ آزار مجھکو دینے لگے — قسم اقسام مجھسے ملنے لگے

کہین جو کہتا قسم تو ہو برہم — کہنے لگتے کہ کیا گدا کی قسم

معاملہ دوم

ایک مدت تلک یہ صحبت تھی — کبھو الفت کبھو نہ الفت تھی

رفتہ رفتہ سلوک بیسا آیا — ہاتھ پاؤن کو اپنے لگوایا

ملکہ بیٹھا وہ پاؤن پھیلا کر — میری آنکھون سے تلوے ملوا کر

چلا آتے تھے جب کبھو ایدہر — پاؤن رکھتے تھے میری آنکھون پر

۶۰۱

اوسکی زلفون مین دل گئے نہ پہرے / رہے سنبل کے پیچ پاچ دہرے

اوس جبین سے ہے دلکی کب جاذب / صبح صادق کی دعوی ہے کاذب

ویسی بہوین کشیده بہی ہین کہین / یہ کمانین کسو سے کہنچتے نہین

سنہری پلکون کی اور سب کی نگاہ / چشم پر میری تیری چشم سیاه

کہون چتون کی دیکہنے کا طور / اس قیامت پہ وه قیامت اور

سطح رخسار آئینے سے صاف / جو نہ ٹہہرے نگہہ تو رکہئے معاف

لطف بینی کا فہم سے ہے دشوار / ایک باریک بینی سے ہے درکار

کیا جہلکتا ہے ہاے رنگ قبول / جیسے نکہرا گلاب کا سا پہول

ہے دہن تنگی سے سخن کوتاه / کچہہ نکلتی نہین سخن کی راه

اوس سے گل کیا چنے کوئی ہمدم / غنچہ تا شگفتہ سے بہی کم

برگ گل سے زبان ہے نازک تر / پہول جہڑتے ہین بات بات اوپر

کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو / وه زبان کا مزه میرے منہ مین ہو

دمبدم سوے گوش اشارۂ صبح / گوہر گوش یا ستارۂ صبح

جب بناگوش ان نے دکہلایا / صبح کا سا سمان نظر آیا

ان لبون کا مزا لیا سو بہانت / تسکے اوپر ہمارا بہی ہے دانت

[illegible marginal text]

پاے اوس سے خدا جدا اگر رے — اور اس سے جیون خدا اگر رے

یون نہین سرخ اسکی ہر انگشت — ڈوبے ہین میرے خون مین انگشت

وہ کف دست راحت جان ہے — کاش سینے پہ رکھدے غم یان ہے

کیا بیان خوبی شکم کو کرے — دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے

صدر کے ناحیے سے تا ناف — چپکی جاگہ ہے کیونکہ کیجے صاف

اس سے پھر آگے غنچۂ گل ہے — یان سخن بابت تامل ہے

پردے مین بھی جو کچھ کہا جاوے — آپ سے تو نہ تک رہا جاوے

گئی نظرون سے وہ کمر باریک — ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک

اور کیا دل زدہ کہو بات آوے — کہین یارب شتاب ہات آوے

نازکی اسکے میان کی کیا کہیے — نے تو ہاتھون مین لیے رہیے

تک اگر لچکے تو قیامت ہے — پھر قیامت تلک ندامت ہے

کیون پڑی ران پر نظر تا ساق — اوس بن اب زندگی ہوئی ہے شاق

پاے جانان سے گفتگو ہے اب — خاک مین ملنے کا یہی ہے ڈھب

وہ قدم کاش فرق سر پہ ہو — ساق سیمین مرے کمر پہ ہو

وہ کف پا قریب ہو میرے — ٹھوکر اوسکی نصیب ہو میرے

ایک دن فرش پر تھا میرا ہاتھ	باتین کرتے تھے وے بھی میرے ساتھ
پانون سے ایک انگلی مل ڈالی	لطف سے درد وہ نہ تھا خالی
درد سے کی جو مین نے بیتابی	دست نازک سے دیر تک دابی
یاد آتے ہین ایسے لطف جواب	گذرے ہے جان غم زدہ پہ غضب
تن بدن دیکھ جی نہ رہتا تھا	مین جو گستاخ ہو کے کہتا تھا
کہ یہ جا گہہ تم اس فقیر کو دو	متبسم ہو کے کہتے وے یہ لو
یہ بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین	آرزوے محال رکھتے ہین
پھر گھڑی بھر ہین کہتے ہو نہ بلول	نار کہانی کی باتین سب ہین قبول
جب سلوک ان کا یاد آتا ہے	کیا کہون جی سے بھول جاتا ہے

معاملہ چہارم

ایک دن پان وے چباتے تھے	سرخ لب اونکے مجھکو بھاتے تھے
کہہ اوٹھائین کہ یہ اوگال مجھے	منہ سے دو تو کرو نہال مجھے
بولے یو نہین ہے مین کہان سے	جھوٹا کھاتے ہین میٹھے کی لالچ
ہنسکے اوس وقت مجھکو ٹال دیا	پھر اسی رنگ سے اوگال دیا
ایسی صد رنگ مہربانی تھے	تب سیہ رو کی زندگانی تھی

صورت اونکی خیال مین ہر دم / خواب مین جو ہون وہ مژدہ باہم
مین تو بستر پہ دل شکستہ اوداس / چاند سا منہ انہون کا تکیے پاس
مین بچھونے پہ بیخود و بیخواب / ایک پیکر پری کا سا ہمخواب
فرش پر پانو غبار آلود / انہین وے دونون پانگار آلود
مین تو افتادہ محو عجز و نیاز / بازو میر کسو کی بالش ناز
جلتی آنکھون سے گئے گل رخسار / جسپہ کچھ بکھرے موئے عنبر بار
پاس منہ کے وہی لال تر نازک / دست گستاخ پر کمر نازک
فرش اس گلبدن سی سب بو یا / پھول مین نے بچھائے تھے گویا
شب گئے صورت خیالی سے / دن کو ہون مین شکستہ حالی سے
گرچہ روزانہ بھی تصور تھا / لیکن اندوہ سے مکدر تھا
کہین تصویر سے نظر آئی / کہین منہ پھیر جیسے شرمائی
کبھی دل ان کے رو دمو مین رہے / کبھی ملنے کی آرزو مین رہے
صورت حال اور کچھ ہر دم / گاہ لب خشک گاہ مژگان نم
مین بھی مقدور تک وفا کی ہے / جان غمناک پر جفا کی ہے
برسون تک مین پھرا ہون سرگردان / روز و شب دونو مجھے یکسان

جو پڑھے گا سنگ نامہ یار ان	ہو گی ساری حقیقت اسپہ عیان
یان نہ تفصیل کرنے کا تہا مقام	کہ محبت سی یان ہے حرف کلام

معاملہ ہفتم

بار سے کچھ بڑھ گیا ہمارا ربط	ہو سکا پھر نہ دو طرف سے ضبط
تب ہوا بیچ سے یہ رفع حجاب	جب بدن مین رہی نہ مطلق تاب
ایک دن ہم وے متصل بیٹھے	اپنے دل خواہ دونون مل بیٹھے
شوق کا سب کہا قبول ہوا	یعنی مقصود دل حصول ہوا
واسطے جسکے تہا مین آوارہ	ہاتھ آئی مرے وہ مہپارہ
گھس گئے دست وے ہم آغوشی	ہمسری ہمکناری ہمدوشی
چند روز اسطرح رہی صحبت	پیار اخلاص ربط الفت
کچھ کمون جو انہون کی ہو تقصیر	نارسائی تھی طالعون کی میر
ہو گئے بخت اسنے برگشتہ	پھر گیا آسمان سے سر رشتہ
بات ایسی سے اتفاق پڑی	کہ ہوئی سر پہ فرقت آن کھڑی
لگی کہنے کہ مصلحت سے یہہ	کتنے روز دن جدا تو مجھسے رہ
یون ہی آتا ہے عشق سے درپیش	کہ نشان بلا ہون الفت کیش

لطف سے یوں حال پر میرے ان — تازہ ہر دم مروت و احسان
لب سے جان بخش حرف سو محبوب — لطف سے پوچھتا کہ خوش ہے تو
یاد کر روون اونکی کونسی بات — کسطرح کاٹون ہجر کی اوقات
ملنا اون سے بہی ہو گیا غم بہی — آئے جیتیون مین جائیے ہم بہی
مدت ہجر اگر تمام ہو گی — ورنہ اپنی تو صبح شام ہوئی

تمام شد مسمی بہ معاملات

مثنویات اژدر نامہ

یہ موذی کہے تا خبر دار فن — تہی ناگنین جنگی تیسکون سے بہین
نہین جانتی ہو نہین مار سیاہ — زمانہ ہے آتش کا میری نگاہ
نفس ہے مرا افعی پیچدار — گیا جس سے حضم قوی من کو مار
جدہر بہر نظر دیکہون لگجاے آگ — دم دم کشی لب پہ کہیلین ہین ناگ
جہان مین ہون وہ جاہی پر شر و شور — عصا سے چلے راہ وان مار مور
مری آنکھ سے زہر ٹپکا کیا — چلا آگے میرے کبھو کب دبا
سن اس ماجرے کو سبہون نے کہا — کہان کینچوے یہ کہان اژدہا
یہ ضحمی مری اژدہون سی ہوئی — طرف مجھ سے ہو جونک گیا او ہہی

پہونچتا تہا گرد وان تلک شور و شر ‖ ہوا صاف ہوتے نہ در دو وہ پہر

رہا کرتی کو سون تلک اوسکی دہوم ‖ نہ اوس راہ آتا کوئی جز سموم

ہوئے ساکنان بیابان تہنگ ‖ اوسٹہے کوہ و وادی سی شیر و پلنگ

گئے جان لیلے وحوش و طیور ‖ کوئی رہ گیا سوش و میںڈہک سا وکسوا

گئی لومڑی ایک سوکہی ہوئی ‖ اور جنگل مین بہوکہی ہوئی

گلی نین جہویا کہلے اوسکے لب ‖ ہوئی وان کی اعیان گرم غضب

خراطین و خرموش و موش و شغال ‖ اوس اژدر کو کر جنس اپنی خیال

روان ساتہہ اوسکے شبانہ ہوئے ‖ گئی گرگٹ آگے روانہ ہوئے

رعونت سے مینڈک اوچہلتے چلے ‖ بلون مین سے چوہی نکلتے چلے

قریب اوس بیابان کے جسدم گئی ‖ اونہون مین آگے بہت کم سے گئے

قضارا وہ آفت تہی سرگرم سیر ‖ چلے آتے تے بہاگتے وحش و طیر

اوس آشوب سی دست و پا گم کئی ‖ فراموش سب نے سر و دم کیے

رہا اژدر کے خرموش سا پہلوان ‖ ہوا مضطرب کہچہوئے سا جوان

وہ گرگٹ کہ جسکو تہی گردن کشی ‖ ہوئی خوف سے اوسپہ طاری غشی

قدم موک سی گرد کا جل گیا ‖ سپہر و سا تہا گیدڑ رہے سو ٹل گیا

مثنوی مسمیٰ بہ تنبیہ الجہال

صحبتیں جب تہیں تو یہ فن شریف
کسب کرتے جنکی طبعیں تہیں لطیف

تہے ممیز درمیان انصاف تہا
خار و خس سے کیا یہ عرصہ صاف تہا

دخل اس فن میں تہا اجلاف کو
کیا تباتے تہے یہی سو اشراف کو

تہے جو اس ایام میں اُستاد فن
ناکسوں سے دری نکرتے تہے سخن

پہر حصول اس سے نہ دنیا ہو نہ دین
کوئی حاجت اوس سے وابستہ نہیں

گر بیچارا اوس کارخانے میں نہو
ٹوٹے جوتے کو کہاں لیکر پہرو

یار ناچار اوس سکنے جانا پڑے
کوڑیان دے جو کی گٹہوانا پڑے

حاجت اس فرقے سے یاں مطلق نہیں
جو نہو شاعر تو کچہ نقصان نہیں

یہ تو دنیا میں ہے اس فن کا کمال
دین کا اس فرقے کے پوچہو نہ حال

کذب ہو بس جای رونق بخش شمع
وانکی دینداری رکہو اور دلکو جمع

جہوٹ آوے اسقدر جب درمیان
کو یقین ایمان کیسا دین کہان

ہم تلک تہی یہی وہی رسم قدیم
یعنی جنکی ہوتے تہے ذہن سلیم

پیار کرتے تہے اونہیں استاد فن
اونکی ہوتی رہبر راہ سخن

جو کہ خود سر رکھتے استاد ون جا	انکے تئین ہرگز نہوتا اعتبار
زندگی بلکہ انہون پہ شاق تھی	ہاتھہ گر لگ جاتی نہی شلاق تھی

حکایت

شایق فن تھا وزیر اصفہان	ایک دن آیا بلالی اوسکے یان
حاجبان در سے ہوا آگاہ کار	کی اشارت تا اسی دم گھر مین بار
عزت و تعظیم کی حد سے زیاد	پاس لے مسند پہ بیٹھا شاد شاد
اون نے کھینچی اسکی ہرزائی بہت	بیٹھے بیٹھے رات جب آئی بہت
شعر کی تقریب لا کر درمیان	کرنے لگا شاعری کا امتحان
شعر خوانی کی پڑھا سو تھا غلط	سنتے ہی بھڑکا وہ شعلہ کی نمط
غصے ہو بولا کہ یان فراش چوب	کھینچ لا میدان مین کی شلاق خوب
اسقدر مارا کہ بیدم ہوگیا	سوج دست و پا ہر اک تہم ہوگیا
کھینچ کر ڈلوا دیا در بار مین	یہ خبر پہونچی جو ہر بازار مین
وارث اوسکی لیگئے آرات کو	جب بخود آیا تو پایا بات کو
یعنی دستور زمان دشمن نہ تھا	یا وہ کچھہ نا آشنائی فن نہ تھا
غالبا پایا غلط اشعار کو	خوش نہ آیا اوس کرم کردار کو

جو سنے سو خود سری سے باز آئے　　تربیت ہو نیکو او ستادونکی جائے

ورنہ کرتا ہوچ گوئی ہرد نبگ　　رفتہ رفتہ شاعری ہوجاتی ننگ

تب جو ہین خلاق کی یہ خام تہا　　اب جو آیا لایق انعام تہا

قصہ کوتہ تہی ممیز درمیان　　ننگ ہے کرم مزابل یہ بہی یان

بے تمیزی سے ہے رایج ابتری　　جسکو دیکہو خود نمائی خود سری

نے بیان کا ہے سلیقہ نی زبان　　اسپہ ہے ہر ایک سحبان بیان

بس تعلم وقت زبان بازی نہین　　چپ کہ دوران سخن سازی نہین

کون حرف خوب کو کرتا ہی گوش　　بات کی فہمید کا ہے کسکو ہوش

بے تمیزون سے بہرا ہی سب جہان　　ہے دماغ حرف ہمکو بہی کہان

تمام شد

مثنوی در ہجو نااہل مسمی بزبان زد عالم

سنیو اے اہل سخن بعد از سلام　　چہیڑتا ہے مجہکو ایک تخم حرام

پر نہین مرغی کا گرم طیر سے　　وہم مین شہباز کا ہم سیر ہے

کام مجہکو کچہ نہین ہے اور سے　　بلکہ اس بہی طرز سے اسطور سے

کسب جو کرتے تھے یہ فن شریف — اونمین سے کوئی نہ تھا میرا حریف
کتنے اک نومشق تھے گرم سخن — سو بچارے آپہی ناآگاہ فن
مدعی میرا ہوا یہ بے ہنر — مردۂ صد سالہ سا بے نور تر
کاسہ لیس مایۂ خبث و حسود — قلیۂ دہ روزہ سے بہی بد نمود
آتے اچھا ہی جو اوسکو روکدو — ورنہ منہ دیکھو تو وہین اوکدو
باپ اوسکا سخت نادان نادرست — کوڑی کی سی گدی بلی فاق دست
ایک جا آیا شتر قد گھر گیا — دان شتر غمزہ سا مجھسے کر گیا
رہ گیا مین پی کے لوہو کا سا گھونٹ — یعنی دیکھون بیٹھے ہے کس کل یہ اونٹ
اس تحمل پر نکی مطلق نظر — خار پہلو کا ہوا ہر جا بچر
جب لگا ہے ناچنے مستی سے خوب — تب لیا مین نے قلم کی زیر چوب
مستی اسکی ساری اب جھڑ جائیگی — دہوم ساری گلیون مین پڑ جائیگی
جب شترون سی مار ناہموار کھائین — کج خرامی سے تب اپنی باز آئین
راہ سیدہا ہو کے چلتا ہے سلے — اونٹ جب آیا پہاڑون کے تلے
اونٹ کی خلقت پہ ہے قدرت کو ناز — اسکی خلقت کم ہے کیا ای بے نیاز
بیت اسکی مضحکہ ہے سوانگ ہے — جیداوج بن عنق کی ٹانگ ہے

ہیں قلم اب ہے ارادہ جنگ کا
پاس کیتک کیجیے نام و ننگ کا

یاں زبردستوں کو دعوی کہاں گیا
یہ چھپا رستم کہاں سے آگیا

تا قیامت فہم کو دعوے بڑھا
ہوکے تنکا سا پہاڑوں سے اڑا

ہاتھی کی ٹکر کو ہاتھی ہی اوٹھائے
چیونٹی کا کیا جگر جو منہ پہ آئے

جنگ ہاتھی کی ہو گو اوسکو ہوس
پر اوسی ہی موت کا رپلا ہی بس

ایک دھکے میں کہاں وہ کامنی
پودنی کی سی ہے اوسکی خفامنی

میں نے پاس اوسکا کیا حد سے زیاد
پر کمی کرتا ہے یہ ابن زیاد

قبلہ کہتے کہتے حاجی ہو گیا
پاس ظاہر چھوڑ پاجی ہو گیا

رشک شہرت سے مری مرنے لگا
میری عزت کا حسد کرنے لگا

لگ گئی چپ اوسکو میری شور سے
یہ نہ سمجھا ہے خدا کی اور سے

یہ قبول خاطر لطف سخن
دی ہے کب سبکو خدائی ذوالمنن

ایک دو جی ہوتی ہیں خوش طرز و طور
اب جنانچہ میر و مرزا کا ہے زور

خصمی وہ کریں کہ ہو معقول خلق
نے انہوں سی جو کہ ہو مقبول خلق

دشمنی تھی اوسکو مجھسے کیا ضرور
حیف ایسی عقل لعنت یہ شعور

ہوں جو میں پر تو فگن تو ہی یہ کیا
خور کے آگے ذرہ کب ٹھہرا رہا

جھڑ گیا ہووی دماغ اوس کا تمام — پڑھتے پڑھتے شور سی ہر صبح و شام

وہ حرف جوروسے جا ایک جا ہوا — ایسا الو باغ میں پیدا ہوا

دیکھکر انکی خرامی بانے سرو — ایک کوے نے کی تقلید تدرو

کود کر چلنے لگا آخر کو راہ — اپنی بھی رفتار بھولا روسیاہ

کاشکے ہووین محذر شیخ و شاب — چھوٹی سامنے جو بکاری کا ہی باب

بد نمائی اسکی ہے بے ساختہ — کیا ہے یان پیش بچہ انداختہ

دیکھہ اسے یاد آوے قدرت کاملہ — کیا بلا ہے ماوہ خوک حاملہ

گرگ گردن خوک جسہ غوک سر — غول صحرائی کا بچہ ہے مگر

چار سکہیان رکھکے شاعر ہو گیا — اس فن مشکل کا ماہر ہو گیا

باپ کو ان نے بنا رکھا ہے اوت — ہین کہان ایسے سعادت مند پوت

کم ہوا ہے گا جو اسکا زور پا — جانتا ہے اسکو پیری کا عصا

کچھہ نہین معلوم اسکو سر کار — تب تو ٹھہرایا ہے اسکو رازدار

اس زنا زادی نے جو لب وا کیا — پہلے ماکا راز ہی رسوا کیا

ایک دن شب کو مئین جلوا دیئے — یار ناب کے باپ کو کہلا دیئے

سہر حقیقی باپ سے جا کر ملا — اس مجازی کا گیا اس سے گلا

ان کمینوں کا گلہ کیا کیجیے — ایسے دس پیدا ہوں گر تہ سیجیے

کہتے ہیں سرگرم بیباکی سے یہ — ہوں تو ہوں ناپاک کیا پاکی سے ہے

لکھیے اس فرقہ کے اب تا چند ذم — خط بناویں ایسا کریں کف قلم

گرچہ انکو کہتے ہیں آئینہ دار — لیک انکا منہ نہ دیکھیں کاش یار

صاف کھینچیں پر انہیں جو ہوا ہے — گر نہ ہو اسمیں پہر ہو جائے

جا ہو ہوا اس قوم کی کیا شرح حال — آگے ہی آوینگے کتنے ہونگے بال

ایک سفید انکو نہیں سینے کی تک — ہو تو ہیں دشمن یہ کالے بال تک

کیا کہوں کیسے ہیں اونہہی یہ لچر — کیجیے اصلاح عاید ہووے شر

کوچہیں ایسا سر کہ کر دیں پایمال — سید میاں جب سنلیں تب لیں اوکھاڑ بال

سبب انکے جو حجامی ہیں اب — ہند میں وہ تیرہ روشنائی ہیں اب

کوئی یہ پائے جو حاجت غسل کی — چلو چلو پانی پہ دستے ہیں جی

نعتین کرتی ہی گذری اسکو وان — غسل میں فرصت تشہد کی کہاں

شیخ جامی خانے میں کیا غسل کر — جیب شاگردوں نے وان رکہی کتر

لیک یہ ہجرت سے اوپر جنگ ہر — لات ہی گالی ہی پہر سر جنگ ہے

اور سر سقاوہ میں گیا تہا اک حریف — اسکی فی الجملہ طبیعت تہی ظریف

ہجو عاقل نام ناکسی کہ سگان رو بسی تمام داشت

اک جو بڈہے کو رزق کی وسعت سی ہو گئی ۔ تنگی کی جو سیلے نے تو رحبت سی ہو گئی

کتون کی ساتہہ کہانی لگا کتون سے معاش ۔ چچڑی کی طرح شام و سحر کتو کی تلاش

پاکیزگی طبع و لطافت وہ ہر طرف ۔ کتا بغل مین مارے لگا بیٹہہ ہر طرف

ڈہنکار و کتے کو تو لہو اپنا وہ پئیے ۔ ہے اسکی استخوان شکنی کتون کے لیے

یا جہوٹے ہاتہہ کتے کو مارا تہا کبہی ۔ یا کتون سے چہپا تا ہے اب اپنے منہ کو بہی

کتے ہین پاس کچہ ہین جیب و کنار مین ۔ کچہ ہین آستینو نمین کتے ازار مین

آیا جو ایک روز وہ بے تہ چلا ہوا ۔ کتا ازار اسکی سے نکلا بہرا ہوا

یک سگ گزیدہ کی طرح جہومنے لگا ۔ پہر کہول دونگ تنبین چومنے لگا

ایسی سبہی ہمنے دیکہی نہین کتونکی ہوس ۔ گر دمین اپنہا ڈالے رہے روز و شب مرس

ٹکڑا ہو جسکے ہاتہہ مین یہ اوسکا یار ہے ۔ جیسے سگ سرائے سگ ہر سوار ہے

کتونکی جستجو مین ہو اور طاباٹ کا ۔ دہوبی کا کتا ہے کہ نہ گہر کا نہ گہاٹ کا

تہکتا ہے پہر جو کرتی ہو کوئی دوڑ او دہاڑ ۔ لیتا ہے بیٹہ سو کو کتونکی کیڑے سی پہاڑ

جو بڈہے یون بہ گرفتار رہا ہو بسان سگ ۔ ہو آدمیت اسکو بہلا کس مقام لگ

جسکو خدا خراب کرے بیہودہ کیا کرے | کیونکر زبان نکالے نہ جون سگ پہرا کرے
آواز دے دے کتون کو تو ٹڑی پڑی جہان | مرجائیگا یہ بہونکتے ہی بہونکتے نادان
ہے بسکہ سگ پرست مریگا جو یہ دنی | توشے مین اسکی ہوگا نہ کچھہ غیر سگ کنی
کتون کی پیچھے پہرتا ہے گلیون مین خوار ہو | یہ سب ہی اسپہ کہ ہر اک جاے شور ہو
اس وضع ساختہ کی ہون احمق فریفتہ | بہرہ ہے جنکو عقل سے وہ کیون ہون شیفتہ
ہے اسطرح کی معرکہ گیرون سے جہان | بہتیرے ایسے کتّے نچاتے پہرے ہین یہان

مثنوی در ہجو خانہ خود کہ بسبب شدت باران خراب شدہ بود

جسم خاکی مین جسطرح جان ہے | اسطرح خانہ ہم پہ زندان ہے
ظلمتین اسکی سب پہ روشن ہین | زندہ در گور ہم کئے تن ہین
ہے جو سرکوب اک بڑی دیوار | وان سے جہان کو تو ہے اندھیرا غار
بخت بد دیکہہ ساری پہ نالے | اسکے معمار نے ادہر ڈہالے
اب جو آیا ہے موسم برسات | دلکو ہے اپنی یان اندہیری رات
صحن مین آب نیزہ بالا ہے | کوچہ موج ہی کہ نالا ہے
مینہہ مین گہر کے پانچ چہہ چہپر | ہم غریبون کے ہوتی ہین سر پر

صبح تخشتی ستون میں سے میٹھے — جان غمناک خون مین بیٹھے

لے گیا پیچ و تاب پانی کا — کوٹھری تھی حباب پانی کا

یون ڈھہا گھر کہ بار خاطر تھا — آہ کسکا غبار خاطر تھا

اگھرے دہلیز سب ہشذیر گری — لہر پانی کی جھاڑ و دیتی پہرے

ساری بنیاد پانی نے کھائی — اینٹ کے گھر کو کر دیا مائی

جھک گئے سب ستون در بیٹھا — وہی چھپر کھڑا ہے گھر بیٹھا

جب اجاری پاکی چھت ٹھہری — ہم سبھو نین یہ مصلحت ٹھہری

آؤ اب چھوڑ کر یہ گھر نکلین — کسو کوٹھی پہ بیٹھ کر نکلین

دیکھے مرنے سے ڈوب مرنا خوب — ہے کنارا یہان سے مرنا خوب

سنکے ہر یک کے جی مین ڈر آیا — خاطرون مین یہ حرف ٹھہرایا

گٹھری کپڑون کی مین اٹھائی تھی — سر پہ بھائی کے چارپائی تھی

بوجھ کپڑون کا جنے باندہا تھا — اسکا سارا افگار کاندہا تھا

ساتھ کوئی چراغ لے نکلا — کوئی سر پر اجاغ لے نکلا

جہاج کی کر سے کوئی اوٹ چلا — مینہ کے مارے کوئی لوٹ چلا

منہ پہ جہلنے کو ایک نے رویا — ایک نے سر کے بلا کیا کھویا

گھونس ہیبت سے [illegible] مرتی ہے — موش وحشت سے کیا گذرتی ہے

کوئی چھچھوندر جو بستی ہے ویران — سو وہ بھی ان کی مرثیہ خوان ہے

ایک دن گھر میں ایک گھونس آئی — اپنے پاؤں اجل لے لائی

گھونس کیسی تھا وہ شیر بیشہ — طاق ہے جسکے آگے طاقت سونس

یا کوئی مادہ خوک آبستن — یا کسی چوہے کے برادر زن

پھرتی تھی جو صحن میں خوشحال — یا کہ دیوار بیٹھے سر کو نکال

کبھی ادھر سے شیر جاتا تھا — پیچھے اسکے پہ پیچھے آتا تھا

پڑ گئی اسکی اس پہ چشم کینہ — نیلا پیلا ہوتا دکھاؤں دو دو

پیچ جھنجھلا گئے ان نے گذر اسکا — بارے کچھ گھونس نے اسے جانا

پر اسے خوف جان نہ آیا کچھ — غالب آیا نہ اسکا سایا کچھ

ٹھٹھکا یا پھر انی حیا تا لو — کیونکے تھا تیہ شیر کا خالو

پھر تو بگڑی ہے دونوں میں آکر — چوٹ ہوتی ہے داؤ پا پا کر

غصہ جز موش کو بھی آن چڑھا — اتفاق اس جگہ تھا ایک گڑھا

دونوں لڑتے ہوئی گڑھے میں — کیچ کو گا تھے پھر سے اس میں

ناخن اس شیر کا کچھ ایک گرا — شور محشر گڑھے کے بیچ پڑا

قطعہ

ویسی ہرن کو بھی جلدی میں تھا / ہیگا یان سنگ لوند کیا کتا ہو

اڑتی چڑیا انہین نے ماری ہے / استخوان سنگ شکاری ہے

یہ جو غصے مین آوے تو غضب / اسکے مارے ہوے ہین مارے سب

منہ مین دیتے ہین اسکے جب مشعل / طرفہ دم لابہ کرتی ہے اچپل

منہ مین اپنے لیے فتیلی سے / سنگ لیلی کی جیسے تھیلی سے

باہم اس بلی سگ کا یہ رابطہ / کوئی دیکھے نہو وسے ایسا خبط

کبھو جاتا جو ہے یہ کو سگ پہ / لگی رہتی ہے اسکی تہمت سی نظر

اور سی دشمنی جانے ہے / اسکی یہ باولی دوانی ہے

دونون شوخی سے مار رکھتے ہین / سنگ و گربہ کی چال رکھتے ہین

مثنوی در مذمت برشگال کہ باران دران سال بسیار شدہ بود

کیا کہون اکی کیسی تھی برسات / جوش باران سے بہ گئی تھی بات

بوند تھمتی نہین ہے اکی سال / تیغ گویا ہے آب غربال

وہی یکسان اندھیرے برسے ہے / آسمان چشم وا کو ترسے ہے

بڑی بوندوں کی چوٹ سے موریے — سنگباران جہان سہودان مرپئے

پڑہتے ہین یارو رس حیرانی — آرسی کے بہی گہر مین ہے پانی

آدمی ہین سو کب نکلتے ہین — مردم آبی پہرتے چلتے ہین

کتنے ڈوبے گرے کہان ہین اب — سگ آبی ہی ہین جہان ہین اب

وسعت آب پوچھ مت مجھہ یار — کوچے موجون کے ہوگئے بازار

مسجد اب سارے گرتی آتی ہین — زاہد خشک ڈوبے جاتے ہین

تنا ٹہرنا برابر ان کے شاق — مسجدون نے کیا ہے استغراق

سینہ تو یان اب لگے ہی رہتی ہین — سارے عالم کے کام بہتے ہین

غرق ہے چڑیا یا گلہری ہے — خشکی کا جانور بہی بحری ہے

سینہ از بسکہ بہہ رہا ہے گا — یک جہان کو ڈبو رہا ہے گا

شعر کی بحر مین بہی ہے پانی — بہتی پہرتی ہے اب غزل خوانی

لائی بارندگی کی چالاکی — آب خشک گہر پہ تمنا کی

ہے زراعت جو پانی ڈماری — ہوگئی آہ نجست ترکاری

آب ہے گا جہان کے سرتاسر — خون سے سو کہتا ہے میوہ تر

مست ہو ہو گئے ہین مست شراب — غوطے کہاتے پہرین ہین عالم آب

کھینچے باورچیونکے کیا کیا ناز ۔ کترے گئی اوسکی پھوتر ونپہ پیاز

کھانا نکلے پر آوے ہو کیسے ۔ چیل ٹوٹے ہے گوشت پر جیسے

وقت کھانے کے ہاتھہ سے اسکا ۔ قاب پر نان ہنجبہ کش گویا

کیا وہ دوپیازہ کھاکے ہو تازہ ۔ اک نوالا ہے نلّا دوپیازہ

گوشت ہانڈی بھرا ہے خنگ مین ۔ ہڈیان گویا تہین اسکی خشتک مین

خام طمعی سے اک کہرے ہے آہ ۔ دیکھہ کر شسبکونان تالہ ماہ

نہ ٹلے دیکھہ کر وہ قاب پلاؤ ۔ منہ ہے منہ بیٹھا گرچہ کھاؤ کھاؤ

کھانے پر جب وہ جی چلاتا ہے ۔ لاٹھی پاٹھی بھی کھا ہی جاتا ہے

نہین پہونچی جو کھانا کھانے لگ ۔ ہڈیون پر لڑے ہے جیسے سگ

سو کہہ کا باولا جو آتا ہے ۔ لوگون کو کاٹ کاٹ کھاتا ہے

دہیون مین دشمنون سے بھی وہ ائیم ۔ جا ہی گھل مل اگر سنے ہے حلیم

آتش بغراپہ مار بھی کھاوے ۔ اسمین گو بوغر انکل جاوے

کسی مفلس کے گھر جو جاتا ہے ۔ کچھہ نہین خفتین ہی کھاتا ہے

ہو کہہ ہے سبب کہ غصے میں آوے ۔ بزکو ہی کی طرح جھنجلاوے

سندیون کو نکہہ سے کھا جاوے ۔ چنے لوہے کے بھی چبا جاوے

٦٢١

تھی ابھی سو شیون کی جیب کی پیٹ
میں رہا کہتا کہا گیا وہ کمیت

کھانا کوئی اور کیا کھی اسکا
سارے منہ دیکھتے رہے اسکا

جب مر لگیا وہ بو کہہ کا رو گے
روح تو شی کی روئی میں ہو گئے

کھانی کی بو جو ناک میں پہنچے
مر گیا ہو وے تو بھی اٹھ بیٹھے

عقل باور اگرچہ کرتے نہیں
وہ مرے ہو کہ اسکی مرتی نہیں

بو کہی اسکا جو جی نکل جاوے
گور سین ہی کفن نکل جاوے

مرثیہ خروس کہ در خانہ فقیر بود

کئی برس سے ہمارے گھر تھا ایک خروس
خروس عرش کی اولاد سے وہ مانوس

پھر اچانک سے یکایک زمانہ کج باز
تقضائے اسکو کیا ایکبار مرغ انداز

دیا کرے وہ اذان موذنان دو تسبیح و شام
بجا ہے مرغ مصلی رکھیں اگر اسکا نام

نہیں ہے مرغ چمن بھی تو بانک لیسان
بزرگ تھا تاج خروس سر پہ تھے

جو بیٹھے جا کے شجر پر پرانا تو مرغ شنا
کھڑا ہو ... چپ میں تو ہو کستہ

کبھو جو صحن میں ناچتا پھرے تو واشد الیمیا
پھرا کبھیں کو ڈالی تو مرغ آتش خوار

نہ تھا چمن میں بھی مرغ گستر میں اسکے مدام
نہ گذاشت کریں مرغ سبزوار تمام

در تعریف آغا رشید کہ خطاط بود و بفرمائش میان اعز الدین کہ فقیر خوشنویسش بود

میں خطاط یک قلم دیکھے ... لیکن آغا سے لوگ کم دیکھے

یعنے عبد الرشید تھا اوستاد ... خوشنویسی کی جنسے ری ہے داد

خط کی خوبی کا اسکی اتنک ہے ہنگ ... صفحۂ روزگار پہ ہے رنگ

وہ تصرف کہیں جو کرتا ہے ... شکل نقاش رنگ بھرتا ہے

حیرت افزا ہے حسن ہر تحریر ... مشقی اسکے ہے قطعۂ تصویر

خط شیرین جو اوسکا پاتے ہین ... ہم حلاوت بہت اٹھاتے ہین

لگ گئی ہے قلم تو جادو ہے ... مد جان ہے کسو کی ابرو ہے

سطر لکھتا نہیں خفی کے وہ ... خط ہے خوبان کی پشت لب کا وہ

ایسا لکھنا کسو کی طاقت ہے ... ہے جلی ہے تو ایک بابت ہے

خط میں کیسا ہے کوئی کامل ہو ... اسکا کب نقطہ مقابل ہو

حرف کسکس ادا سے لکھتا ہے ... کون ایسے صفا سے لکھتا ہے

سین الف قامت نکورویان ... لام ہے زلف سلسلہ مویان

۶۲۳

خوگر ہے ناز پیشگی سے / وہ ہے کہ جسے ہمیشگی سے

جو عکس پڑا ہے جام مے مین / آتی ہے صدا اسیکی نی مین

ہے جلوہ گری مین یان ہمہ دانی / وہ مست گذارہ سرانداز

سو رنگ ہین اسکی یاد رکہہ تو / ہر جلوی سے دلکو شاد رکہہ تو

لم مین جو کچہہ نمود مین ہے / ہر لحظہ اسی سجود مین ہے

کر یاد اسی کو اور مے کو پی / جیتا رہے کوئی دن تو خوش جی

اب روے سخن چمن کو کریے / میناسے دل اور مے سے بہریے

آئی ہے بہار مے گساران / پہولے ہین چمن مین گل ہزاران

آئی ہے بہار رو سہر خیابان / ہے لطف ہوا سے گل بداماں

آئی ہے بہار زیب کیشان / ہے توبہ بادہ دل پریشان

آئی ہے بہار مرغ گلزار / کرتا ہے نواے سینہ افگار

لایا ہے بزور اسکا نالہ / مجہکو بہی بہر لے سیر لالہ

ساقی جو کدورتین بی ادا کی / معذور رکہہ اب بہار آگی

گل بادصبا سے تا کمر ہے / دامان بلند ابر تر ہے

غنچے کی گلا بیان بہری ہین / تکلیف سے منتظر دہری ہین

شیخ آئی کو تو میکدے میں آیا | پر ہو کے بہت خراب نکلا
یک جرعہ شراب ہی میں واعظ | ہر مسخرگی کا باب نکلا

تھا غیرت بادہ عکس گل سے
جس جو سے چمن سے آب نکلا

ہو صرف شراب کاش ساقی | یہ شیشۂ عمر ہے جو باقی
نے ساغر مے خنک سے جینا | رکھتا ہے شگون شراب پینا
لا بادۂ کہنہ سال تو ہے | سجدہ بھی بابت گرو ہے
دروازۂ میکدہ کھلا ہے | ہر پیر و جوان تو الصلا ہے
اینڈی ہے ہر ایک مست جوں تاک | لیتے نہیں نام دامن پاک
ہر غنچہ زیر سر ہے | ہر گوشے میں عالم دگر ہے
مستی نگاہ عقل دشمن | خوبی خرام مرد افگن
کہتے گئے صاحب کرامات | ہم بھی نہیں قابل خرابات
جو لوگ کہ اس جگہ سے اوٹھے | کب حلقہ و خانقہ سے اوٹھے
یاں پیتے ہیں جام بیخودی کا | ہے دور تمام بیخودی کا
مستی سے ہر ایک صبح صد بار | خورشید کا سر ہے اور دیوار

وہ کام دل سبو بر دوشان — یعنی کہ وہ ہے شراب جوشان

وہ موجب دل خوشی کہان ہے — وہ دارو بہشتی کہان ہے

وہ جسکی طرف کو ہے تہ دل — یعنی وہ ہے شیشہ ماہ منزل

وہ آتش تیز آب آمیز — وہ عسر بدہ جو وہ فتنہ انگیز

وہ مقصد جان نا امیدان — وہ رو سپید رو سفیدان

وہ رونق کارگاہ شیشہ — وہ شوکت بارگاہ شیشہ

وہ جس سے ہی توبہ مو پریشان — وہ جس سے ہو گفتگو پریشان

وہ دامن خشک جس سے جل جائے — ثابت قدمون کا پاتو چل جائے

وہ سرخی چشم خوبرویان — اسباب خرابی نکویان

وہ دلبر خود سر و شکلاہین — وہ رہزن راہ دین و آئین

وہ جس سے غبار دل سے دہو وان — میناکے گلے سے لگ کے رو دون

مستی کی مجھے بہی خواہشین ہین — اس عقل سے دلکو کاہشین ہین

لا اسکو جو آستین جہاڑون — پہر ہاتھ چلے تو جیب پہاڑون

بیہوش شراب ناب رہئے — یون تا بکجا کباب رہئے

ہے مستی بیخودی ضروری — کہل جائے مقام بے شعوری

مثنوی مسمی بجوش عشق

ضبط کرون مین کب تک آه اب — چل اے خامے بسم اللہ اب

کر چک دل کا راز نہانی — ثبت جریدہ میری زبانی

یعنی میں ایک خستہ غم تھا — سر تا پا اندوه و الم تھا

آنکھ لڑی اوسکی اک جاگہہ — بیخود ہو گئی جان آگہہ

صبر نے چاہی دل سے رخصت — تاب نے ڈھونڈی ایکدم فرصت

تاب و توان شکیب و تحمل — رخصت اوسے ہو گئی بالکل

سینہ فگاری سامنے آئی — بیتابی نے طاقت پائی

گہتے آئے داغ سیاہی — کام جگر کا کرنی تباہی

خون جگر ہو بہنے لاگا — پلکون ہی پر رہنے لاگا

خواب و خورش کا نام نہ آیا — ایک گھڑی آرام نہ آیا

جیا کہ جگر سے محبت ٹپکی — آنسو کی جاگہہ حسرت ٹپکی

سوزش سے جیا تی تا با گویا — اور پلک خونناب گویا

آه سے اوسکی مشکل جینا — درد فقط تھا سارا سینا

۶۲۷

جدول جاری ہی چاک گریبان ؛ | گوشۂ دامن وقف مژگان
دیدۂ تر کے دریا قابل | ساحل خشک لبی کے سائل
ہردم ہو ہر سمت کو جاری | خون باری سے سیل بہاری
تشنہ لبی اک منہ پہ پیدا | لب جس جسکا ہووے نہ دریا
خاک بسر آشفتہ سری سے | شور قیامت نوحہ گری سے
سرتا پا آشفتہ دماغی | داغ جنون دے جسکو چراغی
غمسے گرچہ دم بہی کہین تہا | جامے مین اک تار نہین تہا
وادے پر جب اپنے آوے | صحرا صحرا خاک اڑا وے
کلفت دل جب خاک فشان ہو | اشک کی جاگہہ ریگ روان ہو
گل اون نے از بسکہ کہائے | پہولونکی چہڑیان ہاتہہ آئے
دل کے غبار نے راہ جو پائی | شہر مین گویا آندہی آئی
سر پہ اوسکے سنگ ہمیشہ | جی پہ عرصہ تنگ ہمیشہ
آہ سرد کرے وہ عریان | بید سا کانپے ہووے پریشان
گرد کے نہ اوسکا پیراہن | دامن صحرا جسکا دامن
یار دامن تار گریبان | دامن قرب جوار گریبان

نے کعبے نے دیر کے قابل | مذہب اوسکا سیر کے قابل
کیا کہیے کیسا کچھہ تھا | القصہ وہ ایسا کچھہ تھا

در صفت دلبری کہ با وعلاقہ دل بود

وہ کیا تھا جسپر عاشق | جی سے تھا یہ عاشق صادق
دیدہ گل مین جاگھہ اوسکی | نکہت گل گرد رہ اوسکی
چشم براہ سارا چمن اوسکا | نقش قدم تھا یاسمن اسکا
آگے اوسکے کبھو نہ خوش آیا | یہ رو گل نے کہان سے پایا
گل شگفتہ اوسکے رو کا | سنبل اک زنجیری مو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو | ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
زلف اوس چہرے پر تابندہ | کاکل صبح سے خوش آیندہ
دیکھہ اوس رخ کی نور افشانی | شمع مجلس پاتی پانی
ہو ہر چند مہ بدر کامل | اس چہرے کی ہو مقابل
حوصلہ کتنا اس بے تہ کا | منہ دیکھو آئینہ مہ کا
رکھتی تھی دعوے چشمی پر | لیکن اسکے چشم نظر کر

چشم کرشمہ جان تغافل — شایان اوسکی شان تغافل
کیا جانے وہ حال کسو کا — تپھر دل اوس آئینہ رو کا
پاتے ہی ابرو کا اشارا — غمزے نے اک خنجر مارا
جب وہ خرام ناز کری ہے — جیکو جو رنیاز کرے ہے
رخصت دی گر عشوہ گری کو — ایک ہی جلوہ بس ہر پری کو
ہنسنے مین وہ صفائی دندان — برق خرمن عالم امکان
رشک سحر کو صافی تن پہ — خون صراحی اوس گردن پہ
آہ صفائی اوس سینے کی — غیرت افزا آئینے کی
شکل چین مین یہ ناز کہان ہے — صورت ہے انداز کہان ہے
ایسا خوب جہان مین کہین ہے — رحم ہے اسپر اب جو نہین ہے
جب وہ شکل نظر آتی تھی — کلفت دل کی نکل جاتی تھی
رنگین اوسکی اوس کف پا سی — جا بین نکو یان اپنی جا سے
چشم کرو انصاف کے گرد ا — یوسف و شیرین لیلی عذرا
کون ہوا اس محبوبی سے — خوبی تو تھی پر اس خوبی سے
بار نزاکت کیونکی اوٹھاوے — شاخ گل سا لہکا جاوے

۶۳۱

رخصت کو اس پاس بھی آیا — جلنے کے تئین اور جلایا

وقت وداع قیامت گذرا — سر سے آب حسرت گذرا

ایک دم بیخود ہوکے رہا وہ — اوس سے آگے آپ گیا وہ

آنکھین الٹین ناسو رہو بیٹھے — دیکھکر اوسکو لگا یہ کہنے

ظالم ہے تو ہو پیتے رہیے — جان گئے پر جیتے رہیے

عمر عزیز چلی یون جاوے — اور فلک آنکھون سے دکھاوے

آخر کرکے خدا کے حوالا — آئینے پر پانی ڈالا

تاکے وہ منہ دکھلاوے شتابی — راہ دور سے آوے شتابی

یار گئے پر میر جواب ہے
جان سے خالی اک قالب ہے

راقم خستہ سے وہ دل تفتہ — نام براوسکا رنگ رفتہ

تجھسے فرصت اوسکو کہان ہے — قاصد اشک ہمیشہ روان ہے

خط لکھتا ہے اس مضمون سے — تر ہو بال کبوتر خون سے

خط سے اک آتش پر ہووے — جس سے کباب کبوتر ہووے

جب درد دل اون نے لکھا ہے — شعلہ خط مین لپیٹ دیا ہے

مثنوی باعجاز عشق

ثنائے جہان آفرین ہے محال — زبان اسمین جنبش کرے کیا مجال

کمالات اوسکے ہین سب پر عیان — کرے کوئی حمد اوسکی سو کیا بیان

کہون کیا مین اوسکی صفات کمال — کہ ہے عقل کل یان پریشان خیال

خرد کنہ مین اوسکی حیران ہے — کہان یان پریشان پشیمان ہے

زمین و فلک سب ہین اوسکی حضور — مہ و خور ہین اوس سے ہی لبریز نور

یہ صنعت گری وس ہی صانع سے آئے — کف خاک کو آدمی کرد کہائے

نہ آوے کسیکی جو ادراک مین — سو رکھے حباب وہ اس کف خاکمین

کرے ہیگا تمثیل و تشبیہ سے — منزہ ہے وہ بلکہ تنزیہ سے

وہی حاصل مزرع آسمان — سکئے اونیے دانے مین خرمن نہان

سفید و سیہ کو نہین اوسکی بار — دری ہے زمانی کی لیل و نہار

در توحید انشاطراز جسنی کہ
فقرہ یکتاسے اوبعالم دویدہ

کرون اسکی قربت کا کیا مین بیان	کہ تہا قاب قوسین از نامکان
مرا زیر پا اسکے فرقِ نیاز	کیا جسکی خلقت پہ صانع نے ناز
بصورت اگر عبد مشہود ہے	حقیقت کو پہونچو تو معبود ہے

نہین پا شکستون کا اب دستگیر
محمد بن اور آل بن اوسکے میر

گنہگار ہون جسکو یک اس سی ہے	توقع شفاعت کی ایک اس سی ہے
درود آل پر اسکے ہر صبح و شام	وہ ہی شافع حشر خیر الانام
پلا ساقیا بادۂ لعل گون	کہ ہو جائین سرخ آنکھین مانند خون
ہے اب حرف مستانہ کا دل مین جوش	کرا ویزۂ گوش گرچہ ہے ہوش

مناجات بطور عاشقان اردو
در بلاے جدائی گرفتار

مرا زخم یارب نمایان رہے	پس از مرگ صد سال خندان رہے
رہی دشمنی جیب سے چاک کو	صبا دوست رکھے مری خاک کو
مژہ اشک خونین سے سازش کرے	غم دل ہی مجہپر نوازش کرے

نگہ دار تھی سرخی چشم کی — طرفدار تھی اپنے ہی خشم کی

شہید اسکی چشمک کی وخستگان — زتانے نگاہونکے دل بستگان

مژہ موجب قتل جمع کثیر — غرض سب تھے یہ ایک ترکش کے تیر

چھپین اسکے غمزے مین کتنی سنان — نمایان ہوئی سب پہ مرگ جہان

جبین کھول دی اس پریزاد نے — کرچین بانی خوبان نوشاد نے

روان اس شب افروز سا رشک شمع — نہین ہے ہی روشن کہ تھی رشک شمع

وہ مردون کو زندہ دوبارا کرے — مسیحا جہان سے کنارا کرے

پری منفعل رنگ رخسار سے — خجل کبک انداز رفتار سے

خضر تشنہ اسکے ہے دیدار کا — مسیحا شہید اسکے بیمار کا

سوا اسکی باتون کی سب باتین ہین — جسے سنکے مردے بھی جی جاتے ہین

غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین — مسیحا کی لب یونہین کہنے کو ہین

لب سرخ اسکے وہ گلبرگ تر — چھپین جن مین دندان کی سلک گہر

تبسم مین اسکے وہ برق بہار — دم حرف ہوتے گئے آبدار

دہن غنچۂ ناشگفتہ سے کم — سخن رہرو راہ تنگ عدم

تبسم تنگ گر وہ دلکش کرے — تو گلشن مین گل صد جہن غش کرے

اسے کب ہے مقدور تک ساکہین | سدا اسکا منہ دیکھتے ہی رہین
وہ اک دود مان کا تہا روشن چراغ | جلاتے تھے سارے اسی پر دماغ
دلے اسکے دلمین لگی آتش نہان | کہ دیکھے جلا اس سے سارا جہان
سب آرام چاہین اسے اضطرار | سراپا تہا اک دل بیقرار
نہ کچہہ ہوش گہر جانے کا اسکو تہا | تشفی نہ مرجانے کا اسکو تہا
نہ طاقت تہی تن مین کچہہ جی مین تاب | نہ دل پاس نے صبر آرام و خواب
سر راہ دل تہمہ قیمت لیے | یہ کہتا تہا مرجائے بس جیتے جیے
سن اس نوگل عشق کی بیکلی | ستا کر نہ ہا تم سرا وہ گلی
دل و صبر و ہوش و توان و حواس | رہین اسکی وحشت سے سارے اداس
نہ ناموس کا ننگ نے نام کا | مرا دوست دشمن تہا آرام کا
تفسیہ روز غم یاد کرنا اسے | گئی بار دم مین مرنا اسے
تماشے کا دیوانہ پیدا ہوا | زمانے کو پیدے تماشا ہوا
جو دہرے طپش تو شتابی کرے | تسلی دل کی خرابی کرے
کرے طرح داغون سے وہ باغ کو | روانی اسی سے زر داغ کو
دل غمزدہ سے محبت اسے | قیامت خوشی سے عداوت اسے

٦٣٥

زن رمروکی ہون زبان سے بہ تنگ
ہوا ہون مین سارے قبیلے سے تنگ

سراخون دلمین طپیدہ ہون مین
کہ آہ بلب نارسیدہ ہون مین

تری دوری مین ہونچی ہے ای حبیب
وداع دم واپسین بھی قریب

جگر تو ہو پانی بہا غم کے بیچ
یہ دم بھی ہوا ہے کوئی دم کو ہیچ

سمجھنا یہ بھی ای مرے سر یہ خاک
کس امید پر مین ہوا ہون ہلاک

تو جب سے درا و پہ نظر آگئی
رہین آفتین میرے سر پہ نئی

نہ نامہ نہ پیغام نے رسم و راہ
یونہین ہوتی جاتی ہے حالت تباہ

دل و دیدہ سب مدعی ہوگئے
تماشائی مجھ پہ بہت رو گئے

گئی بار جان لب پہ آ پھر گئی
کہان ہے تو ای گل ہوا پھر گئی

یہ حیران ہون صبر آتا نہین
تصور ترا جی سے جاتا نہین

خراش جگر سے ہے چھاتی مین درد
کہ جیسے ہوا جائے ہے رنگ زرد

رہا کرتی ہے داد بیداد یان
دل شب سے گذری ہے فریاد یان

سر رہ تلک آ دیکھ یہ خستہ حال
کہ ہے نقش پا کی طرح پایمال

ترے دور غم مین تو جون کیمیا
سنا ہی کیا نام مہر و وفا

نہ آیا نظر سے ادا سے ولیک
نہ اتنا کہ جاتا رہا جی سے ایک

637

مرا درد پنہان ہے گو آشکار
یہ تجھ سے بیان کر کہ ہون رازدار

کہین دل لگا ہو تو یہ مجھ سے کہہ
کہون اس سے جا کر نہین تو نہ رہ

جہان کو تو بھیجے وہان جاؤن مین
کہے کام جو تو بجا لاؤن مین

جو حور بہشتی بھی ہو تیری یار
کرون مین ملک کی طرح وان گذار

خدا جانے کیا جی مین بات آگئی
کہ میری ہی دلجوئی جی بہا گئی

یہ سنکر جوانِ ز خود رفتہ نے
جگر سوختہ اور دل تفتہ نے

کیا سوز دل کو لبون پر نمود
زبان تاب کھانے لگی جیسے دود

سخن ہونے لاگے نمودار کچھہ
لگا کرنے پیچیدہ گفتار کچھہ

کہ جس سے یہ معنی ہوئے مستفاد
کہ اے غمگسارِ دلِ نامراد

جو دلجوئی میری ہے مد نظر
تو یان ایک محلہ ہے ٹک قصد کر

نہین اوسکو درکار کچھہ جستجو
سرا ایک ترسا کی ہے قبلہ رو

زبانی مری ور یہ جا کے کہہ
کہ احوال سے میرے غافل نہ رہ

ترے واسطے خوب رسوا ہوا
مرے سر پہ ہنگامہ برپا ہوا

تسلی شکیبائی مطلق نہین
ہے اب تاب تنہائی مطلق نہین

رہی جب تلک تن مین تاب و توان
اٹھایا تحمل کا بارِ گران

اگر جلوہ گر ہو وہ محشر خرام
تو معلوم ہے یہ جہان کا قیام
خرامان خرامان جدھر آگئی
قیامت ہے گویا ادھر آگئی

نگہ دار تھی سرخئی چشم کی | طرفدار تھی اپنے ہی خشم کی
شہید اسکی چشمک کی وخستگان | ستانے نگاہونکے دل بستگان
مژہ موجب قتل جمع کثیر | غرض سب تھے یہ ایک ترکش کے تیر
چھپین اسکے غمزے مین کتنی سنان | نمایان ہوئی سب پہ مرگ جہان
جبین کہول دی اس پری زاد نے | کہ چھین مانگی خوبان نوشاد نے
روان اس شب افروز بلور شک شمع | نہین ہے ہی روشن کہ تہی رشک شمع
وہ مردون کو زندہ دوبارا کرے | مسیحا جہان سے کنارا کرے
پری منفعل رنگ رخسار سے | خجل کبک انداز رفتار سے
خضر تشنہ اسکے ہے دیدار کا | مسیحا شہید اسکے بیمار کا
سوا اسکی باتون کی سب باتین ہین | جسے سنکے مردی بہی جی جاتے ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین | مسیحا کی لب یونہین کہنے کو ہین
لب سرخ اسکے وہ گلبرگ تر | چھپین جن مین دندان کی سلک گہر
تبسم مین اسکے وہ برق بہار | دم حرف ہوتے گئے آبدار
دہن غنچۂ ناشگفتہ سے کم | سخن رہرو راہ تنگ عدم
تبسم تنک گر وہ دلکش کرے | تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے

صبا گرد اوڑا دے تنگ وانکی خاک | تو نکلی زمین سے دل چاک چاک
کئی نعرہ کش وان کئی نعرہ زن | کئی خون گرفتہ گئے بے کفن
کئی بیوطن وان سفر کر گئے | سسکتے مین کتنے کئی مر گئے
ہر اک جان ہر شخص ناکام کی | ہوا دار اسکے لب بام کی
پہرون گرد ساقی نشے مین ترے | گلابی ہی منہ کو لگا دی مرے
مجھے مست اسا سیہ دیکے کر | چلیون جون قلم پھر ہی مطلب اوپر
سنا وہ جگر سوز پیغام حبیب | کئی آشنا حرف سے لعل لب
پڑھی ہی اک رباعی نہ کر اعتبار | کہ مضمون جسکا یہ موزون ہے یار
کہ ہجران مین جو بیقراری کرے | سر راہ فریاد وزاری کرے
نہ سوئے دے نالون سی ہمسایہ کو | بہلی مرگ ایسی فرومایہ کو
محبت کی رہ مین یہ پہیلا ہی گام | کہ سر سے گذر جائیے شاد کام
[illegible] الفت [illegible] چمن جبین | اگر پیش آوے دم واپسین
[illegible] عشق مین واماندہ قافلہ
ہے اوسکا وصال

کوئی رہ گیا تھا پیام جوان — جو تو پھر شتابی سے آیا یہان

بیان کر جو کہنا ہو تجھکو شتاب — کہ ہے منتظر غیرت آفتاب

کہا مین نے ای پیرزن کیا کہون — عزادار اس نوجوان کا مین ہون

پیام اوسکا لایا تھا مین اس لیے — کہ وہ بے اجل مرتا ہے ٹک جیے

سو یان سے گیا ایسا لیکر جواب — کہ جس سے نکلتا تھا نار و عتاب

نہ تھی تاب حرف درشت اسکے تئین — گیا غم نے تھا نیم کشتہ وسکو تئین

نہ مشغول یونہین وہ زاری سے تھا — وہ بیتاب بے اختیاری سے تھا

نہ سمجھی یہ رشک پری اسکے تئین — دکھائی دی عشوہ گری اسکو تئین

چڑھا اون نے تیوری اک انداز سے — کہا ہیزہ ہوکے یون ناز سے

کہ جسکو نہو تاب لانے کی تاب — شتابی سے مرتا ہے اوسکا سواب

ہوا سامنے اسکے مین حرف زن — یہ اسکی زبان سے کہا مین سخن

جوان سنتے ہی کر گئے دید ہر نگاہ

یہی ماجرا کہنے آیا ہے

کوئی نالہ بلبل سے ہے یادگار | خزاں اس چمن میں ہے گل کی بہار
کہیں ساقی دے آب گلرنگ کو | کشادہ ہی کر اس دل تنگ کو
گلے لگ کے مینا کے ٹک رویئے | فسانہ بھی آخر ہے اب سویئے

مثنوی مسمی بخواب و خیال

خوشا حال اوسکا جو معدوم ہے | کہ احوال اپنا تو معلوم ہے
رہیں جان غمناک کو کاہشیں | گئیں دل سے نومید سو خواہشیں
زمانے نے رکھا مجھے متصل | پراگندہ روزی پراگندہ دل
گئی کب پریشانی روزگار | رہا میں تو ہم طالع زلف یار
وطن میں نہ اک صبح میں شام کی | نہ پہونچی خبر مجھکو آرام کی
اوٹھاتے ہی سر یہ پڑا اتفاق | کہ دشمن ہوئی ساری اہل وفاق
جلاتے تھے مجھ پر جو اپنا دماغ | دکھانے لگے داغ بالای داغ
ز آوارہ چاہا مجھے | مری بیکسی نے نباہا مجھے
[illegible] تھا | غریبی نے اک عمر کی ہمسری
نہ سے بسر لے گیا

کبھو کف بلب مست رہنے لگا
کبھو سنگ دردست رہنے لگا
کبھو غرق بحر تحیر رہوں
کبھو سر بجیب تفکر رہوں
غلط کار [illegible]

٦٤٢

بڑی فکر جان میرے احباب کو — اوڑا دیوین سب گھر کے اسباب کو

ہوئی پاس کوئی تفاوت سی ہو — سراسیمہ کوئی محبت سے ہو

کوئی فرط اندوہ سے گریناک — گریبان کسو کا مرے غم سے چاک

جو دیکھون تو آنکھون سے لوہو بہے — نہ دیکھون تو جی پر قیامت رہے

کہے چشم بندی کو بہار غیر — ولے منزل دل مین اس مہ کی سیر

وہی جلوہ ہر آن کے ساتھہ تھا — تصور مرے جان کے ساتھہ تھا

اگر ہوش مین ہون وگر بیخبر — وہ صورت رہی میری پیش نظر

اسے دیکھون جیدہر کرون مین نگہ — وہی ایک صورت ہزارون جگہ

نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز — مژہ آفت روزگار دراز

عجب رنگ پر سطح رخسار کا — نگر تھا وہ آئینہ گلزار کا

جو آنکہہ اوسکی بہی سے جا کر لڑی — دم تیغ پر راہ چلنے پڑی

مکان کنج لب خواہش جان کا — ہمسر ...

دہن دیکھکر کچھہ نہ کہئے کہ آہ

سزاے نگاہ ...

کہ جو ما کرون بید مجنون کی طرز
رہے یاد اوس سرو موزون کی طرز

رہون زرد مین گاہ بیمار سا
پریشان سخن گہ پہ بیدار سا

پری خوان کو لا کوئی افسون پڑہے
کسو سے کوئی جا کے تعویذ لاے

طبیبون کو آخر دکہایا مجھے
نہ پہنچا جو کچہ تہا پلایا مجھے

دوا جو لکہی سو خلاف مزاج
کہیجا اس خرابے کو کار علاج

کہ سر رشتہ تدبیر کا گم ہوا
دل اوپر ہجوم توہم ہوا

درون خود بخود بیحواسی رہے
پریشان دلی اور اوداسی رہی

کرون بیکلی جاؤن تا ہر کہین
نہ گہر مین لگے جی نہ باہر کہین

قیامت جنون کا رہے سر مین شور
کہیجا جاے دل کوہ و صحرا کی اور

رہے شوق سر در گریبان دل
ہوا کہینچے صحرا کو دامان دل

سر آشفتہ زلف گرہ گیر کا
قدم حلقہ در گوش زنجیر کا

جنون آہ در پے ہوا جان کے
مجوز ہوئے یار زندان کے

کہ بند اک کوٹھری مین مجھے
کہ آتش جنون کی لگی وان بجھے

لب نان اک یار دینے لگے
دم آب دشوار دینے لگے

کہان علم کسب فرصت نہ آم
ہوا کا ہی وان گشت وزن گیو

٦٤٢

جفا ضعف سے تجکو کیا کیا نہ تھی — اقامت گئی یون کہ گویا نہ تھی

پس از چند آنکھیں ٹھہرنے لگین — نگاہین بہی کچہہ کام کرنے لگین

بند ہا ناتوانی کا رخت سفر — کیا طاقت رفتہ نے منہ ادہر

گئے تہا مری زندگانی کا دہیان — ولیکن نہایت تہا مین سخت جان

لگی جان سی آنے اعضا کے بیچ — کوئی روز رہنا تہا دنیا کے بیچ

ہیرا ناتوان مین بہت درد سے — کہ نزدیک تہا عالم گور سے

غلط کاری وہم کچہہ کم ہوئی — وہ صحبت جو رہتی تھی برہم ہوئی

وہ صورت کا تہا وہم دیوانگی — لگی کرنے در پردہ بیگانگی

پس از دیر آنکھوں مین آنے لگے — نہ دو دو پہر منہ لگانے لگے

تدیکھے مری اور اس پیار سے — غریبانہ سر مارے دیوار سے

کہین تک تسلی کہین بیقرار — کہین شوق سے میری بے اختیار

کہین واسطے میری روتی ہی خون — کہین دست زیر زنخ ہی ستون

کہین دلکو اپنے دکہاوی مجھے — مری بیوفائی جتاوے مجھے

کہین دست بر دل وہ رشک قمر — کہین حسرت آلودہ مجھ پر نظر

کہین بیدماغانہ سرگرم ناز — کہین آتش شوق سے جانگداز